لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝

ریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ

محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ وا ڈیٹر اخبار وطن
ریخ خاندان عثمانیہ وغیرہ نے مسٹر میکنس سیاح مراکو کی تازہ تصنیف
ب اور مولانا احمد مراکو کے زندہ نامور مورخ کی عربی تاریخ سے ابناء ملک کے استفادہ
و آگاہی کے لیئے تالیف کیا

تین حصّوں میں

حصہ اوّل

بار دوم

سنہ ۱۹۰۸ء مطابق سنہ ۱۳۲۶ھ

میں

ید لاهور میں باهتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع اور حمید یہ ایجنسی لاهور کی
طرف سی شایع هوئی

قیمت فی حصہ ایک روپیہ پانچ آنے عہ/۵

عرض حال

[illegible]۳۵ھ

محترم ناظرین - گو یہ کتاب بھی تاریخ اور اسلامی تاریخ سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن اس کا مبحث آپ میری پہلی تالیفات سے بالکل جداگانہ پائیں گے۔ وہ کلہم زیادہ تر سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کے حالات اور اُسکے بیدار بخت فرمانروائے سلطان عبدالحمید کے اوصاف و محاسن جمیلہ کے متعلق ہیں۔ باقی اسلامی دنیا کا اگر ذکر آیا ہے تو بالاجمال اور یہ ایک اور اسلامی حکومت سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک اور امر میں بھی ان تالیفات سے نیازمند مؤلف کے نزدیک نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔ ان کتابوں کی تالیف کا ارادہ کرتے وقت میرے دل کی جو کیفیت ہوتی تھی۔ وہ رنج اور مسرت دونوں پر محیط ہوتی تھی۔ کیونکہ میں دیکھتا تھا۔ کہ اگرچہ میرے ہموطن اس مقتدرترین اسلامی سلطنت کے حالات سے ویسے واقف نہیں۔ جیسا کہ اُن کو ہونا چاہئیے۔ تاہم ان حالات کے معلوم کرنے کا دلی شوق رکھتے ہیں۔ اسی طرح گو اردو زبان کا لٹریچر اس مضمون کی تالیفات سے تقریباً خالی ہے لیکن بالکل خالی نہیں۔ زیادہ نہ سہی۔ دو چار چھوٹی بڑی کتابیں تو پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ اور سب سے بڑی وجہ اس جامع الاضداد کیفیت کی یہ تھی۔ کہ اگر ایک طرف مجھے عثمانیہ سلطنت کی سابقہ عظمت اور چند برس ماقبل کے کامل انحطاط کو یاد کرکے دلی رنج ہوتا تھا۔ تو ویسے ہی موجودہ فرمانروا کے ظلِ حمایت میں اُسکے بتدریج پھر پہلی جیسی سطوت و جبروت حاصل کرتے چلے جانے کے واقعات قلمبند کر دینے سے سچی خوشی بھی حاصل ہوتی رہتی تھی۔

اسکے برعکس تاریخ مراکو کو شروع کرتے وقت تاسف و افسوس کے سوا خوشی نام کو نہ پائی جاتی تھی۔ میں دیکھتا تھا کہ اگرچہ براعظم افریقہ کے کروڑوں میل مربع رقبہ میں اب صرف یہی ایک آزاد اسلامی سلطنت رہ گئی ہے۔ اس کے وجود کو بھی ایسی بُری طرح سے فراموش کر دیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں میں جغرافیہ پڑھنے والے طلباء کی جماعت سے باہر چھ ہزار مسلمانوں کو بھی اس کا نام معلوم نہیں۔ اور ان چھ ہزار میں سے چھ کو بھی کبھی بھولے سے اُس کا خیال تک نہیں گذرا۔ خود سلطنت کی میں یہ حالت

معائنہ کرتا تھا کہ اگر غفلت و لاپرواہی کا یہی عالم رہا۔ تو اس کی آزادی بھی اگر ماند شبِ ماند۔ شب
دیگرے ماند۔ جلد مصر۔ تونس۔ الجزائر۔ اندلسیہ وسوڈان وغیرہ کی طرح ایام گذشتہ کی کہانی ہو جائیگی
میں ایک طرف یہ گوارا نہیں کرسکتا تھا۔ کہ ابنائے وطن کو بدستور اس عظیم اسلامی ملک کے حالات
سے بیخبر رہنے دوں۔ اور دوسری طرف ملک کی عام بے رغبتی اور یہی لاعلمی اُس کے متعلق کسی کتاب
کے تالیف کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اِس معمہ کو شروع شروع میں میں نے اخبارات میں مراکو
کے متعلق مضامین شائع کرنے سے حل کرنے کی کوشش کی۔ مگر میں چند ہی مضامین لکھنے
پایا تھا۔ کہ ایک واقعہ نے اِس تذبذب کا فیصلہ کر دیا۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں مَیں نے سلطنت مراکو کے
متعلق ایک تازہ انگریزی تالیف کا اشتہار دیکھا۔ اُسے فوراً خرید ا۔ اور جب اس کے خاتمہ پر ان کتابوں
کی فہرست جو اور زبانوں میں اس اسلامی سلطنت پر لکھی جا چکی ہیں۔ دیکھی۔ اور اُنہیں فقط انگریزی
زبان کی دہائیوں سے زیادہ کتابیں پائیں۔ تو سخت صدمہ پہنچا۔ اور حمیت اور غیرت نے گوارا نہ کیا۔ کہ
مسیحی یورپ کی ہر ایک زبان میں تو اس قدر کتابیں موجود ہیں۔ اور اس زبان میں جسے چھ کروڑ
انسان اور نو کروڑ سے زیادہ ہموطن بولتے اور پڑھتے ہوں۔ ایسی سلطنت پر جو تیرہ سو برس سے
سرزمین مغرب میں کل دنیا کے مقابلہ پر اسلام کی عزت قائم رکھے ہوئے ہے ایک کتاب بھی
موجود نہ ہو۔ یہ امر اردو علم ادب کے لئے کچھ کم دھبہ اور مسلمانانِ ہندوستان کے لئے کچھ کم شرم
کا موجب نہ تھا۔ میں نے اسی وقت ملک کی بیشوقی و بے رغبتی اور مفید لٹریچر و تالیفات کی عام
ناقدردانی کے خیالات کو بالائے طاق رکھکر اس کتاب کو شروع کر دیا۔

میں نے پہلے صرف مسٹر میکنس کی تاریخ کا ترجمہ شروع کیا۔ مگر چند اوراق ترجمہ کئے تھے۔ کہ طبیعت
نے ایک خاص اسلامی تاریخ کے لئے محض ایک اجنبی کی کتاب کو ماخذ بنانا پسند نہ کیا۔ اسی اجنبی کی
طفیل مجھے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ مراکش کی تاریخ پر متعدد عربی کتابیں بھی موجود ہیں۔ میں نے اُن کو
بلاتوقف مصر سے منگوا لیا۔ اور حسب ضرورت اُن سے بھی جن میں خاص طور پر قابل ذکر مولانا احمد
کی تاریخ ہے۔ اس کتاب کی تدوین میں مدد لی۔ پس اِس کتاب کو مسٹر میکنس کی کتاب کا پورا ترجمہ

لہ ان میں سے اکثر کتاب ترکوں کی موجودہ حالت اور اسلامی دنیا کے فوٹو میں درج ہیں۔

اور چند عربی تاریخوں کا خلاصہ سمجھنا چاہئیے۔ مراکش کی ہیئت اور اسلامی لحاظ سے حقیقی و
ناظرین کو اس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ اسلام کی ابتدائی فتوحات میں ایران اور شام و عراق
سوا صرف یہی ایک ملک ایسا ہے۔ جو عیسائیوں کی لگاتار کوششوں کے بعد مسلسل مسلمانو
قبضہ میں چلا آیا ہے۔ حالانکہ وہ باقی تمام اسلامی ممالک سے بالکل جدا ہو گیا ہے۔ اور چاروں طرف اس
کے مخالفوں سے گھرا ہوا ہے۔

حسن اتفاق سے یہ کتاب ایسے وقت شائع ہوتی ہے جبکہ اخبارات میں فرانس کے اعتصار
سلطان مراکو کی طرف سے انگلستان۔ فرانس اور جرمنی کو خاص سفارتیں جانیکی طفیل اس کا
عام چرچا ہو رہا ہے۔ اور کم از کم ملک کا اخبار خواں حصہ اُسکے نام سے محض نا آشنا نہیں رہ گ
صورت میں یہ توقع رکھنا غالباً غلط نہ ہوگا۔ کہ ابنائے ملک مراکو کی کسی تاریخ سے اب ایسے
نہ پائے جائینگے۔ جیسے کہ ایک سال پہلے اُنکی نسبت امید کیجاتی تھی۔ بہرحال میں نے اپنا
کر دیا ہے۔ اُس کی قدر کرنا یا نہ کرنا ابنائے وطن اور محبان قوم کا کام ہے۔ والسلام۔
من اتبع الھدیٰ +

المشتہر

بندہ **محمد انشاء اللہ** عفی عنہ اڈیٹر اخبار وطن لاہور

(دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور) ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۱ء

طبع دوم ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ سلطنت مغرب الاقصیٰ

دیباچہ مسٹر بجٹ میکنس مصنف مورش ایمپائیر وغیرہ

یہ تجویز ایک سے زیادہ مرتبہ اخباری دُنیا مین پیش ہوچکی ہے۔ کہ نئی کتاب پر ایک ریویو خود اس کے مصنف کی قلم سے بہی ہونا چاہیئے۔ لیکن میرے خیال مین یہ استحقاق مصنف کو ایک حد تک دیباچہ کی صورت مین ہمیشہ سے حاصل رہا ہے۔ اس مین وہ اپنے مقصد وصول کے اظہار کے ساتھہ ہی یہ بہی ظاہر کرسکتا ہے کہ وہ اپنے ختم شدہ کام سے کہان تک مطمئن یا غیر مطمئن ہے۔

جن صفحات کی یہ سطرین دیباچہ ہین وہ اس کوشش کا نتیجہ ہے جو مین نے "مورون" یعنی اہالی مغرب الاقصےٰ کی موجودہ حالت کو نسبتًا اچھی طرح سمجھہ سکنے کی غرض سے اُن کے گذشتہ حالات و واقعات سے واقف و باخبر ہونے کے لیئے کی۔ شروع مین میرا ارادہ تہا۔ کہ مورون کے متعلق جو کچھہ مین لکھنا چاہتا ہون اوسے ایک ہی جامع کتاب مین تحریر کرون اور اس کتاب کے مضمون کو اس کا ایک حصّہ بناؤن۔ بنابرین مین نے اسے حتی الامکان نہایت ہی اختصار سے قلمبند کیا۔ اور تمام ایسے واقعات کو جو نفس مطلب کے لیئے ضروری نہ تہے نظر انداز کر دیا۔ اختصار کی ایک اور بہی زبردست وجہہ تہی۔ اس زمانہ مین لوگون کی مصروفیت اور مشاغل اسقدر بڑہ گئے ہین کہ ضخیم کتابون کے پڑہنے کی بہت کم فرصت

نکال سکتے ہین - اور وہ بیفایدہ تفصیل اور غیر ضروری تشریح و توضیح سے اُکتا جاتے ہین - پس مین نے کہانی کو لمبا کرنے کے لیئے ایک لفظ بہی بلاضرورت ایزاد کرنے کی بجائے ایسے اختصار سے کام لیا ہے - کہ عموماً ایک مختصر سا عنوان کل فصل کے مدعا کو اور چند سطرین ایسی رائے کو ظاہر کر رہی ہین جو بیشمار کتابون کا نچوڑ ہے - اس اختصار کے ساتہہ ہی اول سے آخر تک میری یہ کوشش رہی ہے - کہ مین کتاب کو عام مرغوب پیرایہ مین متلاشیان علم کے روبرو پیش کرون - اور اس مین صحت و درستی کو مدنظر رکہہ کر اسقدر تفصیل سے کام لون - جو مضمون کو خشک اور بیمزہ ہونے سے محفوظ رکھے اور پڑہنے والے کی طبیعت مطمئن ہو جائے - اس متضاد کوشش کیوجہ سے میرا کام جسقدر کٹھن ہو گیا - اوسکا اندازہ باسانی ہو سکتا ہے -

جو ناظرین شستہ و رفتہ عبارت وانشا پردازی یا ایک مسلسل داستان کا لطف اوٹہانیکے شایق ہین وہ میری کتاب کو یقیناً اپنے مذاق کی نہین پائین گے - اونکی خدمت مین اپنی تصنیف کی بیشمار کمیون اور فروگذاشتون کے لیئے مین یہی عذر پیش کر سکتا ہون کہ یہ مضمون انگریزی لٹریچر مین تقریباً نیا ہے - اور کہ کسی اور زبان مین بہی ایسی جامعیت کے ساتہہ بحث نہین کی گئی - جیسے مین نے مدنظر رکھا ہے - مزید بران اعلے نازک خیالی اور شاعرانہ سلاست و روانی مورخ کا معراج نہین ہے - اوس کا معراج یہ ہے - ہر وقت امر واقع کو پیش نظر رکہے - حقیقت واقعہ کے سوا کسی اور چیز کیطرف بہولے سے بہی مایل نہ ہو - اوس مین یہ قابلیت ہو کہ متضاد شہادتون اور راویون مین سچے اور جہوٹے کی تمیز کر سکے - اپنی زور قلم سے مردون کو ان بڑے بڑے واقعات کے تذکرہ کیوقت جن مین اونہون نے اپنی اپنی باری مین حصہ لیا تہا - زندہ کر دکھانے اور اسطرح سے گذشتہ و حال کو ایک جگہہ کھڑا کر دکھلانے کی طاقت رکہتا ہو - شاید مجھ پر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایسے مضمون پر جو یوروپین اغراض و مصالح سے بہت ہی دور کا تعلق رکہتا ہے - مبصرانہ غور و فکر کی تکلیف اوٹہانا فضول تہا - اس کے جواب مین مین یہی عرض کر سکتا ہون - کہ اہالی مغرب کی سرگذشت کا مطالعہ محض جغرافی یا علم نوع البشری کے لحاظ سے ہی وقیع نہین اس سے بدرجہا زیادہ اہم ہے - نسل انسانی کی داستان مین اُن کی سرگذشت

ایک معقول حصّہ رکہتی ہے - اور اوس کے واقعات سے حضرت انسان کی فطرت کے مطالعہ مین خاصی مدد ملتی ہے - چنانچہ مین نے اون واقعات کو جن پر سلطنت مراکش کا تاریخی دفتر مشتمل ہے - زیادہ تر دنیا کی تاریخ عامہ کی خدمت و اضافہ کے لیئے جمع اور مرتب کیا ہے - جو اقوام ہم سے قریب کا تعلق رکہتی ہین - اونپر لکہنے والے بیشمار موجود ہین حالانکہ اس زمین پر مکرر در مکرر قلم رانی ہو چکی ہے - مین نے بے خبر زمین کو اس کام کے لیئے پسند کیا ہے - اسپر ہی تالیہ انکی ضرورت تہی اور یہ کام پہلے سے کم وقیع نہین چنانچہ مجہ سے گذشتہ وموجودہ × اہالی مغرب کی نسبت [۱] اپنی قوم کے سرمایۂ علم و آگاہی کو بڑہانے کے لیئے سالہائے دراز تک اس یقین نے مسلسل اور پوری سرگرمی و توجہ سے محنت کرائی ہے - کہ جو خدمت مین اس میدان مین کرونگا - وہ کسی ایسی خدمت سے بدرجہا زیادہ مفید ہوگی - جو مین کسی عام مستعمل اور مصنفین کے عرصہ سے تختہ مشق چلے آتے مضمون کے متعلق خواہ کیسے ہی کسی نئے پیرایہ مین کیون نہ کرون گو مین ساتہہ ہی یہ بہی جانتا تہا کہ آخر الذکر خدمت عام پسند اور بنابرین مالی لحاظ سے مجھے زیادہ منفعت بخش ہوگی -

جن اصولون کو مدنظر رکہہ کر آرنلڈ [۲] نے کتاب تہوسی ڈائڈز [۳] کو مرتب کیا تہا - وہی مین نے پیش نظر رکہے ہین - صاحب ممدوح اس کی جلد سوم کے دیباچہ مین بصفحہ ۲۲ لکہتے ہین " یہ کتاب اس غرض سے نہین لکہی گئی کہ ایام سلف اور از یاد رفتہ آئین وقوانین اور فراموش شدہ رسوم وعوائد کے متعلق فضول و بے نتیجہ تلاش وجستجو کی جائے - بلکہ موجودہ اشیاء کی زندہ تصویر ملک کے سامنے پیش کرنے کے لیئے بنا برین عمل سے محترز رہکر محض علم مین لگے رہنے والون کی کرید اور تجسس کو اس سے ویسی سیری نہین ہوگی جیسی کہ مدبر اور عملی مذاق کے دنیا دارون کو اوس سے آگاہی و ہدایت حاصل ہوگی " مین امید کرتا ہون - مین نے ایک ایسا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے - جس سے بیشمار مضامین کے شائق اطمینان بخش حد تک مستفید ہو سکین گے - مدت سے فراموش

[۱] یہی ریمارک مصنف کی باقی دونون متعلقہ کتب " اہالی مغرب " اور " ارض مغرب " پر بعینہ صادق آتے ہین : - میکنس - ۱۲

Arnold Thucydides 1905

ہوگئے ہوئے واقعات وحالات کے دستیاب ہونے پر مورخ کو جو بیحد خوشی ہوتی
ہے۔ اوس کا اندازہ ناظرین کبھی نہین کرسکتے۔ نہ اس خوشی مین مصنف کے ساتھہ اُنکی
بھی شریک ہونیکی مین توقع کرسکتا ہون۔ مجھے ایسے موقعون پر ویسی ہی خوشی ہوتی
جیسی کہ متلاشی معادن کو سونے یا الماس کی کان ملجانے پر ہوتی ہے۔ اور ناظرین کی
خوشی زیادہ سے زیادہ صرف اس قسم کی ہوسکتی ہے۔ جیسی کہ کسی متمول کے وارث کو
ورثہ ملنے پر۔ بہرحال اگر ناظرین نے میری اس خدمت کو ایسے طریق سے استعمال کیا
جو مراکو کے حق مین فایدہ بخش ہو تو مین اونکو بڑی خوشی سے لبیک کہتا ہون۔ اور سمجھہ
لونگا کہ مجھے اپنی برسون کی محنت کا کافی ثمرہ وصلہ مل گیا ہے +

اہالی مغرب کے خیالات ومذاق اور اصول اونکی قومی زندگی پر جو اثر پیدا کرتے
ہین۔ وہ صرف اسی صورت مین اجنبی لوگون پر ظاہر ہوسکتے ہین۔ جب کہ ان اثرات
کو من حیث المجموع اور مدت مدید کے گذشتہ واقعات ومناظر کی خوردبین مین
بڑھا بڑھا کر دیکھا جائے۔ اور پھر صرف اسی طریق سے وہ اثر جو افراد پر ہوتا ہے
بدرستی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس غرض کے لیئے ملک وقوم کی داخلی تاریخ جسے خود اہالی
ملک نے قلمبند کیا ہو بیش از بیش اہمیت رکھتی ہے۔ الزیانی کی تاریخ کے مترجم ماسیو
ہوداس نے تمہید مین بالکل درست لکھا ہے۔ اوسکا بیان ہے کہ "معتقدان اسلام کی
معاشرتی حالت ہماری معاشرت سے ایسی مختلف ہے کہ ہمکو ہمیشہ اُن واقعات کی قدر و
منزلت کا درست اندازہ کرنے مین جو اسلامی سرزمین مین واقعہ ہون کسی قدر دقت
پیش آتی ہے۔ مزید برآن بمقتضائے فطرت ہمارا طبعی میلان اس طرف ہوتا ہے
کہ ہم اونکی پرائیویٹ واندرونی۔ داخلی تاریخ کے متعلقات کو بخوشی نظرانداز کرکے
اپنی کل توجہ اونکی بیرونی وخارجی تاریخ پر مبذول رکھتے ہین۔ کیونکہ وہ ہماری نظرون
مین زیادہ وقعت اور دلچسپی رکھتی ہے" گذشتہ خارجیہ تعلقات کی واقفیت خواہ
کیسی مفید کیون نہ ہو ہماری اس پالیسی سے بڑھکر کوئی پالیسی کوتاہ نظر نہین ہوسکتی
کیونکہ اقوام یا افراد کی معاشرت اور خانگی زندگی کی نہایت ہی روکھی پھیکی جزئی
تفصیل بھی بہت دلچسپ ہوجاتی ہے۔ جب کہ اوسے قومی کیریکٹر وخصایص و
میلانات کا مظہر آئینہ سمجھ کر پڑھا جائے۔ اس کتاب کے متعلق یہ امر بہت دل

شکنی کا باعث ہوا ہے۔ کہ ملکی مورخون نے اس معاملہ پر کہ مختلف ازمنہ و عہد مین قوم کی حالت کیا تھی۔ اتنا تھوڑا لکھا ہے۔ جو نہ لکھنے کے برابر سمجھا جا سکتا ہے۔ مین نے ان خفیف جھلکون سے جو ملکی تصنیفات مین شاذ و نادر اس مسئلہ کے متعلق پائی جاتی ہین۔ حتی الامکان فائدہ اوٹھایا ہے۔ لیکن سقدر مصالحہ مجھے نہین مل سکا کہ سوائے موجودہ زمانہ کے کسی اور زمانہ کی قومی زندگی اور طرز معاشرت کی پوری پوری تصویر دکھا سکون۔ تاہم اس کمی کو کچھہ زیادہ اہم نہین سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ جسقدر شہادتین ہر قسم کے ذرائع سے مل سکتی ہین۔ اون سب سے یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ گذشتہ ایک ہزار برس کے زمانہ مین مراکو مین کوئی ویسے تغیر و انقلاب جنھون نے یورپ کی معاشرت اور قومی زندگی مین زمین و آسمان کا فرق پیدا کر دیا ہے۔ ظہور مین نہین آئے۔

ابتدائی یورپین مصنفین مین سے اکثر نے مراکو کی موجودہ تاریخ کے بعض معاملات سے حیرت انگیز واقفیت ظاہر کرنے کے دوش بدوش جو سخت فاش غلطیان کی ہین۔ اور اونکی تحریر مین ہمدردانہ دلچسپی کا شائبہ تک نہین پایا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے راوی عموماً عیسائی غلام یا عیسائی نومسلم تھے۔ ان دونون جماعتون کے دلون مین مسلمانون کی طرف سے سخت بغض و کدورت اور کینہ و رنج کا ہونا صاف ظاہر ہے۔ اور ساتھہ ہی یہ امر کہ ملک کے اصلی حالات اور باشندون کی بود و باش و عادات کا جسقدر اونکو علم تھا۔ اس قدر کسی متوسط قابلیت کے موجودہ یورپین باشندہ مقیم مراکو کو نہین ہو سکتا۔ نہ جسقدر ان لوگون نے ان حالات کے متعلق تحریر کیا ہے۔ اس قدر کوئی موجودہ یورپین تحریر کر سکتا ہے۔ جو کچھہ مقامی اخبارات مین درج ہوتا ہے۔ اوس سے بڑھکر اوسے کچھہ خبر نہین ہوتی۔ کہ ملک یا شہر مین کیا ہو رہا ہے۔ اور پھر یہ اخبار بھی ابھی حال ہی مین جاری ہوئی ہین۔ چند برس پیشتر ان کا بھی کوئی وجود نہ تھا برعکس ازین وہ غلام یا نومسلم مسلمان خاندانون مین دیگر افراد کی طرح ملے جلے رہتے تھے۔ اور انکی بھی وہی طرز معاشرت اور بود و باش ہو گئی تھی۔ جو اصلی باشندون کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسوقت کا بہترین باخبر بھی مراکو کی نسبت اسقدر

علم نہین رکہتا جسقدر کہ دو سو برس ہوئے غلامون کو اوس کے متعلق تھا۔ علوم و تواریخ مشرقی کا جو شایق کافی وقت و مہلت مطالعہ اور خود تاریخ کے لیئے رکہتا ہو۔ اوسے مین یہی مشورہ دونگا کہ وہ براہ راست ان تاریخون سے استفادہ کرے۔ جن سے مین نے مضامین اور واقعات کہلے دل[سلہ] سے اخذ کیے ہین۔ اور تقریبًا ہر موقعہ پر مشکوری تمام اونکا حوالہ بہی دیدیا ہے۔ خاص مین اون عربی تواریخون کی سفارش کرتا ہون۔ جن کا مین ازحد ممنون ہو اور ڈی سلین۔ گیان گوس۔ بامی آر۔ ہوڈاس۔ فگنان۔ جونس۔ اور دیگر اشخ نے اونکا یورپین زبانون مین ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب مین نے ایسے لوگون۔ لیئے نہین لکہی۔ بلکہ زیادہ تر کوئی دلچسپی نہ رکہنے والی پبلک کے سامنے اصل و مآخذون سے استنباط کرکے ایسا تذکرہ پیش کرنے کی غرض سے لکہی ہے جو دلچ پیدا کردینے کے لیئے کافی مختصر اور ساتہہ ہی کافی درخشندہ و فرحت بخش بہی ہو۔ اور نیز جو سلطنت مراکش کی بناء عروج و ترقی اور موجودہ حالت کی صحیح تصویر دکہلا کر پبلک مذکور کو اس سلطنت کے کیریکٹر اور طبعی میلان او فطرت کا اندازہ کرنے کے قابل بنادے۔

علم تاریخ کے مبصرون کی خدمت مین میری التماس ہے۔ کہ وہ اس کے مطالعہ کے وقت اس امر کو فراموش نہ فرمائین کہ چونکہ مین نے اس کو خشک اور روکھے پہیکے واقعات کے علم کا ذخیرہ بڑہانے کی بجائے زیادہ تر اہالی کی بسنبت اپنی قوم کی معلومات کو بڑہانے کی غرض سے تدوین کیا ہے۔ مین۔ جدید طریق تاریخ نویسی پر عمل نہ کرکے ہر حوالہ پر مبصرانہ رائے ظاہر نہین کی۔ نے اس طریق کو پسند کیا ہے کہ معقول و ممکن احتیاط و انتخاب سے کام لیکر مختلف راویون کے بیانات بجنسہٖ بلا رائے درج کرتے رہکر بحیثیت معتبر شاہدان او کی قدر و منزلت کے متعلق اپنی رائے دوسرے موقعہ پر ظاہر کردی ہے۔ اس

سلہ اس کتاب مین مین نے ۱۱۷۵ موقعون پر حوالہ دیئے ہین۔ اور اس تیسرے حصہ مین ۲۴۳ کتابون کا تبصرہ لکھا ہے۔ میکنس ۱۲

ول کو مین نے ملکی راویون کے متعلق بالخصوص بڑے التزام سے مدنظر رکھا ہے
نکہ ان سے تاریخون کے متعلق گو بعض اوقات فاش غلطیان ہو گئی ہین۔ اور
سی طرح کبھی کبھی انہون نے بعض کے کارنامون کے مبالغہ آمیز حالات کو صحیح تسلیم
رکے قلم بند کر دیا ہے۔ تاہم قومی سپرٹ اور عوائد و خصوصیات قومی کے ادراک
و اظہار مین اول تو اون سے مطلقاً غلطی نہین ہوئی۔ اور اگر ہوئی بھی ہے تو بہت
ہی شاذ و نادر۔ اگر میرے اصول کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو ظاہر ہو جائے گا۔
کہ بسا اوقات جذبات و احساسات قلبی کے اظہار یا خوشنما پیرایہ بیان مین روکھے
پھیکے واقعات کے کمال صحیح مگر خشک و بیمزہ تذکرہ کی نسبت زیادہ صداقت بھری
ہوتی ہے۔ اور بنا برین انسانی فطرت کے مطالعہ کرنیوالے کی نگاہون مین اول
الذکر کی بہت ہی زیادہ وقعت ہوتی ہے۔

اس کتاب مین از اول تا آخر مین نے ہر داستان بڑے بڑے تاریخی
واقعات سے جن کا علم ناظرین کے ذہن مین بالضرور پہلے سے موجود ہوگا۔ شروع
کی ہے۔ اسلامی سنین سے چونکہ بجز اون کے جو اسلامی تاریخ کا خاص طور پر مطالعہ کرتے
رہے ہین۔ اور لوگون کو کچھہ بھی مس نہین۔ مین نے سنہ ہجری کو یک قلم نظر انداز
کر دیا ہے۔ عربی مورخین نے قمری سنین لکھے ہین۔ جن کی شمسی سال سے بالکل درست
مطابقت دکھانے کے لیئے مہینون کا لکھنا بھی ضروری تھا۔ لیکن جس قسم کی یہ کتاب
ہے اوس مین سخت احتیاط کی احتیاج نہین۔ اور نہ اس مین کسی شاذ و نادر
خفیف تفاوت و اختلاف کا وجود چندان قابل گرفت ہے +

تاریخون کے اندراج مین مین نے ملکی مورخین کی تقلید کی ہے۔ اور اونکو
باحتیاط مطابق و مقابلہ کر کے لکھا ہے۔ سلطنت مراکو کے سلاطین کی فہرست مرتب
اور ان کے عہد حکومت کی درست تاریخین تعین کرنے مین زیادہ تر ان بواعث
سے دقت لاحق ہوتی ہے۔ کہ ایک تو ملکی تواریخون مین متضاد بیان مندرج ہین
بعض اوقات مورخون نے اون رقیبون کے متعلق جن کی اونکو طرفداری منظور
تھی مختلف بیان تحریر کیئے ہین۔ دوم کئی بار ایسا ہو چکا ہے کہ ایک ہی وقت
ملک کے مختلف حصون مین دو یا دو سے زیادہ حکمران رہے۔ سوم کئی دفعہ ایسا

ہوا ہے کہ ایک حکمران کی بادشاہی پہلے ملک کے ایک حصہ مین رہی - اور دوسرے حصہ مین بعدازان ہوئی - لیکن اون کے ازمنہ کا تخمینی اندازہ وعلم تمام عملی مقاصد کے لیئے کافی ہے - جدول منسلکہ مین کئی دیگر سلطنتون کے دوش بدوش مین نے سلطنت مراکو کے مختلف ازمنہ دکہانے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے - اس سے امید ہے کہ ناظرین کو اپنے ذہن مین مختلف ازمنہ کا چربہ اوتارنے مین بہت آسانی ہوجائے گی - محض اعداد سے اکثر کے ذہن مین کوئی کیفیت نقش نہین ہوتی -

واقعات کی طرح اکثر تصویرین بہی مین نے اون تصانیف سے لی ہین - جو قبل ازین اس مضمون پر لکہی جاچکی ہین - کیونکہ میری خواہش بالکل نئی اور اوریجنل تصنیف کی بجائے ایک جامع و مکمل کتاب پیش کرنے کی تہی - جس تصویر کا ماخذ مجہے معلوم ہوا - مین نے اوسکا ذکر کردیا ہے - اور اس موقعہ پر مین اون تمام اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہون جنکی مرتبہ تصاویر کو مین نے نقل کیا ہے - اکثر اون عکسی تصویرون کی نقل ہین - جو میرے احباب نے خاص طور پر اپنی کتابون کے لیئے اوتاری تہین - ہر تصویر ایک خاص غرض و غایت کو مدنظر رکہکر منتخب کی گئی ہے - اس کتاب مین جو چہوٹا سا نقشہ دیا گیا ہے - وہ اسکی نسبتاً زیادہ بڑے اور زیادہ مکمل نقشہ سے جو کتاب ارض مغرب کے لیئے خاص طور پر بنایا گیا ہے - تیار کیا گیا ہے

بالآخر مین دیگر شائقین علم کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ اگر انہین بہی واقعات یا اعداد کے متعلق کہین مجہہ سے اختلاف ہو - تو مین بہی مشرقی مصنفین کی طرح اس مقولہ کو اپنی پناہ بناؤن گا کہ واللہ اعلم بالصواب - صرف خدا ہی کو حقیقت و حق الامر کا علم ہے -

مین اپنے ناظرین سے صرف ایک التدعا کرتا ہون کہ اگر وہ کوئی سہو یا فروگذشت دیکہین تو مجہے اس سے مطلع کرکے ممنون فرماوین - اگر اس کتاب کے لندن پبلشر کی معرفت مجہے خط بہیجا جاوے تو وہ مجہہ کو مل جاوے گا -

از مقام المنار ضلع ہمپسٹیڈ

بعض مقامات کے اصلی اور انگریزی نام

اصلی نام	انگریزی نام	اصلی نام	انگریزی نام
صفی	سفی	الجزائر	الجیرز
الجزیرہ	الجیراسس	فاس	فیز
حجرات نکور	الحوسیماس	جنائر رفران	زفارینیز
ملیلیہ	ملیلا	مکناس	میکوانز
رباط	رباط	سبط	سیوٹا
سلا	سالی	تلمسان	تلمسن
طنجہ	ٹانجیر	طیطوان	ٹیٹوان
تونس	ٹیونس	....	....

تاریخ سلطنت مراکش

حصہ اول

اندرونی نشو نما

فہرست مضامین

[1] ارض مغرب کا پورا نام۔ مؤلف ۱۲

فصل	مضمون	زمانہ
۲	اسلامی فوج کشیان	سنہ ٦٩٠ع سے سنہ ٧٨٨ع تک
۳	سلطنت کی بنا - (عہد ادریسیان)	سنہ ٧٨٨ع سے سنہ ١٠٦١ع تک
۴	سلطنت کا استحکام و اجتماع (زمانہ مرابطیان)	سنہ ١٠٦١ع سے سنہ ١١٤٩ع تک
۵	توسیع سلطنت (زمانہ موحدین)	سنہ ١١٤٩ع سے سنہ ١٢٦٩ع تک
٦	حدود سلطنت کا سمٹنا (زمانہ بنی مرین)	سنہ ١٢٦٩ع سے سنہ ١٥٢٤ع تک
۷	سلطنت کی بےجیع حرکتی (زمانہ بنی سعد)	سنہ ١٥٢٤ع سے سنہ ١٦٥٩ع تک
۸	سلطنت کا منظہر (مولانا اسمٰعیل بنی فلالی کا ابتدائی زمانہ)	سنہ ١٦٥٩ع سے سنہ ١٧٢٧ع تک
۹	موجودہ سلطنت (بنی فلالی کا زمانہ مابعد)	سنہ ١٧٢٧ع سے سنہ ١٨٩٤ع تک
۱۰	طرز حکومت و طریق گورنمنٹ	
۱۱	موجودہ نظم و نسق اور وزارت	

سلطنت مراکش

فصل اوّل - ماری ٹینیا - (از سنہ ۵ قبل مسیح تا سنہ ٦٩٠ع)

قدیم تذکرون اور قدیم ماری ٹینیا[۱] کے متعلق جسقدر تذکرے اور نوشتے موجود ہین تواریخ کی قلت } وہ بہت کم - مختصر اور غیر تشفی بخش ہین - جو معلومات اس ملک کی نسبت سلف سے ہم تک پہونچی ہے - وہ اول تو عموماً اصل نہین - نقل در نقل ہے دوم باہم ایسی متضاد ہے کہ اوسکی بنیاد پر تاریخ درکنار افسانہ بھی تدوین نہین کیا جا سکتا - قدیم ترین مورخون کو توجہ بالعموم قصہ کہانیون اور فرضی داستانون

[۱] مصنف انگریزی حروف مین اسکے ہجے Mauretania لکھکر حاشیہ مین بتاتا ہے کہ سونت کے سکون اور کتبون کے رو سے یہی ہجے اس لفظ کے درست قرار دیئے گئے ہین - مقام وولوبلیس کے کھنڈرات سے جو سکے اور کتبے برآمد ہوئے ہین - اونپر بھی یہی ہجے ہین +

ہی کے دلدادہ تھے - یا اُن ایکطرف کر دینا چاہیے - کیونکہ اونکی زمانہ قدیم میں مراکو دنیا کے تمام متمدن رستون سے ایسا دور افتادہ اور بے تعلق ملک تہا - کہ پرانی تحریرون مین اوس کا تقریبًا کچہہ تذکرہ نہین پایا جاتا -

ہنو کے اوس کے متعلق صرف اس وقت سے ایسے حالات جن پر کچہہ بھروسا کیا جا سکتا ہے - قلم بند ہونے شروع ہوئے - جب کہ ۵۰۰ قبل مسیح کے قریب کارتھج[۱] کے باشندہ ہنو نے نو آبادی قایم کرنیکی غرض سے ستون ہائے ہرقلیس (یعنی آبنائے جبل طارق) سے پرے تک سفر کیا - کئی مبصرون کو ہنو کی اصلیت کی نسبت بہی اختلاف ہے - اور اگرچہ اختلاف کنندگان اوسے فرضی نام ثابت کرنے مین کامیاب نہین ہوئے - لیکن اوس کی ذات یا تاریخ حیات کے متعلق یقین کے ساتہہ کچہہ معلوم نہین - اوس کے حالات کے متعلق جو کچہہ صفحہ زمین پر باقی رہا ہے - وہ اوس کا کتبہ "پری پلس" یعنے سفر کی سرگذشت ہے - اوسے اوس نے سفر سے واپس آکر بمقام کارتھج زحل دیوتا کے مندر مین ایک تختی پر کندہ کیا تہا - اور صدیون بعد ایک یونانی سیاح نے اوسکی نقل اتاری تہی[۲] زمانہ اہالی فنشیا کے یہ بہادر فنشی[۳] ساٹھہ جہازون پر تیس ہزار آدمی لیکر اس دلیرانہ مہم پر روانہ ہوا تہا - ہر جہاز پچاس چپوون سے چلایا جاتا تہا +

اوس کی واپسی تک - بلکہ اوس سے بہی عرصہ دراز بعد تک حالانکہ اوس نے بڑے بڑے عجائب و غرائب آکر سنائے - اون سر بفلک ستونون سے پرے کا علاقہ پردہ تاریکی مین نہان رہا - اور یہ تاریکی خوف و دہشت کی

---

[۱] شمالی افریقہ کا پرانا شہر جس کے کہنڈر ٹونس کے قریب واقع ہین - اوس کے مفصل حالات کے لیئے دیکہو کتاب ترکون کی موجودہ ترقیات +

[۲] بحوالہ کتاب مصنفہ میئرٹ صفحہ ۵۷۷ +

[۳] فنشیا ساحل شام کے اس حصہ کا جس مین طرابلس و صور و صیدا واقع ہین پرانا نام ہے - کارتھج کو یہین سے ایک جماعت نے جاکر شمالی افریقہ کے ساحل کے وسط مین آباد کیا تہا - مترجم مؤلف ۱۲ -

مترادف تہی۔ وہ کشتیان جو چارون طرف سے خشکی سے گھرے ہوئے بحیرہ (بحیرہ
مینا؟ رمق یا بحیرہ روم) مین استعمال کی جاتی تہین۔ بحر ذخار کی متلاطم امواج کے
تہپیڑون کے سامنے ایک لمحہ کے لیئے نہین ٹہیر سکتی تہین۔ اور ایک یہ بہی بڑی وجہ
(بنا رسے آگے بڑہنے کی جرأت نہ کر سکتی تہی۔ عام تو علیحدہ رہے۔ روائیت ہے ہرقلیس
ایسا شاہ زور جانباز بہی اسمو قعہ سے آگے بڑہنے کی جرأت نہ کر سکا تہا۔ لیکن کا تہم

سلہ بروئے روائیت و افسانہ یونان کے ایک زمانہ قدیم کے شہ زور پہلوان کا نام ہے۔ ہرقولیس
کا نام یورپ مین بے نظیر شجاعت وجوانمردی کے مرادف ہو گیا ہوا ہے۔ جیسے رستم واسفندیار
کا نام ممالک مشرق مین۔ چنانچہ ہرقلیس و رستم اس لحاظ سے بالکل ہم معنے لفظ سمجہتے ہین۔ اور
رستم کو یورپین زبانون مین زابلستانی ہرقولیس بہی پکارا جاتا ہے۔ رستم کی طرح اوس مین بہی
جسمانی طاقت اور شہ زوری بدرجہ کمال جسقدر کہ کسی انسان مین ہو سکتی ہے موجود تہی۔ اوسکا
حلیہ یہ لکہا گیا ہے کہ قوی ہیکل وگران ڈیل۔ کوتاہ گردن۔ اور لمبے چوڑے ہاتہہ پاؤن۔ رستم کو
دو دفعہ ہفت منازل طے کرنی پڑی ہین۔ اور ایک مرتبہ بارہ اہم کام سرانجام دینے پڑے۔ اوسی
یونانیون کے قدیم معبد ڈلفی یا پتہیئین مین غیب سے آواز آئی کہ اگر وہ ضلع آرگو کے بادشاہ
یورس تہی اس کی بارہ برس خدمت کریگا تو حیات جاوید پاویگا۔ وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر
ہو گیا۔ اور اوس نے نہایت خطرناک اور بغایت مشکل مندرجہ ذیل بارہ خدمات اوس کے سپرد
کین۔ جنگل نیمیا کے شیر اور مقام لرنیا کے اژدہا کو قتل کرے۔ آرکیڈیا کے دیو قامت ہرن کو
پکڑ کے بگہ رکہے۔ آرنتہمیا کے سور کو ہلاک کرے۔ بادشاہ آگیس کے طویلون کو صاف کرے جہیل
سٹیم الیس کے مردم خور پرندون کو تباہ کرے۔ کریٹ کے سانڈ کو گرفتار کرے۔ تھریس کے
بادشاہ ڈاموڈیس کے گہوڑے پکڑے۔ افریقہ کی شہ زور و نبرد آزما عورتون کی ملکہ ہپولیٹ
کا کمربند حاصل کرے۔ راکہشس گرسون کے بیل پکڑ لاسکے۔ ہیسپرائیڈز کے سیب توڑ لائے۔ سطح زمین
کے نیچے کے طبقات یعنی طبقات جہنم کے دروازہ کے محافظ تین سر والے کتے موسومہ سربرس
کو لائے۔ اوس نے یہ بارہ کام پورے کر دیئے۔ اس کی ایک تصویر اوس وقت کی جبکہ وہ
سیب توڑ رہا ہے پیرس کے عجائب گھر مین موجود ہے۔ یہ تصویر ایک پرانی مجسم کی بے نظیر
نقل ہے۔ اس مین ہرقولیس اس وضع مین دکہایا گیا ہے۔ کہ وہ سخت تہکا ہوا اپنے موٹے

کی سلطنت دن بدن وسیع ہوتی چلی جارہی تہی - اور عظیم محاربات پیونک[1] مین سے ابہی کوئی محاربہ ظہور مین نہ آیا تہا - اوس کی روزافزون طاقت جدید وسایل قوت وشوکت کی متقاضی اور اوس کے تجارتی مقاصد ہمیشہ نئے اور زیادہ وسیع میدانون کے متلاشی تہے چنانچہ شمالی افریقہ کے ساحل کے برابر برابر آہستہ آہستہ بڑہتے رہنے کے بعد آخر اس خط کے موڑ کو عبور کرلیا گیا - اور دو دن کے جہازی سفر کے بعد متلاشیان بمقام تہیماتہیریون[2]

[1] جو لڑائیان کارتہیج اور روما مین ہوئین - وہ پیونک کہلاتی ہین -

[2] مراکو کے مختلف قدیم مقامات وقومون کی ترقی وتنزل کے نشانات کے موقعون کے متعلق جنکا قدیم نویسندون نے ذکر کیا ہے - مختلف فیہ بیانات پر بحث کرنیکے لیئے یہ کتاب موزون نہین - انمین سے جن بعض کی نسبت زیادہ اختلاف نہین اونکا دوسری کتاب ارض مغربیان مین ذکر دیا گیا ہے - اس معاملہ پر دیگر مصنفین خوب جہان بین کرچکے ہین - اس کے متعلق اونکی تحریرون کے بعد کوئی جدید ذرا آگاہی ومعلومات تاحال معلوم نہین ہوئی ان تصنیفات کا قابل اعتماد خلاصہ کتاب ببلیوگریفی (فہرست کتب مع خلاصہ مضامین) مین درج ہے - مگر چونکہ یہ کتاب بیشتر ناظرین کو ملنی محال تہی - مین نے سر لیمبرٹ پلے فیر مرحوم کی مشفقانہ اجازت سے اوسکا لب لباب خلاصہ مضامین کو نظر انداز کرکے ضمیمہ کی شکل مین دیدیا ہے - مراکو کے متعلق جو کتب ابتک لکہی گئی ہین اونکی فہرست مع خلاصہ گوہل نے بزبان جرمن نہایت عمدگی سے قلمبند کی ہے ناظرین کو جو امور اس ضمیمہ مین نہ ملین - اونکو وہ اس کتاب مین دیکہے - میکنس - ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) ڈنڈی پر سہارا لگائے - اور بائین ہاتہ کو کمر پر رکہے دائین ہاتہ سے ہیپرائیڈز کے ایک سیب کو پکڑے ہوئے ہے - رستم کیطرح اوسکا چلن بہی نہایت قابل تعریف رہا - روایت ہے کہ بعالم شباب اوسے دو عورتین عشرت وعصمت ملین - اور اُسے کہاکہ ہم سے جسکو چاہو پسند کرلو - عشرت نے کہا اگر مجہے پسند کیا تو مین تمام جسمانی خوشیان اور لذتین بہم پہونچاؤنگی عصمت نے کہا مین حیات جاوید دونگی - اوسنے اپنا ہاتہ آخرالذکر کے ہاتہ مین دیدیا اور مدت العمر سخت محنت ومشقت کی زندگی بسر کی - جسکے صلہ مین آخر ابدالآباد تک زندہ رہنے والون یعنی دیوتاؤن نے اوسے اپنی جماعت مین شریک کرلیا - ان تمام روایات کا راوی یونانی مورخ یافتا نوبس نوفون ہے - ہرقولیس کا ڈنڈا نہایت ہیبناک اور بڑا گران وزن اور لمبا چوڑا تہا - اوس کے گہوڑے کا نام ایرین تہا جو دیوتا پستون نے اوسے عطا کیا تہا - وہ انسان کی مانند تکلم کرنیکی طاقت رکہتا تہا - اور اوسکے دونون دائین پاؤن انسانی پاؤن کے مشابہ تہے - ہرقولیس کے ہر دو ستون کالپی اور آبیلا وآبیلے جبل طارق کے

جو وسط مراکو مین کہین واقعہ تہا۔ اپنی پہلی نوآبادی قایم کرنے کیلیے ساحل پر اترے۔ اس سے آگے بڑہکر پانچ اور نوآبادیان مقامات کاری کون طیخوس۔ گیتا۔ اکرا۔ یلیتا۔ اور ابیس مین قایم کی گییں۔ ان مین سے کسی کا موقعہ اب[۵] شناخت نہین ہو سکتا۔ یعنی یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ کہنڈر کس شہر کے ہین۔ •

[۵] مراکو کے اکثر حصص یعنی تنسیفات کے کل ساحل پر کوہ اطلس کے وادی۔ عین ترسیل امزمیز کے مغرب اور وادی گتداتی مین لور شیشوان کے قریب اور درزان سے پرے ایسی غارین جو کبھی انسانی رہایش کا کام دیتی تہین۔ بکثرت پائی جاتی ہین۔ ہیرس کی کتاب "زمین کے صفحہ ۲۴۴۔ کتاب گلوبوس کے باب ۴۲ صفحہ ۷۵۔ کتاب مراکو کے ٹیلے و غارین۔ اور ولین کی فرنچ کتاب "رنی سناسیان کی غارین" مین ان غارون پر مفصل لکہا گیا ہے۔ سیاح لٹوٹ نے مراکو کے تمام قدیم سنگی مکانات شکستہ چبوترون اور مٹی کے ٹیلون کی جو قبرستان کا کام دیتی ہے اپنی کتاب کے صفحات ۱۰۰ و ۱۰۸ پر توضیح کی ہے۔ اور مارٹی نیر نے جبل زرہون کے چبوترہ کی جو زعوطہ کے قریب ہے۔ میکنس ۱۲۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) دونون سرون پر ایک جبل طارق مین اور دوسرا اسیوٹا مین ہے۔ روایت ہی کہ پہلے یہ رستہ بالکل بند تہا۔ اور ایک پہاڑ اس مین حائل تہا۔ ہرقولیس نے بحیرہ روم سے کیڈز کو جانیکے لیے اس پہاڑ مین قوت بازو سے شگاف ڈال کر راستہ نکالا۔ اور اس دن سے بحیرہ روم و بحر اوقیانوس کے مابین یہ بحری رستہ پیدا ہو گیا۔ مورخ ماکروبیس کا قول ہے کہ یہ کام مصری ہرقولیس سیوتریس سے ظہور مین آیا۔ قدیم مورخ ڈایا ڈورس کا بیان ہے کہ دنیا مین صرف تین ہرقولیس گذری ہین۔ مورخ سروجہہ بتاتا ہے کہ تین یونانی۔ ایک مصری۔ ایک کرینی۔ اور ایک ہندی مورخ واردس ۴۳ لکہتا ہے۔ جہودی ہرقولیس صمنون (جو ۱۳۰۰ قبل مسیح مین فوت ہون۔ مصری سیوتریس (۱۵۰۰ قبل مسیح)۔ انگریزی۔ گائی ارل وارک (جو ۸۹۰ء مین پیدا ہوا۔ اور ۹۵۱ء مین فوت ہوا) ہندی ہرقولیس۔ دوسرا بیس (جینے پانڈیا سے عقد کیا۔ اور انکی اولاد شاہان ہند ہوئی۔ اور بقول بعض بیلوس۔ روسی۔ یا زابلستانی ہرقولیس رستم۔ سویڈنی ہرقولیس کا ٹیرٹس (جو پہلی صدی عیسوی مین گذرا ہے) یونان کے صوبہ اٹلی کا کا ہرقولیس تہی سی ایس اور کریٹ کے تین ہرقولیس سلمیس۔ و متافی لنس اور اکون جو نلینون آہنگر سمجھے جاتے ہین۔ فن موسیقی کا ہرقولیس یعنی یوریپتان مین وان گلک (جرمن) سمجھا گیا ہے جو ۱۷۱۴ء مین پیدا اور ۱۷۸۷ء مین فوت ہوا۔ زمانہ قدیم مین ہرقولیس کے ستونون کو آباد دنیا کی انتہا سمجھا جاتا تہا۔ مولف مترجم ۱۲۔

ان لوگون کا اولین مدعا نو آبادیان قایم کرنے کا تہا جب یہ پورا ہو گیا۔ تو اونہون نے متصلہ نا معلوم علاقون کے انکشاف و دریافت حال کی کارروائی باقاعدہ طور پر شروع کی۔ نو آبادیون کو قایم کرنے کے وقت تک اون اولوالعزمون کو بالغلب وجوہ اس نسل کے لوگون سے جنکو اب ہم بربر کہتے ہین۔ سابقہ پڑا۔ اور چونکہ اکثر تارکان وطن یقیناً تو رتہج (موجودہ ٹونس) کے گرد و نواح کے اضلاع کے باشندے (یعنی بربرون کے ہمسایہ) تہے۔ ان لوگون سے بات چیت کرنے مین اونکو کوئی مشکل پیش نہ آئی ہوگی۔

قدیم باشندے کی گرجب وہ بغرض انکشاف آگے بڑہے تو اونکو اجنبی لوگون اور اجنبی زبان سے سابقہ پڑنا شروع ہو گیا۔ یہ اجنبی بالکل وحشی اور درشت خو قبایل کے لوگ تہے۔ جن مین سے بعض ٹروگوسوڈ ایٹ یعنی غارنشین[1] رہتے والے تہے۔ ہنو نے اون مین سے چند آدمی بطور ترجمان ساتہہ لے لیئے۔ یہ وحشی لوگ غالباً اونکی نسل مین سے تہے۔ جو شمالی افریقہ کو عبور کرکے سب سے اول یہان آکر آباد ہوئے تہے۔ اون سے اور اونکی خلط ملط سے وہ نسل پیدا ہو گئی جو سوس اور ضراعہ کے بربر[2] کہلاتے ہین۔ بڑے بڑے پتہرون کی عمارتون اور

[1] ہنو کے سفرنامہ کا خلاصہ کتاب ارض مغرب مین درج کر دیا گیا ہے ۱۲

[2] ڈاکٹر برتہولان جس نے نہایت غور و احتیاط سے تلاش و تحقیقات کی ہے۔ اور اس تاریکی زمانہ سے قبل کی نسلون کی کہوپڑیون کے ناپ لیئے ہین۔ رسالہ ریویو ٹیونیسیا بابت اکتوبر ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۱۸ ام پر حسب ذیل لکہتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جزایر یونان کے باشندگان کی ہجرت کے وقت شمالی افریقہ مین صرف ایسے لوگ آباد تہے۔ جو شایستہ تمدن سے آگے نہین بڑہے تہے۔ (یعنی اونہون نے طبعی و نیچرل حالت سے صرف یہان تک ترقی کی تہی کہ پتہرون سے کام لینا سیکہہ گئے تہے۔ اون کے مکان۔ سامان۔ خانہ داری۔ اسلحہ وغیرہ سب کچہہ ان گہڑے پتہرون کے ہونے تہے) چند قبایل ابہی اس زمانہ تمدن کے ابتدائی دور سے بہی آگے نہ بڑہے تہے۔ چقماق و پتہر کے چہوٹے چہوٹے ٹکڑون کو استعمال کرتے تہے۔ باقی جو تعداد مین زیادہ تہے۔ اس تمدن کے ترقی یافتہ دور مین داخل تہے۔ وہ بڑے بڑے پتہرون کے جہوترے ستون اور مکان بنانے لگ گئے تہے۔ اور نسبتاً کم وحشی و جاہل تہے" یہی ڈاکٹر صاحب آگے چلکر رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۹ ام مین اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہین کہ ایبین یعنی کلٹو لگوری قوم نواح ڈینیوب مین کسی جگہ سے ۱۵۰۰ سو قبل مسیح مین ترک وطن کرکے شمالی افریقہ مین جا آباد ہوئی۔ اور خود مصریہ

ستونون کے موجودہ کہنڈرات[4] سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ان وحشی خیال کے مورثون کی آمد سے بیشتر بھی یہان کوئی انسانی نسل آباد تھی۔ غالب قیاس ہے کہ مراکو مین جب کبھی باقاعدہ طور پر انکشافی کارروائی شروع ہوئی اور اجنبیون کو ملک مین آنے جانے کی اور علمی تحقیقات و تفتیش کی عام اجازت مل گئی تو ایسے بہت سے اور کہنڈرات بھی معلوم ہونگے۔

رفتہ رفتہ یہ بہادر سیاح ایسے علاقون تک جو بعد مین سلطنت مراکو کی حدود بن گئے اور نیز ایک جزیرہ موسومہ کرنہ مین پہونچ گئے۔ افسوس اس جزیرہ کے متعلق جس قدر حالات قدما کے لکھے ہوئے اسوقت دنیا مین موجود ہین۔ وہ ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہین۔ وہ اس جزیرہ مین کافی عرصہ دراز تک ٹھیرے۔ اور اون کے قیام سے ہان معقول بیوپار و تجارت کا کاروبار قائم ہو گیا۔ یہ جزیرہ آبنائے سے اسی قدر دور ہے جسقدر کہ قرطیج سے آبنا تھی۔ یہان سے وہ برابر آگے بڑہے گئے۔ حتیٰ کہ وہ بقول خود "دیگر مچھون۔ دریائی گینڈون۔ اور پشم دار مردون اور عورتون یعنی "گورتون[5] یا بن مانسون" کے علاقہ مین پہونچ گئے۔ اس توضیح و تعریف سے معلوم

[4] ایسے کہنڈرات غریلہ کے قریب بمقام مغرورا اور وزان کے مشرق مین موجود ہین۔ دیکھو سلینس جانسن کی کتاب صفحہ [illegible] اور کروک کی کتاب جلد دوم صفحہ ۳ اور ریونفس کی کتاب صفحہ ۳۶۔

[5] گوریلہ انگریزی مین بن مانس کو کہتے ہین۔ یہ لفظ اصل کا ترجمہ یا ان کا ہے۔ اور سر مہم و سیاحت کے حالات مین ہنو نے اپنی تحریر مین اسو جا بجا استعمال کیا ہے۔ میکنس ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) ہی جیسا کہ مصری آثار قدیمہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ حملہ کیا۔ ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ ان لوگون کی زبان بھی یوروپین تھی۔ جو غالباً صوبہ فرجیا (ایشیائی روم کے صوبہ سمرنا کا پرانا نام) کی بولی تھی۔ جو بقول لسکر یونانی زبان کی بہن تھی۔ یہ بولی ابتدا در زمانہ سے شمالی افریقہ کے آبادکارون مین اگرچہ دن بدن زیادہ متغیر ہوتی گئی۔ لیکن بربر قوم کی زبان مین اوسکا وجود اسوقت تک موجود ہے۔ مگر پروفیسر کین اپنی کتاب "موجودہ و قدیم انسان" مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۵۵۴ مین ڈاکٹر موصوف کی رائے کو غلط قرار دیتے ہین۔ اونکا اعتقاد ہے کہ بجائے اس کے کہ یورپ یا مغربی ایشیا سے افریقہ کیطرف ہجرت ہوئی ہو۔ افریقہ سے اسطرف بنی نوع انسان کے مختلف گروہون نے ہجرت کی۔ اور انسانی خط و خال کی وہ بناوٹ جو افریقی یوروپین یا کاکیشی کہلاتی ہے۔ افریقہ مین ہی بتدریج قایم ہوئی۔ یورپ مین جو سال مین کئی مہینے برف سے ڈہنپا رہتا ہے۔ انسانی چہرہ مین بتدریج یہ موزونیت و تغیر پیدا نہین ہو سکتا تھا۔ ایسا معتدل ممالک مین ہی ہو سکتا تھا۔ ۱۲

ہوتا ہے - کہ وہ دریائے نائیگر کے دہانہ کے اردگرد کا علاقہ تھا - ان کو سوس مین ہاتھی بھی دکھائی دیئے - یہ امر کوئی حیرت انگیز نہین - یہ جانور جیسے کہ قدیم جغرافیہ نویس پلینی[1] اپنی کتاب کی پانچوین جلد کی پہلی فصل مین لکھتا ہے - ان لوگون سے ہزار برس بعد تک اس نواح مین پایا جاتا رہا - البتہ دریائی جانور اس علاقہ مین جہان تک تحقیق ہوسکا ہے کہین بھی نہین دیکھے گئے - اور اس سے نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ یہ بلند ہمت سیاح مغربی افریقہ کے ساحل کے برابر برابر کم از کم دریائے نائیگر کے دہانہ تک ضرور پہونچے - اس مسئلہ پر کتاب ارض مغرب کے باب چہارم مین مفصل بحث کیگئی ہے +

نوآبادیان کے اہالی کارتہج کی ان نوآبادیون کا آخر کیا حشر ہوا - اس کا کچھ علم نہین - لیکن یہ یقینی امر ہے کہ آبادکارون کا اپنی بستیون کی حدود سے باہر متصلہ علاقہ پر کبھی عمل دخل نہ ہوا - یا ہوا تو بہت شاذونادر ہوا - یعنے بالفاظ دیگر یہ بستیان تجارتی چوکیون سے زیادہ منزلت نہ رکھتی تھین - کارتہج کے مفتوح و برباد ہونے ہونے کے وقت اس ساحل پر بقول قدیم جغرافیہ نویس اراتوستھینس[2] جسے سٹرابو[3] نے اپنی

[1] ایک مشہور رومن گورنر اور مورخ - اوسکا بھتیجا جو پلینی اکبر کہلاتا ہے - اس سے بڑھکر علم دوست تھا - پلینی خورد سنہ ۶۲ء مین پیدا - اور سنہ ۱۱۶ء مین فوت ہوا -

[2] سیرینی (قیروانی) کا باشندہ اسکندریہ کے مشہور کارخانہ قدیم کا مہتمم مقرر کیا گیا تھا - اوسنے قواعد اور فلسفہ اخلاقی و شاہان مصر کی تاریخ مین کئی کتابین لکھین - اور کرہ ارض کا محیط اور رقبہ دریافت کرنے کے وسائل معلوم کئے - سنہ ۱۹۴ قبل مسیح مین فوت ہوا +

[3] یونانی جغرافیہ نویس فصاحت - قواعد - اور فلسفہ مین بھی بڑا ماہر تھا - اب صرف اسکا جغرافیہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مصر شام فلسطین و یونان وغیرہ کی سیاحت کی تھی - سنہ ۶۴ قبل مسیح مین ایشیاکوچک کے مقام پونٹس مین پیدا - اور سنہ ۲۴ء مین فوت ہوا -

کتاب کی سترھوین جلد کی چوتھی فصل مین نقل کیا ہے - اہالی کارتہج کی تین سو سے زیادہ نوآبادیان اور بستیان موجود تھین چونکہ یہ صرف تجارتی قیام گاہین تھین - باقاعدہ حکومت وعمل ودخل کے مرکز بمصدر مقام نہ تھین - اونکا کوئی نشان باقی نہ رہا تاحیرت انگیز نہین - یہ تو بعیدی اور ایک طرح سے عارضی بستیان تھین - خود شہر کارتہج بھی ایک طرح سے اوسرتا پا خارجی بستی تھا - اہالی کارتہج نے اوسے اپنا وطن کبھی سمجھا - نہ اپنی بنیادین اس علاقہ مین مضبوط کین - چنانچہ وکمال طاقت کے زمانہ مین بھی (اسوقت اس کی آبادی دس بارہ لاکھ سے کم نہ تھی -) باشندگان شہر یا ان کی جمہوری حکومت اراضی زیر آمد شہر کے اصل مالک وحشی قبایل کوجن سے لیکر یہ شہر آباد کیا گیا تھا - محصول یہ زمینی ادا کیا کرتی تھی - جب یہ شہر جو ان تمام بستیون کی بڑی اما تھا - ایسا ویران وبرباد ہو گیا کہ اوسکا گویا کوئی نام ونشان ہی باقی نہین رہ گیا - اور نہ ہونے کے برابر اس کے آثار قدیم پائے جاتے ہین - تو یہ امر کچھ بھی حیرت انگیز نہین رہجاتا - کہ ایسے آثار بہت ہی کم ہین جن سے ان بستیون کے موقعہ کا کچھ پتہ چل سکے - اب تو اس بربادی کو ہزارون برس ہو گئے ہین - مورخ پلینی کے زمانہ مین بھی ان نوآبادیون کا کوئی نام ونشان ساحل مراکو پر نہ پایا جاتا تھا - الغرض مراکو مین اہالی فنشیا کا زمانہ آیا اور گذر گیا - وہ بجز چند نہایت ہی خفیف آثار ونشانات کے کوئی یادگار باقی نہین چھوڑ گیا -

اصلی باشندے کہ جن اقوام کے ساتھہ یہ نوآبادگار تجارت وبیوپار کرتے رہے - اونکی متعلق کوئی تحریری حالات باقی نہین رہگئے - دیسی باشندون کے متعلق جو قدیم ترین تحریری حالات اور داستانین اسوقت موجود ہین - وہ صرف اسوقت کی لکھی ہوئی ہین جبکہ کارتھیج جرنیلان ہسدروبال[1] - ہملکار اور ہنی بال نے آبنائے

[1] ہنی بال کا سگا بھائی اور ہملکار بارقہ کا بیٹا کارتھیجی افواج کا جرنیل تھا - دوسری پیونک جنگ مین جب رومن افواج نے زیر کمان قونصل نیرو ادس کی فوج کو دریا میٹرس پر ہزیمت دی تو وہ دشمن کی صفون مین گھس گیا - اور جب تک ہلاک نہ ہو گیا شمشیر زنی کرتا رہا - وہ سنہ ۲۰۷ قبل مسیح مین ہلاک ہوا - اس نام کا ایک جرنیل ہملکار کا داماد بھی تھا - جو سنہ ۲۲۱ قبل مسیح مین فوت ہوا - ہملکار بارکاس جو اول جنگ پیونک کے اٹھارہوین برس کارتھیجی فوج کا سپہ سالار ہوا -

جبل طارق کی طرف آخری کوچ کیا۔ اور رومن فواج نے اونکو ہسپانیہ سے پیچھے ہٹاکر براہ
کارتہیج تک اونکا تعاقب کیا۔ اور شہر کو فتح کرلیا۔ ہنوک سفر سے ایک ہزار برس بعد قیصر
جسٹی نی ان والی قسطنطنیہ کے جرنیل بلی ساریس نے ۵۳۳ء مین ونڈال (جرمن نسل قوم)
سے کارتہیج کو فتح کیا۔ مشہور رومن مورخ پروکوپی اس باشندہ قیصریہ (واقع شام) جو
جرنیل کا سکرٹری تہا اور مہم کارتہیج مین بہی اپنے آقا کے ہمراہ گیا تہا۔ اوسکا بیان ہے
کہ اوس کے زمانہ مین ٹانجیر کے قریب ایک چشمہ کے کنارہ پر جس کا پانی فوارہ کیطرح جوش
مارتا ہوا زمین سے نکلتا تہا۔ پتھر کے دو سفید ستون موجود تہے۔ اور اون پر فنیشی زبان
مین یہ کتبہ کندہ تہا۔ "ہم یوشع قزاق فرزند نون کے ہاتہ سے بہاگ کر یہان آئے ہین"
پروکوپی اس پہ توضیح کرتا ہے۔ کہ اس نواح کے باشندے ان کنعانیون کی نسل ہین۔ جو
بنی اسرائیل کے غلبہ پر کنعان سے نکل جانے پر مجبور ہوگئے تہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ مورخ مذکور نے اولین فنشی آبادکارون کو غلطی سے محولہ بالا کنعانی سمجھ لیا ہے۔
مورخ کن رک اپنی کتاب فنیشیا صفحہ ۶۷ مین اور ابوالفدا اپنی کتاب کی جلد دوم کے صفحہ
۲۹۸ مین لکہتے ہین کہ "اگرچہ پروکوپی اس کی روایت کی کچھہ بنیاد ضرور ہوگی۔ لیکن
کتبہ کا جو مضمون لکہا گیا ہے۔ اوسے ہم کبہی تسلیم نہین نہین کرسکتے۔ یہودیون کی کتاب
تالمد کے باب یروشلیم یسی موتہ مین لکہا ہے کہ یوشع نے عام اعلان دیدیا تہا۔ کہ
جو کنعانی چاہین ملک سے ہجرت کرسکتے ہین۔ چنانچہ اون کا کچھہ حصہ افریقہ کو چلا گیا۔
مورخ گبن اپنی تاریخ زوال و بربادی سلطنت روما کے باب ۴۱ مین لکہتا ہے "مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) باشندگان ہسپانیہ کے ساتھہ لڑائی کرتا ہوا ۲۲۹ قبل مسیح میدان جنگ
مین ہلاک ہوا تہا۔ مشہور آفاق سپہ سالار ہنی بال اسیکا سپوت بیٹا تہا۔ اوس نے براہ ہسپانیہ
و فرانس کوہ الپس سے عبور کرکے اٹلی پہ حملہ کیا۔ اس دشوار گذار پہاڑ کو ہنی بال کے سوا اب تک
صرف نپولین فوج لیکر عبور کرسکا ہے۔ ۲۰۲ قبل مسیح مین کارتہیج کے فتح ہوجانے پر ہنی بال پہلے
ایشیا کوچک کے صوبہ ادرمی تم پہ شاہ شام اور بعد ازان شاہ بتھنیا کے پاس چلا گیا۔ رومن فاتحین نے
شاہ مذکور کے پاس سفیر بہیجکر ہنی بال کو مانگا۔ بادشاہ کو ایکطرف روما کی طاقت کا خوف تہا۔ اور دوسری طرف
مہمان سے غداری کرنیکی ذلت اوٹہانا نہین چاہتا تہا۔ اس مخمصہ سے ہنی بال نے زہر کہالینے سے جسے وہ ہروقت
ساتھہ رکہتا تہا۔ بادشاہ کو مخلصی دلائی۔ ۲۴۷ قبل مسیح مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۳ قبل مسیح مین فوت ہوا۔

ستونون کی موجودگی پر تو اعتبار کرتا ہون - لیکن کتبہ کی موجودگی پر مجھے شبہ ہے - اور اوس مین جو شجرہ نسب بنایا گیا ہے - اوسے تو بالکل غلط اور لغو سمجھتا ہون" لیکن مسٹر ملمین جنگی نگرانی مین تاریخ مذکور کا ایک اڈیشن تیار ہوا ہے - گبن کی تحریر کے متعلق حاشیہ مین لکھتے ہین " عام خیال ہے کہ پروکوپی اس ہی ایسا مورخ یا کم از کم قدیم ترین مورخ ہے - جس نے اس عجیب کتبہ کا ذکر کیا ہے - چنانچہ اس سے بعض کو یہانتک گمان ہوگیا ہے کہ فی الحقیقت کوئی ایسا کتبہ موجود نہ تہا - صرف پروکوپی اس کی اپنی ایجاد ہے - لیکن اس کتبہ کا ذکر موسےٰ ساکن خنورینہ کی تاریخ آرمینیا مین بہی موجود ہے - جو پروکوپی اس سے ایک صدی سے زائد مدت پہلے گذرا - اور اس تاریخ کو لکہا - اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ کتبہ خواہ فی الحقیقت موجود ہو یا نہو - اوسکی موجودگی کی روایت پروکوپی اس سے بہت عرصہ پہلے کی مشہور تہی - اسی کتبہ کا مورخ سوئیداس نے ذکر کیا ہے - مگر اوسکا ماخذ بلاشبہ پروکوپی اس تہا - اکثر عرب مؤرخین کو قول کے مطابق جنہون نے بہی ایک تقریبًا اسی مضمون کی روایت کو مرجح سمجہا ہے - شمالی افریقہ کے قدیم دیسی باشندے در حسل فلسطین کے رہنے والے تہے - جن کو داؤد نے ملک سے خارج کردیا - اور وہ جالوت اپنے سردار کے ہمراہ افریقہ مین چلے آئے - سینٹ مارٹین اپنی کتاب کی جلد یازدہم کے صفحہ ۳۲۴ مین لکہتا ہے کہ جو روایتین ایسی افسانہ نما ہون - اونپر جین کرنا محال ہے - لیکن اگر میرا حافظہ خطا نہین کرتا - تو مین نے لائٹ فوٹ کی کسی تصنیف مین اس مضمون کی ایک روائیت جہوداں ضرور پڑہی ہے - لیکن کس موقعہ پر - اب یہ یاد نہین رہ گیا " مورخ سالوسٹ جو پروکوپی اس سے پانچسو برس پہلے گذرا ہے - اپنی کتاب ڈی بیلو جوگورتہہ کے اکیسوین باب مین لکہتا ہے - کہ بربر اس اہالی مدائن ایرانیون اور ارمنون کی مخلوط و مشترک فوج کا بقیہ ہین - جس کے ساتہہ ہرقولیس نے ہسپانیہ پر حملہ کیا تہا - ممکن ہے - یہ دونون کہانیان ایک حد تک درست ہون - اسلامی جغرافیہ نویس یاقوت لکہتا ہے - کہ ایسے ہی ستون کارتہج مین بہی تہے - اور اون دو ستونون کی نقل تہے - جو کسی زمانہ مین ٹائر (صور) مین موجود تہے۔[۱]

بہرحال خواہ اصلیت کچہہ ہو جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے - عرب مورخین نے بہی بربرون کو کنعانی الاصل

[۱] دیکہو انگریزی ترجمہ تاریخ ابن عبد الحکیم - مترجمہ جونز صفحہ ۴۵ - انگریزی ترجمہ ابن خلدون مترجمہ ڈی سلین جلد ۳ صفحہ ۱۸۱ نیز جلد ۱ ضمیمہ اول و تحریر ابن جریر الطبری تاریخ ابن خلدون مین جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ اسیکنس ۱۲

لکھا ہے۔ البتہ اونکا اخراج کی تاریخ کتبہ کی تاریخ سے قریب تر بتلاتے ہین۔ داؤد یوشع سے
بعد ہوئے ہین۔ اس امر کی تحقیقات سے کرسکنا اب ناممکن ہے۔ کہ آیا ان عرب مورخین نے
پروکوپی اس کی روائیت ہی کو ایک نامکمل پیرایہ مین دہرادیا ہے۔ یا کہ دونون کا ماخذ کوئی
مقامی روائیت تہی۔ قومیت کے مسئلہ پر مفصل بحث کے لیئے یہ کتاب موزون نہین۔ اوسپرمن
نے کتاب "اہل مغرب" مین مفصل تحریر کیا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق چونکہ ان روایات کی وجہ
سے بائبل کے ساتہہ ہوگیا ہے۔ اکثر لوگون کو اس سے دلچسپی ہوگئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے
کہ اس کے متعلق خوب قیاس و دلیل بازی اور تنگ بندیون سے کام لیا گیا ہے۔ ایسے
لوگون کو اس مسئلہ کا یہ مختصر تذکرہ ناپسند ہوگا۔ لیکن یہ کتاب اس کیلئے موزون
نہ تہی۔ اس لیئے مجہے اختصار سے کام لینا پڑا۔

رومن زمانہ؛ رومن فتوحات کے وقت سے البتہ مراکو کے متعلق ہمین متحقق و صحیح تاریخ
معلوم ہوجاتی شروع ہوجاتی ہے۔ لیکن یہ نقص پہر بہی باقی رہتا ہے۔ کہ مفصل حالات
اور کافی توضیح و تفصیل رومن مورخون نے بہی قلمبند نہ کی۔ اس مغرب ترین افریقی
مقبوضہ کو اہالی روما نے ایسا وقیع نہ سمجہا کہ اس کے حالات تحریر کرنے مین مناسب
غور و محنت سے کام لیتے۔ کارتہج کے انہدام اور جلوادیئے جانے سے پوسٹھ برس
بعد رومتہ الکبری پر رومن حکومت موجود الوقت کے چار متفقہ رومن، اعدار کا قبضہ ہوگیا
مگر تہوڑا عرصہ بعد انہین سے ایک مسمی ۲؎ سرلوری اس کی فوج کو رومن سلطنت کے ڈکٹیٹر

۱؎ سید امیر علی اپنی تازہ تصنیف انگریزی تاریخ عرب مین دیسی باشندون کے حسب و نسب کے متعلق بصفحہ
۸ حسب ذیل لکہتے ہین "سمرالبینیکے مغرب اور سوڈان کے شمال مین شمالی افریقہ مین سائی نسل لوگ آباد
تہے۔ جو قبایل اس علاقہ کے میدانون اور پہاڑون مین رہتے تہے۔ اون مین سے اکثر عرب کے دو سب
سے اہم قبایل کی اولاد ہونے کے مدعی تہے۔ کہا جاتا ہے کہ خاندان حمیر کا ایک بادشاہ شمالی افریقہ مین
بڑہا چلا گیا۔ اور وہان اوس نے مختلف نوآبادیان قایم کین۔ چنانچہ ان افریقی فتوحات کیوجہ
سے اوسے افریقی کا ملقب دیا گیا۔ ۲؎ ایک مشہور رومن جرنیل جو رفتہ رفتہ جمہوری ریاست کا
حاکم اعلی بن گیا۔ مگر آخر خود ہی مستعفی ہوگیا۔ اور زندگی کا باقیماندہ ایک برس اپنی جاگیر مین جا کر
بڑی عیاشی مین بسر کیا۔ ۱۳۸ قبل مسیح مین پیدا۔ اور ۷۸ قبل مسیح مین فوت ہوا۔ ۱۲

(حاکم اعلیٰ)، ستولا[۱] کے نائب نے ہسپانیہ سے باہر دھکیل دیا۔ اور اس نے جزیرہ سسلی کے بحری قزاقون کی مدد سے مراکو کے ساحل پر اترنیکی کوشش کی۔ لیکن وہان کے جنگجو اور تند خو دیسی باشندون نے اس کے پاؤن وہان بھی نہ جمنے دیئے۔ اور وہ جزائر کنیری کیطرف چلے جانے پر مجبور ہو گیا۔ اس واقعہ سے ایک برس پیشتر ٹانجیر کے بادشاہ بوکس کے بیٹے بوگود نے اپنے فرزند مسی گانڈا کو فوج دیکر باس نومیڈی (الجزائر)[۲] کے برخلاف پامپی کی مدد کو بھیجا تھا۔ اور اسطرح سے اہالی مراکو کو روما کی روز افزون طاقت محسوس ہو چکی تھی۔ اور وہ جان گئے تھے کہ کارتھیج کی تسخیر کا نتیجہ کیا ہوگا۔ چنانچہ متذکرہ صدر یورش سے فوراً ہی بعد ۳۸ قبل مسیح مین جب صقلی[۳] قزاقون کے ایک اور نئے گروہ نے اسکالیس کے زیر کمان ٹانجیر کو فتح کر لیا۔ تو رومن افواج ٹانجیر کی مدد کو بھیجی گئین۔ لیکن بے سود۔ کامیاب صدر توری اب اس فتح سے جرار لشکر جمع کرنے کے قابل ہو گیا۔ جس مین سات سو بربر بھی شامل تھے۔ اونکی مدد سے اس نے ۸۰ قبل مسیح مین ہسپانیہ پر حملہ کر کے اپنے سابقہ اقتدار کو پھر حاصل کر لیا۔ لیکن اس ساحل پر اہالی روما کو واقعی اقتدار قیصر آگسٹس کے عہد مین ہی جاکر حاصل ہوا۔ اور اسوقت بھی صرف ساحل پر خاص مراکو پر ان کی حکومت بالواسطہ ہی رہی۔ حضرت مسیح کی پیدائش کے زمانہ کے قریب قیصر مذکور نے نومیڈیا کا علاقہ بطور

[۱] رومن جرنیل جسنے پہلی ناموری جرمن قبائل کے مقابلہ مین حاصل کی۔ مں بعد تین اور جرنیلون کو ساتھ لیکر روما مین داخل ہوا۔ اور ان چارون نے اپنے تمام اعداء اور رقیبون کا قتل عام کرایا۔ مگر ستولا یا سلا حاکم اعلیٰ نے جب اسے واجب القتل مجرم قرار دیا۔ تو ہسپانیہ کو بھاگ گیا۔ اور دیگر جلا وطنون کو ساتھ ملا کر وہان کا ایکطرح سے بادشاہ ہو گیا۔ اور رومن جرنیلان۔ پامپی ومٹلس کو کئی بار شکست دی۔ ایشیا کوچک کے یونانی بادشاہ متھری ڈیٹس سے رومن جمہوری سلطنت کے برخلاف اتحاد پیدا کیا۔ اور ہسپانیہ مین نئی رومن جمہوری سلطنت قایم کرنیکی کوشش کی۔ مگر ایک ماتحت جرنیل کے ہاتھون تکمیل سے پہلے ہلاک ہو گیا۔ ۷۲ قبل مسیح مین مرا۔ [۲] الجزائر کو رومن نومیڈیا کہتے تھے۔ مراکو کو ماری ٹانیا ۔ و نیشانزی کو سیرین پکارتے تھے۔ مترجم ۱۲۔

[۳] سسلی کو عرب صقلیہ پکارتے ہین ۱۲۔

بطور جاگیر جوبا خورد کو عطا[2] کیا۔ جو بیس برس بعد قیصر طبریاس نے نومیڈیا لیکر اوس کے عوض اوسے ماری ٹینیا کا علاقہ دیا۔ ماری ٹینیا کی حدود میں اسوقت الجیریا کے رقبہ سے کچھہ ہی زیادہ علاقہ شامل تہا۔ اور اگرچہ قیصر آگسٹس نے اسے جولیا۔ کنسٹانٹیا کا نام یکر اول درجہ کا مقبوضہ قرار دیا۔ مگر اس کی اہمیت جلد ہی جاتی رہی۔ جوبا اور اسکے جانشینوں کو کوہستانی بربرون نے کبھی بھی چین نہ لینے دیا۔ نہ کبھی اچھی طرح اونکی حکومت مانی۔ چنانچہ کئی دفعہ اپنی طاقت کو کافی نہ سمجھہ کر ان ازادی پسند کوہستانیون کو مطیع بنانے کے لئے ان جاگیر دارون کو رومنۃ الکبریٰ سے مدد کی التجا کرنی پڑی۔ ان فوجکشیون مین سب سے اہم وہ تہی۔ جو قیصر قلاڈی اس کے عہد کے پہلے برس ۱ھ ۴ء مین سوٹونی اس پالی نس کے زیر کمان بہیجی گئی۔ اسی سوٹونی اس نے دو برس بعد مغربی یورپ کو فتح و مسخر کرکے دور دراز برطانیہ کے بعید ترین وحشی قبایل مین رومن حکومت قایم کی تہی۔ مراکو مین اہالی روما نے اس سے بڑی کوئی مہم نہ بہیجی۔ سوٹونی اس سدا برف سے ڈھپنے رہنے والے کوہ طلس سے بہی دس منزلین پرے تک سرکش و ضدی بربرون اور اون کے سرداراد میون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اور جب تک سیاہ مٹی کے ریگستانون۔ اور دریا ءِ فرتک جس کا اوس وقت بہی یہی نام تہا۔ طافیلات کی جانب نہ پہونچ گیا۔ بس نہ کی۔ یہ مہم ۴۲ء مین ختم ہوئی۔ غالبًا وہ قدیم رومن کہنڈرات جن کا مورّخ لیوی نے ذکر کیا ہے۔ اسی مہم کے دوران مین تعمیر کئے گئے تہے۔ میری رائے مین یہ کہنڈر قلعہ کے ہین۔ لیکن مراکو اسوقت جسقدر کہنڈرات رومن یا رومی[2] کے نام سے پکارے جاتے ہین۔ انہین

---

[1] بعض کا بیان ہے کہ نومیڈیا خاص جوبا ثانی کو کبھی جاگیر مین نہ دیا گیا تہا۔ بلکہ صرف گاٹی ٹومیا کے بعض حصص۔ جوبا کی بیوی مشہور رومن جنیل انٹونی اور ملکہ کلیوپٹرا کی بیٹی تہی۔ وہ ۲۳ء مین فوت ہوا سیکنس

[2] المقری کی تاریخ کے ترجمہ کی چہارم جلد باب اول کے سولہوین حاشیہ مین گیانگوس لکہتاہے: یہ لفظ رومی سے میری مراد قیصری سے ہے۔ جب سلطنت روما دو حصون مین مشرقی و مغربی۔ یا پائین و بالا مین تقسیم ہوگئی۔ تو یہ لفظ پہلے پہل پائینی یعنی قسطنطنیہ کی رومن سلطنت کے اہالی رُوما اور اوس کے مقبوضات کے باشندون کے حق مین عربون نے استعمال کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ یہ لفظ عیسائی کے مرادف

سے ہر ایک اور سب کو اہالی روما کی طرف منسوب کرنا درست نہین۔

رومن صوبہ سوٹی لی اس شاہ مراکو سالا۔ وس کو مغلوب کرکے اوس کے تمام ملک کو رومن صوبہ بنا دیا۔ پر اس صوبہ کی حد ساحل کے کنارے کبھی سالی سے آگے نہ بڑہی۔ اہالی مراکو اسے سلا پکارتے ہین۔ اہالی رومانے بہی اسکا یہی نام رکہا ہوا تہا۔ انٹونائن اپنے سفرنامہ مین اسے سالاکونیا لکہتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ سالاکولونیا (نوآبادی سالا) کا اختصار ہے۔ مگر مجہے اس سے اتفاق نہین۔ کیونکہ پلینی نے تمام کولونیون یا نوآبادیون کی فہرست مین اس مقام کو اس پیرایہ مین ذکر نہین کیا۔ اندرون ملک مین بہی رومن صوبہ کی حدود مقام وولیوبلیس سے کبہی آگے نہ بڑہین۔ جس کے کہنڈرات ابتک زرہون پہاڑی پر موجود ہین۔ آٹہہ صدیان بعد مولائے ادریس نے یہین اپنا علم نصب کرکے جدید حکمران خاندان کی بنیاد قایم کی تہی۔ اس توضیح کے بعد نقشہ پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوجائیگا کہ ضلع ریف کے سوا جس کے باشندے کبہی کامل طور پر مطیع نہ بنائے جاسکے۔ رومن صرف شمالی میدانون پر جو جنوب اور مشرق کیطرف پہاڑون سے گہرے ہوئے مین قابض[1] تہے۔ اگرچہ سالی کے جنوب مین اسوقت بہی اب کی طرح وسیع زرخیز

[1] مگر ایک جدید سیاح مارٹی نیر کے حالات سفر سے اس معاملہ کی نسبت شک پیدا ہوگیا ہے۔ اسنے علاقہ سوس کے مقام اگادونہ غیرہ مین بازنطینی طرز کی عمارتون کے کئی کہنڈر دیکہے جن پر یہ قیاس کرنیکے لیے کافی وجہ ملتی ہے کہ رومن یا بازنطینی حکومت ضرور اس مقام تک وسعت پاچکی ہے۔ بہرحال اس دریافت سے رومن صوبہ کی حدود اور رقبہ کے مسئلہ کے متعلق ایک دلچسپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) ہوگیا۔ کیونکہ یونانی عموماً عیسائی ہوگئے تہے۔ مگر ابن خلدون اپنی تاریخ بربران مین آخری صفون مین اس لفظ کے استعمال کو سخت معیوب بتاتا ہے۔ وہ لکہتا ہے: "مجہے بالکل یاد نہین پڑتا کہ مینے کسی جگہ یہ پڑہا ہو کہ جب عربون نے افریقہ کو فتح کیا تو اس ملک کے رہنے والون مین سے کسی قوم یا نسل کو رومی کے لفظ سے پکارا گیا ہو۔ نہ مین نے ان واقعات کی پرانی تاریخون مین سے کسی مین اس لفظ کو پڑہا ہے۔ اس سے مین نتیجہ نکالتا ہون کہ یہ لوگ محض استعارتاً رومی پکارے جانے رہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے عرب فرنگیون (وونڈالون) سے نا آشنا تہے۔ اونکو معلوم نہ تہی کہ یہ بہی کوئی جدا قوم ہین۔ نہ اونکو شام مین کسی اور قوم سے ساتہہ پڑا۔ نہ کسی اور سے اونکی لڑائی ہوئی۔ وہ سمجہتے تہے کہ تمام دوسری عیسائی قومین رومی سلطنت کے تابع ہین۔ اور رومن قیصر ہرقولیس تمام مسیحی دنیا کا فرمانروا ہے۔ بدین خیال اونہون نے کل مسیحی اقوام کا بہی رومی ہی نام رکہدیا۔"

میدان موجود تھے۔ پلینی انکو ویران اور بنجر اور ہاتھیون کا گھر لکھتا ہے۔ اہالی ریف
کی شورہ پشتی کا یہ عالم تہا۔ کہ ایکدفعہ باغی ہوکر وہ رومیون سے لڑتے لڑتے ہسپانیہ
مین بہی داخل ہوگئے تھے۔

کوہستانی سردار کے اولوالعزم جوبانے مشاہدہ و معاینہ کی بنا پر اپنی افریقی ریاست
کے حالات کئی جلدون کی ایک ضخیم کتاب مین تحریر کئے۔ یہ کتاب افسوس ناپید ہوگئی
ہے۔ اسوقت کے مراکشی باشندون کی نسبت ہمارا ذریعہ علم صرف پلینی پر محدود
ہوگیا ہے۔ گائی تولی کی نسبت پلینی سوٹونی اسکو بطور سند پیش کرتا ہے۔ اکثر
کی رائے مین موجودہ قوم گزولی یا جزولی ہی کا پرانا نام گائی ٹولی تہا۔ مورخ
گبن ان لوگون اور انکی ہم نسل دیگر ہمسایہ قومون کی نسبت لکھتا ہے۔ رومن
طاقت کے زمانہ شباب و عروج مین یہ لوگ کاربج اور ساحل بحر سے بہت دور
رہے۔ مگر جب رومیون کے بعد ونڈالون (فرنگیون۔ جرمنون) کی کمزور حکومت
متسلط ہوئی۔ تو وہ نومیڈیا کے شہرون پر حملہ آور ہوگئے۔ ٹانجیر سے لیکر قیصریہ
(موجودہ شہر الجزائر کے متصل تہا) تک ساحل پر قابض ہوگئے۔ اور خود باٹی
زیکی ام کے زرخیز میدانون مین بلا تردد اپنے خیام نصب کر دیئے۔ اور مراکشی
سردارون کی امنگین یہانتک بڑہ گئین کہ قیصر کی طرف سے بادشاہی کرنے اور
نشان حکومت ملنے کی تمنائین کرنے لگ گئے۔ خود جوبا بہی ایک ایسا ہی سردار
یا فرمانروا تہا۔ اگرچہ مراکشی کی بجائے اوسے نومیڈی کہنا زیادہ مناسب ہوگا
کیونکہ لفظ ماری ٹینیا کا مفہوم ہمارے زمانہ کا لفظ مراکو کے مفہوم سے بہت
زیادہ مہمل اور غیر متحقق تہا۔

ماری ٹینیا ٹنگی ٹانا — صوبہ بوٹیکا کے باشندون کو خوش کرنے کے لئے اوتہو نے سنہ [illegible]ء مین
مراکشی صوبہ ہسپانیہ کے ساتھ ملحق کردیا۔ اور بالاخر آخری قیصر نے
ماری ٹینیا کے نصف مغربی حصہ کو سنہ ۹۰ء مین پروکیوریٹر (فوجی و ملکی گورنر) کے
ماتحت جدا صوبہ بنا کر اس کے بڑے شہر ٹنگیس (موجودہ ٹانجیر) کے نام پر اوس کا نام
ماری ٹینیا ٹنگی ٹانا رکہا۔ مشرقی نصف کا نام قیصر ینسس رکہا گیا۔ اور اندرونی
صوبون کو بعض کی جاگیر خاص مین داخل کیا گیا۔ اول اول وہان پروکیوریٹر کے

ماتحت دوم درجہ کی سپاہ بغرض حفاظت رکھی گئی۔ لیکن بعد مین گورنر اور
سپاہ سالار کے عہدے جدا جدا کر دیئے گئے۔ کیونکہ ایک ہی شخص کے دونون منصبون
پر ہونے سے اندیشہ ہوسکتا تھا کہ وہ کبھی بغاوت خود مختاری پر مائل نہ ہوجائے
قیصری ان کے زمانہ مین مراکشیون نے ایک بربری سردار کے تابع ہوکر
۱۷۰ء مین علم بغاوت بلند کیا۔ رومن مورخون نے اس سردار کا نام لوسی[۱]
اس کو آئے ٹس لکھا ہے۔ اس نے رومیون کی قابل قدر خدمات کی تھین چنانچہ
اپنی بربری افواج کو ہمراہ لیکر ٹراجان کی ایسی وفاداری سے مدد کی تھی کہ اس
کے صلہ مین صوبہ فلسطین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ تحقیق نہین ہوا کہ وہ مراکو کا
باشندہ تھا۔ یا کسی اور ملک کا۔ رومن قبضہ کے دوران مین سب سے آخری
مہم جسکا تاریخ مین ذکر ہے۔ قیصر انٹونی نس پائی اس کے عہد مین بربرون
کے برخلاف بھیجی گئی۔ یہ کام ۱۳۰ء مین ایک رومن جرنیل کے سپرد کیا گیا۔ جس
نے بربرون کو کوہسار کی وادیون مین ڈھکیل دیا۔ اوسی زمانہ مین ایک
اور رومی جرنیل برطانیہ کے رومن مقبوضہ کی حدود سے بارکشائر کے دلدلون
کے ڈاکوؤن کو پرے ہٹانے کے کام مین مشغول تھا۔ مراکو سے رومن فاتحین
نے کوئی بڑا فائدہ نہ اوٹھایا۔ البتہ اوس کے جنگلات سے اونکو درخت لیمون
کی بیش قیمت لکڑی وافر دستیاب ہوتی رہی۔ اس لکڑی سے رومی امرا نہایت عمدہ
کرکے جوڑ میزین بنوایا کرتے تھے۔ جو نہایت قیمتی سمجھی جاتی تھین تھین۔ یعنی ان
درختون کے تنے اتنے بڑے بڑے ہوتے تھے۔ کہ ایک سالم ٹکڑے سے ایک ڈال
سالم میز کا تختہ اور پائے باسانی بن جاتے تھے۔ میز کا کوئی حصہ جدا اپنا کر نہ جوڑا

---

[۱] مختلف پرانے کتبون سے فرنچ سیصا ایم پالوڈی لیسرٹ نے صوبہ ماری ٹینیا ٹنگی ٹانا
کے تیرہ رومن گورنرون کی فہرست مرتب کی ہے جن مین سب سے پہلے کا زمانہ گورنری ۴۶ء
مین کلیباکے عہد حکومت سے شروع ہوتا ہے۔ اور سب سے آخری کا چوتھی صدی عیسوی کے آخری
حصہ مین ختم ہوتا ہے۔ اولیوبی لیس کے کتبون سے ایک سیاح نے دریافت کیا ہے۔ یہ گورنر نا کس
اری لی اس کے عہد مین گذرا۔ اس کے علاوہ ایک اور یعنی پندرہوان گورنر بھی ایک کتبہ سے معلوم ہوا ہے

جاتا تہا۔ اس لکڑی کے علاوہ ایک خاص قسم کا نباتاتی اودا رنگ بہی اونکو یہان سے حاصل
ہوتا رہا جو قدر و منزلت مین ٹایر (صور) کے اودے رنگ سے بہی فوقیت لیگیا
اور عوام مین اوسکا عام رواج ہوگیا۔

زمانہ وندلان ۱۶۱ ء سے رومیون کی طاقت کا زوال شروع ہوگیا۔ کیونکہ عیاشی
۴۶۸ ء اور آرام طلبی اور اونکی ہمرکاب برائیون نے قوم کی قوت کو چوس لیا
تہا۔ اون کے مقبوضات ایک ایک کرکے اون کے تصرف سے نکل گئے۔ ماری ٹینیا
ٹنگی ٹانا کبہی بہی نہایت اہم اور عزیز مقبوضات مین سے نہ سمجہا گیا تہا۔ اوسکو بچانے
کی اون کو کب کوئی خاص فکر ہوسکتی تہی۔ تاریخ مین لکہا ہے کہ فرنگیون نے رومیون کے
برخلاف مستعد ہوکر جب گال (فرانس) اور ہسپانیہ پر حملہ کیا تو اونہون نے مراکو پر
بہی حملہ کرنے کی نیت سے ہسپانوی جہاز پکڑے تہے۔ لیکن اس مین اونکو کہان تک
کامیابی ہوئی۔ اس کے متعلق کچہہ مذکور نہین۔ بہرکیف جب ونڈال سوابوی اور
گوتہہ قوم مین جن سیرک کے زیر کمان ہسپانیہ مین داخل ہوئین۔ تو وہ آگے افریقہ
کو بہی گیئن۔ یہ واقعہ ۴۲۹ ء مین گذرا۔ رومن گورنر بونی فیس اور نیز ہسپانوئیون
نے جو ان وحشی حملہ آورون کی روانگی کے لیئے دن رات خدا سے دعائین مانگتے تہے
حملہ آورون کو افریقہ پر حملہ کرنے مین ہر قسم کی مدد دی۔ اور تمام ضروری سامان
بخوشی اونکو بہم پہونچا دیئے۔ اونکی جمعیت اسی ہزار کی تہی۔ اون مین نصف سپاہی
تہے۔ وہ افریقن ساحل پر پہونچکر مشرق روبہ ہوگئے۔ اونکی منزل مقصود کارتہج تہا۔
اور اسکو دس برس بعد وہ حاصل کرنے مین کامیاب ہوگئے۔ اونہون نے مراکو پر قبضہ
نہ کیا۔ البتہ سیوٹا اور ٹانجیر کو اپنا با جگذار بنالیا۔ گوتہہ قوم کی آمد تک یہی قبضہ قائم
رہا۔ اس قوم نے ۶۱۸ ء مین ادہر رخ کیا۔ ونڈال قوم کے غلبہ کیوقت سے ماری ٹینیا
کے حالات و تواریخ پر پہر کامل تاریکی چہا جاتی ہے۔ اور ہم یقین کے ساتہہ یہ
بہی نہین کہہ سکتے کہ بیرونی دنیا کا اس زمانہ مین بربر قبایل پر کیا اثر پڑا۔ یا مذہب
عیسوی کا اثر اس ملک مین کہانتک پہیلا۔ میرے خیال مین عیسوی مین مذہب
ان حدود تک بہی کبہی نہ پہونچا۔ جو رومن مقبوضہ کی تہین۔ اگر میرا یہ خیال
درست ہے تو مراکو مین عیسائی مذہب کی اشاعت کے متعلق عام گمان کو بہت

ہی مبالغہ آمیز کہنا پڑیگا - مین نے اس معاملہ پر پندرہوین فصل مین مفصل بحث کی ہے - اوس زمانہ کی تاریخون کو پڑہتے وقت اسے کبھی فراموش نہ کیا جائے - کہ ان دونون الفاظ افریقہ - نومیڈیا - ماری ٹینیا - ماری - اور بربر کے معنے بہت ہی محدود تھے - ان کا دایرہ اطلاق اب بہت ہی وسیع ہے - اس امر کو فروگذاشت کر دینے سے سخت غلط فہمیان پیدا ہونگی -

رومن کھنڈرات} مراکو مین قابل غور اور اہم رومی کھنڈرات صرف وہی ہین - جو دولیوبلیس مین ہین - یہ قصبہ مکنسہ سے ساڑہے تین گھنٹون کی زین سواری کی مسافت پر ہے - یہ امر کتبون سے بخوبی تحقیق ہوچکا ہے - کہ قدیم ولیوبلیس یہی مقام ہے - ان کتبون مین سے ایک فتح کی یادگار مین بنائی گئی - محراب پر لگا ہوا تہا یہ محراب گو اب کھنڈر پڑی ہے - لیکن پھر بھی سابقہ عظمت وجلال کو بیئے ہوے ہے - یہ کتبہ کاراکالا اور جولیا ڈومنا کی فتح کے متعلق ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ۲۱۳ء سے بعد کا ہے - اس امر کی تصدیق کیس اس ڈومی ٹمنس کی قبر کے کتبہ سے بھی ہو رہی ہے - جسپر ساتھ ہی شہر کا نام بھی درج ہے - باشندگان ملک ان کھنڈرات کو قصر فراعون پکارتے ہین - ان کھنڈرات سے بارہا عمارتی مصالح حاصل کیا گیا - خاصکر مولائی اسمعیل نے مکنسہ محل کی تعمیر کے وقت ان کھنڈرات سے بہت مصالح لیا - ونڈس سیاح نے ۱۷۲۱ء مین جب اونکو دیکھا - اور انکی

لہ ان کھنڈرات کو فرنچ سیاہ ایم ڈی لا مارٹی نیر نے بڑی محنت وغور سے تلاش و معائنہ کیا ہے اوس نے جابجا ان کھدوا کر بھی دیکھا - اس کی محنت کا نتیجہ نہایت بیش قیمت برآمد ہوا - ۱۸۸۸ء اور ۱۸۸۹ء مین اسے ۴۳ کتبے ملے - ان مین سے اکثر دوسری صدی عیسوی کے آخیر کے تھے - دو یا تین یونانی زبان مین ہین - مگر ایسے مٹ گئے ہین - کہ پڑہے نہین جا سکتے - لاطینی کتبون مین سے ایک عربی کیطرح دائین طرف سے بائین طرف کو لکھا ہوا ہے - انمین سے دو شاہی معاملات کے متعلق دو مذہبی تیرہ اعزازی اور ۲۶ مرقدی ہین - ایم ہیرون بے ان کی بجنسہ نقلین پیرس کے تاریخی رسالہ مین شایع کی ہین - ۱۲

تصویر اتاری۔ اس وقت ان عمارات کا کچھہ کچھہ حصہ ابھی سالم کھڑا تھا۔ اب اونکا
کوئی قطعہ باہم پیوستہ نہین رہ گیا۔ اور انکی ہیئت بالکل ہی بدل گئی ہے۔ اس کامل بربادی
کا باعث زیادہ تر زلزلے ہین۔ اور خاصکر ۱۷۵۵ء والا زلزلہ۔ جو مکنسہ مین بہت ہی سخت
آیا تھا۔ ان کھنڈرات کی توضیح و تشریح علاوہ دیگر اشخاص ٹسوٹ۔ لیٹرد۔ اور مارٹی نیر[1] نے
بہت عمدہ کی ہے اور ساتھہ ہی تصویرین بھی دی ہین۔ کپتان مایڈیجوا سیر ہو گیا تھا۔ ان
کھنڈرات کی ایک تصویر چھوڑ گیا ہے۔ یہ بھی اوسی زمانہ مین لیگئی تھی۔ جبکہ ونڈس نے
اوتاری تھی۔ مقام[2] ٹوکولومیڈا کے کھنڈرات جو مکنسہ سڑک پر دوسرا رومن پڑاو تھا۔
بالکل ناپید ہو گئے ہین۔ آیا ان سے جدید عمارات مین فایدہ اوٹھایا گیا۔ یا وہ یون ہی
منتشر و معدوم ہو گئے۔ اسپر یقین کے ساتھہ کچھہ نہین کہا جا سکتا۔

قابل سند کتب کہ ماری ٹینیا کے جغرافیہ اور تاریخ کے متعلق جو ناظرین مشرح حالات
اور تحریرین پڑھنا چاہین وہ منرٹ۔ ڈوپارٹ۔ سینٹ مارٹین۔ لسٹوٹے کی تصانیف
دیکھین۔ یہ تصانیف اسی ترتیب سے جس ترتیب سے اون کے مصنفون کے نام لکھے
گئے ہین شائع ہوئین۔ منرٹ نے اپنی کتابون مین جغرافیہ کی طرز کو اختیار کیا ہے
اور ہر ایک ضلع کا جدا جدا بیان لکھا ہے۔ ڈوپارٹ نے تاریخی طرز کو پسند کیا ہے۔
اور ہر قوم و نسل کے حالات جو ملک پر متصرف ہوئین۔ بلحاظ قدامت سلسلہ وار
تحریر کئے ہین۔ سینٹ مارٹین نے تاریخ الکتب المصنفین کو مدنظر رکھا ہے۔ اوسنے
ہر نویسندہ کے بیانات پر علیحدہ علیحدہ غور کیا ہے۔ اور تینون مین سے یہی طریق

---

[1] مین جب وہ بوبلیس گیا۔ تو وہان مارٹینز کو کھدائی کے کام مین معروف پایا۔ مگر بعد مین اوس نے
جو کتاب شائع کی۔ وہ بہت غیر تشفی بخش ہے۔ اوس مین اوس نے اپنی محنت کے حالات مفصل نہین
لکھے۔ العریش کے قریب بمقام لکس بھی اوسنے قدیم کھنڈرات مین اسی طرح محنت کی۔ میکنس ۱۲

[2] ڈاکٹر واٹسن نے بمقام مدرسہ سیوفہ کے کھنڈرات کو بھی رومی زمانہ کے سمجھکر اون کے
حالات بالتفصیل لکھے ہین۔ یہ مقام ٹانجیر کے قریب طیطوان کی سڑک پر واقع ہے
لسٹوٹے نے رومن زمانہ کے کئی کھنڈرات کے حالات لکھے ہین۔ میکنس ۱۲۔

سب سے زیادہ فائدہ بخش اور کارآمد ہے۔ اور فرانس کی انجمن حامی علوم نے بالکل بجا طور پر اوس کے اختیار کرنے والے کو امتیاز و نشان عطا کیا ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ یہ سب کتابین خارجی بنا پر مبنی نہین۔ اونکے مصنفین کو مجبوراً دوسرون کے بیانات پر انحصار کرنا پڑا۔ یہ کام سلوٹے ہی نے کیا۔ کہ جب وہ ۱۸۷۵ء مین فرانس کیطرف سے دربار مراکو مین سفیر تھا۔ تو بین بر سر موقعہ انجمن متذکرہ صدر کے لیے ایک نہایت جامع اور عالمانہ رسالہ مرتب کیا۔ اور اس مین اپنی ذاتی تفتیش و تحقیقات کھنڈرات کی کھدائی اور معائینہ وانکشافات کے نتائج کو بھی قلم بند کیا۔ اس علمی و قابل قدر رسالہ کی موجودگی مین شائق علم کے لیے تاوقتیکہ کوئی نئے نوشتے اور کتبے یا یادگارین زمین سے برآمد نہ ہون۔ جدید تھیوریان و نظریات قایم کرنے اور قیاسی گھوڑے دوڑانے کی کوشش محض فضول ہوگی۔ ماری ٹینیا کی بہترین سلسلہ وار تاریخ وہ ہے۔ جو مرسیے نے لکھی ہے۔

فصل دوم (۲)

اسلامی حملے ۶۹۰ء تا ۷۸۸ء

اسلامی سیلاب بتدریج ساحل بربری کے برابر برابر بڑھا۔ مکہ معظمہ سے حضرت محمدؐ کی ہجرت سے بیس برس کے اندر عرب جیوش دریائے نیل کے ڈلٹا پر قابض ہوگئے تھے۔ اونھون نے جلد دیسی باشندون کو مطیع بنا لیا[1]۔ جن مین سے اکثر مسیحی المذہب تھے۔ مگر بہت سے یہودی بھی ان مین ملے جلے تھے۔ فتح مصر سے دو تین برس مین ہی یہ فاتحانہ لہر سرینیکا (بارقہ یا بنغازی) کو طے کرتی ہوئی ۶۴۳ء مین طرابلس تک پہونچ گئی ۶۴۶ء مین افریقیہ (جس سے اسوقت وہ ملک مراد تھا جسکو اب ہم ٹیونس پکارتے ہین)

---

[1] یہ لوگ اب بھی قبطی کبطی یا کاپٹ پکارے جاتے ہین۔ اور گو انمین سے اکثر وقتاً فوقتاً اسلام کے دایرہ مین داخل ہو جاتے رہے ہین۔ لیکن جو قبطی کہلاتے ہین انکا مذہب برابر مسیحی ہی رہا ہے۔

مسخر ہوا- اور سنہ ۶۴۷ء میں عرب جرنیل بربر و مغرب یعنے مغرب الاوسط (الجیریا) اور مغرب الاقصیٰ (مراکو) مین داخل ہو گئے-

عرب مورخ الزیری (بقول النویری) لکہتا ہے کہ اسوقت ایک شہزادہ مسمی جرجیس یا گرجیس (یعنی پیٹریشیئٹ گرگوری اس) بازنطینی قیصر ہرکولیس[1] کے نایب کی حیثیت مین طرابلس سے ٹانجیر تک حکمران تہا- مگر یہ امر بہ تحقیق معلوم نہین کہ فی الواقعہ اس نایب کو کہان تک ان ملکون مین اقتدار حاصل تہا-

بربرون کی حالت سنہ ۶۴۰ء [2] غالبًا مراکو کے بعید ترین مین ونڈالون یا بربرون پر اوسے چندان زیادہ اقتدار حاصل نہ تہا- بربر اجنبی حکومت سے بیزار تہے- وہ عربون کو اس جوئے سے مخلصی دلانے والا سمجہکر بطیب خاطر اون کے ساتہ شامل ہو گئے- اور اسطرح عرب تسلط باسانی قایم ہو گیا- مگر جب بعد مین اونکو معلوم ہوا کہ اونکی حالت مین اوس کے سوا کچہہ تغیر نہین ہوا کہ صرف مالک بدل گئے ہین- تو عرب اطاعت تسلیم کرنے سے چالیس برس بعد علم بغاوت بلند کرکے قصبہ قیروان مین جسے عربون نے ٹونس کے جنوب مین تعمیر کرکے اپنا دارالخلافہ بنایا تہا- اپنی خود مختار حکومت قایم کر لی اس شہر کو فتح کرنے کے لیئے اوس کے بانی و تعمیر کردہ اور عربون کے سپہ سالار اعظم عقبہ سے مدد چاہی گئی- یعنی اپنی دوسری (۶۶۹ء) اور تیسری (۶۸۲ء) مہمون مین بربر انو مسلمون کی مدد سے افریقہ کے باقیماندہ عیسائیون کا بہی نام و نشان مٹا دیا تہا- عقبہ اس وقت بہی غزا مین مصروف تہا- اور سیوٹا و ٹانجیر پہونچا ہوا تہا- اوس نے سنہ ۶۸۳ء مین بربرون اور یونانیون کی متفقہ فوج کو مقام تاہودہ کی نہایت ہی مہیب اور خونریز لڑائی مین کامل شکست دی- مگر اوسے پہر قیروان مین داخل ہونا نصیب نہ ہوا- وہ اس کی مکرر فتح سے پہلے ہی شہید ہو گیا- اور عربون نے ایک اور سپہ سالار کے زیر کمان سنہ ۶۸۸ء مین قیروان کو دوبارا فتح کرکے آزاد

[1] ہرکولیس قیصر قسطنطنیہ سنہ ۶۴۱ء تک حکمران رہا- خود قسطنطنیہ کا عربون نے دو دفعہ سنہ ۶۶۸ء و سنہ ۷۱۶ء مین محاصرہ کیا میکنس پہلا محاصرہ ۵ برس رہا-

[2] اوسکا مستقر حکومت طرابلس تہا- جہان وہ عربون سے لڑائی کرتا ہوا ہلاک ہوا- میکنس- ۱۲

بربرون کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے پامال کر دیا[۱]

عقبہ و مراکو۔ عرب تواریخون کے متضاد بیانات اور روائیتون کو باہم موازنہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب عقبہ ابن نافع، سیوٹا کی فصیل کے قریب پہونچا۔ تو وہان کا وسی گوتھ قوم کا گورنر کونٹ جولین شہر سے باہر عرب سپہ سالار کو تحائف و نذرانے لیکر آملا۔ طانجیر کے گورنر نے بھی یہی کیا۔ اور عقبہ نے بھی بحالات موجودہ اسے کافی سمجھا۔ بقول مراکشی اسقدر طویل محاربے کے بعد اس کے پاس جو فوج باقی رہ گئی تھی۔ اس سے وہ اس سے زیادہ بیشتر قابل فتح کا کام نہین لے سکتا تھا۔ اس نواح کو فتح مسخر کرنیکا کام قضاً و قدر نے عقبہ کے جانشین موسیٰ کی قسمت مین مقدر کر رکھا تھا۔ یہ واقعہ اسی موقعہ پر گذر رہا تھا۔ بوبانا یا ضارف الاعقاب کے میدانون مین سے گذرتا ہوا۔ عقبہ جب بحر اوقیانوس کے ساحل پر پہونچا۔ تو اوس نے اپنے گہوڑے کو سمندر مین ڈال کر باواز بلند یہ فقرہ[۲] جسے تاریخ نے ہمیشہ کے لیے لوح زمانہ پر ثبت کر دیا ہے۔ زبان سے نکالا تہا "الہ العالمین اگر میرا رستہ یہ سمندر بند نہ کر دیتا تو مین تیرے پاک نام کی توحید کی اشاعت کرتا۔ اور اون بدبخت قومون کے جو تیرے سوا کسی اور خدا ئیون کی پرستش کرتی ہین۔ سر کاٹتا ہوا مغرب کی نامعلوم بادشاہیون کیطرف بڑہا چلا جاتا"

لیکن مراکو کا اصل ملک ابھی غیر مفتوح تہا۔ جس کی فتح مین یونانیون اور ٹونیسیا و الجیریا کے بربرون کے مقابلہ نے بیس برس مزید کا وقفہ ڈالدیا۔ یہ بربر

---

[۲] اس کا اصل راوی نویری ہے۔ مین نے اس کے اظہار کا ترجمہ گبن کے ترجمہ کے مطابق درج کیا ہے۔ مگر گبن نے اکثر دیگر مورخین کی طرح یہ سمجھنے مین غلطی کہائی ہے۔ کہ عقبہ سوس کے موجودہ صوبہ کے ساحل تک پہونچا تہا۔ وہ صرف اس صوبہ تک گیا تہا جسے عرب سوس الادنے یا شمالی مراکو پکارتے تہے۔ اور جو موجودہ صوبہ سوس سے جسے عرب سوس الاقصیٰ پکارتے تہے۔ اور وہ اونکی تقسیم علاقہ کے لحاظ سے مقام ام الربیع سے شروع ہوتا تہا۔ بالکل ممیز و جدا تہا۔ میکنس و مسٹر امیر علی اپنی تاریخ فتوحات عرب مین عقبہ کے اظہار کا یہ ترجمہ کرتے ہین "خدائی قدیر اگر یہ سمندر حایل نہ ہوجاتا تو مین تیرے نام کے جلال کو بڑہاتا اور تیرے اعدا کا سر کاٹتا ہوا بعید ممالک بعیدہ کو بڑہ جاتا۔ مترجم
[۱] دیکہو تاریخ البویری باب بنجاہ صفحہ ۱ ا میکنس۔

کاہنہ[1] نام ملکہ کے زیر فرمان عربون سے لڑے۔ ۶۹۸ء مین جب کاریج مسخر ہو گیا۔ تو
مسلمانون کو کافی طاقت کے ساتھہ مغرب کیطرف بڑہنے کی فرصت مل گئی۔
فتح مراکو ۷۰۶ء } موسیٰ بن نصیر کو ہراول لشکر کا کمانڈر مقرر کرکے آگے بہیجا گیا۔
وہ اون قبائل کو جو صحرا کے کنارے پر آباد تہے مطیع و منقاد بنانے کے بعد شمالی
ساحل کے کنارہ کنارہ سوس۔ خزاعہ۔ اور ٹافیلات تک بڑہا چلا گیا۔ اور وہان
اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دس ہزار اسپ سوار دیکر قیام حکومت کے لیئے مامور
کیا۔ عبدالعزیز نے زناطہ مصمودا۔ سنہاجہ۔ قبلیہ اور رہوارا کے قدیم بربر قبائل
کو یکے بعد دیگرے بزور شمشیر اور عقلمندی اور لطف آشتی سے مطیع و منقاد اور
رفیق و ہواخواہ بنا لیا۔ ادہر دوسری طرف اس کے بہائی مروان نے ۷۰۸ء
مین ٹانجیر کو فتح کرکے طارق بن زید النفیسی کے زیر کمان وہان دس ہزار عرب
و مصری فوج تعینات کردی۔ ٹانجیر۔ طیطوان اور رغرملہ مین عرب تاجرون کو کثیر
التعداد عیسائی ملے۔ جن مین سے اکثر ہسپانیہ کو بہاگ گئے۔ المقری لکھتا ہے "یہان
کے لوگون کا بیان ہے کہ موسیٰ سے پہلے ٹانجیر کو کبہی کوئی دشمن بزور شمشیر فتح
نکرسکا تہا جب اسپر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔ تو وہ اون کے مضبوط ترین قلاع
مین سے ایک ہو گیا" طارق نے بلطف و مدارات اپنی فوج مین ۱۹ ہزار بربر شامل
کر لیئے۔ اور مذہب اسلام سکہانے کے لیئے اون کے واسطے عرب معلم مقرر کر دیئے
طارق کی فوج کا حصہ کثیر انصار مدینہ اور اونکے رفقاء و لواحقین مین سے تہا
جنکو شامیون نے جنگ حرا مین نہایت سخت شکست دی تہی۔ اس فوج کی طفیل
مغرب مین بہی اس نفاق و ناچاقی کی تخم پاشی ہو گئی۔ جس نے مشرق مین اسلامی
طاقت کو بہت کمزور کر دیا تہا۔ اور جسکی وجہ ہی سے آخر ہسپانیہ مین ایک علیحدہ
خلافت قایم ہو گئی۔
اندرون ملک مین } ملک کے اندرونی حصص مین اسوقت اسلام کی اشاعت
اسلام کی اشاعت } کہانتک ہوئی۔ اس کے متعلق مفصل کیفیت معلوم نہین ہے

---

[1] کاہنہ کو مورخین نے جہودن لکھا ہے۔ اس کے نام سے بہی اسکا مذہب یہودی ہونا ثابت ہے۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ مین ادہر ہی وہی کارروائی ہوئی جو بلاد مشرق مین ہوئی تہی۔ تحقیقی امر صرف اس قدر ہے کہ جب آیندہ صدی کے خاتمہ کے قریب مولائی ادریس مراکو پہونچا۔ تو زولیو بولیس کے ایک مسلمان گورنر کے پاس فروکش ہوا اور کہ متصلہ قبایل مین اسلام یہانتک گھر چکا تہا کہ اون کے دلون مین خاندان نبوی کی وقعت قایم ہو چکی تہی۔ اور اس خاندان کے ایک رکن ہونیکی حیثیت سے اوتہوستہ مولائی ادریس کا بہت ادب و احترام کیا۔ مراکو مین اشاعت اسلام کے معاملہ کے متعلق عرب مورخین نے اگرچہ بہت اجمال و اختصار سے کام لیا ہے۔ لیکن اس کے متعلقہ طومار در طومار دفترون سے حقیقت کو فسانہ سے تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ قیاس ہے کہ یہ زمانہ قبایل مراکو کو مطیع و منقاد بنانے اور نو بھرتی شدہ بربر فوج کو جو عنقریب فتوحات اسلامیہ مین نمایان حصہ لینے والی تہی اداب حرب و ضرب اور قواعد شریعت و ملت سکہانے مین صرف کیا گیا۔ میرے خیال مین اندلون مسلمانون کو ہسپانیہ پر حملہ کرنیکا شاید ہی کبھی سچنتہ خیال ہوا ہو۔

سیوٹا ابہی تک گوتہون کے قبضہ مین تہا۔ جو اسوقت ہسپانیہ کے مالک تہے۔ اور جولی ان کو ایک عرب مورخ (ابن خلدون جلد اول صفحات ۲۱۲ و ۲۸۷ جلد دوم صفحہ ۱۳۵۔ الناصری جلد ۱ صفحہ ۴۱۔ نے غسارا یعنی ریفی بربرون کا سردار لکہا ہے۔ ابن عبد الحکیم نے اسے الجیراس کا گورنر اور آبناے کا حاکم بہی لکہا ہے) اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ بربر اسوقت تک ہسپانیہ کے ہی تابع فرمان رہے۔ اور عرب فاتحین اونکو ایک طرف چہوڑ کر اس قدرتی شاہراہ کے رستہ جیسے میدان اور گہاٹیان بنا رہی ہین۔ اون سے جنوبی علاقہ کو بڑہ گئے۔

ہسپانیہ پر حملہ کی کو مسلمانون کو کئی برس تک ہسپانیہ کی فتح کیطرف کوئی بڑی توجہ نہ ہوئی۔ مگر یہ بے توجہی زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہی۔ ہسپانیہ کا زرخیز علاقہ آبناے کے جنوبی ساحل سے صاف دکہائی دیتا ہے۔ اسکی کمال زرخیزی اور منظر کی دلفریبی کے مسلسل مشاہدہ سے آخر نو مسلم[1] بربرون کے منہ مین پانی بھر آیا۔ چنانچہ گوتہون کے

---

[1] عرب مورخین نے نو مسلم کی بجاے انکو متعرب (یعنی جو عرب بن گئے ہو) لکہا ہے۔ اہالی ہسپانیہ

بادشاہ راڈرک[۱] کے جبر وستم اور غداری سے جب اوس کے اپنے امرا اور رعایا بھی تنگ آگئی تو وہ ہموقعہ خدا داد سے فایدہ اوٹہانے پر کمربستہ ہوگئے۔ بادشاہ کے دست بیداد سے ظلم وستم کشیدہ کونٹ جولی آن[۲] اور ٹانجیر کے ایک سر بر آوردہ عیسائی کی ترغیب پر مسلمانون نے پہلی دفعہ ۷۱۰ء مین الجیراس سے ہسپانیہ پر تمہیدی یورش کی۔ وہ چٹان جس کا نام ایک مسلمان جرنیل کے نام پر اس حملہ سے ایک برس بعد جبل طارق پڑگیا اسی شہر کے متصل ہے۔ اور جو چٹان ایک دوسرے جرنیل کے نام پر جبل موسیٰ پکارے جانے لگا وہ اوس کے بالمقابل آبنائے کے دوسرے (یعنی جنوبی) ساحل پر ہے۔ دوسرے برس یعنے ۷۱۱ء مین طارق[۳] نے اون کشتیون اور جہازون کو جن

[۱] دسی گوتھ قوم کے شاہان ہسپانیہ مین سے آخری بادشاہ۔ وہ گمینہ حسب نسب کا تہا لیکن اپنی قابلیت اور جب شاہ وتیزا معزول ہوگیا تو ۷۱۰ء مین تخت نشین ہوگیا۔ وتیزا کے بیٹون نے عربون سے مدد چاہی اور وہ ہسپانیہ پر حملہ کرنیکو تیار ہوگئے۔ ۷۱۰ء وہ طارف کے زیر کمان بمقام طوطی سوس (موجودہ طارفہ) خشکی پر اترے اور دوسرے برس زیادہ جمعیت کیساتھ طارق کے زیر کمان جبل کالپی کے دامن مین۔ اس جائے نزول کا نام اوس وقت سے جبل طارق ہوگیا۔ جو بگڑ کر جبرالٹر بنگیا ہے۔ ساحل پر کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ اور عرب اندرون ملک مین دریائے فرونیرا تک بڑہتے چلے گئے۔ وہان راڈرک نے جرار مگر غیر منتظم سپاہ سے انکا مقابلہ کیا۔ نو دن تک فریقین مین متعدد جانگداز معرکے ہوئے۔ آخر راڈرک کو شکست ملی۔ اور وہ معہ اپنے چیدہ امرا کے میدان جنگ مین کہیت رہا۔ وہ ۷۱۱ء مین ہلاک ہوا۔ مترجم [۲] اس واقعہ کے راوی النویری۔ طارف بن طارق ابن عبد الحکیم المذہبی الکوشیہ اور البطرہی۔ الفونسو سوم والی آسٹیریا نے ہی اپنی تاریخ مین جو نوین صدی مین لکہی گئی اوسکا ذکر کیا ہے۔ میکنس [۳] موسیٰ بن نصیر کو طارق کی فتحیابی پر ایسا حسد ہوا کہ اوس نے فتح ہسپانیہ کے بعد طارق کو غارتگری کے الزام مین قید کردیا۔ طارق نے خلیفہ کے پاس اپیل کی جسپر موسیٰ کے بیٹے کو بطور یرغمال نظر بند کر کے موسیٰ کو طارق کے رہا کردینے کا حکم بہیجدیا۔ اور کہا کہ اگر اوسے کچھ ضرر پونچا تو تمہارا بیٹا قتل کردیا جاویگا۔ موسیٰ نے طارق کو خلیفہ کے پاس بہیجدیا۔ پیرس کی نیشنل لائبریری مین موسیٰ بن نصیر کے نام کا ایک سکہ موجود ہے۔ جو ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء مین ہسپانیہ مین مضروب ہوا تہا۔ ہسپانیہ کے ابتدائی اسلامی سکون مین سے بعض پر عربی اور لاطینی دونون زبانون کی عبارت ثبت ہے۔ میکنس ۱۲۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) نے اسے بگاڑ کر مستارب بنالیا۔ مگر چونکہ عرب مورخون نے ہسپانیہ اور دیگر اقوام کے نومسلمین کے لیئے بلا امتیاز مستعرب کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مین تخصیص کے لیئے اس جامع لفظ کی بجائے نومسلم بربر یا نومسلم ہسپانوی وغیرہ کرکے لکہونگا۔ میکنس ۱۲۔

سوار ہوکر اوس نے آبنائے کو عبور کیا تہا۔ چلا کر اندلس پر حقیقی حملہ کیا۔ اور اس جزیرہ نما میں ایسے استحکام سے اسلامی جہنڈا گاڑ دیا کہ صدیون تک اوسے عیسائیون کی متفقہ کوششین وہان سے نہ اکہاڑ سکین۔ اور اسلامی آثار و نشانات کو تو شاید روز قیامت تک کوئی طاقت اس زمین سے مٹا نہین سکے گی۔ لیکن ہسپانیہ کی فتح اور طارق کی معرکہ آرائی کا تذکرہ اس کتاب کے دایرہ سے باہر ہے۔ یہ مراکو کی تاریخ ہے۔ نہ کہ ہسپانیہ کی۔ تاہم مغربی سلطنت کی داستان کے بیان کے دوران مین ناظرین اوسکے مکینوں کو آبنائے پار کی سرزمین پر ایکٹ ہوتے ملاحظہ کرین گے۔ اہالی مراکو نے اپنے زمانہ فتوحات مین ہسپانیہ کو تین دفعہ فتح کیا ہے۔ ایک دفعہ کفار سے اور دو دفعہ اپنے ہم مذہب مسلمان بھائیون[1] سے۔

[1] ۔۔۔ مین چارلس مارٹل کے ہاتہہ سے بمقام ٹورس شکست کہانے سے پیشتر عرب فتوحات کا سیلاب یورپ مین جس حد تک پہیل گیا تہا۔ اوس کی وسعت پر عموماً بہت کم خیال کیا جاتا ہے۔ اور بہت کم کو اوسکا درست علم ہے۔ مسلمانون نے نہ صرف کل جزیرہ نما (ہسپانیہ و پرتگال) کو فتح کرلیا بلکہ فرانس پر بہی فوجکشی شروع کردی۔ اور گو سلسلہ کوہ پری نیز کی ننہی سی جمہوری ریاست انڈردا اپنے باشندون کی شجاعت و پامردی کی طفیل محکومی سے بچی رہی۔ لیکن اس سے پرے کے دریعی شمالی علاقہ کا حصہ ۔۔۔ مسلمانون نے فتح کرلیا۔ اور ٹولون تک انکا سکہ و خطبہ جاری ہوگیا۔ جنوبی فرانس پر اسلامی قبضہ کی دیگر یادگارون مین سے ایک یادگار اوس کے ایک قصبہ راماٹولہ کا نام ہے جو رحمت اللہ کا بگاڑا ہوا ہے۔ میکنس ۔۔۔ متذکرہ شک کے مفصل حالات اور اوس کے مفصل تاریخ کی مفصل تشریح تاریخ خاندان عثمانیہ کے ایک حاشیہ مین درج ہے۔ یہ نادرالوجود اور نہایت دلچسپ واہم تاریخ حمیدیہ ایجنسی امرت سر سے للعہ پر مل سکتی ہے۔ مسلمانونکا ارادہ تہا کہ یوروپ کو مشرق و مغرب دونون طرف سے حملہ آور ہوکر دو طرفہ اوسکی صف لپیٹتے جانے سے فتح کرلین۔ اور دونون فوجین ایک دوسرے کو جرمنی مین جا ملین۔ مگر منشاء ایزدی یہ نہ تہا۔ مشرق کیطرف سے قسطنطنیہ کی عدم فتح اور دوسری طرف ٹورس کی شکست نے اس اولوالعزم مانہ منشا کو پورا نہ ہونے دیا۔ چارلس مارٹل مسمی پلپین ڈیوک آف اسٹریاس کا ولدالحرام بیٹا تہا۔ باپ کے بعد وہی ڈیوک ہوا۔ وہ دو شاہان فرانس کے محل شاہی کا منتظم رہا۔ اس منصب کیوجہ سے کل اختیار گویا اسی کے ہاتہہ مین تہا۔ اوس کا اصل نام چارلس ہے۔ مارٹل کے معنے ہتہوڑے کے ہین۔ یہ لقب

عرب مورخین کی روایت اس کے متعلق مین پھر عرب مورخین کی روایت نقل کرتا ہون۔ الحجاری ابن حزان اور تمام دیگر مورخین کا اتفاق ہے کہ ”فاتحانہ نیت وارادہ سے جو شخص سب سے اول سرزمین اندلس مین داخل ہوا۔ وہ موسیٰ بن نصیر کا آزاد غلام طارف بربری تہا۔ جزیرہ نما طارفہ کا نام جو اپنائے پر واقعہ ہے۔ اوسی کے نام پر پڑا تہا۔ اس مہم مین اسے یو لیان (جولی ان) عیسائی حاکم سیوٹا نے جو لوڈ ہرک (راڈرک) شاہ اندلس کا مخالف ہو گیا تہا۔ بہت مدد دی“ اس اولین مہم مین صرف ایک سو سوار اور ایک سو پیدل سپاہ تہی۔ اس دستہ نے چار جہازون پر سنہ ۹۱ ہجری (۷۱۰ء) مین آبنائے کو عبور کیا۔ اور دور تک اقطاع اندلس مین فاتحانہ تاخت و تاراج کرنے کے بعد وہ مال یغما و غنیمت سے لدا ہوا واپس لوٹا۔ موٴرخ ڈوزی لکھتا ہے ”یا تو ری بجنت سے مراد نے اعلےٰ کی خلاف توقع ایک معمولی سی یورش عظیم الشان فتح ہو گئی“ ہسپانوی سلطنت کی حالت ایسی بوسیدہ ہو رہی تہی کہ جب اہل مراکو حملہ آور ہوئے۔ تو اونہون نے مخالفون کو بالکل بے سر پایا۔ جو بلاتمیز حاکم و محکوم و امراء و نوادر مظفر و منصور عربی دستہ کے مقابلہ سے حواس باختہ و بے اوسان ہو کر فرار و منتشر ہو گئے۔ عیسائیون کی بے حواسی کی نسبت ایک مسلمان واقعہ نگار لکھتا ہے ”خداوند کریم نے کفار کے دلون کو خوف و رعب سے بہر دیا تہا“ عیسائیون کی واقعی یہی کیفیت تہی۔

بربرون کی بغاوت لیکن مراکو مین مطلع جلد تاریک ہو گیا۔ اور اس تاریکی نے ہسپانیہ کی سریع و آسان فتح کی بہت کچہہ کر نکال دی۔ بربرون نے سابقہ حکمرانون کی سختیون سے بچنے کے لیئے عربون کا مذہب اور انکی حمایت و اطاعت قبول کی تہی۔ لیکن اونکو

---

[۱] ہسپانوی وینڈال حکمرانون سے متنفر مسیحی المذہب غلام آزادی حاصل کرنیکے لیئے مسلمان ہو گئے تہے۔ سیلکنسر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶) اسے فتح ٹورس کے بعد ملا۔ یہ تاسف خیز معرکہ جو ائی ٹیر زو اور ٹورس کے مابین ہوا۔ مسلمانون کو فتح کے بعد لاپرواہی اور لوٹ مار کی بیجا طمع و حرص کی طفیل ایسی زک ملی جسنے اونکو یورپ کی فتح سے ہمیشہ کیلیئے محروم کر دیا۔ عرب جرنیل عبدالرحمٰن (گورنر ہسپانیہ) اور اوس کے تقریبًا کل غازی میدان مین کہیت رہے۔ ۷۳۶ء مین تہیری چہارم شاہ فرانس کی وفات پر چارلس نے کسی کو بادشاہ نہ بنایا۔ اور بحیثیت ڈیوک فرنگیان خود ہی کاروبار سلطنت کا انصرام کرتا رہا۔ مرتے وقت فرانس کو اپنے دونون بیٹون مین تقسیم کر گیا۔ سنہ ۷۴۱ء مین بیمار اور ۷۴۱ء مین فوت ہوا۔

سابقہ پڑنے سے معلوم ہوگیا کہ نئے حکمرانوں کا جوا ہی کچھ ایسا ہلکا نہین۔ اس سے مراکو اور تیز افریقیہ کے بربرون مین عربون کی طرف سے رنجش و آزردگی پیدا ہونے لگ گئی۔ اور جب اونکو یہ معلوم ہوا کہ ہسپانیہ پر حملہ کرنیوالی سپاہ کے بربرون سے بھی عرب سردارون نے اچھا سلوک نہین کیا۔ تو اون کے وطن مالوفہ مین اور زیادہ نارضگی بڑھ گئی۔ ناراضگی و آزردگی کے اس مجتمع و آتش پذیر مواد کو آخر ایک گورنر کے جابرانہ حکم نے یکبارگی مشتعل کر دیا۔ خلیفہ عمر ثانی کے افریقن گورنر جنرل یزید کے فوت ہونے پر جو قیروان مین فوت ہوا۔ صوبہ ٹانجیر کے گورنر عمر المرادی نے سنہ ۱۲۱ھ مین متصلہ خراج کو دگنا کرنے کی کوشش کی۔ اس حکم کے شایع ہوتے ہی قبایل مین جوش وغضب کا دریا موجزن ہوگیا۔ اور تیس ہزار سرمنڈے بربر قرآنون کو نیزون پر لٹکائے ہوئے سیلاب بلاخیز کی طرح دریاے ٹانجیر کے کنارہ پر پہونچ گئے۔ گورنر تاب مقاومت نہ لاسکا۔ باغیون نے شہر پر متصرف ہوکر گورنر اور تمام عربون کو جو اون کے ہاتھ لگے تہ تیغ کر دیا۔ وہان سے سوس پر دہاوا کیا۔ اور اس جگہ کے گورنر کا بھی یہی حشر ہوا۔ ان فتوحات سے بربرون کی امنگین بہت بڑھ گئین۔ اونہون نے عربون سے بالکل الگ اپنی علیحدہ خلافت قایم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور معصرہ کو جو کسی وقت قیروان مین سکہ گری کا کام کرتا تھا۔ اپنا پیشوا منتخب کیا۔ مگر جب عرب عمال کو ہسپانیہ سے کمک پہونچ گئی۔ اور معصرہ کی طاقت پراگندہ ہوگئی تو اوسکا وہی انجام ہوا جو عموماً بدنصیب و شکست خوردہ قومی بہادرون اور جانبازون کا ہوا کرتا ہے زمانہ ادبار مین اوسکا کوئی رفیق و ہمراہ نہ رہگیا۔ اور وہ گرفتار ہوکر ٹانجیر مین ہلاک کر دیا گیا۔ مگر اس شکست سے بربرون کے عزم و استقامت مین فرق نہ پڑا۔ معصرہ کی جگہ ایک اور شخص سردار منتخب کیا گیا۔ جو اپنے متقدم سے بدرجہا زیادہ خوش نصیب ثابت ہوا۔ اوسے سنہ ۱۲۴ھ مین عرب فوج پر ایسی کامل فتح حاصل ہوئی اور عربون کو ایسی تباہی بخش زک ملی کہ اس معرکہ کا نام ہی جنگ شرفا پڑ گیا۔ کیونکہ عرب فوج کا کمانڈر خالد اور اوس کے تمام سردار و اعیان اس لڑائی مین ہلاک ہوئے انمین سے ایک متنفس جانبر نہ ہوا تھا۔ اس شکست کا انتقام لینے کے لیئے مصر و شام مین تیس ہزار نئی فوج بھرتی کر کے کلثوم القشیری اور اوس کے برادرزادہ بلج کے

زیر کمان مغرب کو بہیجی گئی - چالیس ہزار فوج پہلے اسطرف کے قلعوں مین موجود تہی اس ستر ہزار فوج کو بہی شکست ملی - اور بقول ایک مورخ کے ایسی سخت شکست ملی کہ فوج کا نیسرا حصہ میدان جنگ مین کہیت رہا - اور ایک تہائی اسیر ہوگئی - تیسرا حصہ ٹانجیر کیطرف بہاگا - فاتحین ہی تعاقب کئے چلے گئے - ٹانجیر پہونچکر بہگوڑون نے شہر مین داخل ہونے کی بہت کوشش کی - مگر کچہہ پیش نہ گئی - اہالی شہر نے صاف جواب دیدیا وہان سے وہ سیوٹا کو گئے - اور متعاقبین کے پانچ چہہ حملون کو پسپا کرکے اس شہر پر متصرف ہونے مین کامیاب ہوگئے - کچہہ عرصہ بعد شامیون کی دوسری فوج کمک کو پہونچ گئی جانے پر بہی وہ سیوٹا مین ہی مقیم رہے - لیکن اس مرتبہ بربرون کو فاش زک دی دریئو لایو رب کی طرف بہی بربرون نے علم بغاوت بلند کردیا تہا - جہان اون کو پے درپے فتوحات حاصل ہوئین -

ہسپانیہ مین بربرون کی بغاوت — ہسپانیہ کے صوبہ جات گالیسیا - مرسیا - کوریا وتالاویرا - اور دیگر حصص کے بربرون نے متفق ومتحد ہوکر ایک جدا سردار یا امام منتخب کیا - اوس نے بربرون کو تین دستون مین تقسیم کرکے ایک کو ٹولیڈو کا محاصرہ کرنے - دوسرے کو کارڈو وا (قرطبہ) پر حملہ کرنے اور تیسرے کو بڑہ جہانا پر قبضہ کرنے کے لیئے الجیراس کیطرف روانہ کیا - اونکا منشا تہا کہ بڑہ پر قبضہ کرکے اوس کے ذریعہ آبنائے کو عبور کرین - اور افریقہ جاکر سیوٹا مین شامیون کو بالکل نیست ونابود کرنے کے بعد اور بربرون کا جم غفیر ساتہہ لیکر ہسپانیہ واپس لوٹین اسوقت ہسپانیہ پر مدنی جماعت یعنی انصار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت حکمران تہی - جو شامیون کے بربرون سے کم مخالف نہ تہے - چنانچہ جو شامی شکست کہانے کے بعد ابنا بار جاکر پناہ گزین ہوئے تہے - اون کے ساتہہ کوئی لمبی چوڑی ہمدردی ظاہر نہ کی گئی تہی - لیکن ہسپانوی بربرون کی بغاوت سے نقشہ یکبارگی بدل گیا - اور گو یا ہسپانوی عربون کو سخت ناگوار طبع اور آزردگی بخش تہا - مگر اون کے لیئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تہا - کہ اپنے شامی (یعنی اموی) رقیبون سے صلح کرکے اون سے مدد کی التجا کرین - چنانچہ بشتر اس کے کہ بربر اپنے ارادہ مین کامیاب ہون شامیون کو لانے کے لیئے جہاز سیوٹا بہیجدیئے گئے - لیکن

ہسپانوی عربون نے یہ بیش بندی کر لی کہ اس امر کی ضمانت مین کہ وہ جب تک ہسپانیہ رہین گے کوئی شرارت نہ کرین گے۔ شامیون سے پہلے یہ عمال لے لیئے۔ شامیون کی مدد سے بربرون کے تینون دستے یکے بعد دیگرے منتشر و پامال کر دیئے گئے۔ اور تمام ملک مین جسقدر بربر موجود موجود تھے۔ اونکو جنگلی درندون کی طرح چُن چُن کر شکار کیا گیا۔ مگر مراکو مین کہین سالہائے دراز کے بعد جاکر قطعی امن قایم ہوا۔ بربرون نے گو اسی قرن مین مولائے ادریس کے آنے پر اوسے ۷۸۸ء مین اپنا متحدہ بادشاہ بنا لیا۔ لیکن یہ امر انہون نے محض اس کے سید النسل ہونے اور اوس کے روحانی پیشوائی کے استحقاق کیوجہ سے جس استحقاق کو بربر اب تک استحقاق ازلی وابدی پکارتے ہین۔ قبول کیا تہا۔ اگر مولائے ممدوح پیغمبر کے خاندان سے نہ ہوتا۔ تو وہ اوسے اجنبی اور غیر قوم کا ہونے کی وجہ سے کبھی اپنا بادشاہ نہ بناتے۔ چنانچہ آج کے دن بہی مولائے ممدوح کے جانشین کو جو کچھہ اقتدار اور قابو بربرون پر حاصل ہے۔ وہ اسی خوش اعتقادی اور نیز زور شمشیر پر منحصر ہے۔ ڈوزی لکھتا ہے کہ "مسلمان افریقہ کو کامل طور پر کہین ستر برس کی خونریز معرکہ آرائی کے بعد جاکر فتح کر سکے۔ اور اسپر اپنا پورا تسلط بٹھا سکے۔ اور پھر بہی بدین شرط کہ بربرون کے حقوق مین کسی طرح کے دست اندازی نہ کیجائے۔ اور اون کے ساتھہ محکوم سمجھکر نہین۔ بلکہ بہائیون کی طرح سلوک کیا جائے۔ مگر بہائیون کی طرح اون سے کبھی سلوک نہوا۔ ہان برادران یوسف کا سا سلوک کہو تو خیر مضایقہ نہین نہ صرف مراکو۔ بلکہ ہسپانیہ مین بھی جب تک وہان اسلامی حکومتین قایم رہین عربون اور بربرون مین مسلسل عناد سخت عناد رہا۔ اول الذکر جماعت کی طاقت کو مشرق کے تارکان وطن سے اور بربرون کی طاقت کو مراکو کے آنیوالون سے تقویت پہونچتی رہی۔ اس عناد کی طفیل عربون کو بہت تکلیفین اوٹھانی پڑین لیکن وہ اس کی شکایت نہین کر سکتے۔ اس کی بناء انہی کے ہاتھون پڑی تھی

[1] ابن عبد الحکم لکھتا ہے سنہ ۱۲۰ ہجری مطابق ۷۳۸ء مین افریقہ کے صوبجات مین ایک بربر ایسا نہ رہا۔ جس نے اسلام نہ قبول کر لیا تہا۔

اونہون نے بربرون کی طاقت کا کبھی درست ورن نہ کیا۔ نہ اوس کی حقیقی وسعت ومقدار کا صحیح اندازہ کیا۔ حالانکہ ہسپانیہ کو اونہون نے بربر سپاہیون کی قوت بازو سے ہی فتح کیا تہا۔ اونکا صرف پنکہ ہی پنکہ ہی تہا۔ وہ صرف سرداری وافسری کرنے والے یعنے معقولیت وسلیقہ کے ساتھہ اونکو لڑانے والے اور ان مین مذہبی جوش پیدا کرنے اور اونکو تعلیم وتربیت دینے والے تھے۔ بالفاظ دیگر وہ زیادہ تر صرف دماغی طاقت سے کام لینے والے تھے۔ اور جسمانی قوت کا کام بربرون ہی نے دیا تہا۔ لیکن اس سے (خاکسار مؤلف ومترجم کی راسے مین) عربون کے استحقاق حکمرانی وجہانبانی اور مرجح حقوق کے مستحق ہونے مین کسی طرح کا فرق نہین پڑتا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ عقلمند ہمیشہ طاقتور ساجڈ اشخاص کو بطور آلہ استعمال کرتے ہین۔ اور حاصل شدہ فوائد مین اون لوگون کا اس سے زیادہ کبھی کوئی استحقاق کہ کسی مکان یا سامان کا تعمیر وتیار کرانے والا اس مکان یا سامان مین تیار کنندہ کاریگر اور اوس کے آلات کا سمجہتا ہے۔ ہندوستان کو انگلستان نے زیادہ تر ہندوستانی افواج کے زور بازو سے اونکو یوروپین افسرون کی ہمسائی مین تعلیم وتربیت دلاکر فتح کیا۔ آجکی تہذیب اسلامی فتوحات کے زمانہ کی تہذیب سے بہت ترقی یافتہ سمجہی جاتی ہے۔ اور حقوق انسانی کا بھی آجکل نسبتًا بہت ہی زیادہ غلغلہ اور چرچا ہے۔ لیکن کیا انگریزون نے اس بنا پر ہندوستانیون کو اپنے مساوی تو کجا۔ اپنے خاص حقوق کا کچھہ حصہ ہی دینا کبھی منظور کیا ہے۔ ہمیشہ سے دماغ جسمانی طاقت پر حکومت کرتا رہا ہے۔ اور آخر الذکر کو مساوات کا حقدار نہین بلکہ ایک تابع فرمان وادنے محکوم خدمتگزار آلہ سمجہا رہا ہے۔ اور سمجہتا رہیگا یہ انسانی فطرت ہے اور اس سے عربی ہو یا غیر عربی یکسان بےبس ہے۔

ہسپانوی برنجر ڈوزی نے اس بارہ مین عربون پر کہلم کہلا اعتراض کیا ہے۔ وہ لکہتا ہے جو بربر جزیرہ نما مین مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے۔ اگرچہ اون سے ایسا برتاو نہین کیا جاتا تہا جسے درست طور پر ظالمانہ کہا جا سکے تاہم اون عربون کے ساتھہ اپنے افریقی بہائیون سے حسد آمیز بغض وعناد نہ تہا۔ ملک کے حقیقی فاتح وہی تھے۔ موسیٰ اور اوس کے ہمراہی عربون نے اوس فتح کے ثمرون کو چھیننے کے سدا ر

جو طارق اور اس کے بارہ ہزار بربرون نے وسی گوتھ فوج پر پائی تھی۔ کوئی کام نہ کیا تہا جس وقت عرب ہسپانوی ساحل پر اوترے تھے۔ اسوقت اونکو اس کے سوا اور کوئی کام نہ رہگیا تہا کہ باقیماندہ معدودے چند شہرون پر جو پہلی ہی طلبی پر اطاعت مان لینے کو تیار تھے۔ قبضہ و تصرف کر لینے کی تکلیف اوٹھا ئین۔ لیکن جب ثمرات فتح کی تقسیم کا وقت آیا۔ تو بڑا حصہ عربون نے قابو کر لیا۔ غنیمت کا بہترین حصہ یعنی ملک کی حکومت اور اس کی زرخیز ترین زمینین اپنے لیئے مختص کر لین۔ اندلسیہ کا زرریز وزرخیز اور دلفریب صوبہ خود لیکر طارق کے ہمراہیون کو لامانشا اور استری مدورا کے چٹیل میدانون اور لیون۔ گالیسیا و آستوریاس کے کٹھن اور غیر آباد کوہسارون کی طرف دہکیل دیا۔ جہان اونکو ہر وقت نیم مغلوب عیسائیون سے مشغول پیکار رہنا پڑتا۔ شمالی ہسپانیہ مین صرف صوبہ سارا گوسا ایک صوبہ تہا جہان عرب بربرون سے زیادہ تھے۔ ایسی غیر منصفانہ تقسیم سے بالآخر کدورت کا پیدا ہو جانا طبعی امر تہا۔ نوین صدی کے اختتام تک بربر صوبجات۔ جئین۔ البیرا۔ استری مدورا۔ اور المرتی جو کے خود مختار حاکم وقابض رہے۔ اور صوبا کارمونا مین وہ گیارہوین صدی تک حکمران رہے۔ اسوقت کے بعد ان کی حکومت کا دایرہ اور وسیع ہو گیا۔ اور گیارہوین صدی مین عرب اپنے جانی دشمنون کی اطاعت قبول کرنے پر جنکا پیشوا بادیس امیر غرناطہ تہا مجبور ہو گئے۔ سن بعد سیول (اشبیلیہ) کے ایک (عرب) بادشاہ نے صوبجات رونڈا۔ مورون اور زیریس کے تینون بربر حکمرانون کو گرفتار کرکے ایک گرم حمام مین بند کر دیا۔ جس کے ابخرات سے اون کا دم رک گیا۔ اور وہ ہلاک ہو گئے۔

گیارہوین صدی کے شروع یعنی سنہ ۱۰۰۰ء مین جب ہسپانیہ کے اموی خلفاء نے غاصب المنصور کو مدد بہیجی۔ تو یورپین بربرون کو یہ امر سخت ناگوار گذرا اور انہون نے بغاوت کر دی۔ لیکن دبا دیئے گئے۔ اور بغاوت کی پاداش مین انکو بطور سزا قرطبہ مین گہوڑے پر سوار ہو کر یا ہتھیار باندہکر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور اون کے لیئے ویسی ہی ذلت بخش اور خوار کرنیوالی پابندیان مقرر کر دی گئین۔ جیسے یہودیون کے لیئے تہین۔ اور بالآخر اون کے قطعی اخراج کا حکم صادر ہو گیا۔ لیکن اون کی طاقت ایسی کمزور نہ تھی کہ اس حکم کی تعمیل آسانی

ہو سکتی- وہ ایک مدعی تاج و تخت سلیمان المستعین باللہ کے ممد و معاون ہو گئے اس کے زیر کمان قرطبہ کو حکمران خلیفہ الہشام سے چھین لیا- اور خود خلیفہ کو قتل کر دیا- لیکن اس بغض و فساد باہمی کے باوجود اکثر بربر امراء اپنی قوم کو از راہ سبک دماغی ادنےٰ سمجھکر عربی النسل ہونے کی ادعا سے باز نہ رہے- غرناطہ کے ایک زیر بر بادشاہ از راہ ظفلانہ مزاجی یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ اس کا قبیلہ موسومہ سنہاجہ بربر نہیں- بلکہ عربی النسل ہے- برعکس ازین مراکو مین ان بربر خاندانون نے جنہون نے بکرات و مرات یکے بعد دیگرے ہسپانیہ کو فتح کیا- اپنے اصلی حسب و نسب کو کبھی ذلیل نہ سمجھا- وہ اپنے بربر ہونے پر فخر کرتے- لیکن یورپیز مسلم حکومت کی آب و ہوا مین جاکر اون پر بھی ذات پات کی چھوٹائی بڑائی کا خبط مستولی ہو جاتا- اور وہ اپنی قوم کو چھپانے لگ جاتے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ثقہ اور باریک نظر مورخون نے بھی ہسپانیہ کی اسلامی حکومت کو عرب حکومت ہی لکھا ہے- حالانکہ دراصل عربون کی نسبت بربر زیادہ تر حکمران رہے-

مراکو مین عرب؀ مراکو خاص کی تاریخ مین عربون کو نسبتًا کم دخل ہے- اون کی منزل گہ مقصود ہمیشہ زیادہ تر ہسپانیہ ہی رہا- بلاد مشرق سے اون کو اپنی طرف کھینچنے والا کرہ مقناطیس اندلس ہی تھا- تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہوین صدی کے وسط سے پہلے عربون نے مشرقی ممالک سے شمال مغربی افریقہ کیطرف بہ تعداد کثیر کبھی ہجرت نہ کی- مراکو مین ہسوقت جسقدر عرب قبائل آباد ہین وہ زیادہ تر صدی مذکور کے وسط مین ہی آئے تھے- یہ امر اس طرح ظہور مین آیا- کہ خلیفہ العزیز نے کمانہ کی بغاوت کے بعد دسوین صدی کے خاتمہ پر نجد اور حجاز کے بیشمار عربون کو بالائی مصر (مصر الصاعد) کیطرف جلا وطن کر دیا- یہ علاقہ انکو پسند نہ آیا- نہ وہ کبھی باطمینان اس مین آباد ہوئے- ۱۰۴۹ء مین فاطمی خلیفہ مصر نے مغرب کی سرزمین انہین پیش کی- اور ڈیڑھ لاکھ کے درمیان عرب ادہر چلدیئے- کچھ راستہ مین آباد ہو گئے- اور کچھ مراکو کی حدود مین داخل ہو گئے

۱؎ ان واقعات کی تفصیل مین نے آگے ایک فصل کے تتمہ مین کر دی ہے- مترجم-

اُن میدانون پر آباد ہوگئے جن پر وہ آج کے دن تک متصرف ہین۔ بربرون مین سے اکثر اپنے دشوار گذار کوہستانی علاقون کی سکونت پر ہی قانع رہے۔ مرابطیون نے ٹھیک اسی زمانہ مین حملہ کرکے اون تمام چھوٹی ریاستون کو جن مین مراکو کا ملک تقسیم ہورہا تہا۔ خاندان تاشفین کے زیر فرمان مجتمع کیا تہا۔ ان ہلالی عربون کی وجہ سے صوبہ کا قدیم نام سجل ما سا بدلگیا۔ بربرون نے اسے ہلالت یعنی قیام گاہ ہلالیان پکارنا شروع کردیا۔ جو بگڑتے بگڑتے تافیلالت بنگیا۔ ممالک باربری مین جو عرب آباد ہین اونکی آبادی کا اندازہ مسٹر اپنی کتاب عربون کی بستیان کے صفحہ ۱۴۳ مین دو اور اڑہائی لاکہہ کے درمیان کرتا ہے۔ الناصری نے ہجرت کنندہ عرب قبائل کے نام بنی ہاشم بنی معاویہ بنی بکر بنی ہلال بن عمر بن اور بنی سلیم بن منصور لکھے ہین۔ اس نقل مکانی کے بعد آئندہ صدی مین یعقوب المنصور نے ہی ٹونس سے لاکر بہت سے عرب قبایل مراکو مین آباد کئے۔

(۳) فصل سوم

بنیاد سلطنت۔ ادریسی زمانہ ۷۸۸ع تا ۱۰۶۱ع

خاندان کی اصل۔ عباسی خلفا ابوجعفر المنصور اور المہدی کی ناکام رقابت کی طفیل جب امام محمد بن عبداللہ کا خاندان جو حضرت سرور کائنات سے پانچوین پشت مین تہے منتشر ہوگیا۔ تو امام صاحب کے بہائیون مین سے ایک سید ادریس مصر کو بہاگے۔ اون کے فرار کا فوری اور قریب ترین باعث وہ ناکام بغاوت ہوئی۔ جو اون کے کنبہ نے مکہ و مدینہ مین کی تہی۔ سر ولیم میور اپنی کتاب خلافت مطبوعہ ۱۸۹۱ع کے صفحہ ۴۷۰ مین :-

"عجیب امر یہ ہے کہ بغاوت مذکور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مقدس خاندان کے چند افراد کی بے اعتدالی اور بادہ خواری سے[1]

---

[1] سید امیر علی صاحب اپنی نو تصنیف انگریزی تاریخ اسلام مین اس الزام کو غلط بتاتے ہین

برپا ہوئی - ان اشخاص کو میخواری کی سزا مین حربین کی گلیون مین گلون مین رسیان ڈال کر پھرایا گیا - اسپر کل خاندان نے بگڑ کر بغاوت کر دی - جو سخت معرکہ آرائی کے بعد فرو کی جا سکی - شکست یاب ہونے پر خاندان علی رضہ کے جو افراد بھاگے - اون مین علی کا پرپوتا ادریس بھی تھا - جسے ڈاک کی چوکیون اور گھوڑون سے فراری مین بہت مدد ملی - اس اعانت کی سزا مین خلیفہ کے حکم سے مصر کے پوسٹ ماسٹر و منتظم ڈاک کا سر قلم کر دیا گیا۔ ادریس کے ساتھ ایک وفادار ہمراہی رشید بھی مصر پر پہونچا - مگر خلیفہ کے قاصدون نے یہان بھی اونہین دم نہ لینے دیا - اور دونون جان بچانے کے لیے شمالی افریقہ کو چل پڑے - اور ٹانجیر پہونچکر جا دم لیا - جو اسوقت مراکو کا سب سے بڑا شہر تھا -

بقول روض القرطاس و ابن خلدون قدیم رومن شہر وولیو بلیس جو بندر طنجہ سے چھ دن کی مسافت پر ملک کے اندر تھا - اسوقت عواربہ قبیلہ کے ایک شخص عبد المجید کے تابع فرمان تھا - یہ شخص معتزلہ[1] یعنے شیعہ فریق کا ہم خیال تھا - ترکون اور دیگر سنیون کے برخلاف جو عباسی خلفاء کو جایز خلفا سمجھتے ہین - اس فرقہ کا اعتقاد ہے - کہ خلافت کی درست مستحق صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد تھی - جو حضرت علی رضہ بن ابی طالب کی نسل اور حضرت فاطمہ کے بطن سے تھی -

ادریس کا عبد المجید کے مذہبی عقیدہ کی وجہ سے ادریس طنجہ سے اوس کے پاس بادشاہ بنایا جانا ولیو بلیس چلا گیا - جہان اوسے محفوظ مامن ہی نہ ل گیا - بلکہ بادشاہت بھی - مولائے ادریس کو وہان چلے گئے - چھ مہینے بہی نہ ہوئے تھے - کہ عبد المجید

[1] معتزلہ یعنی جدا ہونیوالے یہ اعتقاد رکھتے ہین - کہ باری تعالیٰ کے مدامی اوصاف اس کی قرات سے جدا نہین - یہ امر خدا کی توحید کے اصول کے نقیض ہے - اس فرقہ کا یہ نام ۱۱۰ھ مین رکہا گیا تھا شیعہ یعنی پیروان علی کا نام اس سے بہت پہلے وضع ہوا - پیروان اسلام مین یہ بڑی تفریق ۶ھ (۶۲۸ء) مین واقعہ ہوئی - معتزلہ و شیعہ اب ایک ہی سمجھے جاتے ہین - سیکینس - ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) کتاب مذکور کے صفحہ ۲۳۵ مین وہ حسب ذیل لکھتے ہین - ہارون کے بھائی الہادی کے زمانہ مین ۱۶۹ھ مین مدینہ کے گورنر نے بنو حسن کے چند افراد کیساتھ میخواری کا غلط الزام لگا کر بدسلوکی کی جسپر امام حسن رضہ کے پرپوتہ حسین نے بغاوت کر دی اور اسمین اس خاندان کے کئی افراد ہلاک ہوئے یا قتل کر دیے گئے - حسین کا ایک عمزاد بھائی ادریس مغرب کو بھاگ گیا - وہان کے بربر اوسکے رفیق ہوگئے - اور انکی مدد سے اوسنے مشہور خاندان ادارسہ کو قایم کیا - اسوقت سے مغرب الاقصیٰ خلافت عباسیہ سے جدا ہو گیا - مترجم -

نے اپنے قبیلہ اور نیز قبیلہ زناطہ اور دیگر ہمسایہ بربر قبائل کی مدد سے ۷۸۸ء مین اوسے
بادشاہ مشہور کر دیا۔ ان ہمسایہ قبائل مین سے حقیقی مسلمان بہت تہوڑے تھے۔ انمین
سے اکثر ابہی تک یہودی۔ عیسائی یا بت پرست تہے۔ جن قبائل نے سب سے اول ادریس
کی اطاعت و بادشاہی قبول کی۔ وہ بقول ابن خلدون۔ زواغہ۔ لواطہ۔ سدراطہ۔ نفذہ
غماعیطہ۔ مکناسا۔ اور غمارہ تہے۔ ان مین سے آخری تینون ابتک اپنی نیم آزادی
کو قایم رکہے ہوے ہین۔ بادشاہ بننے کے بعد جن قبائل پر سب سے اول اس نے
فوجکشی کی۔ قبائل بہلولا اور مدیدی اوناہی اون مین شامل تہے۔ اول الذکر قبیلہ
ہنوز تاحال موجود ہے۔

بادشاہی کے اعلان کے ساتہہ ہی حسب معمول مذہبی جنگ یعنی جہاد شروع ہو گیا
جس کی زد مین صوبجات تامستا۔ تادلہ۔ اور مشرقی مراکو یکے بعد دیگرے آتے گئے۔ قصبہ
سالی یا شلا یعنی ان دونون مین سے جو کوئی اسوقت موجود تہا۔ وہ جلد فتح ہو گیا۔
اوس کے مسخر ہو جانے سے مولاے ادریس کو ایک ایسا مرکز مل گیا جس کے گرد خونخوار
بربر قبائل بآسانی جمع ہو سکتے تہے۔ ہر نئے صوبہ کی فتح سے ادریس کی جماعت کے سیلاب
مواج کی طاقت مین اضافہ ہوتا گیا۔ جو رفتہ رفتہ اسقدر طاقتور ہو گیا کہ اس کا مقابلہ
ناممکن ہو گیا۔

ادریس اول کی وفات۔ مگر مولاے ادریس کی قسمت مین زیادہ عرصہ حکمرانی کرنا مقدر
نہ تہا۔ بادشاہ بننے سے تین برس بعد ۷۹۱ء مین وہ اچانک انتقال کر گیا۔ اور جبل
زاہرن پر دفن کیا گیا۔ جہان اوس کے مزار کے گرد تہوڑے عرصہ مین ایک شہر آباد
ہو گیا۔ یہ شہر بہت مقدس سمجہا جاتا ہے۔ اعیان مملکت نے ادریس کی موت کو بغداد
کے خلیفۂ اعظم ہارون الرشید کتاب الف لیلہ واللیل کے ہیرو کے رشک وحسد
کیطرف منسوب کیا۔ اور اس کی نسبت یقین کیا گیا۔ کہ اوس نے ادریس کو خفیہ
ہلاک کرنیکے لیئے قاصد بہیج رکہا تہا۔ روایت یہ ہے کہ اس عیار قاصد نے اپنے آپ کو
عباسی خلفاء کے جور و بیداد کا مظلوم اور محب اہل بیت ظاہر کر کے ادریس کی نظرون
مین اعتبار اور وقعت پیدا کر لی۔ اور اولین موقعہ ملتے ہی اپنا کام کر دیا۔ کہا جاتا
ہے کہ ادریس کو دانتون مین درد ہوا۔ اور اس شخص نے علاج کے بہانہ سے

ایک زہریلی بوٹی کا سفوف ملدیا۔ ممکن ہے کہ اس عطار حکیم کی نیت بد نہو۔ اور غلطی سے اوس نے یہ زہریلا سفوف استعمال کر دیا ہو۔ مگر ادریس کی وفات پر اوس کے رو پوش ہو جانے نے شبہ کو پختہ کر دیا۔ اور اس کی فراری کو گنہگار ہونے کا قطعی ثبوت سمجھ لیا گیا۔ ادریس کے وفادار ہمراہی رشید نے اوسی وقت اوسکا تعاقب کیا وہ گرفتار ہو گیا۔ اور قتل کر دیا گیا۔

ادریسیون اور خلفاء عباسیہ کی رقابت۔ ہارون الرشید عباسی خلیفہ کے مدعا کو درست طور پر سمجھنے کے لیئے یہ مد نظر رکہہ لینا ضروری ہے کہ ادریس بحیثیت علوی یعنی فاطمۃ الزہرا۔ اور حضرت علی رضؓ آخری خلیفہ راشد کی اولاد ہونے کے امیہ کے سابق حکمران اور عباسیون کے موجودہ حکمران بلاد مشرق خاندان دونو نکا رقیب و حریف تہا۔ بنو عباسیہ کا ستارہ اقبال ادریس کی بادشاہی سے صرف چالیس برس پیشتر ہی طلوع ہوا تہا۔

ادریسی خاندان مصر کے خاندان فاطمیہ کی طرح شیعہ نہا۔ نہ کہ سُنی۔ یہی مذہب مراکو کے آخری دو شریفی گھرانون کا تہا۔ اگرچہ تمام اعتقادی معاملات مین اہالی مراکو بالکل سُنی ہین۔ یعنی وہ قرآن شریف اور سنت نبوی دونون کو تسلیم کرتے ہین اور فی الحقیقت شیعہ مذہب کے معتقدین کا بہی یہی شعار ہے۔ مراکو مین اس مذہبی تفریق اور سنی شیعہ کی اصطلاحون کو جن دونون کی بنا اہالی عجم نے ڈالی تہی کوئی نہین جانتا۔ بنابرین وہان ان بیہودگیون کا مطلقًا وجود نہین پایا جاتا۔ جنکی ایرانی پارٹی ترکون سے نفرت و بغض رکہنے کی بدولت مرتکب ہوتی ہے مراکو اس عظیم مذہبی تفرقہ سے بالکل آزاد ہے۔ جس تفرقہ کو مذہبی کی بجائے قومی کہنا زیادہ درست ہوگا۔ مراکشی بربرون نے جو سنی عربون کے سلوک سے بہ تنگ آرہے تہے۔ بحیثیت مدعی خلافت ادریس کی بادشاہی کو قبول کیا تہا۔ اوس کی تخت نشینی کے وقت سے وہ تعصب اور مذہبی بدجوشی کا جواب مذہبی بدجوشی اور تعصب سے دینے کے قابل ہو گئے۔ ایسی صورت مین جبکہ حضرت سرورکائنات کی اولاد مین سے ایک شخص اونکا بادشاہ ہو۔ اور وہ اوس کے تابع فرمان ہون اور پیرسچے ایماندارون اور امیرالمؤمنین کے برخلاف بغاوت کرنے کا اشتعال

انگیز الزام دار نہین ہوسکتا تہا۔ کیونکہ اسوقت سے بعد سچے ایماندار اور راستی
کی تابعداری کرنے والے اگر کوئی تہے تو بزعم خود وہی تہے۔ اور بڑی بات یہ ہے۔ کہ
اسوقت سے لیکر اب تک اونہون نے اپنی آزادی کو برابر قایم رکہا ہے۔

فتوحات مین ترقی} ادریس کو بادشاہی قایم کرنے مین اس سے کچھ ہی زیادہ کام
کرنا پڑا۔ جسقدر کہ اکثر مراکشی سلطانون کو اپنے جانشینون کی مزاحمت تخت نشینی کے
انتظام کے متعلق کرنا پڑتا رہا ہے۔ اپنی وفات سے پہلے پہلے وہ تقریبًا تمام ضروری
مراحل طے کر گیا۔ اس کی بادشاہی چندان وسیع نہ تہی۔ اس کی حدود صوبہ سوس
الادنے سے متجاوز نہ تہین۔ کیونکہ ام الربیعہ کے جنوب مین خونخوار مسمودہ بربر آباد
تہے۔ جو مرنے کو آزادی پر ترجیح دیتے تہے۔ اونہون نے ادریس کی حکومت کو اوئی
علاقہ کیطرف وسیع نہ ہونے دیا۔ ادریس کے وقت سے اس حکومت کا نام صوبہ فاس
کی بادشاہی ہو گیا۔ شمالی علاقہ مین ادریس نے جو قبایل زیر کئے اون مین اب ہی
بقول ابن خلدون کئی عیسائی۔ یہودی یا بت پرست قبایل مین سے چند زناتی
تہے۔ اور اون کے آتش کدے برابر موجود تہے۔ مغرب کیطرف ادریس نے اپنی بادشاہی
کو تلمسان تک بڑہایا۔ اور اس شہر مین ایک عالیشان جامع مسجد ۷۸۹ء مین تعمیر کرائی
اس مسجد کے منبر پر تاریخ بنا اور بانی کا نام کندہ تہا۔ یہ منبر موکتبہ ابن خلدون کیوقت
تک موجود تہا۔ ادریس کی وفات پر یہ شہر پہر قبضہ سے نکل گیا۔ جسے اوس کے بیٹے
نے دوبارہ فتح کر کے ۸۱۴ء مین مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا۔ ۸۲۵ء تلمسان ادریس اول
کے بہائی سلیمان کو جاگیر مین دیا گیا۔ وہ زناطہ قبیلہ مین رہایش پذیر ہو گیا۔
اور آخر وہان ایک خود مختار حکومت قایم کر لی۔ مگر اوس کے جانشین اس
بادشاہی کو قایم نہ رکہہ سکے۔ اور سوس کو ہجرت کر گئے۔ جہان اسوقت سے لیکر
تا آیندہ اونکو بہت رسوخ حاصل رہا ہے۔ مقتدر و رسوخ یافتہ حسینی شرفا جو
فاس کے سلاطین کے لیئے ہمیشہ سے باعث تکلیف رہے ہین۔ اسی سلیمان کی اولاد
ہین۔ تلمسان اگرچہ کئی دفعہ فتح ہوا۔ اور کچھ عرصہ سلطنت مراکو مین شامل بہی رہا
لیکن وہ مراکو کا جزو بدن کبہی نہین ہوا۔

باقی دنیا} الغرض ادریس نے سلطنت کی بنیادین قایم کر دین۔ اور گو اوسپر بالائی

عمارت کی تعمیر دو صدیون کے بعد مرابطی خاندان نے شروع کی تاہم ادریس کی آمد تاریخ
مراکش کا پہلا اہم تاریخی واقعہ ہے۔ مشرق کیطرح مغرب کے لیئے بہی وہ زمانہ خوب
تحریک و ترقی و ہلچل کا تہا۔ اگر مشرق مین ہارون الرشید[۱] عربون کو انصاف
و عدالت کا سبق پڑہا رہا تہا۔ تو ویسے ہی یورپ مین بہی ایک ویسا ہی مشہور
و مقتدر فرمانروا شارل مین یا چارلس اعظم داد جہانبانی و کامرانی دے رہا تہا۔
ادہر جب کہ مولائے ادریس مراکو مین داخل ہوا۔ اوسی زمانہ کے قریب ۷۹۳ء مین
دور دراز اور نتھے سے جزیرہ انگلستان کے میدانون پر حملہ آور اہالی ڈنمارک کیڈیان
دکہا رہے تہے۔

بانی کی وفات کے وقت جدید القیام سلطنت کے آثار مستقبلہ چندان روشن
و طمانیت بخش نہ تہے۔ ادریس لاولد فوت ہوا۔ لیکن اوس کی ایک حرم حاملہ تہی
رشید نے تجویز کیا۔ کہ وضع حمل تک کسی کو بادشاہ نہ بنایا جاوے۔ شاید بیٹا ہی پیدا
ہو جائے۔ ایسا ہی ہوا۔ اور اس لڑکے نے رشید کی شاگردی مین بقول عرب مورخین
ایسی بے نظیر ترقی کی کہ بارہ برس کی عمر مین ہی ہر فن مین طاق ہو گیا۔ بڑے سے
بڑے عالم و فاضل اوس کی لیاقت علمی اور سپہ سالار اوس کی قابلیت جنگی دیکھہ
کر دنگ رہ جاتے۔ اوس نے ۸۰۳ء مین جب عنان حکومت مین لی۔ اسوقت اسکی
عمر بارہ برس سے زیادہ نہ تہی۔ وہ اکیس برس حکمران۔ ابتدائے عہد سے سکہ ادریسی

---

[۱] ہارون الرشید ۷۶۶ء مین پیدا اور ۸۰۹ء مین فوت ہوا۔ مترجم [۲] شاہ فرانس اور جرمن سلطنت
کا جسے مغربی سلطنت بہی کہتے ہین بانی مبانی پولس مارٹل کا پوتا اور پپن کا بیٹا تہا۔ باپ کے مرنے پر ۷۶۸ء مین اپنے
بہائی کارلوس کے ساتہہ تخت نشین ہوا۔ اور ۷۷۱ء مین کارلوس کے جانے پر واحد بادشاہ ہو گیا۔ اسکی عمر کا بڑا حصہ جنگ
و جدال مین صرف ہوا۔ ۷۷۴ء مین صوبہ لومبارڈی کو فتح کر کے شامل سلطنت کیا۔ ۷۷۸ء مین ہسپانیہ مین بہی اسے
چند فتوحات مسلمانون پر حاصل ہوئین۔ مگر بمقام انیکل والیس اسکے ہراول کو سخت شکست ملی جسمین
اوسکا ایک نامور جرنیل رولنڈ جسکے افسانے ابتک یورپ مین زبانزد عام وخاص ہین۔ ہلاک ہوا۔ اسکس
قوم پر فتح پاکر اوس نے ۸۰۰ء مین پوپ لیو سوم کے ہاتہہ سے مغربی سلطنت کا تاج قیصری پہنا۔ وہ بہادر سپہ
سالار ہی نہین۔ قابل و عقلمند مقنن بہی تہا۔ علم و ہنر کی اشاعت و ترقی مین حتی الوسع ساعی رہا۔ اور رفاہ
عام کی ہزارون تعمیرین تیار کرائین۔ ہارون الرشید کا بڑا دوست تہا۔ دونون بادشاہ ایکدوسرے کو اکثر
تحائف بہیجتے رہتے۔ اکیس لاچیل کے گرجہ مین جو اوسنے تعمیر کرایا تہا دفن ہوا۔ ۷۴۲ء مین پیدا۔ اور ۸۱۴ء مین فوت ہوا

کے نام پر مضروب ہوتا رہا - وفادار رشید نے جو باآسانی تاج وتخت پر متصرف ہوسکتا تھا کبھی ولی ونائب کی حیثیت سے بڑھکر ہونیکا ادعا نہ کیا - اور مرتے وقت تک اپنے مرحوم آقا کے بیٹے کی وفاداری پر ثابت قدم رہا - شہزادہ ابھی دس برس کا ہوا تھا کہ اوسکا اوستاد قاتل کے ہاتھ سے ۸۰۲ء مین ہلاک ہوگیا - اپنے باپ کی قائم کردہ بادشاہی کو مضبوط و مستحکم کرنے اور فاس کو تعمیر کرانے کے سوائے ادریس دوم نے کوئی اچھا کام نہ کیا - جو اب صدیون کے بعد قابل تذکرہ ہو - اوس کے جانشینون کے متعلق تو ایسے مختصر تذکرہ کی بھی ضرورت نہین - ادریس ثانی نے فاس کو تعمیر کرکے اپنی سلطنت کا دار الخلافہ بنایا - شہر مذکور کا سب سے بڑا مزار اس کے بانی کی مرقد ہے - ادریس کے عہد کا ایک نقرئی سکہ لندن کے میوزیم مین موجود ہے - وہ ۸۱۵ء مین بمقام دولیوبلیس مضروب ہوا تھا - لندن میوزیم مین سب سے قدیم مراکشی سکہ سنہ ۷۹۳ء کا ہے -

خاندان ادریسیان | اور یاس ثانی کے بیٹے محمد نے ۸۲۸ء مین تخت نشین ہوکر سلطنت کو اپنے بھائیون اور اپنے دادا کے بھائی سلیمان کے ساتھ تقسیم کرلیا [۱] - اس غلطی کے برے اثر سے اوسکا خاندان پھر کبھی نہ سنبھلا - اسوقت سے خود سلطنت کے اجزا ہی ایک دوسرے کے برخلاف ومخالف ہوگئے - اور گھر کی پھوٹ نے ترقی کا دروازہ ہمیشہ کے لیئے بند کردیا - خاندان ادریسی کا محمد اول آخری بادشاہ ہے - جس کے نام کے سکے اسوقت موجود ہین - وہ انگلستان کے بادشاہ اگبرٹ کا معاصر تھا ۸۳۶ء کے اوس کے فوت ہونے سے پہلے اوسکا ایک بیٹا علی اول تخت نشین ہوا اور اس کی وفات پر ۸۴۸ء مین دوسرا بیٹا یحییٰ اول - اوس کے بعد جو نوین صدی کے وسط مین فوت ہوا تین بادشاہ تخت پر بیٹھے - یحییٰ اول کا بیٹا یحییٰ ثانی یحییٰ کا عم زادہ علی ثانی - اور ایک اور چچازادہ یحییٰ سوم - ان تینون کی حکومت بہت گمنام رہی - حتے اکہ ان کے سنہ جلوس وسنہ وفات تک کا نام ونشان مفقود

[۱] سید امیر علی لکھتے ہین کہ اوس نے اونکو صرف گورنر مقرر کیا - اور یہ تدبیر نہایت مفید ثابت ہوئی - دیکھو سید صاحب کی تحریر فصل کے خاتمہ پر - مترجم -

ہو گیا۔ دسوین صدی کے آغاز یعنی ۹۰۴ھ مین جب کہ انگلستان پر ایڈورڈ اول حکمران تھا۔ البتہ ایک شخص حکمران ہوا۔ جو عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ہی تاہل در طاقتور بھی تھا۔ وہ علی ثانی کا بھتیجا یحیی چہارم تھا جسے صوبہ الریف کی گورنری سے بلاکر تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن جیسا وہ علم و فضل اور تدبیر مین اپنے متقدمین سے بڑھا ہوا تھا۔ ویسے ہی بدنصیبی مین بھی اونپر فوقیت لیگیا۔ بلاد مشرق کے مسلمان حکمران ممالک باربری مین ایک آزاد شیعہ خلافت کی موجودگی۔ اور زیادہ عرصے کے لیئے گوارا نہ کر سکے۔ اونھون نے سطرف نفاق کا مادہ پھیلا دیا۔ اور ایک مدعی مہدویت عبید بن عبداللہ کو کمک بھیجدی۔ یہ مہدی ۹۰۹ھ مین کچھہ دن طرابلس مین نظربند رہنے کے بعد بالآخر افریقیہ مین اچھی طاقت پکڑ گیا تھا۔ یہ کمک اوسے ۹۱۱ھ مین پہونچی۔ اور متفقہ افواج نے کامیاب محاصرہ کے بعد فاس کو فتح کرکے ادریسی سلسلہ کے پہلے خاندان کو ختم کر دیا۔ اس کے متعلق فصل پنجم کے خاتمہ پر ایک نوٹ مین مزید تشریح کر دی گئی ہے۔

خاندان مکناسا۔ اس کے بعد چند دن ایک غاصب ریحان الکتامی کی حکومت رہی۔ پھر حسن الحجام اول جو ایک دوسرے سلسلہ سے ادریس ثانی کا پڑپوتا تھا صاحب تاج و تخت ہوا۔ اور اوسکا خاندان صدر مقام یعنے فاس سے باہر ایک صوبہ پر پچاس برس کے لیئے متصرف رہا۔ فاس حسن کے وقت ہی قبضہ سے نکل گیا۔ مکناسا بربر فاطمی خاندان کے طرفدار تھے۔ الحجام نے اونکو فاس اور تنغزہ کے درمیان ایک معارکہ عظیم مین سخت شکست دی۔ لیکن اس شکست کے باوجود اہالی شہر کی سازش سے وہ فاس پر قابض ہونے مین کامیاب ہو گئے۔ موسی بن عبدالعافیہ مکناسا ئیہ کر ۹۲۵ھ مین ایک نئے خاندان کے اولین حکمران کی حیثیت مین مراکو کے پایہ تخت مین داخل ہوا۔ اوس نے خودمختار بادشاہ ہونے کا کبھی دعوے نہ کیا۔ بلکہ اپنے تئین ہسپانیہ کے اموی بادشاہ کا باجگذار تسلیم کرتا رہا۔ موسی نے اپنی حکومت تلمسان تک بڑھا لی۔ اور عام خیال ہو گیا کہ وہ ایک زبردست شاہی خاندان قایم کر جائیگا۔ لیکن ۹۳۰ھ مین اوس کی وفات پر اس کے تینون بیٹون۔ البوری۔ مدین اور ابراہیم مین حصول تخت کے لیئے خانہ جنگی برپا ہو گئی۔ اور اسی اس کے نسل

خاندان کی طاقت صرف ہوگئی تیغون سے کوئی کام ایسا ظہور مین نہ آیا جس کا تاریخ یا اسنا نہ مین عزت کیساتھہ ذکر ہوتا۔ تاہم اونکا خاندان گرتا پڑتا ایک صدی کے قریب عمر بہوگ کر معدوم ہوا۔

ادریسیونکا انجام سطور متذکرہ بالا سے واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ گو ادریسیون کا دائرہ حکومت دن بدن کم ہوتا گیا۔ تاہم اون کی حکومت فاس کے ہاتہہ سے نکل جانے کے بعد بہی کچھہ دن سلطنت کے معقول حصہ پر قایم رہی۔ فاس کے بعد اونہون نے ۹۲۹ء مین نصر کو جو موجودہ قصبہ لہوسیاس کے قریب تہا۔ اپنا دار الخلافہ بنایا۔ جہان الحجام کا ایک بہائی القاسم المعروف بہ الکنون ۹۲۸ء تک ۲۴ برس حکمران رہا۔ القاسم کے عہد کا بڑا واقعہ فاس کے سامنے اس فاطمی فوج کی شکست یابی تہی۔ جو تونس سے قاسم کے برخلاف بہیجی گئی تہی۔ قاسم کے بعد اوسکا بیٹا ابو العیش احمد اول تخت نشین ہوا۔ احمد کے بعد اوسکا بہائی الحسن تخت پر بیٹھا۔ اسکے وقت تک بادشاہی کا رقبہ اور محدود رہگیا تہا۔ اوسکا دار الخلافہ مقام بصرہ تہا۔ جس کے کہنڈرات اب تک القصر اور وزان کے درمیان موجود ہین۔ ٹانجیر اور عضیلہ بہی ۹۷۲ء تک اوس کے قبضہ مین رہے۔ سن مذکور مین ہسپانوی امویون نے حملہ کرکے پہلے اون دونون شہرون کو فتح کیا۔ پھر الحسن ثانی کو معہ کنبہ گرفتار کرکے ۹۷۴ء مین اموی خلیفہ الحاکم کے پاس قرطبہ بہیجدیا۔ اموی فوج حاکم کے ایک نامور جرنیل غالب کے زیر کمان تھی۔ اس گرفتاری سے الحسن کے خاندان سے ہمیشہ کے لیئے بادشاہی جاتی رہی۔ اسواقعہ سے پیشتر مگر فاطمی خلیفہ کی فیصہ فوج نے جوہر[۱]

[۱] قایدالقوائد ابن الحسن جوہر بن عبداللہ جو کاتب الرومی کا خطاب رکہتا تہا۔ جزیرہ سسلی کا باشندہ تہا۔ وہ فاطمی خلیفہ المعز کا مشہور سپہ سالار گذرا ہے۔ مغرب الاقصٰے کو اوس نے اموی خلیفہ الناصر سے جبکہ وہ شمالی ہسپانیہ یعنی عیسائی باغیون سے مشغول ہیکار تہا۔ فتح کیا۔ اور اسی کے حکم سے قبیلہ صنہاجہ کے سردار زیری بن مناد نے آدرن اور سوگیا کو فتح کیا۔ مصر شام و حجاز کو اسی جوہر نے خلفا رعباسیہ سے ۳۵۸ ہجری مطابق ۹۶۹ء مین فتح کیا۔ اور قاہرہ کو بنا رکہا۔ جسمے رمضان ۳۶۱ھ مین المعز نے مہدویہ سے آکر اپنا دار الخلافہ بنایا۔ المعز بانی خاندان فاطمیہ عبید اللہ مہدی کا پوتا تہا جو مصر مین ۲۰ ذیقعد ۳۶۵ھ ۲۹ جنوری ۹۹۲ء کو فوت ہوا۔ وہ بڑا فیاض و سخی تہا۔ ابن خلدون لکہتا ہے اوس کی فیاضی اوسکی موت کے ساتہہ ہی جاکر ختم ہوئی۔ مترجم

کے زیر کمان حملہ آور ہو کر محاصرہ کے بعد فاس کو مسخر کر لیا۔ اور وہان کے حاکم موسٰے کو جو الحاکم کا باجگذار تہا۔ قتل کر دیا تہا۔ غالب نے الحسن سے فارغ ہو کر ۹۷۵ء مین فاس کو بھی مصریون سے چہڑا لیا۔ اور ایک ہی محاربہ مین امویون کے اقتدار کو پھر مراکو مین قایم کر دیا۔

دوسرے برس الحاکم نے الحسن کو مصر کیطرف جلاوطن کر دیا جہان سے مراکو واپس آکر اوس نے پھر ایک مرتبہ بصرہ مین اپنا خاندانی علم برپا کیا۔ لیکن اوس کی کامیابی عارضی ثابت ہوئی۔ المنصور[۱] ایک زبردست اموی جرنیل نے زناطہ معزاوا۔ بنی وفران اور دیگر بربر قبایل سے فوج مرتب کر کے الحسن کی طاقت کو باطل کر دیا۔ اور ساتہہ ہی ننہا سا حکمران کا خاتمہ بالخیر کر دیا۔ الحسن اس معرکہ سے جس نے ۹۸۹ء مین خاندان ادریسیہ کے آخری بادشاہ کو آغوش لحد مین سلا یا جانبر نہ ہوا۔ اور اوس کے ساتہہ ہی اوس کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ واقعہ شاید لیبین کے خاندان کے آخری بادشاہ کی ہلاکت و تباہی سے دو برس پیشتر گذرا۔ اسوقت انگلستان مین اتہر لیڈ۔ روس کے پایہ تخت کیف مین ولیڈ میر[۲] اعظم۔ اور فرانس مین ہف کے بیٹے کا قبل نشین حکمران تہا۔ ادریسیہ خاندان تقریباً دو سو برس برسر حکومت رہا۔ قلیل العمر خاندان ننہا سا ہی ایک طرح سے اس کے ساتہہ ہی برباد ہو گیا۔ کیونکہ البوری کا جانشین القاسم جو اس کے بھتیجے کا پوتہ تہا۔ اگرچہ ۱۰۱۸ء حکمران رہا۔ لیکن اسکا علاقہ ایک چہوٹے سے ضلع سے بڑا نہ تہا۔

[۱] اس روسی بادشاہ کے حالات تاریخ خاندان عثمانیہ مین مفصل درج ہین ۵۲ یہ شخص عالی اہل نسل یا دری تہا۔ زور عقل و قوت بازو سے آخر ایک علاقہ کا حکمران اور ایک خانوادہ کا بانی ہو گیا۔ اموی خلیفہ ہسپانیہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر باللہ نے اوسکی متواتر شکستین دین ۵۳ سید امیر علی اوسے زیری بن منا دلکہتے ہین۔ وہ فاطمی خلیفہ المعز کا بڑا ہوا خواہ تہا۔ اس کے بیٹے بلوقین کو المعز نے ٹونس سے روانہ ہونے سے پیشتر سیف اللہ کا خطاب عطا کر کے افریقہ کا گورنر مقرر کیا۔ خلیفہ المعز بلوقین کے کرخت نام کی جگہ اوسے ہمیشہ یوسف ابوالفتح پکارا کرتا تہا۔ بلوقین مشہور خاندان زیری المشہور بنی بادی کا بانی ہوا۔ جو اوس کے غلبہ تک بڑی شان و شوکت سے افریقہ پر حکمران رہا۔ مترجم ۵۳ اس نامور وزیر کا حال آگے درج ہے۔ مترجم۔

سکّے } فرانس کی نیشنل لائبریری مین ادریسی بادشاہون کے سکون کا ایک نادر مجموعہ موجود ہے - ادریس اول نے اپنے عہد کے دینارون پر قرآن شریف کی آیت جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا - نقش کرائی - اوس کی ٹکسالین دوبیو بلیس روبیلی، اور تو غا مین تہین - اوس کے فرزند کی ٹکسالین دوبیو بلیس ٹانجیز فاس اوجدا اور ستغارا مین تہین - محمد کے بہائیون کے جو سکّے اسوقت پائے جاتے ہین - وہ مقامات تاجارجرا - ورزلیغا و رعنہ دآئل - بحر بائل - وازیکور او رراوتیت مین مضروب ہوئے تھے - اب ان مقامات مین سے ایک بہی آباد نہین نہین - لندن کے عجائب خانہ مین بہی اس عہد کے کئی سکّے موجود ہین -

خاندان مغراوا } مکناسا اور ادریسی خاندانون کے بعد مغراوا خاندان صاحب تاج و تخت ہوا - لیکن اوس نے بہی کوئی کار نمایان نہ کیا - نہ اوسکی حکومت نے کچہ طول پکڑا - بنا بر بین اکثر موٗرخون نے اوسے حکمران خاندان ہی نہین مانا - اپنے ایک سردار زیری[1] بن عطیہ کے زیر کمان ۹۸۶ء مین لاٹیلالست پر جسے اسوقت سجلماسا پکارتے تھے - قابض ہونے کے بعد یہ قبیلہ سلطنت فاس کے مختلف حصص پر متصرف ہوگیا - بنی و فران کے ہمراہ جن کا ایک سردار یا علہ بن یا علہ ۹۹۳ء مین بکامیابی فاس مین داخل ہوا تھا - زیری بہی شہر سے باہر نکالدیا گیا - اور بعد ازان قتل کردیا گیا - فاس مین اوسکا جانشین المغراس کا بیٹا ۱۰۰۱ء مین ہوا اسکے بعد حمامہ - دوناس اور فتوح یکے بعد دیگرے ۱۰۲۶ء ۱۰۳۳ء اور ۱۰۵۹ء مین حکمران ہوئے - مگر بجز نامون کے اون کے متعلق اور بہت کم معلوم ہوسکا ہے - المونصر اور تمیم بیشک دو اور فرمانروا بہی اس خاندان سے گذرے ہین - جو ۱۰۶۵ء اور ۱۰۶۸ء مین تخت نشین ہوئے - لیکن اون کے قلیل المیعاد عہد حکومت مرابطیون کے ٹڈی دل لشکر کے مقابلہ و مزاحمت مین ہی صرف ہوگئے - اس کے سوا ان دونون کو اور کوئی کام نہ رہا - مصر سے عربون کی جماعت کثیر نے اسی آنا مین مراکو کی طرف ہجرت کی تہی - یہ عرب نجد کی شستہ و بیداغ عربی بولی کی نمونہ

---

[1] اس نامور وزیر کا نام آگے درج ہے - مترجم -

واسانمند ہے۔ فرانس کی نیشنل لائبریری مین ایک سکہ الخیر بن محمد المستنصر باللہ کا موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرمانروا رومغراوا قبیلہ مین سے تہا۔ اور ۹۶۱ء سے ۹۷۱ء تک حکمران رہا۔

چھوٹی چھوٹی معاصر ریاستین } کل ادریسی عہد مین ملک مین کم از کم تین بادشاہیان اوّل۔ الہوسیاس } ایک دوسرے کے دوش بدوش برابر موجود رہین مراکشی سلطنت ان تینون کے اجتماع سے قایم ہوئی۔ ان مین سب سے پرانی جو ناس کی حکومت سے بہی دو سو برس پہلے کی تہی جرات نعکور کی بادشاہی تہی۔ یہ شہر قصبہ الہوسیاس کے قریب واقعہ تہا۔ یہ بادشاہی گو قدیم ترین تہی۔ لیکن اوس نے سلطنت کے قیام و بنا رمین کوئی نمایان حصتہ نہ لیا۔ ۷۱۰ء مین خلیفہ نے بزمانہ موسیٰ و طارق صالح بن منصور یمنی کو جرات کا متصلہ ضلع نستان جاگیر مین عطا کیا۔ اوس کے جانشین بنی عمر کے نام سے پکارے جاتے تہے۔ اونہون نے ۸۵۰ء مین جرات نعکور کو تعمیر کیا۔ اوس کی عمارت مکمل ہوئی ہی تہی کہ ۸۶۱ء مین نارمن فرنگیون نے جنکو عرب مورخین نے مجوسین لکہا ہے دہاوا کرکے اوسے فتح کرلیا۔ مگر جلد نکالدیئے گئے۔ چارون طرف سے بلند دشوار گذار پہاڑون سے محفوظ ہونیکی وجہ سے بنی عمر مشرقی خاندانون کے معمولی انقلابات سے تین سو برس تک بچے رہے۔ آخرکار اونکی بہی نوبت آگئی۔ قبیلہ ازداجہ کے سردار یا علہ بن فتوح فاتحہ اورن نے ۱۰۱۵ء مین پہلے ان کے صدر مقام جرات نعکور کو برباد کیا۔ اور پہر ۱۰۶۵ء مین اس خاندان کو معدوم کرکے اون کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ جس پر وہ یوسف بن تاشفین کے وقت تک متصرف رہا۔

دوسری ریاست سیوٹا کی تہی۔ اس شہر کو بربرون نے اپنی بغاوت عظیم کے وقت محصرہ کے زیر کمان کی تہی۔ برباد کردیا تہا۔ ۸۳۸ء مین اوسے ایک شخص مجاکیس نے از سر نو تعمیر کرا کر ایک چھوٹی سی ریاست کا پایۂ تخت بنالیا۔ اوس کے نام پر شہر کا نام مجاک ہوگیا۔ مجاکسین کی اولاد اس ریاست پر ادریسیون کے زوال اور مکناسا خاندان کے عروج پکڑنے کے وقت تک خودمختار حکومت کرتی رہی اسوقت ۹۳۱ء مین عبدالرحمن والیئے قرطبہ نے اوسے فتح کرلیا۔ بعد

ازان یہ ایک مسمودہ قبیلہ مسمی براغویہ کے قبضہ مین چلی گئی - جو سالی سے لیکر سفی تک وسط مراکو کے میدانون سے پر قابض تہا - اس قبیلہ کی حکومت اس علاقہ پہ معصرہ کے ایک جرنیل صالح بن طارف نے ۱۲۴ھ مین قایم کی تہی - اور یہ تیسری خود مختار بادشاہی تہی -

صالح نے مہدی ہونیکا دعوی کیا - اور اس مین اسے نمایان کامیابی ہوئی لاکہون خرش اعتقاد اس کے مرید ہوگئے - اوس کے ورثا نے بادشاہی کا لقب اختیار کر لیا - اور مرابطی حملہ کے وقت تک وسط مراکو پر حکمران رہے مسمودہ صالح کے وقت تک بت پرست رہا تہا - اوس نے اسلام کو بنیاد قرار دیکر اپنا جدا مذہب وضع کیا - اور یہ لوگ اوس کے معتقد ہوگئے - صالح کی نسبت روایت ہے کہ وہ ہسپانیہ کا یہودی النسل باشندہ تہا - غالبا وہ ان یہودی المذہب بربر خاندانون مین سے تہا - جنہون نے اسلام قبول کر لیا تہا - فرانس کی نیشنل لائبریری مین سیوٹا کے ایک حکمران ساقوت بن محمد البرغوطی کا سکہ جیسا ۱۰۶۹-۱۰۶۳ء کا سن نقش ہے موجود ہے - ساقوت کی حکومت یوسف بن تاشفین نے برباد کی تہی - صالح کے موضوع قرآن کا خلاصہ ابن خلدون کی تاریخ کی دوسری جلد کے ۱۸۱ صفحہ مین درج ہے - مین نے بہی اسے کتاب "اہالی مغرب" مین درج کر دیا ہے -

جنوبی مراکو مین ایک اور آزاد خاندان وادی اطلس مین بمقام اغمات حکمران رہا تہا - اسی اغمات کو مرابطیون نے اول اول اپنا پایہ تخت بنایا - اور یہین سے اونکی طاقت نے حیرت انگیز ترقی کی - اس ریاست کی نسبت ہم تک بہت کم حالات پہونچے ہین - صرف یہی معلوم نہین کہ اس مین کیا کیا واقعات گذرے - بلکہ یہ بہی کہ کون کون بادشاہ ہوا - وہان کے آخری امیر کو امیر کو ۱۰۵۸ء سے لیکر ۱۰۶۷ء تک متواتر حملے کرتے رہنے کے بعد مرابطی حملہ آورون نے قتل کر دیا اور اس کی ریاست کو فتح کر لیا - مقتول امیر کی بیوہ زینب پہلے ابوبکر کی اور پہر اوس کے عمزاد بہائی یوسف بن تاشفین کی بیوی بنی - اور عام خیال ہے کہ اسی عقلمند خاتون کے صلاح و مشورہ کی بدولت یوسف کو متواتر اور عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئین -

اس چوتھی ریاست کے قدیم دارالخلا فراغمات کا اس کے سوائے کوئی نشان باقی نہین رہ گیا کہ اس کے قایم مقام قصبہ مراکش کے ایک دروازہ کا نام اغماتی دروازہ ہے۔ وہ مراکش سے تین گھنٹون کی زین سواری کے فاصلہ پر بجانب جنوب کوہ اطلس عظیم کے دامن مین پوریکا وادی کے دہانہ پر آباد تہا۔ مرابطیون کے عہد مین اکر بڑی رونق ملی۔ اسوقت وہ ٹمبکٹو سے تجارت کرنے والون کا بڑا مرکز تہا۔ بومیر تاریخ۔ روض القرطاس کے ترجمہ کے ایک نوٹ مین لکہتا ہے۔ کہ اُس مین اب بہی ساڑہے پانچہزار باشندے آباد ہین۔ جن مین سے ایک ہزار یہودی ہین " لیکن میرے خیال مین وہ شہر کی بجائے ضلع اغمات سے مراد لے رہا ہے۔ ورنہ وہ یہ نہ لکہتا۔ کہ وہ مراکش سے ایک دن کی مسافت پر بجانب جنوب طافیلالت کی سڑک پر واقع ہے۔ ڈیویڈسن اپنی کتاب کے صفحہ ۵۰ مین لکہتا ہے کہ اغمات کے کہنڈر مقام تاسر موت مین مراکش سے ایک دن کے فاصلہ پر واقع ہین۔ اونکا محیط تین میل ہے اور شہر کی فصیل۔ دروازے۔ حمام اور محرابین جہان تراشیدہ وکہردرے پتہرون کی ہین اب تک کہڑی ہین۔ ادریسی کا بیان ہے کہ اغمات سے چہہ میل بجانب مشرق ایک شہر اغمات عیلان موجود تہا۔ اوس مین فقط یہودی آباد تہے۔ جن کو خاص پایہ تخت مین رہنے کی اجازت نہ تہی۔ اور اپنے شہر کی چار دیواری سے باہر مل جانے پر اونکو جو شخص چاہے بلاخوف سزا و اندیشہ پرسش قتل کرسکتا تہا۔

ادریس اول کا جو نقرئی سکہ درہ یعنی لندن میوزیم مین رکہا ہے اوسکی دونون جانب یہ عبارت نقش ہے:۔

لا الہ الا اللہ۔ لا شریک لہ۔ بسم اللہ۔ یہ درہم بمقام بغیاث ۱۷۲ھ ہجری مطابق سنہ ۷۸۹ء مین ضرب ہوا۔

محمد الرسول اللہ۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ادریس بن عبداللہ

جاء الحق وزہق الباطل۔ ان الباطل کان زہوقا (سورہ ۱۷، آیت ۸۳)

یہ روپیہ یا درہم شکل و بناوٹ مین ناتک شاہی یا دیگر پرانے روپیون ایسا ہے

ضمیمہ ۲ (ل) عوم } سید امیر علی صاحب نے اپنی تاریخ فتوحات عرب مین ادریسی فرمانروا
کے متعلق ایسے ریمارک تحریر کئے ہین - جو مسٹر میکنس کی تحریر سے بالکل مختلف بلکہ
بعض موقعون پر عین متضاد ہین - بنابرین مین مسٹر موصوف کے بیان کردہ حالات
زمانہ اوار سہ کے خاتمہ پر سید صاحب کی تحریر کا ترجمہ درج کردینا مناسب تصور
کرتا ہون - وہ حسب ذیل ہے :-

خاندان عباسیہ کے تیسرے خلیفہ مہدی کے وقت تک تمام افریقی مقبوضات
عباسیہ حکومت کے تابع رہے - ہادی کے عہد مین امام حسن اول کا ایک بنیرہ ادریس
جان بچا کر مغربی مراکو کو بھاگ گیا - اور وہان بربری قبایل کی مدد سے جنھون نے
اسکو اپنا سردار اور امام تسلیم کر لیا - ایک زبردست بادشاہی قایم کرلی - جو
عرصہ دراز تک شمالی افریقہ مین خوب رونق پر رہی ہے - اس نے شہر فاس
تعمیر کرا کر اوسے اپنا پایہ تخت بنایا - یہ شہر اوسکی مہذب و منور حکومت و انتظام
کی بدولت جلد علم و فضل کا مشہور مخزن و معدن بن گیا - کہا جاتا ہے کہ اوسے عباسیون
کے ایک قاصد نے زہر دیدیا - جس سے وہ ہلاک ہوگیا - اوس کے بعد تخت پر
اوسکا شیرخوار بیٹا بیٹھا - اوسکا نام بھی ادریس تھا - زمانہ نابالغی مین اوسکی
والدہ اور وزیر غالب کاروبار سلطنت کو انصرام دیتے رہے - ادریس الاصغر
قابل سپہ سالار نکلا - اور جنوب کی طرف اوس نے بڑے بڑے علاقے فتح کئے
ابن خلدون لکھتا ہے کہ "عباسیون کی حکومت یا دعوت اسوقت مراکو مین
سوس الاقصیٰ سے لیکر شلف و شلویز تک بالکل معدوم ہوگئی - وہ ۲۱۳ھ
مطابق ۸۲۵ء مین فوت ہوا - اور اوسکا بیٹا محمد خلیفہ بنا - اوس نے صوبون
کی گورنری پر اپنے خاندان کے ارکان کو مامور کیا - اوسکی یہ اعتبار کرنے کی
پالیسی بہت کامیاب[2] ثابت ہوئی - کیونکہ ایک کے سوا اوس کے تمام بھائی جن
کو اوس نے گورنر بنا دیا تھا - آخر وقت تک سچے دل سے وفادار رہے

[1] مسٹر میکنس فاس کا بانی ادریس دوم کو لکھتے ہین -
[2] مسٹر میکنس اسکے برعکس لکھتے ہین - اور خاندان کی بربادی کا باعث ہی اس پالیسی کو بتاتے ہین -

محمد ۲۲۱ھ ہجری (۸۳۶ء) مین فوت ہوا۔ اور اوس کا بیٹا علی جس کی عمر صرف
نو برس کی تھی مسند نشین ہوا۔ تمام رعایا نے اس کی حکومت کو بڑی خوشی کے ساتھ
منظور کیا۔ اور حکومت کا انصرام اوس کے والد کے نمک حلال ملازمون نے ایسی عمدگی
سے کیا کہ کل مؤرخین کا بیان ہے کہ اوسکا عہد حکومت نہایت ہی مبارک و فرخندہ
فال رہا[1] اوس کے ۲۲ برس کی عمر مین فوت ہونے پر اوس کے دوسرے
بھائی یحییٰ بن محمد کو ۲۳۴ھ ہجری (۸۵۶ء) مین تخت پر بٹھایا گیا۔ اوس نے
اپنے طویل عہد مین سلطنت کی حدود کو چارون طرف بہت وسعت دی۔ اور
سلطنت نے تموّل و خوشحالی مین حیرت انگیز ترقی کی۔ اوس نے فاس کو بھی بہت
بڑھایا۔ اور اوسے خوب رونق و زینت بخشی۔ اور چارون طرف سے جوق در
جوق خلقت آکر اوس مین آباد ہوگئی۔

یحییٰ ۲۶۴ھ ہجری (۸۷۸ء) مین فوت ہوا۔ اور یحییٰ ثانی اوس کا بیٹا تخت
پر بیٹھا۔ مگر بادشاہ کے جور و ظلم سے تنگ آکر رعایا نے بغاوت کر دی۔ اور اوسے
ملک سے نکال دیا۔ وہ ہسپانیہ کو بھاگ گیا۔ اور وہین فوت ہوا۔ یحییٰ ثانی کی
معزولی پر اوس کا چچا زاد بھائی علی ابن عمر مالک تاج و تخت ہوا۔ مگر اوسے
پایۂ تخت پر زیادہ عرصہ رہنا نصیب نہ ہوا۔ خارجیون نے بغاوت کر کے اوسے
بھی ہسپانیہ کیطرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اوس کی فراری پر باشندگان
فاس نے ادریس ثانی کے ایک پوتے یحییٰ ابن قاسم کو اپنا امام و خلیفہ بنایا۔ اور وہ
کچھہ عرصہ کے لیئے تمام ادریسی مقبوضات کو زیر فرمان کر لینے مین کامیاب ہوگیا۔ مگر
۳۰۵ھ ہجری مین فاطمی خلیفہ کے گورنر مکناسا نے اچانک حملہ آور ہوکر اوس کی
حکومت کا خاتمہ اور اوسے ملک سے خارج کر دیا۔ وہ مراکو سے نکل کر مہدویہ کو
(جسے عبید اللہ مہدی نے قیروان کے قریب بر لب سمندر ٹونس مین آباد کیا تھا)
چلا گیا۔ اور تا انتقال جو ۳۱۲ھ ہجری مین ہوا۔ وہین زندگی کے باقی دن گوشہ
تنہائی مین بسر کئے۔ یحییٰ ثالث کے اخراج پر ادریسی خلافت کا دور ختم ہوگیا۔ گو

---

[1] عمر یحییٰ اول کا بھائی تھا۔ ۱۲

اوس کے بعد بھی اس خاندان کے کئی شہزادے بادشاہی کا لقب اختیار کرکے سلطنت
کے بعیدی صوبون پر متصرف رہے - ۳۱۹؁ ہجری مین عبدالرحمن ثالث الملقب[لہ] بہ
الناصر شاہ ہسپانیہ نے افریقہ پر زبردست مہم بھیجدی - مراکو کا حصہ کثیر ہسپانیہ سے
ملحق کرلیا گیا اور خاندان ادریسیہ کے آخر شہزادے قرطبہ بھیجدیئے گئے - اس فتح سی
مغربی مراکو ہسپانوی خلفاء کے تصرف مین چلا گیا - اور مشرقی حصہ بنی فاطمیہ کے زیر
حکومت رہا -

فصل چہارم

استحکام و اجتماع سلطنت - زمانہ مرابطیہ ۱۰۶۱؁ ع تا ۱۱۴۹؁ ع

جس[لہ] زمانہ مین نامن قوم نے اپنے ایک سردار راجرس کے زیر کمان، جزیرہ سسلی کو

لہ عبدالرحمن ثالث بن محمد مقتول بن عبداللہ - عبداللہ کی وفات کے بعد اوس کا پوتہ عبدالرحمن بن محمد مقتول
جانشین اپنے دادا کا ہوا - یہ اپنے خاندان کا فخر گذرا ہے - اوس کی محنت و نیک چلنی و نیک اطواری و فیاضی
و ملنساری نے لڑکپن ہی سے لوگون کو مائل و گرویدہ کر رکھا تھا - اس کی تخت نشینی سے سب کی مراد بر آئی - سب سے
اول اس نے مفسد و باغی سرکشون کو مقدم جانا اور دادا کے وقت کے جسقدر مفسد رہتے تھے سب کو اس نے
زیر کیا - اور بڑا دشمن اس خاندان کا گرگ کہن کلیپ تھا - جس نے عیسائی بادشاہون کے ساتھ مل کر
بڑے بڑے علاقے اور اچھے اچھے ضلاع ہسپانیہ کے دبا رکھے تھے - اس بادشاہ نے بکمال سرگرمی
اس کے استیصال پر کمر باندھ لی - اور یہ نوبت پہونچائی کہ شکست پر شکست کھا کر وہ قلعہ بہ قلعہ بھاگتا -
پھر آخر بھیس بدل کر پہاڑون مین گھس گیا - اوس کا ملک وہان سب اس بادشاہ نے لے لیا -
جسقدر علاقے اوس نے دبائے ہوئے تھے سب شاہی علاقہ متعلق ہوگئے - اس بادشاہ کی خوش قسمتی
سے اوسوقت عیسائی بادشاہون کی آپس مین کمال عداوت برپا ہوئی - اور آپس مین مدت تک لڑائیان
ہوتی رہین - اس نے ایسا موقعہ غنیمت جانا - اور جسقدر علاقے اس کے باپ دادا کے وقت نصارا نے
لیئے تھے سب سے واپس کرلیئے - بلکہ مورطانیہ کا ملک بھی جسکا دارالخلافہ شہر فاس ہے - ملک
اندلس کے شامل ہوگیا - اس بادشاہ نے اپنا خطاب الناصر الدین اللہ امیر المومنین عبدالرحمن مقرر کرکے

عربون سے فتح کیا - اور اینگلو سکسن قوم نے جرمنی سے آکر انگلستان کے جنوب مشرقی حصہ پر[1] قبضہ کیا - اوسی زمانہ مین مغربی سلطنت نے جس کی حال صرف بنیا دین قایم ہوی تھین - ابھرنا اور ترقی کرنا شروع کیا - اسوقت مراکو جن چھوٹی چھوٹی بربر ریاستون مین منقسم تھا - اون مین سے ایک بھی اس قابل نہ تھی کہ سرغنہ بن کر یا دوسریون کو زیر و

[1] یعنی ۱۶۶۰ء ۶ - ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ نمبر ۱) خطبہ و سکہ خاص اپنے نام کا جاری کیا - اور خلافت کا دعوی کر کے اپنے آپ کو خلیفہ مشہور کیا - شہر قرطبہ کی جامع مسجد کی اس نے رونق بڑہائی - اور ایک قصر عالیشان تعمیر کر کے اوس کا نام قصرہ الزاہرہ رکہا - بہت سی مسجدین اور مدرسے بنا کر علم کو ترقی دی اور اپنے گہر ایک کتب خانہ جمع کیا - ایسا اسوقت اوس کے ساتھ کا کتب خانہ روی زمین پر نہ تہا - جا بجا نہرین جاری کر کے ملک کو سرسبز کر دیا - علماء و فضلاء کو اور ملکون سے طلب کر کے اپنے دربار کو علم و فضل کا مجمع بنا دیا - اس بادشاہ کے وقت مین اندلس مین علم کا وہ عالم ہو گیا - جو منصور اور مامون کے وقت کیوقت بغداد مین تہا - سلطنت کے انتظام مین یہ بادشاہ بدل و جان دن رات مصروف رہتا تہا - انصاف و عدالت کی آئین کی کتابین اس نے تصنیف کین - چونکہ اپنی مین حیات اس نے اپنے بڑے بیٹے حکم کو ولی عہد مقرر کیا تہا - یہ بات چھوٹے بیٹے عبد اللہ کو ناگوار گذری اور اوس کے قتل کے درپے ہوا - بعد فاش ہو جانے اس ارادہ کے بادشاہ نے چھوٹے بیٹے کے قتل کا حکم نافذ کیا - اگرچہ حکم بڑے بہائی نے بر سر دربار چھوٹے بہائی کا قصور معاف کیا - مگر بادشاہ انصاف سے نہ گذرا اور عبد اللہ کو قتل کرا دیا - اس بادشاہ نے تہتر برس کی عمر پائی پچاس برس سلطنت کی ۳۵۰ھ مین مرگیا (گلزار شاہی) سید امیر علی صاحب نے اس کے حالات نہایت عمدگی سے تحریر فرمائے ہین - جن کے لیے دیکہو کتاب "فتوحات و تمدن و تہذیب مسلمانان عرب" - جو ایک روپیہ قیمت پر حمید یہ ایجنسی ٹیم پریس لاہور سے مل سکتی ہے +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ نمبر ۲) انہین سے ایک کی نسل مین سے ایک نے ہسپانیہ کے جنوبی حصہ مین ایک چھوٹی سی ریاست خاندان امیہ کی بربادی اور طوائف الملوکی کیوقت قائم کر لی - جو چند نسلون تک قایم رہی - اوس کے حالات فصل چہارم کے ضمیمہ مین درج ہین + (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ نمبر ۳) بنو فاطمیہ کے عروج و انتہائی زمانہ کے حالات تاریخ خاندان عثمانیہ جلد اول کے ایک نوٹ مین بحالات سلطان سلیم اول درج ہین - اونکی مفصل تاریخ کے لیے دیکہو کتاب دنیا کے محسنین یعنی مسلمانان عرب کی فتوحات و بنی النسان کی خدمات دربارہ تمدن و تہذیب (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ نمبر ۴) یعنی ۱۱۰۶ء -

شمشیر مطیع و منقاد بنا کر ایک متحد سلطنت قایم کرسکے - یہ امر صرف اسی طرح ممکن تہا کہ کوئی ہم جنس و ہم مشرب طاقت باہر سے آکر اون مین آتش سا اور مواج سیلاب کی طرح یکبارگی بڑہکر تمام قبائلی ریکاوٹون اور سدون کو توڑ پہوڑ دینے سے سب کو ایک بنا دے - ایسی طاقت خاندان تاشفین تہا - جو بعد مین مرابطیہ[1] کے خاندان کے نام سے مشہور ہوا - یہ لوگ

[1] مصنف روض القرطاس قدیم مورخون کی سند پر مرابطیہ کی وجہ تسمیہ جسے اہالی یورپ نے بگاڑ کر المواردی بنا لیا ہے حسب ذیل بتاتا ہے "قبیلہ کے سردار اون مین سے ایک مسمی یحیٰی بن ابراہیم نے حج بیت اللہ کے عزم سے اپنی ریاست کو خیرباد کہا کہ معظمہ سے واپس آتے وقت قیروان مین اسکی ایک عالم سے جو فاس سے آیا تہا ملاقات ہوئی - اس عالم فقیہ نے یحیٰی سے سنہاجہ قبیلہ کی جہالت و اخلاقی پستی کے حالات سنکر اپنے شاگردون کو کہا کہ اون مین سے کوئی جاکر اس قبیلہ کی ہدایت و تعلیم کا ثواب حاصل کرے - مگر کسی کو جرات نہ پڑی - تاہم عالم موصوف یحیٰی کے دل مین اسلامی خدمت کا سچا جوش پیدا کرنے مین کامیاب ہوگیا - اور یحیٰی نے اس کام کا بیڑہ اٹہا لیا جس مین اُسے جبل نفیس کے ایک معلم و فقیہ کے شاگردون مین سے ایک مستعد ہمراہی و رفیق مل گیا - اس رفیق نے لمتونہ قبیلہ کو نہ صرف اپنی باتون کے سننے پر ہی راغب کر لیا اور منجملہ دیگر اصلاحات کثرت ازدواج کے رواج بد کی بہی ایسی اصلاح کی - کہ سب چار سے زیادہ بیویان رکہنے سے تائب ہوگئے - بلکہ اپنا ایسا اقتدار حاصل کیا کہ اوس کے درسگاہ مین ہر وقت ایکہزار معتقد سنہاجہ درس و تدریس و اکتساب فیض مین مشغول اسکی خدمت مین حاضر رہتے - انکو وہ ہر روز درس دیتا اور ان کا نام مربوطین یعنی رشتہ مذہبی یعنی درسگاہ سے وابستگان ہوگیا - جب وہ بخوبی تیار و باخبر ہوگئے تو اونہون نے اپنے لامذہب ہم جنسون کے برخلاف جہاد شروع کر دیا - اور علانیہ ظاہر کر دیا کہ اگر اون کے والدین کا فر یا مشرک ہون تو انکو بہی نہ تیغ کرنے سے دریغ نہین کرین گے - بخوف شمشیر لاکہون ہم وطن اون کیساتہہ شامل ہوگئے - جن سب نے یحیٰی کو اپنا بادشاہ بنا لیا - اور مغربی سوڈان اور صحرا کے متصل علاقہ کو فتح کرکے مراکو کیطرف متوجہ ہوئے - بنکیس -

ملثمین ملتونہ - مربوطین - مرادرین اور سنہاجا سے ایک ہی ایک ہی قوم مراد ہے - مفتی غلام سرور اپنی کتاب گلزار شاہی مین مربوطین کا حسب نسب اور ابوبکر یوسف کے ابتدائی حالات و باہمی تعلقات مسٹر بنکیس کی تحریر مندرجہ متن و حاشیہ سے بہت مختلف تحریر کرتے ہین - سید امیر علی نے بہی کسیقدر اختلاف کیا ہے جنکی تحریر کا اندراج کسی اور مناسب موقع کے لیئے ملتوی کرکے مفتی صاحب کی تحریر ذیل مین درج کیجاتی ہے :-

در اصل صحرا کے خانہ بدوش باشندے تہے۔ سنہاجا بربر اگرچہ اوس نسل سے ہین جو تواریخ
بربر دنکی ہے۔ لیکن وہ بعض اوقات اپنی طرز معاشرت کیوجہ سے غلطی سے عرب بیان کئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) مرادی ایک عربی قبیلہ کا نام تہا۔ اور یہ لوگ علاقہ جیح کے رہنے والے تہے۔ حضرت ابوبکر
صدیق رض خلیفہ اول کیوقت یہ لوگ عرب سے اوٹھکر شام کے علاقہ مین سکونت پذیر ہوئے چندی وہان رہے۔
وہان بہی انکے پاؤن نہ جمے۔ پہر وہان سے جلا وطن ہوکر مصر کے علاقہ مین سکونت پذیر ہوئے۔ پہر وہان سے اوٹھکر
ملک افریقہ کے مغربی علاقہ مین عین جنگل کے اندر اونہون نے رہایش کی صحرانشینی کی حالت مین اکثر گذارا
اسکا شکار پر ہوتا تہا۔ اس سبب سے اچھے اچھے ہتھیار رکھنے کے یہ عادی ہوگئے۔ اور شجاعت اور علو ہمتی تو گویا
انکا ذاتی جوہر تہا۔ ابتدا مین یہ قوم عیسائی تہی۔ مگر جب مصر و افریقہ مین دین اسلام نے ترقی کرلی تو یہ
قوم بہی مسلمان ہوگئی۔ مگر بعد مسلمان ہونیکے مسلمانی بہی انہین برائے نام ہی تہی۔ سوائے کلمہ شہادت کے اور مسلمانی احکام
اونکو یاد نہ تہے۔ جب اونکو کسی سے لڑنے کا اتفاق ہوتا تہا تو عورتین اونکی بہی گھوڑون پر سوار ہوکر اور چہرہ
پر برقعہ ڈالکر دشمنون سے لڑتی تہین۔ چونکہ بردہ پوش کو عربی مین لثام کہتے ہین۔ اسواسطے اس قوم
کا خطاب ملثمین مقرر ہوا۔ اس قبیلہ مین سے ایک شخص یحییٰ بن ابراہیم نام بوقت ضعف سلطنت آل مروان کے
جو اندلس مین حاکم تہے شہر فاس مین جو دار الخلافہ مراکش تہا گیا۔ اس شہر مین مسمی ابو عمران فقیہ سے اسکی
ملاقات ہوئی۔ اوس نے فقیہ کی خدمت مین التماس کی کہ ہماری قوم بالکل جاہل ہے۔ مگر ہر ایک کا مادہ قابل ہے
اگر اونکو اخلاق اور مذہب کی تعلیم آپ دین یا اپنے کسی شاگرد کو وہان بہیجین تو سب لوگ دین کے احکام ان
سے سیکہین تو فایدہ سے خالی نہ ہوگا۔ قوم کو تو دینی دنیاوی فایدہ ہوگا۔ اور معلم کی خدمت بہی قوم
قرار واقعی کریگی۔ فقیہ نے ہر ایک شاگرد کے آگے یہ حال ظاہر کیا۔ مگر بسبب سفر دور دراز کے کسی نے وہان جانا
منظور نہ کیا۔ آخر ایک شخص جسکا نام عبداللہ یٰسین تہا وہان جانے پر راضی ہوا۔ اور وہ ہمراہ یحییٰ بن
ابراہیم کے افریقہ کو گیا۔ جب وہان پہونچا تمام صحرائی قوم اس کے مطیع ہوگئی۔ اور اس تعظیم اور تکریم
سے لوگ پیش آئے کہ اس کے حکم سے کسی کو انکار نہ تہا۔ سب کو اس نے دین اسلام کے احکام سکہلائے
اور مرابطین قوم کا خطاب مقرر کیا یعنی اس قوم کو خاص رابطہ خدا سے ہے اور یہ لوگ صرف خدا سے
مربوط ہین۔ دوسرے سے اونکو لگاؤ نہین۔ جب عبداللہ نے سب کو مطیع کرلیا تو حکومت کا نقشہ جمایا
اور دین اسلام کی دعوت عام اس علاقہ مین شروع کی بہت سے قبایل پر عندالمقابلہ غالب آیا۔ آخر
ایک مقابلہ مین جو ۴۵۰ھ ہجری مین وقوع مین آیا تہا۔ خود بہی مارا گیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد ابوبکر

جاتے ہین۔ صحرا کے باشندے سواری کے وقت چہرون پر نقاب ڈال لیتے ہین۔ یہی اونکی عادت تھی جس کی وجہ سے عربون نے انکا نام ملثمین یا نقاب پوش رکھدیا ہے۔ مگر بالعموم

بن عمر ملتونی جو عبداللہ کے خاص شاگردون مین تھا۔ جانشین ہوا۔ اوسنے جمعیت کافی بہم پہونچا کر ملک مغرب پر حملہ کیا۔ اور شہر اغمات کو دار السلطنت بنایا۔ اور چند مدت مین بہ کمال جوانمردی و شجاعت علاقہ تلمسان سے لیکر دریائے محیط کے کنارہ تک اپنی مستقل سلطنت اوس نے قایم کرلی۔ جب اتنی سلطنت کا فرمانفرما ہوگیا۔ تو شہر مراکش کو اوس نے پایۂ تخت قایم کیا۔ سوائے قبیلہ گدالہ کے کوئی شخص اوسکا منحرف نہ ہوا۔ اسواسطے اُس نے اُنپر فوج کشی کی۔ اور دشمنون کو سخت سزا دی۔ ایک روز یہ شہر مدن کے علاقہ مین سوار چلا جاتا تھا۔ دیکھا کہ ایک بڑھیا کمال سوز و گداز سے رو رہی ہے۔ اور کہتی جاتی ہے کہ اے ابوبکر تو نے ہمکو برباد کردیا ہے۔ اسکا انصاف حشر کے روز مین خدا سے مانگونگی۔ اسبات کی تاثیر ابوبکرؓ کے دل پر ایسی ہوئی کہ سلطنت سے دست بردار ہوگیا۔ اور خزانہ و لشکر و سلطنت اپنے ایک رشتہ دار کو جسکا نام یوسف بن تاشفین بربری تھا حوالہ کرکے خود وطن کو چلا گیا۔ اوس نے تمام ملک بربر اور فاس کا فتح کیا۔ اور مراکو شہر کی بنیاد مستحکم کی۔ اور اپنے حسن اخلاق و نیک خلقی و ملنساری و شجاعت و جوانمردی سے سب کو مطیع کرلیا۔ چونکہ ابوبکرؓ ملتونی کی بہن مسمات زینب نہایت خوبصورت اور حسینہ و جمیلہ تھی۔ یوسف نے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ ان شہرونکی رعایا یوسف سے بہت خوش تھی۔ اور سب لوگ اوس کے حکم پر جانفشانی سے کسیقدر مدت کے بعد ابوبکر پھر اپنے وطن سے اسطرف کو آیا۔ اور دیکھا کہ یوسف بڑا بادشاہ و امیر کبیر ہوگیا ہے۔ یہ حالت دیکھکر اوسکو کمال حسد ہوا۔ اور ملک کی سپردگی اور ترک سلطنت پر کمال افسوس کیا۔ اور چاہا کہ دوبارا سلطنت پائے یوسف کو معزول کرکے خود بادشاہ بنجاوے۔ اس ارادہ پر اس نے کچھ جمعیت بہم پہونچائی اور شہر اغمات پر حملہ کیا۔ مگر کچھ نہ کرسکا۔ اور لوگون نے درمیان آکر صلح کرادی۔ اور ابوبکر کچھ نقد و جنس لیکر وطن کو چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد یوسف نے امیر المومنین کا خطاب لیا۔ اور چاہا کہ اپنا ملک دور تک بڑھائے۔ اسوقت ولائیت اندلس مین جو چند فرمان فرما بطور طوائف الملوک حاکم تھے۔ اور آپسمین اونکی کمال عداوت تھی۔ ایک نے انمین سے یوسف کے نام خط لکھا کہ آپس کی عداوت نے اہل اسلام کو اس مین تنگ کر رکھا ہے۔ اور الفونسو شِشم حاکم ولائیت فرنگ نے اوس کے علاوہ ہمکو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ اسلام ہماری امداد کرے۔ یہ تحریر سنکر یوسف خوش ہوگیا۔ اور جواب مین لکھا کہ مقام الجزیرہ جو افریقہ مین واقع ہے۔ مجھکو

وہ لمتونا پکارے جاتے - کیونکہ اونکی ڈھالین ملتا - یعنی بھینسے کی کہال کی ہوتی تہین
تواریخ قبایل قبایل اب بہی الجیریا کے جنوب مین آباد ہین -

پناہ لینے کے لئے ٹہکانا ہے - اونہون یہ امر منظور نہ کیا - جب شاہ اندلس کا زور اندلس پر بہت پڑا
تو ایک اوور یا کم اندلس نے یوسف سے امداد چاہی - اور یوسف کو معہ فوج وہان بلوا بہیجا - اور یوسف ۴۷۹ھ مین
بڑی بہاری فوج لیکر براہ دریا اندلس کے کنارے جا پہونچا - اور صوبہ استرا مادورا کیطرف کوچ کیا - اور
اسی مقام سے آلونزو دو شاہ فرنگ کے نام خط لکہا کہ مینے سنا ہے کہ تم میرے ملک کیطرف آنیکا ارادہ رکہتے
ہو - اس لیئے مین خود ہی اسطرف آگیا ہون - تاکہ آپکو سفر کی تکلیف نہ ہو - اب تم جزیہ دینا قبول کرو یا مسلمان
ہوکر میری تلوار سے امان پاؤ - جب یوسف کا وکیل یہ مراسلہ لیکر الونزو کے پاس گیا - خط کا مضمون سنکر وہ
غضب مین آیا اور خط کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اسکو پاؤن کے نیچے مل ڈالا - اور وکیل کو کہا کہ یہی جواب
تمہارے بادشاہ کے خطوط کا ہے - جو کچہہ تم نے آنکہہ سے دیکہا ہے اوس کے آگے بیان کردینا
اور کہنا کہ اب ہمارے درمیان جواب وسوال زبان شمشیر سے میدان جنگ مین ہونگے مگر
تم بہاگ نہ جانا - مرد ہو تو میدان مین قایم رہنا - وکیل کی واپسی کے بعد الونزو بہی اپنا خونخوار
لشکر لیکر تاجیا راکون سے جلد تر مقابلہ کرنے کو میدان مین آموجود ہوا - اور زلاکا کے میدان مین
سخت لڑائی ہوئی - دونون فریق سے ہزارون آدمی کام آئے - آخر الونزو سخت زخمی ہوکر شبا
شب میدان سے بہاگ گیا - اور لشکر اسلام نے فتح حاصل کی - غنیمت کا بہت سا مال مسلمانون کو حاصل
ہوا - اس فتح کے بعد یوسف پہر افریقہ کو چلا گیا - پہر دو برس کے بعد سیرین بن ابوبکر نے یوسف
کے حکم سے اندلس پر فوجکشی کی - اور مسلمان حکام کو شکست دیکر قابض ہوا - معتمد باللہ قابض اندلس
کا مقید ہوا - تاریخ یافعی مین لکہا ہے کہ اس عہد مین یوسف ابن تاشفین کے برابر کوئی بادشاہ جلیل
الشان نہ تہا - اور وہ نہایت با مروت رحیم وکریم تہا - عفو اس کے غضب پر غالب تہا - اوسنے تمام
اپنی زبان سے کسی کی نسبت قتل کا حکم نافذ نہ کیا - آخر ۴۹۹ھ ہجری مین نانوین برس کی عمر پاکر
فوت ہوا - تیس برس بادشاہت کی - قبیلہ المرادی سے یہ پہلا بادشاہ شمار ہوتا ہے - اوسکی سلطنت
اسکی جبل اتلاس سے لیکر سراتا موریتا تک جو اسپین مین واقعہ ہے قایم ہوچکی تہی - اندلس کا دار
السلطنت شہر قرطبہ اس کے وقت مین بدستور مقرر رہا -

(از گلزار شاہی)

مراکو کی ابتر حالت اور اس کی تقسیم در تقسیم نے اوسے ایسا آسان شکار بنا رکہا تہا کہ مرابطین کے لیے زیادہ ضبط کرنا محال ہوگیا۔ گیارہوین صدی آدہی گذری تہی کہ انہون نے فتح کی کارروائی شروع کردی۔ سب سے اول طافیلالت جو اون سے مراکو کا قریب ترین صوبہ تہا ۱۰۵۵ء مین مطیع بنایا گیا۔ دوسرے برس ۱۰۵۶ء مین سوس بہی اون کے قدم چوم رہا تہا۔ اوسکے بعد وہ کوہ اطلس سے عبور کرگئے۔ اور ۱۰۵۸ء[۱] مین اغمات کو تادلہ کے بنی وفوان سے فتح کیا۔ اگلے برس ۱۰۵۹ء مین ہسایا مصمودا بربر جن پر معزانا حکمران تہا اور نیز تاکہ فتح گئے۔ اور ابوبکر سردار ملثو مین نے ہزیمت خوردہ بادشاہ کی بیوہ زینب ساحرہ سے شادی کرلی۔ زینب کا یہ لقب اوسکی حیرت انگیز عقلمندی اور دانائی کیوجہ سے پڑگیا تہا۔

یوسف بن تاشفین ۱۰۶۱ء تا ۱۱۰۶ء

اسوقت تک تمام کام حسب مراد ہوتے رہے۔ مگر تادلہ کی فتح پر ابوبکر کو پیچہے سے خبر پہونچی کہ وطن مین بغاوت ہوگئی ہے اور اس کا واپس آنا نہایت ضروری ہے۔ جبپر ابوبکر اپنی جگہ یوسف بن تاشفین کو جو اس کا عمزاد بہائی تہا۔ فوج کا سپہ سالار بنا کر اپنے صحرائی وطن کو واپس چلا گیا وہ زینب کو بہی طلاق دیکر یوسف کے پاس چہوڑ گیا۔ وجہ یہ بتائی کہ مجہے اس سے اسقدر محبت ہے کہ میرا دل گوارا نہین کرتا کہ اگر مین بغاوت مین مارا جاؤن تو وہ بیوہ رہے چنانچہ وہ اپنے بہائی کو حکم دیتا گیا۔ کہ ایام عدت کے منقضی ہونے پر زینب سے نکاح پڑہا لے۔ یوسف نے سپہ سالار بننے کے ساتہہ ہی اپنی حکومت کو چند دنون مین اسقدر وسیع بنا لیا۔ اور اپنے اقتدار کو اسقدر مستحکم کرلیا کہ ابوبکر جسے راستہ مین ہی وطن پہونچنے سے پیشتر بغاوت کے فرو ہو جانے کی خبر پہونچ گئی تہی، الٹے پاؤن روز افزون ترقی پذیر نئی سلطنت کی عنان حکومت پہر ہاتہہ مین لینے کیلئے واپس لوٹا۔ لیکن یوسف مطلق العنانی کا مزہ چکہہ چکا تہا۔ جو ایسا نہ تہا کہ وہ اوسے باسانی چہوڑنے پر آمادہ ہوجاتا۔ اوس نے حکومت نہ چہوڑنے کا عزم بالجزم کرکے مناسب تدابیر سوچ لین۔ جب سردار جیوش لشکرگاہ کے قریب پہونچا تو نائب دیوسف، گہوڑے پر سوار اوس

---

[۱] مفتی غلام سرور کی روایت جو اس سے مختلف ہے پہلے درج ہوچکی ہے - مترجم

کے استقبال کو گیا اور جیسا کہ الملثمون کا شعار ہے گھوڑے سے اتر کر ملاقات کرنے کی بجائے سوار رکھ ہمرتبہ شخص کی حیثیت مین اس سے ملاقات کی۔ مزید برآن وہ اپنے ساتھ جرار لشکر اور تحفہ تحائف کا ایک عظیم کاروان لیتا گیا۔ اور آخر الذکر کے لانیکا مدعا یہ بتایا کہ وہ لق و دق وغیر آباد صحرا مین اوس کے بڑائی کے کام آئین۔ ابو بکر سمجھ گیا۔ کہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ مین چپ چاپ صحرا کو واپس چلا جاؤن۔ اوسے اس سرتابی سے رنج تو سخت پہونچا۔ مگر تھا عقلمند۔ غصہ کو کڑوے گھونٹ کی طرح پی گیا۔ اور تحائف قبول کرکے واپس ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تدبیر یوسف کو زینب نے بتائی تھی۔ ابو بکر وطن واپس جاکر صحرا کے مشرکب قبائل سے لڑتا ہوا۔ ایک لڑائی مین زہر دار تیر سے زخمی ہو کر ۱۰۸۷ء مین شہید ہو گیا۔

لندن کے میوزیم مین ایک طلائی دینار امیر ابراہیم بن ابو بکر کے نام کا موجود ہے۔ یہ اشرفی مدور شکل کی ہے۔ اور اوس کے الفاظ موجودہ زمانہ کے سکون کی طرح خوب واضح اور نمایان ہین۔ ایک طرف متن مین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اوس کے نیچے امیر ابراہیم بن ابو بکر نقش ہے۔ اور حاشیہ پر "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو من الخاسرین" اور دوسری طرف متن مین "الامام عبد اللہ الامیر المومنین اور حاشیہ پر ضرب باسمہ تعالےٰ ہذا الدینار فی سجلماسا فی ۴۶۲ھ ہجری"

(مطابق ۱۰۶۹ء) کندہ تھا۔ عبد اللہ جیسا کہ بعض مبصرین مضروبات قدیمہ کا خیال ہے علم نہ تھا۔ بلکہ عموماً خدا کے بندہ کے عام معنون مین استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سکہ مین عبد اللہ سے بغداد یا کسی اور جگہ کے کسی خاص خلیفہ سے مراد نہ تھی۔ کیونکہ خاندان سعدی کے سکون مین بھی یہ لفظ درج ہے۔ ۱۰۶۹ء اور ۱۰۸۲ء کے مطابق ہجری سنین کے سکون پر امیر ابراہیم بن ابو بکر کا نام نقش ہے۔ مگر اوسکا ذکر کسی مورخ نے نہین کیا۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ غالباً طرف صوبہ سجلماسا پر حکمران رہا۔ ابو بکر نے بھی اپنے نام پر سکہ مضروب کرایا تھا۔ اوس کے ایک سکہ کی نقل لین پول صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر دی ہے۔ لیکن اوس مین ۴۷۲ھ ہجری (مطابق ۱۰۸۰ء) کی تاریخ! تو ۴۶۸ھ ہجری کی بجائے غلطی سے درج ہو گئی ہے یا اگر صحیح ہے۔ تو اس امر کی شہادت ہے کہ ابو بکر صحرا مین خود مختار حاکم رہا۔ یوسف نے وہان کی سلطنت مین کچھ دخل نہ دیا۔

ابو بکر کی واپسی پر یوسف اول بن تاشفین مغرب کا باضابطہ امیر و حکمران ہو گیا۔

تاریخ ابن خلدون و روض القرطاس مین اوس کا حلیہ و اوصاف یہ لکھے ہین - وہ میانہ قد دبلا پتلا - قوی البنیان - جفاکش - کار و بار سلطنت اور رعایا کی خیر و فلاح مین ہر وقت منہمک رہنے والا - فیاض - اپنی ذات پر سختی کرنیوالا - مگر دوسرون کیلیئے نہایت رحمدل تہا - اوسکی معاشرت نہایت مرتاضانہ تہی - ہمیشہ تمام کپڑے اون کے پہنتا - اور مدت العمر فقط جو گوشت اور اونٹ کے دودہ پر گذارا کیا - سنہ ۱۰۶۰ء مین ابوبکر نے جب اوسے اپنا نایب بنایا اسوقت اسکی ۵۶ برس کی عمر تہی - دوسرے برس خود مختار بادشاہ ہوا - اور ۴۷ برس بادشاہی کرکے قمری سنین کے حساب سے ایک سو چار اور شمسی حساب سے ایک سو برس کی عمر مین جوار رحمت مین جا لیٹا -

تعمیر مراکش } خود مختار فرمانروا ہونے سے دوسرے برس سنہ ۱۰۶۲ء مین اوس نے وہ زمین خرید کر جسپر مراکش آباد ہے - اپنا خیمہ وہان نصب کیا - اور اوس کے متصل اپنے خزانہ کی حفاظت کے لیئے ایک چہوٹا سا قلعہ تعمیر کرایا - قلعہ سے فارغ ہوکر اسکے قریب ایک مسجد بنوائی - جس کی تعمیر کے دوران مین وہ خود بہی عام مزدورون کی طرح کام کرتا تہا - جس جگہ پر یہ مسجد تعمیر ہوئی - اس کا اسوقت سے سور الخیر ، یعنی فصیل خوشحالی نام پڑگیا - ان دونون عمارتون کے دوش بدوش اسموقعہ پر چاہات اور خندقین بہی تیار ہوگئین - اور تہوڑے دنون مین گرد و نواح سے خلقت آکر یوسف کے قلعہ کے گرد آباد ہوگئی - اور اچہی خاصی بستی قایم ہوگئی - مگر یوسف نے اس نئے شہر کی حفاظت کے لیئے خود کوئی فصیل نہ بنوائی - یہ کام ستر برس بعد سنہ ۱۱۳۲ء مین اسکے بیٹے نے سرانجام دیا - قلعہ مراکش کی مٹی کا رنگ نہایت سرخ ہے - اور اس رنگت کیوجہ سے اوسے غرناطہ کے مشہور محل کیطرح الحمراء (سرخ) پکارا جاتا ہے - مٹی کی کچی دیوارین دور سے شعلہ جوالہ معلوم ہوتی ہین -

فاس کو رونق ملنا } طوایف الملوکی کے باوصف فاس برابر دار الخلافہ سمجہا جاتا تہا - اور جو شخص وہان حکمران ہو اوس کی نسبت عام خیال تہا کہ اوسے کافی طاقت ہوجانیکی صورت مین شہنشاہی اختیارات و اقتدار کو سنبھال لینے کا ایک طرح سے حق شفعہ حاصل ہے - بنابرین اس شہر کو فتح کرنا یوسف نے سب سے مقدم سمجہا - اس مدعا مین وہ کامیاب ہوگیا - صحرا کی فتح کے بعد فاس پر بہی اوسکا تصرف ہوگیا لیکن جبکہ وہ کسی اور مہم پر گیا ہوا تہا فاس کو اس کے حکمرانون نے پہر چہین لیا - اور چند برس اوس پر قابض

رہے۔ یوسف اس مہم سے فارغ ہوکر ۱۰۶۹ء میں فاس کو مکرر فتح کرکے بجرم غداری و بغاوت وہان کے باشندون کو بیدریغ تہ تیغ کرایا۔ صرف قرویین اور اندلسیہ مسجدون مین تین ہزار سے زیادہ آدمی قتل کئے گئے۔ اور تمام کوچہ و بازار لاشون سے پٹ گئے۔

ایک دفعہ خوب سیر ہوکر غصہ نکالنے کے بعد یوسف نے فورًا ہی فاس کی رونق بڑہانے کا کام شروع کر دیا۔ اور قتل عام کے وقت سے بربادی و ویرانی کے عوض شہر کی خوشحالی و تمول کا زمانہ شروع ہوگیا۔ نئے امیر نے جیسا کہ عمومًا فاتح و منصور بانیان سلطنت کا شعار ہے۔ پایۂ تخت کی اصلاح و رونق اور زیب و آرائش مین کوشش محنت اور صرف کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ شہر مین دو بڑے فریق اندلسیہ و قرو مین آباد تھے۔ اور دونون کی آبادیون کے درمیان ایک فصیل حائل تہی۔ یوسف نے اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی مستمرہ پالیسی پر عمل کرکے جس کی تعمیل اوس نے اپنی سلطنت کے ہر حصہ و گوشہ مین کی اس دیوار کو گراکر شہر کو ایک کر دیا۔ دنون مین چارون طرف شہر کے ہر حصہ و محلہ مین مسجدین۔ حمام۔ فنادق (کاروانسرائین)، کارخانے اور دیگر پبلک و رفاہ عام کی عمارات تیار ہوگئین۔ اور عمارات و زیبائش شہر کا شوق ایسا عالمگیر ہوگیا کہ جس محلہ مین اپنی مسجد نہ ہو۔ اس محلہ کے باشندون پر علانیہ طعن و تشنیع ہوتی۔

سلطنت کا پہیلنا} یوسف اس کام مین مصروف تہا۔ اور درینولا اوس کی افواج سلطنت کی حدود بڑہانے مین مشغول تہین یکے بعد دیگرے تمام مقابل و مزاحم طاقتون کو مغلوب کرتے ہوئے اونہون نے ۱۰۷۰ء مین ٹانجیر کو بہی فتح کر لیا۔ اس فتح سے سیوٹا کے سوا جو چند برس بعد ۱۰۸۳ء مین مطیع ہوا۔ یوسف مراکو کے تمام ملک کا فرمانروا ہوگیا۔ مراکو کا اولین شہنشاہ یا امپراطور کہلانیکا وہی مستحق ہے۔ ٹانجیر کو فتح کرتے ہی اس نے الجیریا کو فتح کرنے کی کارروائی شروع کی۔ بسم اللہ تلمسان کے قصبہ سے ہوئی۔ جہان اوس نے اپنی نگرانی مین نیا شہر ۱۰۸۰ء مین تعمیر کرایا۔ اور بغرض تجارت وہان آکر آباد ہونیوالے اجنبیون کے لیئے بڑی بڑی رعائتین مقرر کین۔ چنانچہ نیا شہر جلد ہی بہت بڑہ گیا۔ اور خوب رونق پکڑ گیا۔ تلمسان کے بعد ضلع آردن فتح ہوا۔ اور مراکشی سلطنت کی حدود قریبًا الجیریز دالجزائر) تک وسیع ہوگئین۔

مسلمانان ہسپانیہ کا تردد} ان سریع و متواتر فتوحات سے ہسپانیہ مین بہی فاتح کے نام کا غلغلہ

پڑ گیا۔ اور جب اوس کے ساتھ ہی اہالی ہسپانیہ کو مبالغہ پسند راویون کی معرفت فاتح کے ہمراہیون اور لشکریون کی کامل شجاعت و بے نظیر سپاہگری کی روایتین پہونچین۔ تو اون کے دلون مین اوس کی اور دہاک بیٹھہ گئی۔ روض القرطاس کا مصنف لکھتا ہے۔ خبرین سنانے والون نے اہالی ہسپانیہ کے سامنے یوسف کے لشکریون کی بالفاظ ذیل تعریف کی "وہ تلوار کے ایسے دہنی ہین کہ سوار کو معہ مرکب ایک وار مین دو ٹکڑے کر دیتے ہین۔ اور نیزہ لگانے مین ایسے مشتاق ہین کہ سوار و توسن دونون کو ایک ضرب مین چہید ڈالتے ہین" جب باشندگان اندلس نے سنا کہ یہ بہادر اونکی ملک پر حملہ کرنیکا ارادہ کر رہے ہین۔ تو اون کے کلیجے دہک سے رہگئے اور سب کے ہوش و حواس پران ہوگئے۔ اس سے کچہہ عرصہ پہلے ہسپانیہ کی عظیم الشان وقوی الشوکت اموی سلطنت معدوم و برباد ہوکر طوائف الملوکی مین تقسیم ہو چکی تہی۔ جن مین سب سے زبردست سبول (اشبیلیہ) کا بادشاہ تہا۔ اس کے مشورہ پر کاربند ہو کر ہسپانیہ کی ان چہوٹی چہوٹی اسلامی ریاستون کے تمام حکمرانون نے بالفاظ ذیل ایک خط سب کی طرف سے یوسف کی خدمت مین روانہ کیا:۔

"اگر تو اپنے ارادہ سے باز آکر ہم پر حملہ نہ کریگا۔ تو تیرا یہ فعل نہایت کر یما نہ ہوگا۔ اور تیرے نام کے ساتہہ ایک غاصبانہ اور نا جائز فعل کبہی ہمرشتہ نہین ہوگا۔ دوسری طرف اگر ہم تیری دعوت کے جواب مین تجہہ کو اپنا آقا تسلیم کر لین گے۔ تو ہم ایک عقلمندی اور دانائی کا فعل کرنے والے ہونگے۔ پس ہم یقین رکہتے ہین کہ تو اوسی جگہہ رہیگا۔ جہان اب ہے۔ اور ہم غریب خیمہ نشینان کو جن کی سلامتی پر ہی ایک حد تک تیری سلطنت کا قیام و استحکام منحصر ہے۔ اس حالت مین رہنے دیگا۔ جس حالت مین کہ ہم ہین"

یہ الفاظ خط بہیجنے والون کی عقلمندی پر صاف دلالت کرتے ہین۔ مگر جب یہ دیکہا جاتا ہے کہ اون کے لکہنے والے مسلمانان ہسپانیہ اور مکتوب الیہم بربر تہے۔ تو شان خدا یاد آجاتی ہے۔ اللہ اکبر زمانہ کی نیرنگیان بہی عجیب حیرت انگیز ہین۔ لیکن اگر وہ عاجزی کا پہلو چہوڑ دیتے۔ تو اون کا ٹہکانہ ہی کہان تہا۔ زمانہ کا رخ بدل کر اب نیا ہی نقشہ قایم ہو چکا تہا۔ یوسف عربی نہ جانتا تہا۔ جب اوسے خط کا مطلب سنایا گیا۔ تو اوس نے جواب مین صرف بسم اللہ کہا۔ اس سے اوس کی مراد تہی۔ کہ اوس نے والیان ہسپانیہ

کی التجا قبول کر لی ہے۔ اوس نے صرف اونکی درخوست ہی قبول نہ کی۔ بلکہ اونکے قاصدون کے ہاتھہ بیش قیمت تحائف بہیجکر اپنی طرف سے بہی چند قاصد روانہ کئے۔ ان تحائف مین یوسف کے قبیلہ کی ایک ڈال بہی تہی۔ جو لمت کی کہال سے منڈہی ہوئی تہی۔ یہ جانور ہسپانیہ مین نہین ہوتا تہا۔ مگر یوسف کے اصل وطن (صحرا) مین بافراط پایا جاتا تہا۔ مورخ ابن ہوکل لکہتا ہے کہ ان ڈھالون کا یہ نام جانور کی کہال کیوجہ سے نہین تہا۔ بلکہ لمتہ شہر کے نام پر تہا جو سوس الاقصیٰ مین واقعہ ہے۔ ممکن ہے بھینسہ کا نام بہی اسی شہر کے نام سے اونکی زبان مین لمتہ پڑگیا ہو۔ اس شہر کو انول لمتہ بہی لکہا ہے۔

ہسپانیہ پر فوجکشی کی اس طرح سے ہسپانیہ کے مسلمانون نے یوسف کی آمد کو کچہہ عرصہ کے لیئے ٹالدیا۔ لیکن الفونسو ششم الملقب بہ بہادر والئے ریاست لیون کی روز افزون طاقت سے مخوف ہوکر ہسپانیہ کے مسلمان بادشاہان طوائف الملوک جلد ہی یوسف بن تاشفین کی خدمت مین جسے وہ ابہی بطور دشمن آنے سے باز رکہنے مین کامیاب ہوئے تہے۔ تین قاضی اور ایک وزیر یہ استدعا کرنے کے لیئے بہیجنے پر مجبور ہوگئے کہ وہ اون کی مدد کے لیئے ہسپانیہ آئے۔ گرگ کہن بر پرنے بہانہ کیا۔ کہ اوسے افریقہ مین بہت سے کام کرنے ہین۔ وہ ہسپانیہ نہین جا سکتا۔ آخر امیر سیول (اشبیلیہ) بذات خود التجا کرآیا۔ اور ساتہہ ہی بندر الجیراس کی کنجیان یوسف کے پاس بہیجدین۔ اوسوقت یوسف مدد دینے پر رضامند ہوا۔ اہالی اندلس نے البتہ بقدر عقلمندی ضرور دکہائی کہ اس سے وعدہ لے لیا کہ وہ کسی اندلسوی امیر کو اپنی ریاست سے برطرف نہین کریگا۔ یوسف نے اوسی وقت سے تیاریان شروع کردین۔ جو دو برس مین مکمّل ہوئین۔ اس عرصہ مین اوس نے اپنی فوج کو سمندر پار لے جانے کے لیئے بہت سے جہاز بہی تیار کرالیئے یوسف بمقام الجیراس ہسپانیہ کی ساحل پہ اترا۔ اور وہان سے سیول کو روانہ ہوگیا۔ الفونسو اسوقت پرتگال کی سرحد پر مقام باڈا جوز بین مقیم تہا۔ دونون فرمانرواؤن کا مقابلہ سکرالیاس کے متصل ہوا۔ اس مقام کو جس کا اب کوئی نام ونشان باقی نہین رہ گیا۔ عربون نے زلاقہ لکہا ہے۔

المقری لکہتا ہے "یوسف نے ایک طویل مراسلہ مین جس کی عبارت خوب مسجع ومقفہ تہی الفونسو کو حسب معمول سلمان فاتحین۔ اسلام۔ جزیہ یا لڑائی مین سے

جو منظور ہوا اوسے منظور کرنے کے لیئے لکھا۔ اس خط کو پڑھکر مکتوب الیہ کے کانون سینہ مین اتش غضب بڑی تیزی کے ساتھہ مشتعل ہوگئی۔ جو مشتعل مزاجی اوس کی بدبختی اور دماغی سفاہت کی بتین شہادت تہی۔ ادہر عیسائی بشپون اور راہبون نے صلیبون کو سرون پر بلند کرکے اور انجیلون کو ہاتہون مین لے کر اپنے دین کے لیئے جانین قربان کر دینے کی حلف اوٹہائی۔ عیسائیون کی تمنا پوری ہوئی۔ بربری خیبرون نے جو سامنے آیا اوسے فرش پر سلادیا۔ اور الفونسو کی فوج مین کشتون کے پشتے لگا دیئے۔ خود عیسائی ہسپانوی مورخ تسلیم کرتے ہین۔ کہ عیسائیون کے ۲۴ ہزار سوار اور دو لاکہہ پیدل کہیت رہے۔ عرب مورخون کا بیان ہے کہ الفونسو فقط ایک سو سوار لیکر جانبر ہوا۔ اوس کے اسی ہزار سوار اور دو لاکہہ پیدل کام آئے انہی مورخون کا قول ہے کہ الفونسو نے تیاری کے لیئے وقت و مہلت حاصل کرنے کی غرض سے تجویز پیش کی تہی کہ فریقین کی افواج جمعہ اور اتوار کے دن جو ہر دو کے نزدیک متبرک ہین آرام کرین۔ اور لڑائی فقط شنبہ کے دن ہو۔ لیکن یوسف اپنے دشمن کے حیلہ کو تاڑ گیا تہا۔ اوس نے فی الفور حملہ کرنیکا حکم دیدیا۔ اور میدان مار لیا دوسرے دن ہسپانوی مقتول افسرون کے سرون کے بڑے بڑے ڈہیر لگائے گئے۔ اور موذنون نے فاتحین کو نماز کی طرف بلانے کے لیئے اون ڈہیرون کی چوٹیون پر کہڑے ہوکر اذانین دین۔ چالیس سر فاتحین مراکو ساتھہ لے گئے۔ جن سے وہان کے شہرون کے پہاٹکون کو آراستہ کیا گیا۔ یہ معرکہ کارن ۱۰۸۶ء مین ہوا اسلامی لشکر سے صرف تین ہزار جانباز شہید ہوئے۔

یوسف عیسائیون کی سرکوبی سے فارغ ہوکر بایفائے وعدہ ۱۰۸۷ء مین فاتح و منصور اپنے ملک کو مراجعت کر گیا۔ لیکن وہ اندلیس کے زرخیز میدانون اور وادیون کو بچشم خود دیکہہ چکا تہا۔ اوس کے بارونق اور دلفریب شہرون پر اوس کی نظر پڑ چکی تہی۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ انصارا کا خون جس کی لذت مسلمان مجاہدین ہی کی زبان و دل سے پوچہنی چاہیئے۔ اوس کے منہ لگ چکا تہا۔ یوسف آخر انسان تہا۔ اسقدر موجبات ترغیب پر غالب نہ آسکا۔ اوس نے دوسرے ہی برس عیسائیون کی تاخت وتاراج کے لیئے ۱۰۸۸ء مین پھر ہسپانیہ پر فوج کشی کی۔ لیکن تہوڑی

فوج ساتھ لیجانے کی وجہ سے اپنے مدعا مین کامیاب نہ ہوا تاہم ہسپانیہ پر متصرف ہونے کی خواہش اس مکرر یورش سے اور تیز ہو گئی۔ اور اوس نے عزم کر لیا کہ اب جب کبھی وہ ہسپانیہ آیا کسی وعدہ کا پابند ہو کر نہ آئیگا۔ اور ہر قسم کی شرط شرائط سے آزاد بطور خود طالع آزمائی کرنے کو آئیگا۔

فتح ہسپانیہ چنانچہ مراکو واپس آتے ہی وہ تیاریون مین مشغول ہو گیا۔ اور دو برس مین اون سے فارغ ہو کر اب تیسری دفعہ محض اپنے لیئے اپنا عبور کر کے ۱۰۹۰ء مین ہسپانیہ پر حملہ کر دیا۔ جب قومی کی بہی اس مین کچھہ نہ کچھہ تحریک شامل تہی۔ وہ اگرچہ عرب بربر اور ہسپانوی سب کو اپنے زیر فرمان کرنا چاہتا تہا۔ لیکن ساتھہ ہی اوس کی یہ بہی تمنا تہی کہ عربون نے اوس کی ہم قومون یعنے بربر ون پہ جو سختیان کی ہین۔ اون کا انتقام لے۔ اور عربون کی سلطنت کو ملیا میٹ کر کے اپنی حکومت قایم کرے۔ مسلمان طوائف الملوک کے دن مین کسی طرح کا شبہ نہ پیدا ہونے دینے کے اوس نے حسب معمول شروع شروع مین عیسائیون کے برخلاف کارروائی کی۔ ساحل پہ اتر کر طارفہ پر قابض ہونے کے بعد سب سے اول مسیحی طاقت کے دار الخلافہ ٹولیڈو (طلیطلہ) پر حملہ کیا۔ اور اوسکا محاصرہ کر لیا۔ مگر چونکہ اس کا اصل مدعا یہ نہ تہا۔ محاصرہ کی کارروائی مناسب احتیاط و توجہ سے نہ کی۔ اور نہ بنا برین اوس مین کامیاب ہوا۔ وہ محاصرہ اوٹہا کر واپس مراکو کو روانہ ہو گیا۔ اور واپسی کے وقت اپنے اصل مقصد کی تکمیل کی۔ یہ حجت پیش کر کے کہ امیر غرناطہ عیسائیون کے برخلاف اوس کی مدد کو نہ آیا تہا۔ غرناطہ پہ حملہ آور ہوا۔ اور اوسے فتح کر لیا۔ پھر اپنے ایک جرنیل کو مرسیا۔ المیرا۔ اور باڈاجوز کی تسخیر پہ مامور کر کے خود مراکو چلا گیا۔ اس جرنیل کو حکم دیا گیا کہ اگر ان ریاستون کے مسلمان امرا اطاعت نہ مانین تو اون کو بزور شمشیر معزول کر دے۔ امیر سیول کی طاقت نسبتاً زیادہ مضبوط تہی۔ اور اوس وجہ سے اسکو اس حکم سے مستثنی رکہہ کر اوس کی فتح کو یوسف نے کسی اور وقت پر ملتوی رکہا تہا۔ لیکن بہادر جرنیل نے کار مفوضہ سے فارغ ہو کر سیول پہ بہی حملہ کر دیا۔ شاہ اشبیلیہ نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ لیکن آخر اوسکا دار الخلافہ مسخر ہوا اور وہ خود معہ اپنی نصرانی ملکہ مسمات رومیکا کے گرفتار ہو گیا۔ وہ اغمات کو جلا وطن کر دیا گیا۔ اور وہین پانچ برس کی جلا وطنی کے بعد فوت ہوا۔ یوسف نے جبر و غضب

کے الزام سے بچنے کیلئے علمار سے یہ فتوے حاصل کرلیا تہا کہ امیر سیول کا عیسائیون سے مدد طلب کرنا اوس کی معزولی کے لیئے کافی وجہہ ہے - ان فتوحات سے ایک ہی برس مین طوائف الملوکی کا خاتمہ ہوگیا - جو قرطبہ کی اموی خلافت کی بربادی پر قایم ہوگئی تہی - یوسف بن تاشفین نے اس فتح کو ایسا اہم سمجہتا تہا کہ سنہ ۱۰۹۱ء مین اپنے جانشین کو نامزد کرتے وقت اوس نے بالتصریح یہ شرط بہی قایم کردی کہ آئندہ قرطبہ کی بجائے سیول دارالخلافہ ہوگا - اور اس کیساتہ ہی اپنے دربار شاہی کو وہان منتقل کردیا -

خلافت بغداد و مرابطین - اگرچہ پرتگال کا بڑا حصہ آئندہ چند برسون مین صدی کے خاتمہ سے پہلے پہلے سنہ ۱۰۹۵ء تک اوس زمانہ مین جب کہ ہنری اول مرانگلستان کا بادشاہ تہا - اور پہلی صلیبی لڑائی کے نصرانی مجاہد یروشلم کے سامنے پہونچ گئے تہے مسلمانون کے تصرف سے نکل کر عیسائیون کے قبضہ مین چلا گیا تاہم کل ہسپانیہ مرابطین کے ہی قبضہ و تصرف مین رہے تا کہ اس مجادلہ و مقابلہ مین جو اندلسوی مسلمانون اور مرابطین مین ہوتا رہا تہا - خلیفہ نے امداد اور کچہہ نہین تو کم از کم خاموش ہی رہے اور کسی فریق کی حمایت نہ کرے - مرابطی فرمانرواؤن نے ازراہ دانشمندی خلافت عباسیہ کے اعلیٰ اقتدار کو تسلیم کرتے رہنا قرین مصلحت سمجہا - یوسف بن تاشفین نے ایک سفارت کی معرفت بیش و بہا تحائف خلیفہ کی خدمت مین بہیجکر اوس کی خلافت و شہنشاہت کا باضابطہ اعتراف کیا - علی خالث علی نے اپنا لقب صرف امیرالمومنین ثبت کراتا رہا - تاہم وہ

لہ لندن کے عجائب خانہ مین مرابطی سکے تعداد مین ۱۴۱ موجود ہین - عجائب خانہ مین بہت کم خاندانون کے ایسے مکمل سٹ موجود ہین - اس سٹ مین ابراہیم بن تاشفین کے سوا جو ایک کم عمر بچہ تہا - مرابطی خاندان کے سب فرمانروائیون کے سکے ہین - یہ عموماً طلائی ہین - اونکے حروف خوب نمایان ہین - سونا اعلیٰ قسم کا ہے - اور اوسط وزن فی دینار ۴ گرام ہے - یہ مقامات اغمات فاس - مراکش - سجلماسہ - طافیلالت - اور طلمسان اور نیز وانشیا - مرسیا - المیریا - اور سیول مین مضروب ہوئے - یہ سکے مرابطی پکارے جاتے تہے - مرابطی سے بگڑکر مراودی ہوگیا - مرابطی سکون کا سونا ایسا خالص تہا کہ اس زمانہ مین اونکا مغربی یورپ مین بہی عام چلن ہوگیا - وہ قدر و قیمت مین قسطنطنیہ کی اشرفی موسومہ بیسنٹ کے مساوی سمجہے جاتے تہے - مگر ان کے متعلق سب سے عجیب امر یہ ہے کہ عیسائی بادشاہ الفونسو ششم کو اپنے سکہ کے اعتبار کے لیئے اونکی

درحقیقت بالکل آزاد اور مطلق العنان فرمانروا تھا۔ باجگذار شہزادے اوسے بلا تکلف امیرالمومنین ہی پکارا کرتے تھے۔ جو صرف خلفاء کا لقب ہے۔

یوسف کا نظم و نسق کہ یوسف کا عہد صرف سلطنت مراکو کے استحکام و توسیع کے لیئے ہی نہین۔ بلکہ مدبرانہ نظم و نسق اور حسن انتظام کے لیئے بھی خاص امتیاز رکھتا ہے۔ وہ ہر سال اپنی سلطنت کے حصّہ کثیر کا دورہ کرتا۔ جس سے وہ تمام طاقتین جو بصورت دیگر سرکش ہو کر اس کے تحت کو الٹ دیتین۔ خوب قابو مین رہکر اپنے اپنے کام مین مشغول رہتین۔ کسی اپنے جائز امدد درست منصب سے تجاوز کرنے کا حوصلہ نہ پڑتا۔ :. ایسا خیال کرنے کے لیئے وقت و فرصت ہی ملتی۔ اوس نے اپنے دربار مین عقلمند و فرزانہ مشیراور عالم و فاضل صاحب تدبیر جمع کیئے۔ اور ہر وقت یہی لوگ اوس کی مجلس مین جمع رہے۔ اس نے محاصل سلطنت کے لیئے اگرچہ اونہی ٹیکسون پر اکتفا کیا۔ جن کی قرآن کریم اجازت دیتا ہے۔ لیکن تاہم اوس کے پاس سقدر زر و دولت جمع ہو گیا۔ کہ سقدر شروت اوس کے کسی متقدم بادشاہ کو نصیب نہ ہوتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) ہو بہو نقل تیار کرانی پڑی۔ اور عربی نقش اپنے سکہ پر ثبت کرانے پڑے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مرابطی سکہ کے مقابلہ پر جس کے خالص العیار ہونے پہ کل دُنیا کو کامل اعتبار تھا۔ الفونسو کے سکہ کو کوئی پوچھتا بھی نہ۔ البتہ اوس نے یہ ترمیم کر دی کہ عربی عبارت کو مسیحی مذہب کے مطابق بنا لیا۔ عربی سکہ پہ ہوتا تھا۔ امیرالمسلمین“ اُسنے لکھوایا ”امیرالکتالوکین“ اور خلیفہ کی بجائے پوپ کو امام کلیسا مسیح لکھوایا۔ بسم اللہ اور کلمہ شہادت کی بجائے ”باسم اب و ابن و روح القدس لا الہ الا اللہ“ کا کلمہ تراشا۔ اور ”من یتبع غیرالاسلام دینًا الخ“ کی جگہ ”من آمن بالمسیح و اعطیع فقد نجیٰ“ کی عبارت گھڑی۔ یہ سکہ فی الواقعہ دُنیا کے سکوّن مین ایک نادر شئے ہے۔ روض القرطاس کا مصنّف لکھتا ہے کہ ”من یتبع غیرالاسلام دینًا“ والی آئت ۵۱۰ھ کے بعد سکون پر پیدا کی گئی تھی۔ اس کا یہ بیان غلط ہے کیونکہ یہ آئت المعزبن بادیس اور ابوبکر بن عمر کے سکوّن پر بھی جو ۴۸۰ھ مین مضروب ہوئے تھے۔ برابر موجود ہے۔

مرابطی مدوّر سکوّن کی بجائے موحدین نے مربع درہم رائج کیئے۔ جن کا چلن کہین ۶۱۰ھ مین جا کر موجودہ مدوّر سکوّن نے موقوف کیا سکیّنس۔

تہی۔ مراکو مین اوس کی سلطنت کی عدود بقول مورخین کوہ طلاء تک پہیلی ہوئی تہین۔ یہ پہاڑ مغربی سوڈان مین بتایا جاتا ہے۔ لیکن اوس کا درست موقعہ کوئی نہین بتا سکتا۔ در اصل اُسی کا عہد ہی اوس کے خاندان کا زمانہ حکومت تہا۔ خاندان کی شان و شوکت اوسی کے ساتھہ رخصت ہوگئی۔ اور یہ اوسی جوانمرد کا بے نظیر کیرکٹر تہا۔ جس نے ایک معمولی سی یورش کو ایک وسیع سلطنت کی صورت مین بدل دیا۔ مراکو اور ہسپانیہ کے بادشاہ اگرچہ ہمیشہ اس سے لڑائی کرتے رہے۔ اور بعض اوقات اپنی فوج کی مدد سے اوس کی پیشقدمی کو کچہہ عرصہ کے لیئے روکنے مین بہی کامیاب ہوتے رہے۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ مراکو اور ہسپانوی بادشاہیان جس بڑے لیڈر اور سردار کی آمد کی منتظر بیٹھی تہین۔ وہ سردار اعظم یہی یوسف تہا۔ اون کی عام رعایا اپنے اپنے بادشاہون کے ظلم و ستم سے تنگ آکر کسی زبردست اور عقلمند فرمانروا کی سخت متمنی ہو رہی تہین۔ چنانچہ جب ایک ایسا مرد میدان ظاہر ہوگیا۔ جو ان ظالم سلطنتون کے ملیامیٹ کرنے کی طاقت رکھتا تہا۔ تو جمہور نے بڑی خوشی سے اوسے اپنا سردار مان لیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص آج فاتح کی صورت مین نمودار ہوا تہا۔ وہ دوسرے ہی دن قوم ملت کا ہر دلعزیز جرنیل بن گیا۔ اور ہر فرد بشر اوس کے حکم و منشار پر بطیب خاطر جان قربان کرنے کو تیار ہوگیا +

علی ابن یوسف ۱۱۰۶-۱۱۴۳ء

یوسف کے فرزند و جانشین علی کے عہد حکومت کی داستان کوئی ایسی لمبی چوڑی نہین۔ اوس کی طبیعت حکمرانون ایسی نہین۔ بلکہ متقی و درویشون کی سی تہی[۱] ان خدا کی طبایع سے ملتی جلتی تہی۔ چنانچہ اوس کے عہد مین عنان حکومت در اصل مذہبی علما کے ہاتہہ مین رہی۔ اس کے باوصف اوس کے عہد مین جو ۳۷ برس رہا۔ ہسپانیہ پر تین مرتبہ فوجکشی کی گئی۔ سب سے پہلی ۱۱۰۹ء مین ہوئی۔ اور سب سے اہم و نتیجہ خیز بہی وہی تہی۔ اس مین اگرچہ علی ٹولیڈو کے فتح کرنے مین کامیاب نہ ہوا

[۱] ایک مورخ لکھتا ہے کہ وہ ابتدائے سلطنت مین چندان پابند شریعت نہ تہا۔ آخر کو ایسا پابند اور متعصب ہوگیا کہ امام محمد غزالی کے کمال کا بہی اسکو اعتقاد نہ رہا۔ چنانچہ جو کتاب امام غزالی کی تصنیف اسکو ملتی آگ مین جلا دیتا۔ ۳۰ سال قمری بادشاہی کرکے ۵۳۷ ہجری مین فوت ہوا۔

تاہم سیلدرڈ۔ ایورٹو۔ اور لزبن کو عیسائیوں سے فتح کر لیا۔ اور بقول المقری ان مغربی صوبون دالغرب یا الغروز، کو تمام کفار کی آلودگی سے پاک وصاف کر دیا۔ اس کے بعد جیز ر شروع ہوگیا۔ اراگان کے عیسائیون نے فرانسیسیون کی مدد اور توپون کو اب اولین مرتبہ استعمال کرنے سے ۱۱۱۸ع مین سار اگوسا فتح کر لیا۔ اس جنگ پر پہنچنے پر امیر علی نے ۱۱۱۹ع مین دوسری فوجکشی کی۔ اور ناکام المرام واپس لوٹا۔ دو برس بعد ۱۱۲۱ع مین کفار اندلسیہ پر اوس نے تیسری چڑہائی کی۔

تیسری مہم سے علی کو مراکو مین ایک نئی طاقت کے ابھر آنیکی خبر بد پہونچ جانے کی وجہ سے تکمیل مدعا سے پہلے واپس آجانا پڑا۔ یہ نئی طاقت محمد بن تومرت تہا۔ جس کے معتقدین نے

لہ اس زمانہ مین عربون نے توپون کا نام الرا عدات گرجنے والیان رکہا۔ سیکنس لہ محمد بن تومرت کی مختصر سوانح عمری میرے مکرم دوست قاضی محمد سلیمان صاحب وکیل سرکار پٹیالہ نے نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر کی ہے۔ جسے مین اس موقعہ پہ ناظرین کی آگاہی و دلچسپی کے لیے بجنسہ درج کر دینا مناسب خیال کرتا ہون:۔

ابن تومرت۔ مہدی ہر عہ حال کہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ تومرت مغرب الاقصیٰ کے جبل سوس مین پیدا ہوا۔ اور طلب علم کیلئے شام عراق کا سفر کیا۔ امام غزالی۔ کیا ہراسی۔ طرطوسی وغیرہ مشہور فاضلون سے استفادہ حاصل کیا۔ اور جب علم شریعت حدیث و فقہ واصول مین دستگاہ کامل حاصل ہوگئی۔ تو مکہ شریف کو ہوتا ہوا افریقہ لوٹ گیا۔ نہایت پرہیزگار عابد۔ عربی اور مغربی زبان کا فصیح۔ چہرہ ہر وقت تبسم ریز۔ شجاع و دلیر تہا۔ جب کوئی امر خلاف شرع دیکھ لیتا فوراً اوسپر انکار کرتا۔ اور اس بارہ مین خواہ اوسے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتی اوسے خوشی خوشی گوارا کر لیتا۔ مکہ شریف مین بہی اوسے اسی نیک عادت کیوجہ سے اذیت اوٹہانی پڑی۔ یہان سے نکلکر وہ مصر چلا گیا۔ اور خلاف شرع امور کا برابر انکار کرتا رہا۔ جہان اوسے یقین ہوجاتا کہ مار پیٹ کا سامنا ہے۔ وہان دیوانہ بن جاتا۔ اور دیوانہ کی بڑ کیطرح اصل مطلب دہایت کے ساتھ بے ربط مہمل جملے بہی زبان سے نکالنے لگتا۔ مصر سے وہ اسکندریہ پہونچا۔ اور اسکندریہ سے بحری راستہ سے افریقہ کو چلا گیا۔ جہاز پر جتنے آدمی تھے سب کو نماز کا پابند کر دیا۔ جہاز سے وہ شہر مہدیہ مین اُترا۔ جہان کا بادشاہ یحییٰ بن تمیم تہا۔ یہانپر سر راہ ایک مسجد تہی۔ اوسمین

موحدی خاندان قایم کرکے مرابطی خاندان کی جگہ لی علی فوراً مراکو کو واپس آگیا۔ مگر ساتھ ہی

ملہ سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ نے خاندان تاشفین۔ اوس کی ابتدا سے پیشتر ہسپانیہ میں طوائف الملوکی ہوجانے۔ اور خاندان موحدین کے متعلق جو حالات اپنی کتاب میں تحریر کیے ہین۔ اونکا خلاصہ مین اس فصل کے اخیر مین بطور تتمہ ایزاد کرونگا ہسپانیہ مین بھی مرابطین کے بعد موحدین کی حکومت ہوگئی جسکے کچھہ عرصہ بعد زوال پذیر ہوجانے پر وہان پھر طوائف اور ہسپانیہ کی عیسوی ریاستون نے متفق ہوکر یکے بعد دیگرے ان سب کو نیست و نابود کرکے سب سے آخر سلطان بایزید ثانی سلطان روم کے عہد مین غرناطہ کے بادشاہ ابوعبداللہ کو ۱۴۹۲ء مین بیدخل کرکے مسلمانون کو اس جزیرہ نما سے چند آیندہ برسون مین خوفناک مظالم سے مجبور کرکے ہمیشہ کے لیئے خارج کردیا۔ یا عیسائی بنا لیا۔ اس واقعہ اور عیسائیون کے ناقابل بیان جور و ستم کا کچھہ شمہ سلطان بایزید کے حالات مین تاریخ خاندان عثمانیہ مولفہ مترجم مین درج کردیا گیا ہے۔ دوسری طوائف الملوکی اور ہسپانیہ کی اسلامی حکومت کی معدومیت اور مسلمانان باشندگان کی مظلومیت و بیکسی کے مفصل حالات آنریبل سید صاحب کی کتاب کے اردو ترجمہ مین جو حمیدیہ ایجنسی لاہور سے مل سکتا ہے۔ درج ہین۔ وہ اس کتاب کے موضوع سے خارج تھے۔ اس لیئے سید صاحب کی محولہ بالا تحریر کے خلاصہ سے آگے کچھہ اور زیادہ درج کرنا مناسب نہین تہا۔ البتہ موحدین کا چونکہ اس کتاب سے پورا پورا تعلق ہے۔ ناظرین کو ان کے متعلق مزید معلومات و حالات سے آگاہ کرنے کے لیئے مین ایک اور مورخ کی تحریر بھی اس موقعہ پر درج کردیتا ہون۔ (دیکھو صفحہ آیندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷) مسجد کی فصیل پر بازار کی جانب منہ کرکے بیٹھ جاتا جو کوئی شخص ساز و طنبور۔ یا شراب وغیرہ کا سامان لیئے جاتا نظر آجاتا ہے۔ فوراً مسجد سے اترتا اور انہین توڑ ڈالتا۔ لوگون مین شور پڑگیا سینکڑون اوسے دیکھنے کے لیئے آیا کرتے جب معلوم ہوا کہ اہل علم ہے تو طلبہ بھی جمع ہوگئے اور مسجد مین درس شروع ہوگیا۔

بادشاہ کو خبر ہوئی۔ فقہا کو دربار مین بلایا۔ اور ابن تومرت کو اون کے ساتھ طلب کیا۔ جب اوسکا شستہ و رفتہ کلام سنا۔ تو بادشاہ نے تعظیم و اکرام کیا۔ اور التماس دعا بھی کی۔ ابن تومرت نے صلحک اللہ لرعیتک پر اکتفا کیا یعنی خدا تمکو رعایا کے حق مین اچھا حاکم بنائے۔ اس کے بعد ابن تومرت (دیکھو صفحہ ۷۹)

ہسپانیہ مین اپنی حکومت کے استحکام و سلامتی کے لیئے اوس نے یہ تدبیر کی کہ کئی ہزار باجگذار

(متعلق حاشیہ صفحہ ۷۸) مفتی غلام سرور صاحب خاندان موحدین کی ابتدا و محمد بن تومرت کے سوانح اور اس خاندان کے چند اولین فرمانروائیون کے حالات حسب ذیل لکھتے ہین:-

اس خاندان کی ابتدا کا حال اسطرح درج تواریخ ہے۔ کہ محمد بن عبداللہ ایک شخص ملک افریقہ کے شہر ہرگا کا رہنے والا ایک غریب مسکین آدمی کا بیٹا تہا۔ اسکا باپ عبداللہ شہر کی ایک مسجد مین چراغ جلانے پر مقرر تہا۔ جب محمد اوسکا بیٹا ہشیار ہوا۔ تو شہر قرطبہ دار الحکومت اندلس مین گیا۔ اور وہان ہی علم پڑہا۔ جب تحصیل سے فارغ ہوا۔ تو اپنا علم بڑہانے کیلئے شہر قاہرہ و بغداد مین گیا۔ اور مدرسہ ابو حمید غزالی مین داخل ہوا۔ وہان کے فاضل امام محمد امام غزالی نے ایک کتاب در ریاست و حکومت کے قانون مین تصنیف کرکے علماء و فضلاء کی منظوری کیلئے شہر قرطبہ کو بہیجی تہی۔ قرطبہ کے علماء نے اس کتاب کو مردود کر دیا تہا کیونکہ اوس کی مطالعہ سے چند اعتراض اسلام پر عاید ہوتے تہے۔ چونکہ اسوقت بادشاہ اندلس کا علی بن تاشفین مرادوی تہا۔ اوس نے براہ کمال تعصب وہ کتاب آگ مین جلا دی تہی۔ یہ حال اس محمد بن عبداللہ کو خوب معلوم تہا۔ امام محمد غزالی نے ایک مسافر مغرب کی زمین سے آیا ہوا تصور کرکر پوچھا کہ تم شہر قرطبہ مین بہی کبہی گئے ہو۔ اور اگر گئے ہو تو تم نے کچھہ حال میری کتاب کا سنا ہے۔ کہ علماء و فضلاء نے اوس پر کیا رائے دی۔ محمد بن عبداللہ نے مفصل حال بیان کر دیا۔ اور کہا کہ علی بادشاہ نے اوس کتاب کو آگ مین جلا کر خاکستر کر دیا (باقی صفحہ ۸۰)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) بجایا اور وہان سے لالہ پہونچا یہان اسکو عبدالمومن ملگیا۔ عبدالمومن کون تہا۔ یہ ناظرین کو آگے چلکر معلوم ہو جائیگا۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب ابن تومرت عراق مین پڑہ رہا تہا۔ اوس نے دو دفعہ خواب مین دیکھا کہ تمام سمندر روت کا پانی مین پی گیا ہون۔ اس خواب کی تعبیر اوس نے یہ سمجھی کہ دنیا پر وہ ایک بڑی شان سے ظاہر ہوگا۔ انہی ایام مین اسے ایک جفر کی کتاب مل گئی۔ جس مین یہ لکہا ہوا تہا کہ پانچوین صدی کے بعد مسجد الاقصے کی پہاڑیون مین ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ دعوت الی اللہ کرے گا۔ اور اس کا قیام و مدفن ایسی جگہ ہوگا۔ جسکے نام مین تے۔ ن۔ م۔ ل حروف آتے ہین۔ اس شخص کو ایک ایسے شخص سے جس کے نام مین ع۔ ب۔ د۔ م۔ و۔ م حروف ہونگے تمکن و استقامت حاصل ہوگی (دیکھو صفحہ ۸۰ حاشیہ دوم)

عیسائیون کو جو ریاست غرناطہ مین آیا دتھے۔اور ہسپانوی عیسائیون کو ہمیشہ مدد پہونچاتے

(حاشیہ اول متعلق صفحہ ۷۹) یہ سنتے ہی امام غزالی دنگ گہیا۔اور غصہ کی آگ اسکے سینہ مین مشتعل ہوئی۔چونکہ امام مرد مقبول خدا پرست عابد و زاہد ولی اللہ تہا۔فی الفور اوس نے خدا کی جناب مین ہاتہہ اوٹھائے۔اور دعا کی کہ الہی جسطرح علی نے میری کتاب کو جس مین میری نیت محض تیرے بندون کو فایدہ پہونچانے کی تہی۔پہاڑ ڈالا۔اور جلا دیا ہے۔اوسی طرح تو اوس کی سلطنت کو پارہ پارہ کردے۔اوسکی نسل زمانہ سے قطع کردے کہ پہر کوئی نام لیوا اوس کی زمین پر باقی نہ رہے۔چنانچہ محمد بن عبداللہ بہی اوس دعا مین شامل ہوا اور کہا کہ الہی اس انتقام لینے کا آلہ تو مجہکو بنا چنانچہ وہ دعا مقبول ہوئی۔اور اس واقعہ کے بعد محمد بن عبداللہ تین سال تک امام غزالی کے پاس رہا۔اور علوم شریعت و طریقت کی تعلیم بنائی پہر شہر ماوراء النہر کو گیا۔وہان ہی کسیقدر مدت تک نہایت افلاس اور عسرت کی حالت مین گذارہ کرتا رہا۔پہر جابجا شہر بشہر پہرنے لگا۔اور جہان جاتا علی بن یوسف کی بد چلنی اور بدعتون کی شکایت وعظ مین کرتا۔ایک روز ایک وعظ مین گیا۔وہان ایک نوجوان عبدالمومن اُسکو ملا۔چونکہ عبدالمومن اسکو ملا۔چونکہ عبدالمومن اپنے چچا کے ساتہہ تحصیل علم کے لیئے مشرق کو جانیوالا تہا۔محمد بن عبداللہ نے اوسکو کہا کہ جو علم تمکو پڑہنا ہو مجہہ سے پڑہو سفر کی تکلیف کیون اپنے اوپر گوارا کرتے ہو۔مین تمہارا شوق پورا کردونگا عبدالمومن نے اس کا کہنا مان لیا۔ایک دن محمد نے عبدالمومن کو کہا کہ ایک پیشین گوئی مین تمکو سناتا ہون۔وہ یہ ہے کہ حکومت فقہہ کی تمہارے وقت سے شروع ہوگی۔اور تم حاکم و فقیہہ بنجاوگے۔چنانچہ ایسے ایسے خیالات اس کے دلمین بٹھلاتا رہا۔(دیکہو صفحہ ۸۱ حاشیہ اوّل)

(باقی حاشیہ دوم) ابن تومرت کا زمانہ پانچوین صدی کے بعد ہی تہا۔اور خود جبل سوس کا پیدا شدہ تہا۔اور دعوت الی اللہ پر جو شوق و شغف اوسے تہا۔وہ ظاہر ہی تہا۔اس لیئے اوس نے خیال کیا کہ یہ بشارت میرے حق مین ہی ہونی چاہیئے۔مگر اب ان حروف کے شخص اور مقام کو تلاش کرنا چاہیئے کتاب جفر مین ع ب د م قوم کا حلیہ بہی درج تہا۔ابن تومرت نے حلیہ نقل کرلیا تہا۔اور اسی تلاش مین مشرق سے مغرب الاقصیٰ پہونچا تہا۔

ملالہ کے بازار مین یہ چلا جارہا تہا کہ عبدالمومن بہی سامنے سے گذر گیا۔ابن تومرت کو دیکہتے ہی حلیہ یاد آگیا۔آواز دیکر اوسے ٹہیرایا۔جب نام دریافت کیا تو (دیکہو صفحہ ۸۱ حاشیہ دوم)

رہنے کیوجہ سے نہایت خوفناک رہا یا تھے۔ مراکو کے قصبات کمنسہ اور رسالی کو جلا وطن کر دیا۔

حاشیہ اول متعلقہ صفحہ ۸۰) پہر اسکو اپنا وزیر و مددگار بنایا۔ پہر دونون شہر فاس مین آئے۔ اور وہان سے مراکو کیطرف گئے۔ اور محمد اُس شہر کی جامع مسجد مین جہان بادشاہ وقت بیٹھتا تہا۔ جا بیٹھا۔ مسجد کے خدام مین سے ایک نے کہاکہ یہ مقام بادشاہ کے بیٹھنے کا ہے۔ یہان سے اوٹہہ بیٹھو تو بہتر ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ ان المساجد للہ یعنے مسجدین خدا کے واسطے ہین۔ من بعد شاہ آیا اور نماز شروع ہوئی۔ جب نماز ختم ہوچکی تو محمد بن عبداللہ کھڑا ہو گیا۔ اور علی بن یوسف بادشاہ کیطرف مخاطب ہوکر آواز بلند کہا کہ ظلم و بدعت و جور و جفا تمہارے عہد حکومت و علاقہ مین بہت ہوتا ہے۔ اسکو بہت جلد دفع کرو۔ ورنہ خدا تعالے جو احکم الحاکمین ہے تم سے حساب لیگا۔ اور حشر تمہارا قیامت کے دن ظالمون مین ہوگا۔ یہ تقریر بادشاہ کے دل پر سخت ناگوار گذری۔ اور اوسیوقت مجلس سے اوسکو اٹھانا چاہا۔ مگر محمد نے یہ چالاکی کی کر وعظ کہنا شروع کر دیا۔ اور عام و خاص کو اپنی طرف رجوع کر لیا۔ دوسرے روز بادشاہ نے علما کو جمع کیا۔ اور اون سے فتوی چاہا۔ کہ ایسے بے ادب کے لیئے کیا سزا تجویز کرنی چاہیئے۔ سب کی یہ تجویز ہوئی کہ اسکو شہر سے نکالدینا چاہیئے۔ چنانچہ فی الفور نکالا گیا۔ شہر سے نکلکر محمد نے قبرستان مین قیام کیا۔ اور اسی مقام پر وعظ کہنا شروع کیا۔ شہر کے لوگ جوق جوق وعظ سننے کو وہان جاتے اور ہر ایک وعظ کے بعد یہ دعوی کرتا کہ مین علی المرتضی کی اولاد سے بارہوان امام ہون۔ لوگون کو نجات کا رستہ دکھلانے آیا ہون اب ظلم کا زمانہ ختم ہونیوالا ہے۔ تمام دنیا مین خوبی و نکوئی پیدا ہو گئی۔ من بعد سلاطین مجرا دینگے ؛ باقی در باقی صفحہ آئندہ

(باقی حاشیہ اول)

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۰ نمبر ۲) تو اوس نے عبدالمومن بتلایا جس مین تمام حروف موجود تھے۔ اوسے اپنے ساتھ لیگیا۔ حلیہ کے ساتھ مطابقت کی گئی۔ تو ہو بہو ویسا ہی نکلا۔ ابن تومرت نے کہا کہ مین تو تیری تلاش مین ہی ہزارون میل کا سفر کر رہا ہون۔ اوس نے کہا مین تو طلب علم کیلئے عراق جاتا ہون۔ ابن تومرت بولا۔ کہ جو علم پڑھنا ہو مین پڑہا دونگا۔ لیکن اب تم کو جانے نہ دونگا پہر اوس کے سامنے اپنا سارا راز ظاہر کر دیا۔ اور اُسے متفق بنا لیا۔ ایک اور شخص عبداللہ ابو تشریسی نامی ابن تومرت کے پاس آیا جایا کرتا تہا۔ یہ شخص بہی (باقی حاشیہ صفحہ ۸۲ پر نمبر ۲)

یہ واقعہ ۱۱۲۱ء مین گذرا۔ جس سے چار برس بعد محمد بن تومرت سنہ ۱۱۳۰ء مین مرگیا۔

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۸۱ نمبر ۱) اور عیب اور ظلم گوئی کو سُنتا تہا۔ اور اپنے تابعین کے حق مین بڑے بڑے مدارج ملنے کے وعدے کرتا۔ بادشاہ نے یہ تقریرین جب اوس کی سنین۔ اس کی گرفتاری اور قتل کا حکم نافذ کیا۔ یہ خبر سُنکر وہ علاقہ تمال کیطرف جو سوس شہر کے پاس ہے۔ بہاگ گیا۔ وہان جاکر اوس نے عبدالمومن اپنے خلیفہ کو کہا کہ اصل مین مہدی آخرالزمان تم ہو اور مین تمہارے ظہور و عروج کے لیئے آیا ہون۔ چنانچہ اوسی وقت پچاس آدمی ایمان لائے۔ اور عبدالمومن کے مہدی ہونیکا اونہون نے اقرار کیا۔ من بعد ستر آدمی اور ایمان لائے۔ اور اسکے مطیع ہوگئے۔ اسوقت محمد بن عبداللہ نے دو مجلسین اہل غرب کی مقرر کین۔ ایک مجلس مین وہ لوگ رکن مقرر ہوئے۔ جو سب سے اول ایمان لائے۔ اونکو مہات جہاد اور بڑے بڑے کام سپرد کیئے۔ دوسری مجلس مین وہ داخل ہوئے جنہون نے پیچھے بیعت کی۔ اونکی سپرد حکومت کے چھوٹے کام ہوئے۔ اور مقدمات کا فیصلہ کرنا بھی انہی کے سپرد ہوا۔ بعد ازان محمد کوہستان کی طرف گیا۔ اور خدا کی وحدانیت پر اوس نے گاؤن گاؤن اور شہر شہر وعظ کیئے۔ یہان تک کہ بیس ہزار فوج جرار اوس کے ماتحت ہوگئی اور بڑے عروج پر پہونچ گیا۔ اپنی قوم کا نام اوس نے فرقہ موحدین رکہا اور اپنی نسبت الہادی کا خطاب لیا۔ سپہ سالاری و حکومت تمام فوج و قوم کی محمد بن عبداللہ کے متعلق تہی۔ امام کا خطاب عبدالمومن کو حاصل تہا۔ اگرچہ کل مالک اس کام کا محمد بن عبداللہ تہا۔ مگر وہ اپنے آپ کو عبدالمومن کا خلیفہ و نائب مشہور کرتا۔ اور امام المہدی والہادی انکے حق مین کہا کرتا (باقی صفحہ ۸۳ پر نمبر ۱)

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۱ نمبر ۲) حسین و جمیل و فصیح و بلیغ تہا۔ ملکی زبان اور عربی پر مہارت تامہ رکہتا تہا۔ یہ بھی اونکے ساتھ شامل ہوگیا۔ اور پہر قرار دیا گیا کہ عبداللہ بالکل جاہل بنا رہے اور اس کے علم و فضیلت۔ فصاحت و صداقت سے کسی موقعہ ضرورت پر بطور اعجاز کے کام لیا جائے۔ اس کے بعد عبد شخص آہنین بادرخیمہ پنجہ اور شامل کریئے۔ اور یہ جماعت مراکش نہ پہنچی۔ مراکش میں ابن تومرت نے اپنی عادت کے (باقی صفحہ ۸۳ نمبر ۲ پر)

مگر اوس کے معتقدین نے متوفی کے شاگرد و رشید عبدالمومن کو گدی پر بٹھا کر علی کے برخلاف

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۲ نمبرا) محمد بن عبداللہ کی فصاحت و بلاغت و حسن تقریر کا یہ حال تھا کہ تمام زمانہ کے دل اوسوقت اوس کی طرف مائل تھے۔ اوسوقت ابو اسحاق ابراہیم علی بن یوسف بادشاہ کے بھائی نے موحدین کا یہ عروج دیکھا تو اوس نے اطلاع اس حال کی علی بادشاہ کو کی اور وہاں سے موحدین کی سرکوبی کے لیئے حکم نافذ ہوا۔ چنانچہ ابو اسحاق بڑی بھاری فوج لیکر موحدین پر چڑھ آیا۔ اور آپس مین سخت لڑائی ہوئی۔ ابو اسحاق نے شکست فاش کھائی۔ تمام فوج اس کی قتل ہوئی۔ اور خود وہ جان لیکر میدان سے بھاگ گیا۔ بڑی دولت اور جنگ کا سامان موحدین کو ملا۔ اس کے بعد اور تین قبیلے موحدین کیساتھ شامل ہوگئے۔ اور پہلے سے جمعیت دوچندان ہوگئی۔ یہ حال سنکر علی بن یوسف نے اپنے دوسرے بھائی کو ہسپانیہ سے بلایا۔ اور بے شمار فوج دیکر موحدین کے مقابلہ پر بھیجا۔ جیسا یہ فوج پہاڑ پر پہونچی۔ موحدین بڑی چستی سے اوس کے مقابل ہوئے۔ اور روز آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ تیم موحدین کے ساتھ بہت لڑا۔ اور ہزاروں آدمی ذبح قتل کرڈالے۔ مگر اونکو شکست نہ دے سکا۔ مقام تنمال مین موحدین نے ایک قلعہ بنایا۔ اور سامان جنگ وہان جمع کرکے مضبوطی حاصل کی۔ اور شہرون پر یورشین شروع کین۔ چنانچہ فاس وغیرہ چند بڑے بڑے شہر فتح کرلیئے۔ تین برس کے بعد عبدالمومن نے تیس ہزار سوار لیکر خود سلطنت مراد ولیون پر چڑھائی کی۔ اور بہت سی شکستین اونکو دین۔ اور تنمال کو مراجعت کی۔ اوس کی واپسی کیوقت محمد بن عبداللہ قلعہ سے (باقی صفحہ ۸۴ نمبرا)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰ نمبر۲) مطابق خلافت شریعت اور بسا خذہ و اعتراض وانکار شروع کیا۔ اور خاص بادشاہ کے بیٹے پر بھی کھلم کھلا اعتراضات کرنے لگا۔ یہان کا بادشاہ ابوالحسن علی جو امیر تاشفین کا پوتہ تھا۔ نہایت عادل و متواضع تھا۔ بادشاہ نے دربار مین اوسے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اور علمائے شہر کو مباحثہ کے لیئے مقرر فرمایا۔

قاضی شہر نے اس طرح پر گفتگو شروع کی۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ ہمارے عادل و حلیم بادشاہ کی نسبت جو مطیع حق ہے۔ اور طاعت آلہی کو اپنے نفس پر (باقی صفحہ ۸۴ نمبر۲)

اپنی کارروائی کو جاری رکھا۔ اور علی تیرہ برس تک حتی الوسع مقابلہ کرتا رہا کر ۱۱۴۳ء

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۳ نمبر ۱) اوس کے استقبال کو نکلا اور بڑی تعظیم کے ساتھہ قلعہ مین داخل کیا۔ دوسرے روز محمد بن عبداللہ نے پانچ آدمیون کو جو خاص مشیر یا تدبیر تھے مسجد مین بلایا۔ اور چند ساعت تک اونکو وصیتین کرتا رہا۔ پھر اونکو رخصت کیا۔ اور صرف عبدالمومن کو اپنے پاس کہا اور امام غزالی کی کتاب اوسکو دی۔ اور کہا کہ اس کے بموجب کاربند رہنا بعد انصرام اس کام کے محمد بن عبداللہ جان بحق تسلیم ہوا۔ یہ واقعہ ۵۲۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ بعد اوس کی فاتحہ کے فرقہ موحدین نے عبدالمومن کو امام بنایا۔ اور امیر المومنین مہدی الہادی کا اسکو خطاب دیا۔
امیر المومنین عبدالمومن الہادی کی بعد وفات محمد بن عبداللہ کے عبدالمومن تخت نشین ہوا۔ اور نہایت سرگرمی کے ساتھہ جہاد و ملک گیری مین مشغول ہوا۔ اس نے تین سال کے عرصہ مین مراد دیونکی (دیکھو صفحہ ۸۵

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳ نمبر ۲) بہی مقدم رکھتا ہے نا شایستہ الفاظ کا استعمال کرتے ہین۔ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ خبر کہانتک صحیح ہے۔ ابن تومرت نے کہا کہ جو اقوال میری جانب منسوب کئے جاتے ہین۔ وہ بیشک مین نے کہے ہین۔ اور اون کے علاوہ اور بہی کہنا چاہتا ہون۔ لیکن تم بتلاؤ کہ تمنے جو ابہی بادشاہ کی صفت مین یہ الفاظ استعمال کئے ہین" وہ مطیع حق ہے۔ اور اطاعت الٰہی کو اپنے نفس پر مقدم رکھتا ہے" یہ کہانتک صحیح ہین۔ مین تو جانتا ہون کہ تم لوگ ایسے الفاظ سے ہی بادشاہ کو مغرور بناتے اور غلطی مین ڈالتے رہتے ہو۔ حالانکہ تمام بار گناہ بادشاہ کے سر پر رکھا جائیگا۔ قاضی صاحب کیا آپکو معلوم نہین۔ کہ شراب کی دوکانین کہلی ہوئی ہین۔ اور خنزیر مسلمانون کے گہرون مین جا گہستے ہین۔ یتیمون کا مال چہین لیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ بادشاہ نے جب یہ تقریر سُنی تو اوس کی آنکہون مین پانی بھر آیا۔ اور ندامت و حیا سے گردن کو جہکا لیا۔
حاضرین دربار اگرچہ ابن تومرت کے اوضاع و اطوار کو دیکھہ کر یہ فتویٰ لگا چکے تہے کہ یہ شخص اپنے لیئے سلطنت و حکومت کا خواستگار ہے۔ لیکن جب اونہون نے بادشاہ پر اوس کی جادو کلامی کا اثر دیکھا تو سب خاموش رہ گئے۔ مالک بن وہیب نامی بادشاہ کا منہ چڑھا مصاحب تہا۔ اوس نے بادشاہ سے کہا کہ مین (باقی صفحہ ۸۵ نمبر ۲ پر)

مین رہکر اسے عالم جاودانی ہوگیا - وہ مراکش مین فوت ہوا - جہان تا وقتیکہ تاشفین

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۴ نمبر اول) سلطنت کو برباد کر دیا بلکہ اس سلطنت کو بیخ سے اوکہاڑ دیا -
پہلے کئی شہر افریقہ مین فتح کئے - پہر شہر مراکو جو دار السلطنت مراودیون کا تہا محاصرہ مین بذات خود آیا اور
ابو عمران نام ایک رئیس کو لشکر دیکر اندلوسیا کی فتح کیلیئے مامور کیا - اس عرصہ مین بہت سے امیر ولایت
سپانیہ کے عبد المومن کے ساتہہ مل گئے - اور سب نے اطاعت قبول کر لی - مراکو کے رہنے والے
عبد المومن سے بیزار تہے - اور نہین چاہتے تہے کہ اس کے مطیع ہون - مدت تک لڑتے رہے -
عبد المومن نے قسم کہائی کہ جب تک یہ شہر فتح نہو محاصرہ نہ اوٹہائیگا - ایک سال کے محاصرہ کے
بعد شہر مین قحط پڑ گیا - تین حصے باشندگان شہر کے بہوک کے عذاب سے مر گئے - اور ایک حصہ
باقیماندہ مقابلہ موحدین کا نہ کر سکا - آخر ۵۴۲ھ مین شہر فتح ہوا - ابراہیم آخری بادشاہ مراودون
کا گرفتار ہوکر قتل ہوا - اور موحدین نے شہر کے رہنے والون مین سے (باقی صفحہ ۸۶ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۴ نمبر دوم) حضور کو اسوقت ایک نصیحت کی بات کہنا چاہتا ہون - آپ نے اوسے
مان لیا تو انجام کار اوسکی عمدگی ظاہر ہو جاویگی - اور اگر منظور نہ فرمایا تو اوس کے برے نتائج
بہی تہوڑی دیر مین نظر آجائینگے - بادشاہ نے کہا بتلاؤ - کہا مجہے اس شخص مین آثار بغاوت
نظر آتے ہین - بہتر ہے کہ اسکا ایک دینار روزینہ مقرر کر دیا جائے - اور اس جماعت کو زیر
نگرانی رکہا جائے - اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو ایک وقت سارا خزانہ بہی صرف کرنے کے بعد انتظام
نہ ہو سکے گا - بادشاہ نے اس رائے کو پسند کر لیا - لیکن وزیر نے اوسکا خلاف کیا - کہا یہ مناسب
نہین کہ ابہی آپ جس کے وعظ پر آنسو بہا رہے تہے اوسکو اسیر بنانے کا حکم دین - اور ذرا
خیال تو فرماوین کہ یہ شخص حضور کی اتنی بڑی سلطنت کا کر ہی کیا سکتا ہے - بادشاہ اس
تقریر سے بدل گیا - اور ابن تومرت کو واپس جانے کی اجازت دیگئی -
ابن تومرت وہان سے نکلا - تو جہان تک بادشاہ نظر آتا رہا - اوسکی جانب پیٹہ نہین
کی - ہمراہیون نے پوچہا - کہ کیا آپ اسکی تعظیم کرتے ہین - کہا نہین - مین نے چاہا کہ آخر وقت تک
حق باطل کو تاڑتا رہے - واپس آکر ابن تومرت نے ہمراہیون سے کہا کہ جب تک دربار
مین ابن وہیب موجود ہے - ہم خاص مراکو مین کچہہ نہین کر سکینگے - یہان سے وہ شہر

اس کا بیٹا نہ پہونچ گیا۔ اس واقعہ کو مخفی رکھا گیا تا شفین ایک عیسائی کنیز کے بطن سے تھا

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۵ نمبر اول) ایک متنفس بھی نہ چھوڑا سب کو یکساں بیرحمی ما۔ دیا اور گھروں کو آگ لگاکر جلادیا چند سال کے بعد اس اجڑے ہوئے شہر کو پھر عبدالمومن نے آباد کیا اور صحرائی ... لوگوں کو لاکر اس میں بسایا اس فتح کے بعد کل ملک ہسپانیہ موحدین کے تصرف میں آگیا۔ مگر اوسپر بھی قانع نہوئے۔ اور ۵۵۴ھ ہجری کو ایک لاکھ سوار اور تین لاکھ پیادہ ہمراہ لیکر عبدالمومن جہاد پر مستعد ہوا مگر یہ مراد اس کی پوری نہ ہوئی۔ اور اچانک ۵۵۸ھ ہجری میں مرگیا۔

یوسف ابو یعقوب المنصور یوسف ابو یعقوب چھوٹا بیٹا عبدالمومن کا باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوا۔ بلند حوصلگی و جوانمردی و شجاعت اس کی ذات میں کم نہی صلح کیطرف

(حاشیہ متعلق صفحہ ۸۵ نمبر دوم) مراقات میں پہونچ۔ اور وہان سے ایک شخص عبدالحق بن ابراہیم کو ہمراز بنا لیا۔ اس نے مشورہ دیا کہ یہان سے ایک دن کی مسافت پر تینمل پہاڑ ہے۔ وہان جاکر تم خوب قدم جا سکتے ہو۔ اور محفوظ بھی رہ سکتے ہو۔ ابن تومرت کے دلپر وہی حروف ت ی ن م ل خوب نقش ہو رہے تھے تینمل پہاڑ کا نام سنکر اچھل پڑا۔ اور اگلے روز وہان جا پہونچا۔ لوگوں نے طالبعلمانہ حیثیت دیکھکر سر آنکھوں پر بٹھلایا اور مسجد میں مقیم کردیا۔ ابن تومرت نے بہت سے حیلے نکالے اور تدبیرین بنائیں لیکن عمایا کو اطاعت شاہی سے منحرف نہ کرسکا۔ قریب تھا کہ وہ اپنی ناکامیابی کے تصور میں گھل کر مرجاتا مگر اوس کی نگاہ پہاڑی لوگوں کی اولاد پر پڑی سو دیکھا کہ پہاڑی گوسانولے اور گندم گون میش چشم ہین مگر اون کے بعضے بعضے بچے خوب سرخ و سفید اور گربہ چشم ہین پوچھا اس کا سبب کیا ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو ابن تومرت نے سمجھا کہ اسی پر زور دینا چاہیے۔ جب اصرار حد درجہ کو پہونچ گیا۔ تو لوگوں نے بتلایا کہ شاہی عہدہ دار جو خراج لینے کے لیے آتے ہین۔ رات کو ہمارے گھروں مین رہتے۔ اور عورتوں کو آلودہ کردیتے ہین۔ ہمکو اپنے گھروں مین بھی اس شب ٹھیرنا نہین ملتا۔ یہ ساری خرابی ہم ظلم کی ہے۔ ابن تومرت نے اوسپر سخت لعنت ملامت شروع کی۔ اور اونکی حرارت قومیت

اسے تخت پر بیٹھے ایک برس ہی ہوا تہا- کہ عبدالمومن نے تلمسان کے قریب فیصلہ کن فتح پائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷ نمبر اول. طبیعت بہت مائل تہی خونریزی سے ڈرتا تہا- اس نے رعایا مین امن
قائم کیا اور فوج کم کر دی- ایک دفعہ اوس نے ہسپانیہ پر چڑہائی کی- اور کیٹسل کے بادشاہ سے
لڑکر اسکو شکست دی- دشمن کیطرف کے جو لوگ قید مین آگئے- انپر رحم کہاکر اونکو رہا کر دیا-
اسقدر رحم دشمن پر اسوقت تک کسی بادشاہ نے نہین کیا تہا- شہر میڈرڈ دار السلطنت ہسپانیہ
پر اوس نے قبضہ پایا- اور بہی بہت سے شہر فتح کئے- آخر اپنی مرگ سے ۵۹۵ھ ہجری مین مرگیا-
ابو محمد عبداللہ ناصرالدین اللہ بن یوسف ابو یعقوب- } بعد وفات پانے یوسف کے اوسکا بیٹا محمد بادشاہ ہوا- اگرچہ وہ کم قوت و کم حوصلہ بادشاہ تہا- پہر بہی اوس نے
اسقدر فوج جمع کی کہ ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار اوس کی فوج کا پانچوان حصہ تہا- یہ حال دیکہکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶ نمبر ۲) کو اکسانے لگا- لوگون نے کہا اگر کوئی ہمارا حامی و مددگار پیدا ہو تو ہم اوسکا
ساتہہ دے سکتے ہین- لیکن بسر خود کچہہ نہین کر سکتے- بولا مین تمہارا ساتہہ دونگا- اور تمہارے پیچہے
اپنی جان قربان کر ڈالونگا- اور تم دیکہہ لوگے- کہ شاہی فوج تمہارا کچہہ نہ کر سکے گی- اب تو ابن
تومرت کے سب لوگ مطیع و منقاد ہوگئے- اور یہ تجویز قرار پائی کہ جب شاہی سپاہی آجاوین
تو اونکو عورتین خوب شراب پلاوین- اور جب وہ نشہ مین چور بدمست ہوکر گر پڑین. تو ابن تومرت
کو اطلاع دی جاوے- اسی تجویز پر عمل کیا گیا- اور سب سپاہی قتل کر دیئے گئے- صرف ایک بچ
نکلا جس نے مراکو جاکر اطلاع دی- اسوقت بادشاہ سمجہا کہ ابن وہب نے جو مشورہ اس روز دیا
تہا- وہ صحیح تہا- آخر فوج کشی ہوئی- فوج اگرچہ بہت تہی- لیکن پہاڑی راستے ایسے دشوار گذار کٹہن
اور تنگ تہے کہ ایک آدمی سے زیادہ نہ چل سکتا تہا- ابن تومرت کو پہلے سے توقع تہی- کہ شاہی فوج
انتقام کے لیے آئیگی- اس نے ناکہ بندی کر رکہی تہی- جب فوج نے پہاڑ پر چڑہنا شروع کیا- اوپر
سے علاقہ والون نے پتہرون کی بارش برسادی- صبح سے شام تک فوج نے آگے بڑہنے کی کوشش
کی اور بہت نقصان اوٹہانے کے بہی کچہہ کارگر نہ ہوئی- آخر محاصرہ اوٹہا لیا گیا- اور ابن
تومرت ہی اس پہاڑ کا حاکم مطلق ٹہیر گیا- اور تمام پہاڑی علاقہ مین تسلط قائم ہوگیا- اب
ابن تومرت سمجہا کہ ابو تشفین کے علم و فضل کو بطور معجزہ ظاہر کر دینے کا یہی وقت ہے-

مرابطی خاندان کا خاتمہ کر دیا تاشفین اوران کو بہاگ گیا۔ اور جب عبدالمومن نے ۵۴۱ء میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷ نمبر اول) یورپ کے بادشاہان نصارا کو خوف پیدا ہوا۔ اور تمام عیسائی بادشاہ یورپ کی امداد سے مذہبی جنگ کرنے پر امادہ ہوگئے۔ اور فوج عیسائی شہر کیٹس جدیدا ورانند ولیسیا کے پہاڑوں پر آکر خیمہ زن ہوئی۔ تاہم ناصر بھی اپنی جمیعت کثیر لیکر اون کے مقابلہ کو گیا۔ اور فریقین کی آپسمیں بڑی خونریزی ہوئی۔ اور ہزاروں آدمی مارے گئے۔ مدت تک لڑائی رہی۔ آخر عیسائی حکام تنگ کر واپس چلے گئے۔ اور ناصر نے مراکو کو مراجعت کی دارالخلافت مین پہونچکر یوسف ثانی اپنے بیٹے کو اس نے بعمر گیارہ برس کے تخت نشین کر دیا۔ اور آپ عیش وعشرت مین مصروف ہو گیا۔ اور اسی شہر مین ناگہان درحالتیکہ وہ بیمار نہ تہا۔ مرگیا۔ غالبًا کسی نے اسکو زہر دیدیا۔ یہ واقعہ ۶۱۰ ہجری مین وقوع مین آیا۔

یوسف ثانی بن ابومحمد عبداللہ ناصر } یہ بادشاہ گیارہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا۔ اس کے وقت انتظام ملک وفوج کا اچھا رہا۔ اور یہ اپنی بادشاہت کیوقت بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرتا رہا۔ آخر ۶۲۱ ہجری مین جان بحق تسلیم ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰ نمبر ۲) قرار داد کے مطابق نماز صبح کے بعد جبکہ تمام اشخاص مسجد مین ہی موجود تہے ابو تشریسی آگے بڑھا۔ اور جاہلانہ لہجہ اور ٹوٹے پہوٹے لکنت لیئے الفاظ مین (جیسی کہ اسکی عادت کر رکہی تہی) بیان کرنا شروع کیا۔ کہ رات مین مین نے خواب مین دیکہا کہ فرشتے آسمان سے اترے۔ انہون نے میرے دل کو نکال کر چیر ڈالا۔ پہر دہو دہاکر علم وحکمت وقرآن اس مین بہر دیا۔ اب مین اپنے اندر تمام علوم کو موجود پاتا ہون یہان پہونچکر اوس کی تقریر نہایت فصیح وبلیغ و دلنشین مردم فریب ہو۔ ابن تومرت خوشی خوشی اٹہا۔ اوس کے پاس آکر کہا کہ آپ ہمکو جلد بشارت دین کہ آیا ہم ٹہیک راہ پر ہین۔ یا غلطی پر پڑے ہوئے ہین۔ سعید ہین یا شقی ہین کہا اے ابن تومرت آپ المہدی القائم بامراللہ ہین۔ آپکے تابعدار اہل سعادت اور آپ کے مخالف اہل شقاوت ہین۔ تم مجہے اپنے رفیق ایک ایک کرکے دکہلاؤ۔ مین بتلادونگا کہ ان مین بہشتی کون ہے۔ اور دوزخی کون۔ اس بہانہ سے ایک ایک آدمی کو طلب کیا گیا۔ جو شخص ابن تومرت سے مخالفانہ رائے رکہتے تہے یا مخل انتظام خیال ہو سکتے تہے۔ وہ قتل کر دیئے۔ اس کے بعد دس ہزار پیادہ سوارہ کا لشکر جرار تیار کیا گیا۔ اور

اس شہر کو بھی فتح کر لیا۔ تو وہاں سے بھی بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ رات کیوقت یہ بدقسمت امیر

ابو مالک عبدالواحد کے بعد مرنے یوسف ثانی کے ابو مالک تخت و تاج کا ہوا۔ اس کیوقت کئی طرح کے فتور برپا ہوئے۔ اور سلطنت کا انتظام بگڑ گیا۔ آخر ایک سال چند ماہ کی سلطنت کے بعد عبداللہ ابو محمد کے ہاتھ مقتول ہوا۔ اور یہ واقعہ ابتدائے ۶۲۴ھ ہجری میں وقوع میں آیا۔

المامون ابو العلیٰ کے ابو مالک عبدالواحد کے قتل کے بعد المامون ابو العلی والی اشبیلیہ کے حاکم کا بھائی۔ بادشاہ ہوا۔ جو بادشاہ مقتول کا سوتیلا بھائی تھا۔ اوس نے برخلاف عقاید محمد بن عبداللہ مہدی کے ایک کتاب تصنیف کی اور چاہا کہ لوگ اون عقائد باطلہ سے باز آئیں۔ اس بات سے سب فرقے کے لوگ برافروختہ ہو گئے۔ اور سب نے ملکر المامون کو تخت سے اوتار دیا۔ اور یحییٰ ابن ناصر الدین کو بادشاہ بنایا۔ المامون نے سلطنت سے معزول ہو کر اپنے مددگاروں کی فوج جمع کی۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸ نمبر ۲) عبدالمومن اور ابو نشریسی کی ماتحتی میں مراکش پر حملہ کرنیکے لیے بھیجا گیا ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد اس فوجکو شکست فاش نصیب ہوئی۔ عبدالمومن بچ رہا۔ ابو نشریسی مارا گیا۔ جسوقت ابن تومرت کو اس شکست کی خبر پہنچی۔ وہ بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اسوقت بھی اسکے استقلال میں ذرہ فرق نہ آیا۔ بلکہ سب کو جمع کیا۔ اور آیندہ کے لیے تدابیر کے متعلق وصیت کرتا رہا۔ اور ہر روز حسب الفاظ میں کہتا رہا کہ تم ضرور فتحیاب ہوگے۔ تمہاری حکومت وسیع اور تعداد کثیر ہو جاویگی تمکو ذرا گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ایسی ہی وصیت کرتا ہوا دُنیا سے چل بسا۔ اور اوس کے بعد عبدالمومن جانشین ہوا۔

ابن تومرت میں قابل تعریف جو وصف تھا۔ وہ زہد فی الدنیا تھا۔ جس تنگی کے ساتھ طالب علمی میں گذران کرتا تھا۔ وہی چال آخر تک چلی۔ کہتے ہیں کہ بہن کاتا کرتی تھی۔ اسی پر دونوں گذارہ کرتے تھے روٹی کے ساتھ کبھی سرکہ ہوتا۔ کبھی زیتون کا روغن۔ ایکدفعہ مال غنیمت بہت آیا۔ اور لوگوں نے تقسیم کیلئے ابن تومرت کو تنگ کرنا شروع کیا۔ اس نے سبکو آگ لگا دی۔ اور بلند آواز سے کہدیا کہ جو شخص محض دُنیا کمانے کی غرض سے میرے ساتھ ہوا ہے۔ اوسے بہشت کیلئے مایوس ہو جانا چاہئے۔ اس شخص کے تمام واقعات میں اگر کوئی واقعہ کھٹکتا ہے تو ابو نشریسی والی چال اور دعویٰ مہدویت ہے۔ کل حالات پر غور کرنیسے ہر ایک شخص یہی نتیجہ نکال سکتا ہے۔

ایک بادبپا گھوڑے پر سوار ہوکر بہاگا۔رات سخت اندہیری تہی۔سوارمہ مرکب دوڑتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹ نمبر اول) یحیٰی کے ساتہہ لڑائی کرکے اسکو شکست دی۔ہزارون آدمی اس معرکہ مین کام آئے۔پہر شہر مراکو مین پہونچکر صدہا کس کو جو یحیٰی کے معاون تہے قتل کیا۔ادہر تو المامون تے یہ بندوبست کیا۔ادہر ہسپانیہ مین موقعہ پاکر ابن حوت حاکم ہسپانیہ کا اس سے باغی ہوکر خودسر ہوگیا۔اور موحدین کی حکومت سے ازادی حاصل کی۔چند سال المامون سطرح نہایت بے مزگی کے ساتہہ حکومت کرتا رہا۔آخر ۶۲۹ھ ہجری مین مرگیا۔اوس کی جگہ محمد بن عمر جانشین ہوا۔اب یہ سلطنت نہایت تنزل مین آئی۔محمد بن عمر نے حصول سلطنت وانتظام ملک کے لیئے بہت کوشش کی۔مگر اپنی مراد کو نہ پہونچا۔ابن حوت جو سوقت اراکان اور اندولیشیا کا حاکم تہا۔اور محمد بن عمر غرناطہ کا فرمان فرماتہا۔ان دونون کے آپس مین بڑے بڑے فساد اور لڑائیان ہوتی رہین۔اور وہ اس قابل نہ رہے کہ باہر کے دشمن کا حملہ روکتے۔عیسائیون نے اسوقت موقعہ وقت غنیمت جانکر سراوٹہایا۔اور شہر کارڈوا جو اسلام کا مقام عروج ودارالسلطنت تہا اپنے قبضہ مین کرلیا۔اوس کے علاوہ اور بہی بڑے بڑے شہر اہل فرنگ نے لے لیئے۔اور نوبت یہان تک پہونچی کہ محمد بن عمر غرناطہ کا بادشاہ ۶۴۶ھ مین زیر علم واطاعت شاہان عیسائی ہوگیا۔شہر سیویل بہی عیسائیون نے فتح کرلیا۔اور محمد بن عمر بتقضائے الٰہی ۶۷۲ھ ہجری مین مرگیا۔

محمد ثانی کی محمد بن عمر کی مرگ کے بعد اسکا بیٹا محمد ثانی باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔اس کے عہد مین پہر مسلمانون نے عزم کیا کہ ہسپانیہ مین اپنی حکومت بڑہائین۔چنانچہ ۶۷۴ھ مین فاس اور مراکو کے حاکم ابو یوسف نے بڑی فوج جمع کی۔اور ہسپانیہ مین جااترا۔اور عیسائیون کے ساتہہ جنگ شروع کی۔اول توکچہہ کچہہ فتح پائی۔آخر مایوس ہوکر اپنے ملک کو واپس چلا آیا۔محمد کا بہی یہ ارادہ بیشک تہا کہ جو ملک اس کے باپ کیوقت قبضہ سے نکل گیا تہا۔وہ پہر فتح کرے۔اس ارادہ پر وہ انتیس برس تک عیسائیون سے لڑتا رہا۔مگر کچہہ نہوسکا۔آخر ۷۰۱ء مین مرگیا۔

محمد ثالث ابو عبداللہ کی محمد ثانی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد ثالث بادشاہ بنا۔یہ شخص نہایت بدقسمت تہا۔اول تو رعایا اوس کی جو علاقہ بالمیرہ اور کاڈکس مین رہتے تہے۔اس سے پہر

ہوا - ایک چٹان سے گہاٹی مین جاگرا - اور دونون کی ہڈیان تک چور چور ہوگئین - یہ موقعہ اتبک ہسپانوی زبان مین "سالٹو ڈل کابلو" "جست اسپ" کے نام سے مشہور رہے - وہ اوزن سے دو میل کے فاصلہ پر موضع بینیس ڈی لارین کے متصل واقعہ ہے -

سکّے؟ امیر علی کے دینار اور سب باتون مین یوسف کی اشرفی کے مشابہ ہین - فرق صرف یہ ہے کہ علی نے امیر المسلمین کا لقب اپنے نام کے ساتھ بڑہا دیا تہا - یہ لقب پہلی مرتبہ ۱۱۰۰ء مین بڑہا یا گیا - اور اس لقب کیساتہ اولین سکّے اغمات مین ضرب ہوئے -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) گئی - دوسرے جب اس نے عیسائیون سے جنگ کی تو پہلا علاقہ لینے لیتے ملک جبل الطارق ہی ہاتہ سے دے بیٹھا - جب وہان سے واپس آیا تو اس نے کل اراکین دربار کو اپنے آپ سے ناراض پایا - سو سطے اوس نے سلطنت کو ترک کیا - اور حکومت سے دست بردار ہوا - اور اپنے بہائی ناصر کو تخت سپرد کر دیا -

ناصر بن محمد ثانی؟ تخت نشینی کے بعد ناصر کا ستارہ اقبال چمکا - اس نے بالیرہ کا محاصرہ کیا اور سونا وغیرہ کو فتح کر لیا - مگر وہی لوگ جنہون نے اول رضامند ہو کر اسکو تخت نشین کیا تہا - پہر اس سے ناراض ہوگئے - اور ۷۱۳ھ مین انہون نے ناصر کو معزول کر کر اسمٰعیل بن فرج کو بادشاہ تہا - ناصر نے اون کے برخلاف بہت کوشش کی اور تخت کے حاصل کرنے کے لیے بہت لڑائیان لڑا - مگر کچہہ نہو سکا -

اسمٰعیل بن فرج؟ اس بادشاہ کی کنیت ابو الولید تہی - جنگی اور ملکی کام مین لیاقت تامہ سکو حاصل تہی - ۷۱۸ھ مین یہ سخت سخت لڑائیان نصارا بادشاہون کے ساتہہ لڑا - اور فتوحات پے درپے حاصل کین - اگرچہ جبل طارق تو یہ نصاریٰ سے نہ لے سکا مگر ۷۲۵ ہجری مین اوس نے علاقہ جات مارتس وبا س لے لیے - اور مشرق کیطرف جاکر مرشیا کا علاقہ ختم کر لیا اور مرشیا کی بادشاہت اپنے قبضہ مین کر لی - اگرچہ کوئی فتوحات اسکو پے درپے حاصل ہوتی رہین - مگر اندرونی فسادون مین یہ ہمیشہ گرفتار رہا - اور محمد نام ایک شہزادہ جو غرناطہ کا حاکم تہا اوسکا دشمن بنا اور ایک روز موقعہ پا کر جبکہ اسمٰعیل اپنے وزیر اعظم کیساتہ دار الخلافت کے صحن مین ٹہل رہا تہا - اور غلام نوکر چاکر کوئی پاس نہ تہا - ناگہان محمد حاضر آیا - اور اپنے ہمراہ ہتیار ساتہ تلوار بن علم کر کے بادشاہ کو وزیر پر حملہ آور ہوا - اور دونون کو قتل کر ڈالا - یہ واقعہ ۷۲۵ھ مین وقوع مین آیا - اس روز سے گویا سلاطین غرناطہ کی حکومت ختم شروع ہوئی -

۱۱۳۶ء سے ۱۱۴۴ء تک اس خاندان کے سکے مقام لوزل لمتا مین مضروب ہوتے رہے۔ اس سے غالبًا مقام تون یا گلیمین مراد ہین۔ جو سوس مین واقع ہین۔ یہ سکے فرانس کی نیشنل لائبریری مین موجود ہین۔ مصنف روض القرطاس نے غلط لکھا ہے کہ تاشفین ۵۳۹ھ (۱۱۴۴ء) مین فوت ہوا۔ کیونکہ اوس کے نام کا ایک سکہ جو ۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) مین بمقام سیول مضروب ہوا۔ لیدان کے عجائب خانہ مین موجود ہے۔ دیگر عرب مؤرخین نے بھی تاشفین کا سن وفات ۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) لکھا ہے۔

ہسپانیہ مین بھی معاملات کی صورت دن بدن زیادہ تاریک ہوتی جارہی تھی ۱۱۳۹ء مین الفونسو اول امیر پرتگال نے بمقام اوریق ملی کی افواج کو کامل شکست دی۔ جس کے بعد وہ شاہ پرتگال ہوگیا اس سے ایک برس پیشتر الفونسو ہشتم والی لیون۔ مرابطون کو سخت شکست دے چکا تھا ان دونون فتوحات سے عیسائیون کی طاقت جزیرہ نما مین بہت زور پکڑ گئی تھی۔ یہ امر عبدالمومن ایسے جوشیلے مسلمان کو کبھی گوارا نہین ہوسکتا تھا اوس نے تلمسان کی لڑائی سے فارغ ہوتے ہی ایک جرار فوج فی الفور ہسپانیہ کو بھیجدی کہ عیسائیون کو اسلامی علاقون سے پیچھے ہٹا دے۔ اور ہسپانیہ سلطنت کو موحدی خاندان کے مطیع ومنقاد بنائے۔ مگر اس سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ۱۱۴۶ء مین مسلمانون کے برخلاف یورپ مین نصارا کا دوسرا صلیبی جہاد شروع ہوگیا۔ اور مجاہدین کی مدد سے پرتگیزی عیسائیون نے ۱۱۴۷ء مین لزبن بھی مسلمانون سے فتح کرلیا۔

تاشفین کے بعد اوسکا ایک کمزور اور نالایق بیٹا ابراہیم اول مرابطی تخت پر بیٹھا عبدالمومن نے پہلے سال ۱۱۴۶ء مین اوس سے مکناسہ اور دوسرے برس (۱۱۴۷ء) مین فاس اور سالی کو فتح کرکے ابراہیم کو قتل کر دیا۔ ابراہیم کے بعد اوسکا بیٹا اسحاق مرابطین کی باقی ماندہ ریاست کا وارث ہوا۔ مگر دو برسون کے مزید ناکام مقابلہ کے بعد ۱۱۴۹ء مین اوس کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اور عبدالمومن کی حکومت تمام مراکو اور کل مسلم ہسپانیہ پر بالاستحکام قایم ہوگئی۔ بقیۃ السیف مرابطی پہلے جزایر (بیارک ومنورکا۔ میجورکا۔ اویکا) کو اور وہان سے ٹیونس کو چلے گئے۔ جہان اونہون نے اپنے خاندان کے اقتدار کو قایم کرنیکی پھر ایک دفعہ ناکام کوشش کی۔ نوّے برس کی حکومت کے بعد ۵۴۴ھ ہجری (۱۱۴۹ء) مین اونکا ستارہ اقبال ہمیشہ کے لیئے غروب ہوگیا۔

تتمہ فصل چہارم

ہسپانیہ کی فتح کی داستان بالاختصار اوپر لکھی جا چکی ہے۔ شروع شروع مین مسلمانون نے نہ فقط کل جزیرہ نما بلکہ فرانس کے جنوبی حصہ کو بھی فتح کر لیا۔ مگر بعد ازان عربون اور بربرون کے باہمی نفاق اور نو مسلم ہسپانویون کی تنگ خیالی کی طفیل جو فقیہون اور علما کی ترغیب و اشتعالک سے عربون کی وسیع الخیالی اور بے تعصبی سے ناراض ہو کر عموماً فساد کرتے رہتے تھے۔ مسلمانون کی طاقت ہسپانیہ کی فتح کی پہلی صدی مین ہی سقدر کمزور ہو گئی کہ عیسائیون نے شمالی ہسپانیہ کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ یہ ملک خلفاء امیہ کے زمانہ مین فتح ہوا تھا اور اونکی خلافت کے خاتمہ تک برابر دمشق کی مرکزی حکومت کے تابع رہا۔ ہسپانیہ کے گورنر کے ماتحت چار صوبے تھے۔ اور گورنر خود گورنر افریقہ کے وائسرائے کے ماتحت ہوتا تھا۔ باہمی حسد و نفاق سے مسلمانون کی طاقت کو اگرچہ بہت ضعف پہونچتا رہا۔ مگر ہسپانیہ کے مسلمانون نے خلفاء بنی امیہ کی سہنشاہت سے کبھی انکار نہ کیا۔ اور خواہ وہ گورنرون کی فرمانبرداری وفاداری سے کرین یا نہ کرین۔ گورنر خلیفہ یا اوسکے افریقی وائسرائے کی طرف سے ہی جس کا صدر مقام قیروان تھا مامور ہو کر آتے رہے۔

سنہ ۱۳۲ھ مین بمقام زاب عباسیون کے ہاتھ سے مروان کے شکست کھا کر ہلاک ہونے پر اموی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ خلافت پر متمکن ہو کر عباسیون نے کل صوبون پر اپنے عامل مامور کئے۔ چنانچہ ایک گورنر ہسپانیہ کو بھی بھیجا گیا۔ جسے وہان کے اموی گورنر نے چارج دینا منظور نہ کیا۔ ادہر ایک بربری سردار نے بہ تمنائے بادشاہی اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانی شروع کر دی۔ ابھی کسی کے حق مین فیصلہ نہ ہوا تھا۔ کہ خاندان امیہ کا ایک شہزادہ عبدالرحمن نام سنہ ۱۳۸ ہجری (مطابق سنہ ۷۵۶ء) مین ہسپانیہ پہونچ گیا۔ وہ نہایت خوشرو اور قابل نوجوان تھا۔ ایک تو اوس کی وجاہت دیکھ کر اور دوسرے بدین سبب کے رعایا ان خانہ جنگیون سے سخت تنگ آ گئی ہوئی تھی۔ اور مزید برآن اوسے خاندان امیہ سے ایک طرح کا دلی تعلق بھی ہو گیا ہوا تھا سب نے خلافت عباسیہ کو مسترد کر کے باتفاق رائے اوسے اپنا بادشاہ اور خلیفہ بنا لیا۔ اور

اس طرح اسلام کی پولیٹیکل طاقت مین پہلا عظیم تفرقہ پڑگیا۔ عبدالرحمن کا خاندان پوری شان وشوکت سے ۱۰۱۰ء تک اور قطعی بربادی کی تاریخ کے لحاظ سے ۱۰۳۱ء تک جزیرہ نما ہسپانیہ مین حکمران رہا۔ اور اس مین کئی ایسے نامور فرمانروا گذرے۔ جو نہ صرف اسلام بلکہ کل دُنیا کے لیئے ہمیشہ مایہ ناز وافتخار سمجھے جاتے رہین گے۔ زوال خاندان سے صرف نصف صدی پیشتر عبدالرحمن ثالث اور الحکم دو ایسے جلیل القدر بادشاہ ہوئے کہ زمانہ مین اونکا نام قیامت تک عزت وادب کے ساتھہ لیا جائیگا۔ حکم ۹۷۶ء مین سلطنت کے کمال عروج کی حالت مین مرا۔ مگر اس کے نابالغ فرزند کے ایک وزیر طمع وحرص اور بلند پروازی نے گو اسکی قابلیت نے اوس کی حین حیات سلطنت کو پہلے سے بہی مضبوط کردیا تہا۔ رشک ونفاق کا ایسا بیج بو دیا کہ اوس کے زہریلے اثر نے چند برسون ہی مین صدیون کی بادشاہی کو بیخ وبن سے ہلاکر طوائف الملوکی کا دور دورہ قایم کردیا۔ جیسے گو مرابطی اور موحدی خاندان نے کچھہ کچھہ عرصہ کے لیئے مجتمع سلطنت کی صورت مین بدل دیا۔ لیکن اس کی بحالی نہ کرسکے۔ اور یہ طوائف الملوکی آخر اوسی وقت دور ہوئی جبکہ عیسائی ظالمون کے ہاتہہ سے نہ فقط اسلامی حکومت بلکہ اسلام کے حلق پہ بہی ہسپانیہ کی سرزمین مین خنجر پہر گیا۔

عبدالرحمن الناصرالدین اللہ کے حالات پہلے کسی حاشیہ مین درج ہوچکے ہین اُسکے بعد اوسکا فرزند رشید حکم ثالث المستنصر باللہ تخت نشین ہوا۔ وہ اپنے باپ کا سپوت بیٹا تہا۔ اوس کی نیک نیتی عدل وانصاف۔ فیاضی وسخاوت اور رعیت پروری کی تاثیر سے اوسکا عہد حکومت کمال آرام وعافیت کے ساتھہ گذرا جس عیسائی بادشاہ نے بساط جنگ بچھائی۔ مونہ کی کہائی۔ قانع وہ مین ایسا تہا۔ کہ ذاتی گذارہ کے لیئے جو زمین اس کے باپ نے مقرر کی ہوئی تہی۔ اوسی کی آمدنی پر یہ بہی گذارہ کرتا رہا۔ ایک بالشت زمین اوسپر نہ بڑہائی۔ نہ بیت المال سے کبہی ذاتی مصارف کے لیئے ایک حبہ لیا دن رات علوم وفنون کی ترقی کی تدابیر مین منہمک رہتا۔ اور ترقیٔ علوم پر کروڑون روپیہ صرف کئے۔ مؤرخین نے اوس کے زمانہ کو عصر الذہب العلم والادب (علم وادب کے لیئے طلائی یعنے انتہائی ترقی کا زمانہ) لکہا ہے۔ مدرسون کے لیئے وہ اُمتی وقف مقرر کئے۔ اور والد کے عہد کے کتب خانہ کو دو چند بڑہایا۔ جس کی فہرست ۴۴ موٹی موٹی

جلدون مین ختم ہوتی تہی - پندرہ برس چھ ماہ بادشاہی کرکے ۳۶۶ھ ہجری مین فوت ہوا - اس سے آگے مین جسٹس سید امیر علی کی تحریر خاندان سومہ ین کے حالات تک بجنسہ درج کرتا ہون -

حکم ایک گیارہ سالہ لڑکا چھوڑ کر مرا - جسکا نام ہشام تہا - اوس نے اپنی زندگی مین اس امر کے لیے ہر ممکن کوشش سے کام لیا - کہ اوسکا بیٹا بامن وامان تخت کا وارث ہوسکے - کوئی فتنہ وفساد پیدا نہ ہو - وفات سے چند ماہ بیشتر اوس نے کل اعیان و اُمرا کی مجلس مرتب کی - اور اون سب نے ہشام کی بیعت کرکے وفاداری و اطاعت کی حلف اوٹہائی - اور حکم کی وصیت پر جبر کے روبرو اوس نے اپنے بیٹے کو وارث خلافت مقرر کیا - دستخط کیئے - حکم کے پیرانہ سالی مین یہ بیٹا کئی بیٹیون کے مرجانے کے بعد پیدا ہوا تہا - اور اوسے اوس سے از حد محبت تہی نزع کے وقت اوس نے بچہ کی نگرانی حاجب مشعفی در میرمنشی محمد بن ابی عامر کے سپرد کی - اوس اوس کی مان ملکہ صبح کو جو نہایت قابل عورت تہی اوس کی ولیہ مقرر کیا - باپ کی وفات پر ہشام المویدباللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا اور کسی طرح کا فساد نہ ہوا - لیکن متوفی خلیفہ نے میرمنشی کی نمک حلالی یا امنگون کا درست اندازہ نہ کیا - تہوڑی ہی مدت مین اوس نے حاجب مشعفی اور دیگر امرا کو جو اوسکی ترقی کے راستہ مین حائل تہے - برطرف کرکے اور اکثر اعیان وارا کین دولت کو قتل کرا کر کل اختیار اپنے ہاتہ مین لے لیا اور نوعمر خلیفہ کو ایک طرح محل شاہی مین نظر بند کر دیا - عیدین ایسے موقعون کے سوا اہلکاران سلطنت مین سے کبھی کوئی شخص خلیفہ کے پاس نہ جا سکتا تہا - اور ایسے موقعون پر بہی صرف ہقدر اجازت تہی - کہ سلام کرکے فورًا واپس چلے جائین - حجابت یعنے وزارت پر متصرف ہونے کے بعد ابن ابی عامر نے حاجب المنصور کا لقب اختیار کرکے اپنے لیئے ایک عالیشان محل زاہرہ نام تیار کرایا - سکہ و خطبہ مین خلیفہ کے ساتہ اسکا نام بہی درج ہوتا - اور کل احکام و فرامین اوسی کی مہر سے جاری ہوتے - رقیبون سے فارغ ہوکر اوس نے فوج کی درستی پر توجہ کی - اور اُس مین سے عربون کو نکال کر بربرون کو جن کی وفاداری پر وہ نسبتًا زیادہ اعتبار کر سکتا تہا - بہ تعداد کثیر بھرتی کیا - اس کارروائی سے اُس نے عربون کو ایک طرح سے دوسرے درجہ پر کرکے پہلے نمبر پر بربرون کو کر دیا - ابن خلدون لکہتا ہے یہ وہ باون لڑائیان لڑا - اور ہر معرکہ مین غالب رہا - ایک اور مورخ

۵۶ معرکے لکھتا ہے۔ کسی معرکہ مین کبھی اسکا جھنڈا سرنگون نہ ہوا۔ نہ کبھی دشمن اس کے کسی دستہ فوج کو تہ تیغ کر سکا۔ حکم کے مرتے ہی گالیشیا اور باسق کے نصاری نے عربون کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے یورشین شروع کردی تہین۔ منصور نے حیرت انگیز شجاعت وقابلیت سے سلسلہ وار عمل پیرا ہوتے رہ کر چند ہی معرکون مین لیون اور ناوار کی عیسائی ریاستون کو باجگذار بنا لیا۔ اور اون کے دار الخلافون مین اپنی فوجین مامور کر دین۔ ان سے فارغ ہوکر صوبہ کاٹالونیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بارسلیونا کو تاخت وتاراج کرکے فرینچ امرا کو کل علاقہ سے خارج کر دیا۔ ان فتوحات سے سلطنت کی حدود دبیرو سے بیج ہوگئین۔ اری ٹینیا مین بہی اسے ایسی ہی فتح نصیب ہوئی۔ مغربی افریقہ کے حصہ کثیر کو اوس کے جرنیلون نے مطیع ومنقاد بنا لیا۔ سنہ ۹۹۱ء مین اوسے حاجبی کے منصب کو اپنے خاندان مین موروثی بنانے کا خیال سوجہا۔ عملاً تو وہ بادشاہ تہا ہی۔ بنظر امکان وہ اپنے مربی کے بیٹے کو تخت سے ہٹا کر باضابطہ بادشاہ بننے سے بہی دریغ نہ کرتا۔ لیکن قوم کے دل مین موروثی استحقاق کا خیال ایسی پختگی سے جما ہوا تہا۔ کہ وہ ایسے بڑے انقلاب کی جرأت نہ کرسکا امراء تو شاید اس تبدیلی خاندان پر ناخوش نہ ہوتے۔ لیکن عام رعایا بالخصوص ہسپانوی الاصل مسلمان اسے کبھی منظور نہ کرتے سندہی پرجوشی کی طرح شاہی خاندان کی محبت بہی اون کی زندگی اور جسم وجان کی جزو اہم ہوگئی ہوئی تہی۔ یہی وجہ تہی کہ اگرچہ حاحب کی طفیل ملک کو بے نظیر ترقی وخوش حالی اور شان وشوکت حاصل ہوگئی تہی۔ لیکن جمہور اوس سے محض اس لیئے خوش نہ تہے کہ اوس نے اون کے بادشاہ کو کاٹھ کا پتلا بنا رکھا ہے ایس قومی احساس کا اوسے بخوبی علم تہا۔ تاہم باین توقع کہ شاید آہستہ آہستہ یہ احساس بدل جائے۔ سردست اوس نے صرف اپنے بیٹے عبد الملک کو وزارت مین اپنا جانشین بنانے پر قناعت کی۔ اور یہ کارروائی بظاہر خلیفہ کے حکم ومنشار کیطرف منسوب کی یعنی ظاہر کیا کہ خلیفہ کی اجازت سے ایسا کیا گیا ہے سنہ ۹۹۶ء مین اوس نے سید (صاحب والا)، اور ملک کریم (فیاض بادشاہ)، کے لقب اختیار کیئے۔ یہ حیرت انگیز قابلیت رکھنے والا شخص سنہ ۱۰۰۲ء مین فوت ہوا۔ اور مدینہ سالم (مدینۂ سیلی) مین دفن کیا گیا۔ شمال کے عیسائیون کو کسی اندلسوی مسلمان بادشاہ کا اتنا خوف نہ تہا جسقدر کہ صاحب المنصور کا۔ اوس کی فوجی مہارت اور حیرت افزا قوت انتظام وتربیت کی

طلیین کا کل سپاہ اس کی معاشی مشیہ ا ہو رہی تہی - اوسے بہی اون کی بہتری و خوش سلیقگی و نظام کا ہر وقت فکر رہتا تہا - اوس نے یہ شاندار فوج تیار و مرتب کرنے سے ہسپانیہ کو ایسا طاقتور بنا دیا کہ ویسی طاقت اوسے عبدالرحمٰن ثالث کے زمانہ مین بہی نصیب نہ ہوئی تہی - اوس نے اپنے ملک اور قوم پر یہی احسان نہ کیا - اگرچہ ملکی اغراض سے مجبور ہو کر اوسے اپنے تئین آزاد خیال علماء اور فلاسفرون کا دشمن ظاہر کرنا پڑتا تہا - لیکن جب کبہی فقیہون اور دینی علماء کو آزردہ کیے بغیر ممکن ہوتا - وہ انکی حفاظت و امداد سے مطلق دریغ نہ کرتا - جنگی فتوحات کے دوش بدوش علم و ہنر اور زراعت و صنعت کی ترقی مین بہی اوس نے کچہہ کوشش نہ کی - موٴرخ رینا ڈلکہتا ہے - اسلامی ہسپانیہ جیسی اوس کے زمانہ مین خوشحال تہی - ویسی کبہی نہ ہوئی تہی - وہ علم کا سچا مربی - اور علماء کا فیاض محسن تہا - اگرچہ وہ وسایل جن کو اوس نے حصول اقتدار کے لیئے استعمال کیا - سخت تعزین کے مستوجب ہین - لیکن حق الامر ہے کہ اقتدار حاصل کر لینے پر اوس نے اُسے نہایت شریفانہ طور پر استعمال کیا - وہ فیاض منصف اور بات کا پکا تہا حتےٰ کہ اُسکی عقلمندی اور انصاف پروری ضرب المثل بن گئی +

اوس کے بعد اوس کا بیٹا عبدالملک بلقب المظفر حاجب یعنی وزیر ہوا - انتظام سلطنت مین وہ اپنے باپ کے قدم بقدم چلا - عیسائی قبایل پر کئی فتوحات پائین - اور اوس کے عہد مین خوشحالی مین اور بہی ترقی کی چنانچہ ایک قدیم موٴرخ لکہتا ہے " وہ خوشی و شادمانی کے دن تہے " باین ہمہ بنو عامر ہر دلعزیز نہ تہے - وہ بادشاہ کے نام سے حکمرانی کرتے رہتے تو شاید اونکی تولیت کچہہ عرصہ اور قایم رہتی مگر اونکی امنگین تمام مناسب حدود سے تجاوز کر گیئن - وہ واقعی طاقت سے آگے بڑہکر جو اونہین تخت شاہی کے زیر سایہ حاصل تہی خود حصول تخت کے بہی درپے ہو گئے - اونہون نے شاہی خاندان کے شاہزادون اور تمام قبیلہ بنی امیہ کو اپنا جانی دشمن اور فقہا و رعایا کو اپنے سے متنفر بنا دیا - مزید برآن الناصر کی تخت نشینی کے وقت سے جو تغیر جز یہ نما مین پیدا ہو گیا تہا - اس نے اس موقعہ پر بغاوت کے اُکسانے مین بڑی مدد دی - وہ تغیر یہ تہا کہ قدیم عرب سوسائٹی جس مین عیوب اور خوبیان دو نو چیزین تہین ملک سے معدوم ہو گئی تہی - مختلف اقوام کو باہم ملا کر ایک قوم بنا دین

کی کوششون مین جو الناصر اور حاجب المنصور کا دلی مدعا تہا۔ کامیابی تو ہوئی۔ مگر قدیم امراکے طبقہ کو نقصان پہونچا کر جو تباہ و قلاش ہو کر بسرعت تمام معدوم ہوتا جا رہا تہا اور قدیم خاندانون کی بربادی کے دوش بدوش پُرانے نامورون کے نام اور کارنامے لوگون کے اذہان سے بتدریج فراموش ہوتے جا رہے تہے۔ جن امراء کا ذاتی سے تعلق تہا۔ وہ تو خاندان امیہ سے قدیمی تعلق دیگانگت ہونے کی وجہ سے بیشک اس تصادم وصدمہ سے محفوظ رہی۔ اور انکی اقتدار و تمول مین کوئی فرق نہ پڑا۔ مگر باقی امراء تقریباً معدوم ہوگئے۔ اور انکی جگہ اسوقت سب سے مقتدر لوگ بربر اور صلیبوی النسل جرنیل تہے۔ جنہون نے حاجب المنصور کے زمانہ مین دولت وعروج حاصل کیا تہا۔ صنعت وحرفت اور زراعت وتجارت کی ترقی سے ایک اور طبقہ کو سائیٹی مین نمایان امتیاز حاصل ہوگیا تہا۔ یہ طبقہ اون متمولین کا تہا۔ جو سوسائیٹی کے درمیانی درجہ کے لوگ تہے۔ اور ان متمول تاجرون۔ سوداگرون۔ اور اہل حرفہ نے ملک کے کاروبار اور معاملات مین معقول حصہ لینا اور دخل دینا شروع کر دیا تہا۔ اور اس سے نئی مشکلات پیدا ہو گئی تہین۔ کیونکہ دولت کی کثرت اور ایک نئے طبقہ کے عروج کے ہم رحریف سوسائیٹی کے مختلف طبقون مین ترقی واقتدار کے لیئے جیسا کہ تمدن کی اس صورت کا لازمی نتیجہ ہے۔ باہمی رقابت اور مجاہرہ شروع ہوگیا۔ یعنی اسوقت بہی ہو بہو وہی نقشہ سوشل حالت اور تعلقات کا تہا۔ جو اسوقت دُنیا کے پیش نظر ہے۔ ملکی فوجی سے بیزار۔ قومی ملکی سے متنفر۔ مزدور سرمایہ دار سے کبیدہ خاطر۔ سرمایہ دار مزدورون سے ناراض۔ عوام اعلا طبقہ والون کے حاسد اور امراء عوام سے نفور۔ دارالخلافہ مین یہ باہمی بغض وکدورت اس درجہ ترقی پکڑ گیا ہوا تہا کہ ادنے سے فساد پر متمولین اور غربا مین سخت خونریزی اور جدال وقتال کا برپا ہو جانا یقینی امر تہا۔ قرطبہ ایک وسیع کارخانہ بنا ہوا تہا جس مین ہزارون کاریگر بھرے ہوئے تہے۔ اور یہ لوگ کسی ایسے فساد یا بلوہ مین جس سے لوٹ مار کے عمدہ موقع ملنے کی توقع ہو ذرہ سے اشارے پر شامل ہونے کو تیار بیٹہے تہے۔ لیکن متمول جماعتین بنو عامر سے ایسی متنفر ہو رہی تہین۔ کہ انہون نے اس خطرہ کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

اکتوبر ۱۰۰۸ء مین مظفّر کے عین عالم شباب مین فوت ہو جانے سے وہ مصیبت نازل ہو گئی جس کی سب توقع کر رہے تھے - اور ایسے بہت تھوڑے تھے - جن کو اوس کا خوف تھا - بنو عامر کا خاتمہ تو ہوا - لیکن اندھے سمسون کیطرح وہ سلطنت کی بھی تمام عمارت کو ساتھ لے ڈوبے - مظفّر کا جانشین اوس کا بھائی عبدالرحمٰن سنچول ہوا تمام رعایا اس کی سخت بدچلنی سے نہایت ناراض تھی - اور باین بدروشی آپ کو خلیفہ بننے کا خبط چرایا ہوا تھا - اس نے ہشام ثانی کو مجبور کیا کہ اوسے اپنا ولی عہد بنائے - اوس کی اس گستاخی وبیباکی سے اہالی قرطبہ کا پیمانہ صبر و تحمل لبریز ہو گیا - سنچول فوج لیکر ایک مہم پر شمالی کیطرف روانہ ہوا ہی تھا - کہ قرطبہ مین شاہی خاندان کے ایک رُکن مسمی محمد کے زیر لواء بغاوت برپاء ہو گئی - بلوائیون نے بنو عامر کے محل الزاہرہ پر حملہ کر کے اوسے تودہ خاکستر بنا دیا - ہشام نے اپنے ہاتھ سے دست برداری لکھکر محمد کو تاج و تخت سونپ دیا - جس نے مہدی کا لقب اختیار کیا - تخت نشین ہوتے ہی اوس نے سنچول کے واجب القتل ہونے کا اعلان کر دیا - دارالخلافہ والونکی پرجوشی دنون مین ہی مضافات کے رہنے والون مین بھی پہیل گئی - اور ایک قلیل عرصہ مین لاکھون مہدی کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے - اس جرار لشکر کے افسر بھی ۱۷۸۹ء کی بغاوت باشندگان فرانس کی طرح درمیانی طبقہ کے لوگ یعنی ڈاکٹر - قصاب - زین ساز اور تاجر وغیرہ وغیرہ تھے مگر مہدی نے عوام کے جوش کو تحریک دلانے سے ایک ایسا طوفان بے تمیزی برپاء کر دیا جسے وہ قابو نہ کر سکا - اور فی الحقیقت یہی طوفان ہسپانیہ کی اموی سلطنت کی بربادی کا باعث ہوا - سنچول[1] کے ہمراہی تتربتر ہو گئے - اور وہ گرفتار ہو کر مروا ڈالا گیا - لیکن نئے خلیفہ کو بھی زیادہ عرصہ حکومت کرنا نصیب ہوا - اوس کے طریق عمل سے کل فریق جلد اس سے برگشتہ خاطر ہو گئے - خونخوار بربرون نے اس سے الگ ہو کر خاندان اُمیہ کے ایک اور شہزادہ سلیمان نامی کو تاج و تخت کے لیئے پیش کیا - اور قرطبہ کیا مہیب فتنہ و فساد کا ایک خوفناک دنگل بن گیا - کوئی جبر و سیہ کاری ایسی نہیں - جس کے

[1] سنچول کے ساتھ لام تصغیری ہے - یعنی چھوٹا سنچو - عرب اُسے اس نام سے اس لئے پکارتے تھے - کہ اوسکی ماں سنچو عیسائی بادشاہ ناوار کی لڑکی تھی۔

ز یقین مرتکب نہ ہوئے ہون۔اوسپر مہدی نے گہبراکر پہر ہشام کو تخت پر بٹھادیا۔مگر سلیمان اپنے دعویٰ سے باز نہ آیا۔اوس نے کیسٹل اور لیون کے عیسائیون سے اور مہدی نے کٹالونیا کے نصارا سے مدد مانگی۔ان نالایقون نے منظفر کی وفات سے چند مہینون ہی کے اندر یہانتک نوبت پہونچا دی کہ انہی نصارا سے جنکو پہلے حکماً لکہا جاتا تہا۔اب مدد کی التجا کیجاتی تہی۔ہوشیار عیسائی ایسے موقعہ سے فایدہ اوٹہانے سے کب چوکنے والے تہے۔انہون نے شرط پیش کی کہ پہلے الناصر اور حاجب المنصور کے وقت کا تمام مفتوحہ علاقہ واپس کیا جائے۔بے غیرتون نے اسے منظور کر لیا۔اور دوسو قلعے اور شہر عیسائیون کے حوالہ کر دیئے گئے۔قرطبہ پر کبھی مہدی کے رفقا اور کبھی سلیمان کے حامیتون کا کئی بار قبضہ ہوا۔اور ہر موقعہ پر اہالی شہر سے اسطرح سلوک کیا جاتا رہا کہ گویا کسی سخت دشمن شہر کو فتح کیا گیا ہے۔عبدالرحمن ثالث کا تعمیر کردہ دلفریب محل الزاہرا لوٹ لیا۔اور جزوی طور پر توڑ پہوڑ دیا گیا۔بالآخر مہدی قتل کر دیا گیا۔اور سلیمان نے جولائی ۱۰۱۰ء مین غریب ہشام کو بہی گرفتار کرکے یا تو قتل کرا دیا۔یا مکہ کو بہیجدیا۔لیکن غاصب کو جس نے المستعین باللہ کا لقب اختیار کیا۔اپنی ناجایز فتح مندی سے زیادہ عرصہ پہل نہ اوٹہانا ملا۔جلد ہی ایک اور بغاوت برپا ہوگئی جس کے دوران مین وہ معزول ہو کر ہلاک کر دیا گیا۔اور اوس کے ساتہہ کئی صدیون کے بعد اموی خاندان کی حکومت کا سلسلہ چند برسون کے لیئے ٹوٹ کر جلد ہی ہمیشہ کے لیئے منقطع ہو گیا۔سلیمان کے بعد ادریسی خاندان کا ایک رکن علی بن حمود تخت پر متمکن ہوا۔چند دن بعد وہ بہی ہلاک ہو گیا اور ۱۰۱۸ء مین قاسم اوس کا بہائی خلیفہ ہوا۔لیکن بربرون نے اوس کی رفاقت بہی جلد چہوڑ دی۔اور اوس کے برادر زادہ نے سرکش ہو کر اوسے قرطبہ سے نکال دیا۔اوس کے اخراج پر اہالی قرطبہ نے پہر ایک اموی کو تخت پر بٹھایا۔اوسے بہی زیادہ عرصہ حکمرانی کرنا نصیب نہ ہوا۔بعد ازان تین اور اموی عبدالرحمن المستظہر باللہ اور محمد المستکفی باللہ وہشام ثالث المعتد باللہ تہوڑے تہوڑے زمانہ کے لیئے بادشاہ ہوئے۔ان برائے نام بادشاہون مین سے آخری کے ساتہہ اموی خاندان کا ہسپانیہ مین خاتمہ بالخیر ہو گیا۔اہالی قرطبہ نے کچھہ عرصہ علی بن حمود کے بیٹے یحییٰ الملقب بہ معتلی کی متابعت کی ۱۰۳۵ء مین اس کے ایک قاتل کے ہاتہہ سے ہلاک ہو جانے پر

انہون نے اپنے شہر مین جمہوری حکومت قایم کرلی - جو چالیس برس قایم رہی - بعد ازان قرطبہ کو بادشاہ سیویل نے فتح کرلیا - محمد المستکفی باللہ مشہور عرب شاعرہ ولادہ کا والد تہا - وہ اپنے زمانہ کی فصیح ترین عورت تہی - اور علم وفضل مین اپنے بادشاہ کے دربار کے بہترین شاعرون کی ہمپلہ تھی - اس عہد کی تاریخین اس شہزادی کے قصون افسانون سے بہری پڑی ہین - وہ شرافت وعفت اور حسن وبطانت مین بہی ایسی مشہور تھی - بڑی عمر تک زندہ رہی - ساری عمر مجرد رہی - اور ۴۸۰ہجری مین ۸ مئی ۱۰۸۷ء کو بحالت تجرید فوت ہوئی - ہشام ثالث کی نسبت المقری لکہتا ہے :-
وہ نرم مزاج اور روشن خیال حکمران تھا اور کئی خوبیان رکھتا تھا - لیکن انکے باوصف اس کے دارالخلافہ مین داخل ہونے سے بعد جلد ہی قرطبہ کے متلون المزاج اور ناقابل باشندے اس کی حکومت سے ناراض ہوگئے - اور فوج نے ۴۲۲ہجری (۱۰۳۱ء) مین اوسے تخت سے اُتار دیا -
طوائف الملوکی } دارالخلافہ کے ان پولیٹکل فسادون اور بادشاہ گردیون سے صوبہ کے گورنرون اور امراء کو آزاد و مطلق العنان بننے کا موقعہ مل گیا - ملاگا الجیراس اور متصلہ اضلاع پر بنی حمود نے متصرف ہوکر امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا - وہ ادریس مراکو کی نسل سے تھے - اور حمود بن میمون بن احمد بن علی عبید اللہ بن عمر بن ادریس کی اولاد تھے - حمود حاجب المنصور کے زمانہ مین افریقہ سے بھاگ کر قرطبہ مین پناہ گزین ہوا تہا - جہان حاجب اُس سے بشفقت پیش آیا - اور اوسے خلیفہ ہشام کی افواج مین ایک دستہ کی کمان بخشدی - بنو حمودان اضلاع مین ۱۰۵۷ء تک حکمران رہے - جہان سے سن مذکور مین شاہ غرناطہ نے ان کو بیدخل کیا - غرناطہ پر اس طوفان بے تمیزی مین بربر سردار زادی نے تصرف کرلیا - اور اس کا خاندان اس ریاست پر ۱۰۹۰ء تک قابض رہا - سیویل اور مغربی اضلاع جن مین الغرب بہی شامل تہا - بنو عباد کے تصرف مین ہوگئے - اس خاندان کا بانی سیویل کا قاضی القضات ابوالقاسم محمد بن عباد تہا - عباد قاضی مذکور کے ایک جد کا نام تہا - محمد کے بعد اوسکا بیٹا ابوعمر عباد الملقب بہ معتضد باللہ مالک ریاست ہوا - بنو عباد کا آخری بادشاہ

معتمد تھا۔ جسے یوسف بن تاشفین نے افریقہ کو جلا وطن کر دیا۔ ٹولیڈو پر بنو ذوالنون نے قبضہ کر لیا۔ جن کا خاندان مسرفانہ شان و شوکت کے لیے بڑا مشہور ہوا۔ اس خاندان کے آخری حکمران قادر نے ٹولیڈو کا شہر ۱۰۸۵ء (۴۷۸ھ) میں الفونسو ششم کے حوالہ کر دیا۔ ساراگوزا پر بنو ہود جو عبد الرحمن ثالث کے عہد کے ایک مشہور جرنیل محمد بن ہاشم التجیبی گورنر ساراگوزا کی اولاد تھے۔ ۱۱۱۸ء تک حکمران رہے۔ اس سال عیسائیون کے سردار رامیر نے اسے مسلمانون سے فتح کر لیا۔ صوبجات باڈاجوز۔ والنشیا مرسیا۔ اور آلمیریا پر بھی اسی طرح خود مختار امیر حکمران تھے۔ بحیرہ روم کے جزائر مع ڈینیا۔ ابوالجیوس مجاہد بن عبد اللہ عامری کے تصرف میں تھے جو حاجب المنصور کا ایک آزاد شدہ غلام یا مولا تھا۔ وہ ایک کمال دلیر اور نبرد آزما اور کامل تجربہ کار ناخدا تھا۔ وہ ہر وقت جنگی جہازون کا ایک جرار بیڑہ تیار رکھتا تھا۔ اور اسے فرانس یا اٹلی کے سواحل پر متواتر یورشین کرتا رہتا۔ جب وہ زندہ رہا۔ کسی عیسائی جہاز کو بحیرہ روم مین داخل ہونے کی جرأت نہ پڑی۔ اسی سے کھنچ کر عیسائی مورخ ڈوزی اوس کی شان مین لکھتا ہے کہ مجاہد اپنے زمانہ کا سب سے بڑا بحری قزاق تھا۔ یہ چھوٹے چھوٹے والیان ملک جو من حیث المجموع ملوک الطوائف کہلاتے تھے۔ سب کے سب بلا استثنا علوم و فنون کے فیاض دل مربی تھے۔ بلکہ ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی تھی۔ کہ علم کی قدر دانی مین اپنے معاصرین سے کسی طرح گوئے سبقت لے جائے۔ اون مین سے اکثر اعلےٰ پایہ کے ادیب اور شاعر تھے۔ معتمد سیول کا آخری بادشاہ اپنی نظم کی لطافت اور نثر و انشا کی پاکیزگی کے لیے خاص امتیاز رکھتا تھا۔ مظفر بن افتاس شاہ باڈاجوز نے پچاس جلدون مین ایک بے نظیر تاریخ کتاب المظفری کے نام سے لکھی۔ ہسپانیہ کے عرب مورخون نے ان ملوک الطوائف کی نسبت یہ ریمارک بالکل صحیح کیا ہے۔ کہ جب ہار کے ٹوٹ جانے اور اس کے موتیون کے بکھرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے بادشاہون نے بنی امیہ کے ترکہ کو آپس مین بانٹا۔ تو علم و ادب کو اس تقسیم سے نقصان پہونچنے کی بجائے بے اندازہ فایدہ ہوا۔

اس زمانہ مین مسیحی ہسپانویون کے حملون کا بہ نسبت سابق زیادہ شدید

اور تیز ہو جانا طبعی امر تھا۔ لیکن اگر یہ بادشاہ آپس مین متحد رہتے۔ یا مشترک اغراض کو بخوبی مدنظر رکھتے۔ تو عیسائیون کو ان کے برخلاف بہ مشکل کوئی کامیابی ہوتی۔ مگر افسوس۔ اس کے برعکس باہمی پھوٹ اور رشک و حسد نے اونکی تباہی و بربادی کا رستہ صاف کر دیا۔ بعض کی عقل پر تو یہانتک پردہ پڑ گیا کہ وہ اپنے مسلمان حریفون کے برخلاف عیسائیون سے متحد ہو گئے۔ ۱۰۵۵ء مین کیسٹل اور لیون کے بادشاہ فرڈی نند اوّل نے اپنی کل طاقت سے عربون پر حملہ آور ہو کر جو باہمی بغض و نفاق کا شکار ہو رہے تھے۔ انکو اکثر اہم مقامات سے خارج کر دیا۔ اور اب حسب معمول ہر مفتوحہ شہر یا قصبہ مین عیسائیون نے ابلیسانہ مظالم توڑنے مین کوئی کسر نہ اوٹھا رکہی۔ اون کے ایک سردار ربو یا سٹروتے بالخصوص جو جو ظلم و ستم کئے۔ قلم ان کو بیان کرنے کی طاقت نہین رکہتا۔ معتضد شاہ سیول نے لیون بادشاہ کو خراج دینا قبول کر کے اپنی ریاست بچائی۔ وہ ۱۰۶۹ء مین فوت ہوا۔ اور اوسکا بیٹا معتمد تخت پر بیٹھا۔ ۱۰۷۵ء مین معتمد نے قرطبہ کو عیسائیون سے فتح کر کے دریائے گوادل کور دوادی الکبیر، سے لیکر دریائے گوادی آنا دوادی آنا) تک کل ملک کو مطیع و منقاد بنا لیا۔ فرڈیننڈ اوّل کے ۱۰۶۵ء مین فوت ہو جانے پر اوس کا بیٹا الفونسو چہارم کیسٹل کا بادشاہ ہوا تہا۔ وہ بڑا خود غرض۔ بے اصول۔ اپنے مفاد کے سامنے ایمان و اخلاق کی کچھ پرواہ نہ کرنیوالا اور بڑا جاہ طلب تہا۔ اُس نے اپنے کل بھائیون کو اون کی ریاستون سے بیدخل کر کے بہ لقب شہنشاہی لیون۔ کیسٹل۔ گالیشیا۔ اور نوار پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس خراج سے مطمئن نہ ہو کر جو عرب ملوک الطوائف دیا کرتے تھے۔ کل جزیرہ نما پر قابض ہونیکا عزم بالجزم کر لیا۔ اوس کے پاس فوج نہایت شاندار تھی۔ جس مین یورپ کے تمام حصون سے آزمودہ کار بہادر آ آ کر جمع ہو گئے ہوئے تھے۔ اس کے گھمنڈ پر وہ فرعون ثانی بن گیا ہوا تہا۔ اور اکثر یہ کہا کرتا تہا۔ کہ جن بہوت ہون یا آسمان کے فرشتے مین ان کے مقابلہ کو بہی تیار ہون۔ ۱۰۸۰ء مین جب خاندان ذوالنون کے آخری بادشاہ قادر نے ٹولیڈو اوس کے حوالہ کر دیا۔ تو اوس کے کبر و نخوت کی کچھ انتہا نہ رہگئی۔ غرناطہ۔ باڈاجوز۔ سیول اور چند دیگر شہرون کے حکمرانون کو جو مسلمانون کے قبضہ مین باقی رہ گئے تھے۔ اب اپنا عشر بہی صاف دکھائی دینے لگ گیا۔ اور وہ اس خطرہ

عظیم سے بچنے کے لئے مدد واعانت کے لیئے چارون طرف نظر دوڑانے لگ گئے مگر خود جزیرہ نما کے اندر خانہ جنگیون اور اندرونی تنازعات ومناقشات باہمی نے مشترک دشمن کے برخلاف ایک عام جتھا بنا نا محال بنادیا ہوا تہا۔ادہر سے مایوس ہوکر اونہون نے ملک سے باہر نظر دوڑائی۔

المرابطین کی ہسپانیہ مین جبکہ اسلامی سلطنت پارہ پارہ ہورہی تہی مغربی افریقیہ مین ایک نئی طاقت پیدا ہوگئی تہی صحرا کے بربر موسومہ ملثمین[ل] تازہ تازہ مسلمان ہوئے تہے۔اپنے مذہبی مقتداؤن کے زیر لواء جو مربوط یعنی اولیار کہلاتے تہے۔اونہون نے وسیع علاقے فتح کرلیئے تہے۔اور زمانہ زیر بحث مین اونکی سلطنت سینی گال سے الجیریا تک پہیلی ہوئی تہی۔اون کے فرمانروا المرابطہ کہلاتے تہے۔جو لفظ بگڑتے بگڑتے المرادوہ بن گیا۔ مربوط کا لفظ قرملی کے معنون مین اسوقت بہی الجزائر مین عام مستعمل ہے۔مشہور یوسف بن تاشفین جسے تہوڑا ہی عرصہ پیشتر خلیفہ بغداد نے امیر المسلمین ممتاز خطاب عطا کیا تہا۔اون کا بادشاہ تہا۔مذہبی علمار کی تحریک وترغیب پر ہسپانیہ کے مسلم بادشاہون نے مدد کے لیئے اسی یوسف کے پاس التجار کی۔وہ اس التجا کو قبول کرکے اکتوبر ۱۰۸۶ئہ مین مراکو سے ہسپانیہ مین داخل ہوا۔سیویل کے قریب معتمد اور دیگر اندلسی مسلمان امیرون کی فوجین اوسے آملین اور وہان سے یہ متفقہ فوج باڈاجوز دبازی اوس۔یا باتی اوس کیطرف بڑہی۔الفونسو باڈاجوز سے بارہ میل بجانب جنوب بمقام ذلاقہ[ل] اسکے

ل یعنی نقاب پوش۔لثام نقاب کو کہتے ہین۔اونکا یہ نام اسواسطے رکہا گیا کہ اس قبیلے کے مرد صحرا کی سوزندہ ریگ سی بچاؤ کرنیکے لیئے ہمیشہ نقاب چہرون پر رکہا کرتے تہے ملثمین کی عورتون کو بہت آزادی حاصل تہی۔اور وہ بلاتکلف وبے نقاب مردون مین چلا پہرا کرتی تہین۔اور چونکہ وہ یورشون اور لڑائیون مین شریک نہ ہوتی تہین بنابرین ریت سے چہرون کے بچانے کے لیئے نہ اونکو نقاب کی ضرورت پڑتی تہی اور نہ وہ عموماً اوسے پہنتین۔امیر علی۔

لہ عیسائی اوسے سلراسلیاس پکارتے ہین۔امیر علی ۱۲

مقابل ہوا۔ مسلمان فوج کی جمعیت[1] صرف بیس ہزار آدمیون کی تھی۔ اور عیسائی فوج ستر ہزار سے زیادہ مردان آزمودہ کار اور تجربہ کار شہسوارون پر مشتمل تھی۔ فریقین مین بروز جمعہ ۲۳ اکتوبر ۱۰۸۶ء کو خوفناک و خونریز لڑائی ہوئی۔ ابن الاثیر اپنی تاریخ کی جلد دہم صفحہ ۱۰۱ پر لکھتا ہے۔ الفونسو صرف تین سو سوار لے کر میدان جنگ سے مفرور ہوکر جانبر ہوا۔ اس کی باقی تمام فوج وہین کھیت رہی۔ زلاقہ کی مسلم فتح نے کچھ عرصہ کے لیے لیون کی مسیحی بادشاہت کو بیدست و پا کر دیا۔ اسی دفعہ پھر یوسف بن تاشفین ہسپانیہ مین زیادہ دن نہ ٹھیرا۔ مگر دوسرے برس دوبارہ آکر اس نے تمام مسلمان لوک الطوائف کو بیدخل کر کے اُن کے مقبوضات المرابطین سلطنت مین شامل کر لیے۔ اور دریائے ٹیگس تک کل اندلس اسپر اطواء مراکو کے زیر فرمان[2] ہو گئی۔ مرابطی بادشاہون کے عہد مین فقیہون کو جن کی تحریک پر ہی یوسف کو بلایا گیا تھا۔ اور اونے اون کی مدد سے اپنے مدعا مین کامیابی حاصل ہوئی تھی بہت اقتدار حاصل ہو گیا۔ ڈوزی لکھتا ہے کہ جیسا اقتدار مذہبی [illegible] علماء کو مرابطیون کے زمانہ مین حاصل رہا۔ اس کی نظیر دوسرے [illegible] بادشاہون کے اور کسی زمانہ مین نہین مل سکتی۔ جن کے زمانہ مین عیسائی پادریون کو ایسا ہی غلبہ حاصل رہا تھا۔ ان فقیہون نے اپنی تنگ خیالی کی جہان بہان تک جست کر دی کہ امام الغزالی کی کتاب احیاء العلوم و الدین کو بھی مردود قرار دیدیا۔ جو از سرتا پا محض شریعت کے مطابق ہے۔ اور آزاد خیالی کو اس مین مطلقاً دخل نہین دیا گیا۔

جب تک یوسف زندہ رہا۔ عیسائی اوس کے خوف سے سر نہ اٹھا سکے۔ وہ ۱۱۰۶ء مین فوت ہوا۔ اور اوس کا بیٹا علی جس کی کنیت ابوالحسن تھی۔ وارث تاج و تخت ہوا۔ وہ لیکن قابل باپ کے قدم بقدم چلا۔ گو بقول [illegible] چند باتون مین وہ اس کی برابری نہین کر سکتا تھا۔ اس نے عیسائی قبیلون کو کئی مرتبہ شکست دی۔ اور

---

[1] معتمد بادشاہ سیویل مراکو جلاوطن کر دیا گیا۔ جہان وہ ۱۰۹۵ء مین فوت ہوا۔ اوس کے زوال و تنزل کی داستان بہت ہی رقت انگیز ہے۔ [illegible]

[2] ابن خلکان اسکی نسبت لکھتا ہے۔ وہ ایک دانشمند و ذہین الطبع متقی و زاہد [illegible] بادشاہ تھا۔

اُن سے مقامات تالاویرا امیڈو رڈ[1] (مجریت)، گواڈل اکسارا (وادالحجارہ[2]) اور بہت سے اور قلعے اور شہر فتح کر لیئے۔ دوسری طرف اوس کے جرنیل سیر بن ابی بکر نے قصبات سنتاریم (شنترم)، باڈاجوز، اپورٹو (بورتوکال)، ایوورہ (طبورہ) اور لزبن (الیشبونا)، عیسائیوں سے پھر سخر کر لیئے۔ مگر ان فتوحات کے بالمقابل ویسے ہی اراگان کٹالونیا اور کوہ پرنیز پار کے فرنگ علاقہ کے عیسائیون کی متفقہ فوج نے مسلمانون سے سارا گوزا (سرقسطہ)، کلاٹایود (قلعات ایوب) اور دریا ٹیگس سے پرے کے دیگر اہم مقامات فتح کر کے دونون پلڑے یکسان کر دیئے۔ جب کہ مرادوین بدین منوال اندلسیہ مین مشغول تھے۔ افریقہ مین ایک نئی تحریک جو اون کے حق مین سم قاتل ثابت ہوتی طاقت پکڑ رہی تھی۔

الموحدین[1] ۵۱۴ھ ہجری مطابق ۱۱۲۰ء مین ایک شخص مسمی محمد ابن تومرت[3] مغربی افریقیہ کے شہر سوس کا باشندہ اٹلس مینیا کے وسیع سلسلہ کوہستان کے بربر باشندون کے پاس پہونچا۔ وہ نسلاً عرب تھا۔ لیکن بذریعہ تبنیت ایک بربر قبیلہ سے اوس کا تعلق ہو گیا تھا جوانی مین بلاد مشرق کی سیاحت کر کے اوس نے فلسفہ اور فقہ کو الغزالی ابوبکر الطرطوشی اور دیگر آئمہ وقت سے تحصیل کیا۔ وطن واپس آ کر ہر طبقہ و درجے کے لوگون مین بداخلاقی و عیاشی کا عام رواج اور عوام کو پیر پرستی مین غرق دیکھنے سے اوس کی طبیعت مین سخت جوش پیدا ہو گیا۔ اور اس نے اپنے تئین مہدی موعود بتا کر کوہستان اٹلس کے وحشی باشندون مین اصلاح و پاکیزگی کا وعظ شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین ایک جم غفیر اس کا معتقد بن گیا۔ اور اوس نے انہین سے ایک نوجوان مسمی عبدالمومن کو جو ایک متمول تاجر کا بیٹا تھا اپنا نائب و خلیفہ مقرر کیا۔ اوس کے معتقدین اور مریدون نے موحدین کا خطاب کی طاقت زور پکڑ گئی۔ اور چند برسون ہی مین المرابطی سلطنت کے بعض حصص پر قابض ہو کر انہون نے ایک وسیع بادشاہت قائم کر لی۔ علی بن یوسف کی زندگی

---

[1] اوسکا پرانا نام مجیدریٹم تھا۔ [2] اس کے لفظی معنے ہین پتھرون والا دریا۔ دریا کے نام پر شہر کا بھی یہی نام ہو گیا تھا۔ [3] ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن تومرت نام مختار اولیکی اولاد دملوی الاصل تھا

مین اونکو زیادہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ وہ ۱۱۴۲ء مین فوت ہوا۔ اور اوس کا بیٹا تاشفین جو الموحدین[1] کے مقابلہ کی بالکل قابلیت نہ رکھتا تہا تخت نشین ہوا۔ وہ ۱۱۴۵ء مین ہلاک ہوگیا۔ اور مراکو کی سلطنت عبدالمومن[2] کو منتقل ہوگئی۔ المرابطین والموحدین کے باہمی جنگ و جدال سے اندلسوی عیسائیون کو اسلامی علاقون کو دل کھول کر تاخت و تاراج کرنے اور مسلمانون پر ناگفتہ مظالم توڑنے کا خوب موقع مل گیا۔ اسوقت الفونسو ہفتم حکمران تہا جس نے اپنے دادا الفونسو چہارم کیطرح لقب امپراطوری اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ قرطبہ سیویل اور گرنیڈا کی دیواروں تک تمام اسلامی سر زمین کو تباہ و برباد اور مسلمانوں کو تہ تیغ کرتا ہوا بڑھتا چلا گیا۔ شہر اکسیریس کو تاراج کے بعد جلا کر تو وہ خاکستر بنا دیا۔ اور گواڈکس دوادی آش تک بڑھ گیا۔ پانچ برس بعد اوس نے جین۔ بائیزا۔ عبیدہ۔ اور اندوجار کے زرخیز اضلاع کو ویران و برباد کیا۔ ان مسلسل تباہیون سے لاچار ہوکر اندلسوی مسلمانون نے پھر اپنے پار کے بھائیون سے مدد کی التجا کی۔ ۱۱۴۶ء مین عبدالمومن نے ایک فوج بیڑہ جنگی جہازات انکی مدد کو روانہ کی۔ اوس کے جرنیلون نے عیسائیون کو اسلامی علاقون سے مار بھگایا۔ اور جن المرابطی گورنرون نے اپنے اپنے علاقہ مین خود مختار حکومت قایم کرلی تہی۔ اونکو بیدخل کرکے یا مطیع بناکر اندلسیہ کو اپنے فرمانرواء کے تابع کر دیا۔ اس سے چار برس بعد عبدالمومن نے اپنی وسیع سلطنت کو صوبون مین تقسیم کرکے اپنے بیٹون کو ان پر گورنر مقرر کیا[3]۔ ۵۵۴ھ ہجری (۱۱۶۰ء) مین اوس نے فرنگیون سے شہر مہدیہ فتح کرکے امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا۔ اس اہم شہر کی فتح سے وہ صحاری بارقہ سے لیکر بحر اوقیانوس تک کل شمالی افریقہ کا مالک و متصرف ہوگیا۔

---

[1] عیسائی بگاڑکر اوسے الموہیڈ پکارتے۔ [2] محمد بن تومرت عبدالمومن کو جانشین چھوڑ کر ۵۲۴ھ (۱۱۳۰ء) مین فوت ہوا۔ [3] مثلاً ابو محمد عبداللہ جو باپ کے بعد بادشاہ ہوا صوبہ بوگیا اور اس کے ملحقات کا۔ ابوالحسن علی فاس کا۔ اور ابو سعید سیوٹا وسیطہ، الجیراس والجزیرۃ الخضرا۔ ملاگا وغیرہ کا گورنر تہا۔ اسی طرح دیگر صوبون پر باقی بیٹے۔

سید امیر علی صاحب کی تحریر کو یہان پر ختم کرکے مین نئی فصل سے پھر مسٹر میکنس کی کتاب کی طرف رجوع کرتا ہون خاندان الموحدین کے باقی فرمانروایون کے حالات سید صاحب کی کتاب سے نئے فصل مین ایزاد کرونگا - چونکہان چند فصلون مین زیادہ تر ہسپانیہ کا ذکر ہے - جزیرہ نمائے کا نقشہ معہ صوبون قسمت کے اس موقعہ پر دیدیا گیا ہے -

فصل پنجم

توسیع سلطنت زمانہ موحدین از ۱۱۴۹ع تا ۱۲۶۹ع

ابن تومرت مہدی کے مرابطی حملہ کا نتیجہ اگرچہ بہت بڑا اور عظیم الشان ہوا تھا - اور مرابطین کے زیر فرمان کو ایک طرح سے سلطنت کے بانی مبانی ہی وہی ہوئے تھے سلطنت مراکو کی حدود بہت وسیع ہو گئی تہین - تاہم کچھ عرصہ سے کوہستان اطلس مین ایک نئی نومبر طاقت قوت پکڑ رہی تھی جس کی حکومت مین مغربی سلطنت کو جسقدر وسعت بخشنا مقدر رہتا ہے یوسف بن تاشفین کے وہم و گمان مین بھی کبھی اسقدر وسعت کا خیال تک نہ گذرا تہا - اس نئی طاقت کا صدر راسخہ محمد ابن تومرت تھا مراکو کی تاریخ کے ٹیبج پر جسقدر ... تین جلوہ گر ہوئی ہین ان سب مین یہ شخص ایک خاص امتیاز اور اپنے اوصاف و کیرکٹر کی وجہ سے نمایان سب پر خاص فوقیت رکھتا ہے - وہ سوس کا باشندہ تہا اور اگرچہ موجودہ بربرون کے قبیلہ ہرغہ کا ایک فرد تہا - اس نے فقط مہدی ہی نہین بلکہ حضرت سرور کائنات کی نسل سے ہونے کا دعوی کیا اور کہا کہ ... تین ایک عرب خاندان مین سے جو موسی کے ساتھ مراکو آیا تہا - اور بقول

لہ اس قبیلہ کا تب تمام و نشان گم ہوگیا ہے - اس کا کچھہ پتہ نہین چلتا۔ ۲ یہ دعوی اس نے ایک قدیم نسب نامہ کے ذریعہ سے کیا تہا جسے ابن خلدون اپنی تاریخ کی جلد اول صفحہ ۱۵۱ مین نقل کیا جاتا ہے - ابن خلکان لکھتا ہے کہ کسی موحدی فرمانروا عباسیہ خلافت کو اثر

دیگر ادریس کے بھائی سلیمان کی اولاد سے بتایا جس کا خاندان جیسا کہ پہلے لکھا جا
چکا ہے - بربر قبائل کے علاقہ میں رہائش گزین ہو گیا تھا - جوانی میں وہ بغرض تحصیل
علوم بلاد مشرق کو گیا - اور زہد و اتقاء میں تمام مشہور ہو گیا - وہ کمال بیباکی سے دوسروں
کے عیوب پر معترض ہوتا - اور خلاف شرع امور کا ارتکاب دیکھ کر غصہ سے ایسا بے بس ہو
جاتا کہ عیاشوں کے شراب کے خم اور آلات موسیقی فوراً توڑ پھوڑ دیتا - ابن خلکان
لکھتا ہے - وہ کامل متقی و پرہیزگار رہتا سخت قلاشی و افلاس سے بسر اوقات کرتا -
دریدہ پارچات اوس کی پوشاک تھے - اور اس کی غذا نہایت سادہ ہوتی تھی -
تاہم ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا - اور ہر وقت ریاضت و نفس کشی پر مائل - اس
کے پاس ایک عصا اور چرمی مشکیزہ کے سوا کوئی دنیاوی متاع نہ تھا - شجاعت
میں بہت بڑھا ہوا تھا - عربی اور مغربی دونوں زبانیں بڑی فصاحت کیساتھ بولتا
تھا - جو احکام شریعت کی خلاف ورزی کرتے اون کے اعمال پر بڑی سختی سے لعن طعن
کرتا اور اس طریق پر عمل سے جو سختیاں اوس پر وارد ہوتیں ان کو صبر و تحمل سے برداشت
کرتا - مرابطیوں کی مستورات کا بے نقاب چلنا پھرنا اسے سخت ناگوار گذرتا تھا -

ایسے لوگوں کے ساتھ ابنائے دنیا کا جو سلوک ہوتا ہے - وہی اس سے ہوا
کہ بے عزت ہو کر نکالا گیا - مصر گیا تو وہاں بھی ہمولین تھے جن پر وہ ہمیشہ لعنت
و ملامت کیا کرتا تھا - اسکو چین نہ لینے دیا یہی گت ٹونس میں ہوئی - ان جگہوں
سے جواب ملنے پر اس نے بالآخر کوہستان اٹلس کے بربروں میں بسیرا جا کیا - جو اگرچہ
توہمات پرستی میں [illegible] ممالک کے باشندوں سے بڑھے ہوئے تھے - لیکن
آزاد مزاجی اور عیاشی میں اون سے نسبتاً بہت کم تھے - بربروں نے اسکو موضع
تن مآلت (سفید کوہ) میں جو دریائے تنسیفت کے منبع کے قریب اغمات سے ایکدن کی
مسافت پر آگے کر کے آباد تھا - اور پھر بعد میں معدوم ہو گیا - پناہ دی اور حق مہمانی
ایسی عمدگی سے ادا کیا کہ اس کی خود اپنے امیر سے بھی جسے نیز اس نے اپنی صاف گوئی
سے ناراض[1] کر دیا تھا حفاظت کرتے رہے - وہ اس نواح میں سنہ ۱۱۲۰ء میں پہونچا -

[1] امیر مذکور نے مہدی کی آمد اور اس کے دعوے کی خبر سنکر اسے اپنے سامنے بلایا دیکھو صفحہ ۱۱۰

اسوقت اس کی عمر ۴۸ برس کی تھی - ابن خلکان اس کا حلیہ یہ لکھتا ہے :- قد میانہ - جسم پتلا سر بڑا - رنگ گندم گون اور آنکھیں نہائیت روشن و تیز۔ کتاب المعارف کا مصنف اس کے کیریکٹر اور جبلی خصائل کا لب لباب ان مختصر فقرات مین قلم بند کرتا ہے :- وہ چہرہ کو پانی یعنی شرم و ندامت کے آنسو بہانے پر اپنے آب زندگی (جسم کے خون) کے بہانے کو ترجیح دیتا تھا - اوس کا ہر وقت کا مقولہ یہ تھا - جو کوئی میری متابعت اس دنیا کے متاع کے لیئے کرتا ہے - اوسے مجھ سے سوا اس چیز کے جو وہ یہان میرے پاس دیکھتا ہے - یعنی فقر و فاقے کے اور کچھ نہین ملے گا - لیکن جو دوسرے جہان کے اجر کے لیئے میرے ساتھ ہوتا ہے - وہ اپنا صلہ خدا سے پائیگا -

مہدی کے عقائد مہدی راستہ مین ایک جگہ ایک نوجوان بنام عبدالمومن سے دوچار ہوا - جسکو اوس نے نہائیت قابل اور مستعد شخص دیکھکر اپنے ساتھ لے لیا - مورخین کا اس امر پر بہت اختلاف ہے - کہ عبدالمومن کس مقام پر تومرت کو ملا تھا - ابن تومرت کے عالم شباب مین فوت ہو جانے پر اس کے شاگرد رشید نے اپنے مرشد کی اون امیدون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹) اور اس کی گدایانہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ظاہر کیا - ابن تومرت نے جواب دیا مجھے اس دنیا کی خواہش نہین - بلکہ عالم ثانی کی یہان میرا صرف یہ کام ہے کہ لوگونکو نیکی کرنے اور بدی کے ترک کی نصیحت کرون - پھر حسب معمول امیر کو کھلم کھلا الفاظ مین وعظ و پند شروع کر دیا - اس موسائے ثانی کو خود جواب دینے سے عاجز ہو کر امیر نے زمانہ قدیم کے مصری فرعون کی طرح اپنی ریاست کے تمام عقلمندون کو اس کے مناظرہ کے لیئے جمع کیا مگر جب اون سب کے ایک ساتھ بولنے سے ایسا شور و غل برپا ہو گیا - کہ بحث کرنا مشکل ہو گیا - تو اون علماء مین سے دو آدمی دمرت کے مقابلہ کے لیئے منتخب کیئے گئے - جو ابھی کچھ سوال کرنے پائے تھے - کہ مہدی نے پیش دستی کرکے اون سے سوال کیا - بتاؤ - کیا علم کے ذرایع اور راستے محدود ہین ؟ علماء نے جواب دیا - ہان - وہ قرآن اس کی تفاسیر اور احادیث پر محدود ہین - مہدی نے اسپر کہا کہ تم لوگ جیسا کہ مناظرہ کا قاعدہ ہے صرف میرے سوال کا جواب دو - اس سے تجاوز نہ کرو - یہ سنکر علماء ساکت ہو گئے - اور جب کچھ عرصہ تک وہ کوئی جواب نہ دے سکے تو مہدی نے کہا - آؤ مین تمکو بتاتا ہون نیکی اور بدی کے منبع چار ہین - علم نیکی کا راستہ ہے - اور جہالت - شک اور قیاس بدی کے - (روض القرطاس)

کو جو اوسے دنیاوی بادشاہت کے حصول کے متعلق تھین - برابر مدنظر رکھا - اور اون کو پورا کرکے چھوڑا - ایک اور تیسرے شخص کو ساتھ ملا کر جسے الہام کے ظاہر کرنے کے مناسب وقت کے پہونچ جانے تک احمق یا مجذوب بنا رہنے کی نصیحت کی گئی - ابن تومرت نے دس جاہل مگر خوب مضبوط بربر بطور محافظ ساتھ لے لیئے - اس طرح اپنا جتھا قایم کرکے اس نے جلد ہی کافی طاقت بہم پہونچائی - اور ۱۱۱۳ء مین اپنے تئین مہدی موعود[۱] کی حیثیت مین ظاہر کر دیا

اس نے اپنے مریدون کو موحدین کا خطاب دیا - کیونکہ اس کی تعلیم کا خاص مدعا خدا کی کامل توحید کو آشکارا کرنا تہا - وہ خدا کی صفات کو اس کی ذات سے جدا نہین سمجہتا تہا - اس کے ثابت کرنے کے لیئے قرآن کی متشابہ آیات کی اپنے مطلب کے موافق تفسیر و توضیح کی مرابطین چونکہ ان آیات کے لفظی معنے کرتے ہین - اون سے خدا کی ذات معین - اور ایسی قرار پاتی ہے - جو چھوئی اور دیکھی جا سکے - اور اسطرح اونہون نے خدا کا ایک جسم قرار دیا ہے - اوس نے بنیا رحیرت انگیز حیلون[۲] اور فریبون سے گرد و نواح کے مسموم

---

[۱] مہدی کے لفظی معنے ہدایت کیے گئے ہین - مگر اس لفظ سے اوسی کو متصف کیا جاتا ہے - جس نے حضرت کائنات کی پیشگوئی کے مطابق مہدی موعود ہونیکا دعوی کیا ہو بخاری وغیرہ کتب احادیث مین مہدی کے متعلق جو . . احادیث درج ہین - اون سے پایا جاتا ہے کہ حضرت سرور عالم کے ذہن مین ہر پیشینگوئی کے وقت ایک ہی طرح کی تصویر جلوہ گر نہ تہی - ورنہ مختلف احادیث مین مہدی موعود کے مختلف اوصاف نہ درج ہوتے - تاہم یہ اوصاف سب احادیث مین بالصراحت درج ہین - کہ مہدی حضرت کی نسل سے ہوگا - اوس کا چہرہ کشادہ اور بینی بلند و بالا ہوگی - وہ زمین کو جو ظلم و ستم سے معمور ہو گی - عدل و انصاف سے بہر دیگا - اور سات برس حکمرانی کریگا - اور ایسے زمانہ خوشحالی مین فوت ہوگا - کہ لوگ تمنا کرینگے - کہ کاشکہ مردگان بہی زندہ ہوکر اس عالم فیضان سے حصہ لیتے - اہل تشیع کا اعتقاد ہے کہ مہدی آخری امام ہوگا - اور کل مذاہب پر غالب ہوکر بدون کی بیخکنی کر دیگا - مکینس -

[۲] بطور مثال مین ایک فریب کی کیفیت روض القرطاس اور ابن خلدون سے یہان درج کرتا ہون :- بلتونا قبیلہ سے اس نے ایک معرکہ مین سخت نقصان کے ساتھ (دیکھو صفحہ ۱۱۲)

مسعودہ قبایل کے دلون مین اپنے زہد اور خدارسی کا - اور ادن کی زبان مین متعدد رسالے بالخصوص رسالجات[1] موسومہ مرشدہ و توحید تصنیف کرکے اپنے علم و فضل کا بڑی پختگی سی جما دیا -

---

[1] ابن خلکان نے اُس کے رسالون کی اپنی تاریخ مین بہت تعریف کی ہے - اس تعریف کی تصدیق تاریخ ابن خلکان کا فرنچ مترجم ڈی سلین ایک حاشیہ مین بالفاظ ذیل کرتا ہے: "مین اس امر کی تصدیق کرتا ہون کہ ابن خلکان نے ابن تومرت کی قابلیت ولیاقت کی جو صفت وثنا کی ہے - وہ بالکل درست ہے - یہ رسالے ایک باریک خط سے لکہی ہوئی چہوٹی سی کتاب کی صورت مین منضبط ہین جو مصنف کی وفات سے ۸۰ برس بعد لکہی گئی تہی - یہ کتاب پیرس کے قومی کتب خانہ مین ہے" ابن تومرت کے ایک اور رسالہ کا نام امرنا یطلب ہے" جس مین وہ شیعہ لوگون کے مطابق امام کی معصومیت کا عقیدہ سکہاتا ہے - مصنف روض القرطاس لکہتا ہے - فصاحت اور کمال علوم مین اسکا کوئی ہم پلہ نہ تہا - سیکنس - ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱) شکست اٹہائی - جس سے مہدی کے رفقاء کے حوصلے بہت پست ہوگئے - سات کیوقت وہ باقیماندہ ہمراہیون سے چند کو ساتہ لیکر قبرستان کو گیا - اور انکو زندہ دفن کرکے انکی قبرون مین ایک ایک سوراخ ہوائی آمدورفت کے لیئے رہنے دیا - تاکہ وہ زندہ رہین - دفن کرنے سے پہلے انکو سکہا دیا کہ اگر کوئی اُنسے سوال کرے تو جواب دین کہ وہ کفار کے مقابلہ مین شہید ہونے کے صلہ مین اسوقت بہشت برین کی نعمتون سے پورا پورا تمتع اٹہا رہے ہین - ان لوگون کو دفن ہونے پر رضامند اس وعدہ سے بنایا گیا کہ دوسرے دن اُن کو قبرون سے نکال کر بڑے بڑے عہدون پر مامور کر دیا جائیگا - اس کارروائی سے فارغ ہوکر وہ اپنے باقیماندہ شکستہ دل رفقاء کے پاس واپس آیا - اور کہا کہ جو شہید ہوگئے ہین وہ اسوقت جنت مین ہین - تم یوں کیون ہوتے ہو - اگر کسی کو میرے دعویٰ کی صداقت مین شبہ پیدا ہوگیا ہو تو مقتولین سے جاکر پوچہو - رفقاء نے ایسا ہی کیا - اور قبرون کے پاس جاکر پکارا "اے مردہ رفیقو! بتاؤ تمہین قادر ذوالجلال سے کیا ملا" قبرون سے مردون نے نہایت بشاشت لہجہ مین جب جواب دیا کہ ہمکو ہر ایک طرح کی نعمت حاصل ہے - تو سوال کرنیوالون کی حیرت کی کچہہ انتہا اور اعتقاد کی مضبوطی کی کوئی پایان نہ رہگئی - انکو کسی مزید ثبوت کی احتیاج نہ رہی - اور ابن تومرت کا اعتبار قومی ہوگیا - ابن تومرت احمق نہ تہا - کہ ایفائے وعدہ کرکے اس راز کے فاش ہو جانیکے دائمی خطرہ مین مبتلا ہونا منظور کر بیٹہتا - اُسنے ان بیچارے تیرہ فدائیون کی قبرون پر پہلے آگ روشن کی کہ دہوان اندر جاکر انکا دم گہوٹ دے اور پہر سوراخون کو بند کر دیا - کہ انکے ساتہہ ہی یہ راز بہی ہمیشہ کے لیئے زیر زمین دفن ہے - سیکنس -

آخرکار اس کے معتقدین کا مقابلہ بادشاہی افواج سے بھی ہو پڑا۔ اور اگرچہ انہون نے کسطلانی سپاہیون کے ایک دستہ کو جو اونکو علاقہ مین محاصل وصول کرنیکے لیے گیا تھا۔ تہ تیغ کر دیا۔ مگر مراکش کی فصیل کے متصل اونکو سخت شکست ملی۔ اور ابن تومرت کے دس رفقا سے ایک اس معرکہ مین ہلاک ہوا۔ اس پر کل بربرون نے عام بغاوت کر دی۔ ساتون مرتبہ مسمودہ قبائل[1] ابن تومرت کے ساتھ مل گئے۔ اور اونکے اتفاق سے اوس کی طاقت بے اندازہ قوت پکڑ گئی۔ اس نے اونکی مدد سے باقی ماندہ بربرون کو مطیع و منقاد بنا لیا۔ جو اوسوقت سے اس کے ہمراہی ہو گئے۔ ہر ایک قبیلہ کے سردارون سے منتخب کرکے لشکر کی درستی و ترتیب کے لیے پچاس اعیان کی مجلس کی ماتحتی سے مستثنیٰ رکھا گیا عبدالمومن کو کل معاملات کی عنان سپرد کی گئی۔ اور ابن تومرت پہلے سے زیادہ ریاضت و عبادت مین منہمک ہو گیا اس تدبیر سے وسطی اٹلس کے مسمودہ زناطہ جو پہلے ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے مین مشغول رہا کرتے تھے۔ اپنے قدیم اعدا المتونا صنہاجیون کے برخلاف متحد و متفق ہو گئے۔

اس موقعہ پر ابن تومرت کے فوت ہو جانے سے اوس کے شاگرد عبدالمومن کو جو زحمت بجائے سپاہگری کیطرف زیادہ مایل تھا۔ بالکل کھلا میدان مل گیا۔ اور وہ ایک ایسی زبردست حکومت اور عظیم الشان خاندان کا بانی ہوا۔ جس کے برابر مراکو مین کوئی خاندان نہین گذرا۔

عبدالمومن از ۱۱۳۰ء تا ۱۱۶۳ء

شاگرد بھی استاد سے کچھ کم عیار نہ تھا۔ مہدی کی وفات پر خلیفہ کے انتخاب مین تنازعہ و مقابلہ ہونے کے امکانی اندیشہ روک تھام کے لیے اوس نے ایک عجیب پیش بندی کی اور اس مین اُسے کامیابی بھی پوری پوری ہوئی۔ اوس نے ایک شریر کو اپنے ساتھ ایسا ہلایا۔ کہ وہ کتے کیطرح اس کے پیچھے پیچھے چلتا اور ایک پرندہ کو یہ فقرہ سکھایا کہ فتح و قوت خلیفہ عبدالمومن کی ملک ہین۔ ابن تومرت کے مرنے پر مجلس

---

[1] یہ سات قبیلے حسب ذیل تھے۔ جنطاط۔ دعدمیوا جو سوقت تک موجود ہین غرفیہ قدوال جو بعد کی لڑائیون مین معدوم یا منتشر ہو گئے۔ قومیہ۔ غمرفیہ۔ اور ہنرجہ۔ تن مالل نے ابن تومرت کی قبر کو اپنا مسکن و مرکز بنا لیا تھا۔ اور موحدین کے زوال کے بعد بھی انکا یہ اعتقاد رہا کہ ابن تومرت ایکدفعہ پھر آکر موحد کی سلطنت کو قایم کریگا۔ ایک قبیلہ کی شاخ موسومہ ہسکسا وا عرصہ دراز تک خود مختار رہکر اپنے جدا امیر کرتی رہی

اعیان جب جانشین کے انتخاب کے لیئے جمع ہوئی - تو ایک شیر بے تحاشا جنگل سے دوڑتا ہوا اندر آگہسا - جسے دیکہتے ہی اور تو سب جان کے خوف سے بہاگ گئے - مگر عبد المومن بدستور بیٹھا رہا - اور شیر بجائے اس کے اس کے حملہ کرے - آکر اوس کے قدمون پر لوٹنے پوٹنے لگ گیا - اوسیوقت ایک پرندہ نے جو پہلے نظرون سے غایب تہا - اس ہلچل مین اپنا سکہا ہوا فقرہ بلند آواز سے پکار دیا - ان دونون امور کا اثر جادو سے بڑہکر ہوا - تمام مخالفین ہی عبد المومن کا نقرئی سکہ جو پہل تانک شاہی یا مغلی زمانہ کے نصف روپیہ کے برابر تہا - اس کے ایک طرف الحمد للہ رب العالمین - اور دوسری طرف ابو محمد عبد المومن امیر المومنین - نقش ہے - ایک ایسا سکہ جو قصبہ جین واقعہ ہسپانیہ مین ضرب ہوا - لندن کے عجایب گھر مین رکھا ہے -

جب عبد المومن منتخب ہوا - اسوقت علی بن یوسف بین تاشفین حکمران تھا - موحدین نے اگرچہ آیندہ برسون مین ۱۱۴۶ء تک درعہ کا کل علاقہ اور وسطی مراکو فتح کر لیا - لیکن سلطنت کا قبضہ کہین بیس ایک برس کے بعد جاکر منتقل ہوا - اسوقت تک اونہون نے سات برس کی مسلسل معرکہ آرائی کے دوران مین اپنی جنگی کارروائیون کو ہسپانیہ تک وسیع کر دیا - اس ملک مین اونہون نے پہلے کیڈز کو اور پہر ۱۱۴۴ء مین قصبہ اکسیر لیس کو فتح کیا - دو برس بعد اون کے بربر معاونون نے قاضی کی مدد سے مرابطین کو قدیم پایہ تخت قرطبہ سے خارج کر دیا - موحدی قبضہ سے پہلے اس شہر پر عیسائیون نے مسلمانون کی باہمی خانہ جنگیون سے فایدہ اوٹہاکر حملہ کیا تہا - اور اس مین داخل ہوکر تمام شہر کو لوٹ لیا - اور جامع مسجد مین اپنے گہوڑے باندہے تہے - مگر وہ قبضہ کرنے کی نیت سے نہین - بلکہ محض تاخت و تاراج کے لیئے آئے تھے - شہر کو لوٹ کہسوٹ کر چلدیئے ۱۱۴۵ء مین ملاگہ فتح ہوا - اور اسی سال عبد المومن نے بمقام سبول اپنے تیئن شاہ اندلسیہ مشتہر کیا - گو غرناطہ پر اس کا قبضہ اس سے دس برس بعد ۱۱۵۵ء مین ہوا -

افریقہ مین بہی اس دوران مین موحدین کو پے درپے فتوحات حاصل ہوئین سب سے پہلے ۱۱۴۳ء مین آورن اور تلمسان - پہر فاس - سالی اور سیوٹا مصاحت مسخر ہوئے - ۱۱۴۶ء مین مراکش گیارہ مہینون کے بعد فتح ہوا - بقول ابن اثیر مراکش مرابطیون کے ہاتہ سے اون کے سپاہوی تنخواہدار سپاہیون کے علیحدہ

ہوجانے کی وجہ سے نکلا مین بعد اغمات اور تانجیر فتح ہوئے - اور بالآخر مکناسہ سات برس کے محاصرہ کے بعد سنہ ۱۱۵۰ء مین مسخر ہوا - سالی مین عبدالمومن کے پاس اسلامی سپانیہ کے تقریباً تمام حکمرانون نے حاضر ہوکر اطاعت کی حلف اوٹھائی - اس جزیرہ نما مین پرانے یعنی مرابطی خاندان کی معدومیت اور نئے خاندان کے قیام کے درمیانی زمانہ مین پھر بہتیا چھوٹی چھوٹی ریاستین قایم ہوگئی تہین - المقری لکھتا ہے "جس طرح بنی امیہ کے زوال پر اون کے جرنیلون اور گورنرون نے اس وسیع سلطنت کے صوبون کو آپس مین بانٹ لیا تہا - اوسی طرح اب بڑے بڑے صوبون کے گورنر تو بجائے خود رہے چھوٹے چھوٹے گورنرون - رئیسون اور ایسے مقتدر آدمیون مین سے ہر ایک نے جن کے پاس چند ہمراہی اور ضرورت کیوقت پناہ لینے کے لیئے کوئی چھوٹا موٹا قلعہ تھا - اپنے آپ کو سلطان کے لقب سے ملقب کرکے بادشاہی کے دیگر لوازمات بہی اختیار کرلیئے - مؤرخ ابن خلدون کا یہ قول بالکل درست ہے کہ اسوقت اندلسیہ یہ عجیب و غریب نظارہ دنیا کو دکھلا رہی تہی - کہ جتنے اس مین شہر اور قصبے تہے اتنے ہی بادشاہ موجود تھے" ان چھوٹے چھوٹے بادشاہون کے مطیع ہوجانے کے وقت سے موحدین کا اقتدار کل اسلامی اندلسیہ پر غالب ہوگیا - اس سے دو برس بعد سنہ ۱۱۵۲ء مین عبدالمومن نے اپنے مشرقی ہمسایون کی طرف عنان توجہ منعطف کی - اور الجیریا پر حملہ کردیا - البجیہ قسطنطین اور بونا سنہ ۱۱۵۳ء تک فتح ہوگئے - اور چند سال بعد سنہ ۱۱۶۸ء مین - بوجیہ ٹونس - قیروان - سوسا - کابیس یسفکس مہدیہ - طرابلس اور بارقہ بہی مطیع و منقاد ہوگئے - اور مغربی سلطنت اپنی انتہائی وسعت کو پہنچ گئی - مہدیہ جزیرہ سسلی کے مسیحی لوگون سے فتح کیا گیا تہا - جو سنہ ۱۱۴۸ء سے اسپر قابض چلے آتے تہے -

عبدالمومن الکومی[۵] - ایک کلگو کے فرزند کے عہد کی فتوحات کی یہ ہے مختصر فہرست جو اوپر درج ہوئی ہے - اس اولین موحدی امیر نے سنہ ۱۱۶۷ء مین امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا - موحدی امرا نے خلافت کا ہی دعویٰ نہ کیا - بلکہ خلفاء راشدین کا لقب پسند کیا جو عموماً صرف حضرت سرور کائنات کے پہلے چار یا تینون تک محدود رکھا جاتا ہے - زمانہ وسطیٰ کے عیسائی نویسندے امیر المومنین کو بگاڑ کر اپنی زبانون مین میرامولین لکھا کرتے تھے - اسلامی تاریخ کے جاننے والون سے مخفی نہیں ہے

[۵] یعنی منسوب کومیا ایک قبیلہ تہا جو الجیرا مین قصبہ تمیون مین زراوہتن کے قریب ساحل بحر پر آیا تہا جو کہ

کہ یہ خطاب اوّل اوّل حضرت عمر فاروق نے خلیفہ رسول اللہ کی بجائے وضع کیا تھا۔

عبدالمومن کا حلیہ اور اسکے اوصاف

عبدالمومن کے مرشد ابن تومرت نے ایکدفعہ اوسے مخاطب کرکے بھری مجلس میں کہا تھا۔ تجھ میں جسقدر اوصاف موجود ہیں وہ سب درجہ کمال کو پہونچے ہوئے ہیں۔ اور یہ امر ہم سب کے لیے خوشی و مسرت کا باعث نہایت ہوگا۔ تیرا چہرہ کشادہ۔ منہ نبتسم پرنور۔ اور تیری روح خالص شریفانہ ہے۔" اسکا رنگ نکھرا ہوا۔ رخسار سرخ۔ آنکھیں سیاہ۔ پلکیں لمبی۔ ناک بلند و بالا۔ ڈاڑھی خوب بھری ہوئی۔ قد بلند۔ شہسواری میں طاق۔ اور شجاعت میں فرد تھا۔ اور اس شکل و شمائل اور اوصاف کیوجہ سے اوس کی سپاہ اوسے اپنی جان سے عزیز تر رکھتی۔ اور ارادت اور شجاعت کا مجسم نمونہ سمجھتی تھی۔ مزید بران وہ دینی طلباء سے بڑھکر متقی اور عابد و زاہد تھا۔ اور ساتھ ہی رطب اللسان شاعر بھی۔ ہمدردی اوس کے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور اس کی آواز تسخیر قلوب میں سحر تاثیر تھی۔ ان اوصاف کی بدولت سخت سے سخت متعصب اور تنگ خیال علماء کی جماعت بھی اوس کی مداح اور طرفدار ہوگئی تھی۔ اوس نے اپنے انصاف وعدالت اور انتھک مستعدی سے ہر کرومہ کو اپنا دالہ و شیدا اور مداح و ثناخوان بنالیا تھا۔ ہمیشہ مظفر و منصور رہا۔ اور کوئی بغاوت یا سازش اوسے کبھی گزند نہ پہونچا سکی وہ ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ مگر اس عمر میں بھی بقول ایک ہمعصر مورخ کے اس کا قد تیر کی طرح سیدھا۔ آنکھیں بدستور روشن اور دانت موتیوں سے زیادہ سفید تھے۔ اس کا سر بڑا۔ اور داہنے رخسارہ پر ایک مسا تھا۔ ہاتھ سخت ڈاڑھی گھنی۔ اور بیٹھے ہوئے بھی وہ بہت اونچا معلوم ہوتا تھا ۱۱۶۳ء میں اوس نے سالی سے باہر ہسپانیہ پر حملہ کرنے کے لیے اپنے تمام نامی لشکروں سے زیادہ جرار لشکر جمع کیا۔ اور روانہ ہونے ہی والا تھا۔ کہ ناگہاں پیام اجل پہونچ گیا۔ اور موت نے اُس شخص کو مغلوب کردیا۔ جس کے تند و سخت حملوں اور ضربات سے چھوٹے بڑے کسی کو مفر نہ ملتا تھا۔ المقری کا بیان ہے کہ اوس نے اس مہم کے لیے اپنے الجزائری اور تونسی صوبوں سے تین لاکھ عرب اور زناطہ اور مراکو سے ایک لاکھ اسی ہزار مورتع کئے تھے۔

عبدالمومن کا عہد حکومت عبدالمومن کے عہد کے بیشمار نشانات و آثار ابتک موجود ہین، جبل طارق کا شہر اوسی نے تعمیر کیا۔ جس کا پرانا نام بدل کر اوس نے نیا نام جبل الفتح رکھا مگر وہ پرانے نام کے مقابل فروغ نہ پکڑ سکا۔ موجودہ قلعہ جو اب فوجی قیدخانہ کا کام دیتا ہے۔ اوسی کے انجنیرون نے ۱۱۶۰ء مین بنایا تھا۔ اور نیز وہ پون چکی جو اب تک موجود ہے۔ اس پہاڑی کا ایک اہم و نمایان حصہ اوس کے نام سے موسوم ہے[۱]۔ افریقہ مین اوس نے پرانے شہر کے متصل تلمسان کا نیا قصبہ آباد کیا۔ اور رکتاسہ کو از سر نو تعمیر کرایا۔ اوس کی عمارت ۱۱۴۵ء مین شروع ہو کر ۱۱۵۰ء مین ختم ہوئی۔ تمام سلطنت کی جامع مساجد قلعے اور فصیلین اوس کے حکم سے مرمت کی گئین۔ اور قصبہ سالی کو پانی پہونچانے کے لیئے سقف نہر تیار کی گئی۔ البتہ قصبہ سبطہ (سیوٹا) کی فصیلین گرادین کیونکہ وہان کے باشندے ایکدفعہ اوس سے سرکش ہو گئے تھے۔ وہ پہلا فرمانروا تھا۔ جس نے بارقہ سے لیکر وادی نون تک تشخیص خراج و عشر کے لیئے ناپ کی مکمل طور پر پیمایش کرائی۔ اوس کے عہد مین اندرونی منتہائی قطعات کے درمیان سڑکین اور راستے بھی بالکل محفوظ ہو گئے۔ سونا اُچھالتے چلے جاؤ۔ کسی کو معترض ہونے کا یارا نہ رہگیا تھا۔ ایکدفعہ کسی دشمن نے بہ نیت قتل اُسپر حملہ کیا۔ ایک وفادار غلام نے آگے بڑھکر وار کو اپنے جسم پر روکا اور اپنے آقا پر قربان ہو گیا۔ اسوقت سے اوس نے خاص اپنے قبیلہ سے چالیس ہزار آدمیون کی محافظ شاہی فوج قایم کی۔ عبدالمومن کا وزیر ایسا خوش نصیب نہ نکلا۔ بدخواہون نے اوسے دودھ مین ملا کر زہر دیا۔ اور وہ اس کے اثر سے ہلاک ہو گیا۔

ہسپانیہ اور ٹونس پر نوجکشیان کرتے رہنے کے لیئے اوس نے بہت بڑا بیڑہ جہازات تیار و آراستہ کیا۔ اپنی سلطنت کے بنادر (ٹانجیر، سیوٹا۔ اوران اور ساحل ریف کے بندرگاہون) سے اوسے فی الفور چار سو جہاز تیار مل گئے۔ اور اسی جہاز ہسپانیہ سے آگئے۔ جس امر نے اوسے اپنی رعایا مین خاصکر بہت ہر دلعزیز بنا دیا۔ وہ یہ تہا کہ زمانہ غربت و گمنامی مین . . . . . جن لوگون نے اُسکی یا اوس کے مربی کی مدد کی تھی۔ اُس نے اُن مین سے ہر ایک کو خود بلا بلا کر کافی صلہ دیا۔ اوسکی

---

[۱] دیکھو تاریخ اندلس جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۵

خاندان کی دیرپا یادگار وہ فقرہ ہے۔ جسے وہ بالتزام اپنے تمام مراسلون کے عنوان پر لکہا کرتا تھا۔ یہ فقرہ الحمد للّٰہ وحدہٗ ہے جو مراکو مین ابتک عام مستعمل ہے۔

یوسف ثانی ۱۱۶۳ء و ۱۱۸۴ء) وفات سے کچھ عرصہ پہلے عبدالمومن نے اپنے بیٹے محمد کو جانشین مقرر کیا۔ مگر باپ کے فوت ہونے پر دوسرے بیٹے یوسف نے بہائی کو بیدخل کرکے باپ کی متروکہ سلطنت پر تصرف کرلیا کیونکہ محمد شراب کا عادی اور ایک نہایت ہی مکروہ بیماری[1] مین مبتلا تہا۔ یوسف نے ہسپانیہ کا انتظام اپنے ایک اور بہائی عمر کو تفویض کیا۔ اور خود مغرب کے نظم ونسق کی اصلاح وتکمیل شروع کی۔ اس سے فارغ ہوکر وہ ۱۱۷۰ء مین یورپ گیا۔ اور اپنے دربار کو مراکو سے ہسپانیہ کے شہر سیول (اشبیلیہ) کو منتقل کردیا۔ اور وہان کی مشہور جامع مسجد اور مسقف نہر کی تعمیر کا حکم دیا۔ جو کارمونا سے لائی گئی ہے۔ ٹولیڈو کے سوا اوس نے وہ تمام علاقے جو فرنگیون نے مسلمانون سے چھین لیئے تہے۔ پھر فتح کرلیئے۔ دس برس بعد ۱۱۸۰ء مین اوس نے ٹونس پر فوجکشی کرکے اپنی سلطنت کو اور وسیع کیا اس مہم مین اوس نے مقام گابیس کو جو باغی ہوگیا تہا فتح کیا۔ مہم مذکور سے چار برس بعد ۱۱۸۴ء مین جبکہ وہ پرتگال کے قصبہ سنٹارم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ لڑائی مین شہید ہوگیا۔ اور فوج نے اسی وقت اسکے بیٹے یعقوب اول کو جسکی عمر ۳۲ برس کی تہی اپنا بادشاہ بنالیا۔

یوسف ثانی قابلترین اور کمال عقلمند مغربی سلاطین مین شمار کیا جاتا ہے۔ وہ نہایت ہی شریف الطبع۔ فیاض اور علم کا سچا شیدائی تہا۔ طب اور فلسفہ مین بالخصوص اسے کمال دسترس تھی۔ قرآن شریف اور صحیح بخاری اوسے حفظ تھی۔ اور کتابون کے جمع کرنے کا بھی اوسے بے اندازہ شوق تھا۔ افلاطون اور ارسطو کی کتابون کو بڑے شوق سے مطالعہ کیا کرتا تہا۔ مشہور زمان علامہ اجل قاضی قرطبہ محمد ابن رشد جسے یوروپین "ایورروس" لکھتے ہین۔ اسی علم دوست فرمانروا کے درباریون مین سے تھا۔ جسکو زمانہ کے دیگر مشہور فضلا کی طرح اوس نے اپنے پاس بلالیا تھا۔ ابن رشد اپنے مربی کے فرزند یعقوب المنصور کے عہد مین ۱۱۹۹ء مین فوت ہوا۔

[1] یہ برص کی مرض تھی۔ مترجم ۱۲

یعقوب نے اوسے وفات سے چند برس پہلے ایک عبارت کو جس مین زہرہ کو بھی بتایا گیا تھا۔ پھر فہا ترجمہ کرنے کے الزام مین کچھ دن قید بھی کر دیا تھا۔ مشہور اطبا اون زہرہ (ابن زہرہ) دادون بیس دابن باجا) بھی یعقوب کے عہد مین گذرے۔ یوسف کے طریق حکمرانی کے متعلق ایک نمایان امر یہ تھا کہ اوس نے دین کے گورنرون کو اگرچہ کامل اختیارات دے رکھے تھے۔ لیکن کسی کو کبھی سرکشی یا نافرمانی کا یارا نہ ہوا۔ اس کی بڑی وجہ تھی کہ اوسے قابل اور صادق آدمیون کے پہچاننے کا خاص ملکہ خداوند کریم نے عطا کر رکھا تھا۔ صرف افریقیہ سے اوسے سالانہ خراج مین اس قدر اشرفیان آتی تھین۔ کہ وہ ایک سو پچاس خچرون پر بار ہوتی تھین۔ سیبول یعنی علاقہ ہسپانیہ سے بھی اوسے اسیقدر آمدنی ہوتی۔ بوجہ تلمسان۔ اور مراکو کی آمدنیان۔ ان سے علاوہ تھین۔ اوس نے گو اپنے بھائی کو بیدخل کر دیا تھا۔ مگر اوس کے عہد مین جسقدر طلائی سکے مضروب ہوئے اوپر اوس کے بڑے بھائی محمد کا ہی نام منقوش ہوتا تھا۔

ترکون کی آمد افریقہ مین } ترکی قوم پہلے پہل اوسی کے عہد مین ممالک باربری مین پہونچی یہ ۱۱۸۵ء کا واقعہ ہے۔ اسوقت کسی کے خواب وخیال مین بھی نہین تھا کہ یہ قوم صدیون تک شمالی افریقہ کے حصۂ کثیر کی مالک رہیگی۔ مگر اس کے باوصف اوسے مراکو یا ہسپانیہ مین کبھی اپنے قدم جمانیکا موقعہ نہ ملا۔ گو مراکشی فوج ملیشیا مین ہسپانیون یونانیون۔ اور دیگر اجنبیون کی طرح ترک بھی کئی دفعہ نوکر رکھے جاتے رہے۔

یعقوب المنصور ۱۱۸۴-۱۱۹۹ء } اہالی یورپ مین مولائی ادریس اور مولائی اسمٰعیل کے سوا اور کسی مغربی فرمانروا کا نام اسقدر مشہور نہین جسقدر کہ اس شہزادہ کا جسے ۱۱۸۴ء مین نشارم کے سامنے اہالی مغرب کا بادشاہ مشتہر کیا گیا اور المنصور کا لقب دیا گیا۔ اوسے اپنے باپ کے قابل تعریف نظم ونسق کو دیکھنے کا ہی موقعہ نہ ملا تھا۔ بلکہ یوسف نے اکثر خود مختار بادشاہون کے برعکس جنکو اپنے ولی عہد وغیرہ عموماً بہت کم اعتبار ہوتا ہے۔ اوسے قابل تعریف اعتماد وعقلمندی سے کام لیکر اپنا ایک طرح سے وزیر بناکر اصول جہانبانی مین خوب ماہر کر دیا ہوا تھا۔ اس اعلیٰ

تربیت و تلقین نے اپنا اثر فی الفور محسوس کرا دیا۔ یعقوب دراز قامت اور خوش شکل نوجوان تھا۔ رنگ گورا آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی۔ ہاتھ پاؤں خوب مضبوط۔ دہن چوڑا۔ اور آواز بلند تھی۔ اور متقی اور ساده پہننا ایسا تھا کہ تا دم مرگ سیدھی اون کی پوشاک کے سوا کبھی پر تکلف لباس نہ پہنا۔ عبدالوہاب اور ابن خلدون لکھتے ہیں "اس کی زبان نہایت شستہ اور گفتگو کمال مہذب تھی۔ اور وہ اپنے زمانہ کا نہایت ہی صادق القول اور راستباز شخص تھا۔ اور خواہ اس کی اپنی ذات یا خاندان کو کیسا ہی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو۔ وہ سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہ دیتا تھا" اس کا اصول "علی اللہ توکلت" یعنی یہ تھا کہ میرا کل بھروسہ خدا پر ہے۔ اکثر مراکشی سلاطین کی طرح اس کی والدہ بھی ایک عیسائی کنیز تھی۔

ملکی رسم و آئین کے مطابق اوس کے تخت نشین ہونے پر اس کے دو بھائی اور ایک چچا قتل کروا دیئے گئے کہ کہیں سلطنت کے مدعی بنکر فتنہ و شر کا باعث نہ ہوں۔ مگر اس کی سلطنت کو استحکام کی شہادت پہلے ہی دن دنیا کو اس تدبیر سے بدرجہا زیادہ موثر تدابیر سے مل گئی تھی۔ کہ خزانہ شاہی سے ایک لاکھ اشرفیاں محتاجوں اور غربا میں تقسیم کیگئیں۔ تمام زندانوں کے دروازے کھولدیئے گئے۔ کل ناانصافیوں کی عام داد رسی کی گئی۔ اور دعویداروں کے دعوی بیباق کر دیئے گئے۔ ان تدابیر سے ایسا عمدہ طریق حکومت رائج ہو گیا کہ بقول مصنف روض القرطاس جب تک یعقوب المنصور زندہ رہا۔ اکیلی عورت بلا خوف و خطر دانوں سے بارقہ تک سفر کر سکتی تھی۔ اسی مورخ کا قول ہے کہ "موحدی سلاطین میں وہ عظیم ترین فرمانروا اور ہر پہلو و لحاظ سے نہایت ہی بلند حوصلہ اور عالی ظرف تھا۔ اوس کی حکومت اعلے درجہ کی تھی۔ اس نے خزانہ کو معمور کر دیا۔ اپنی طاقت کو بہت بڑھا لیا۔ اوس کے افعال بالکل بقدر بادشاہ کے شایان حال تھے۔ مذہب میں بڑا راسخ الاعتقاد تھا مسلمانوں کیساتھ بڑی بھلائی کی خدا وند کریم اپنے فضل و کرم سے جو بڑا رحیم و غفور ہے۔ اسپر رحم فرمائے۔ وہ بڑا ہی نیک مرد تھا اور سکا انصاف کا دلدادہ اور ہمیشہ خود عدالت کیا کرتا تھا۔ د کو بعض اوقات وہ ایسے لوگوں کو جو حقیقت شہادتیں لیکر اوسکے سامنے جاتے کوڑے سے بھی پٹوا دیا کرتا تھا، بلکہ وہ احکام شریعت کا بھی از حد پابند تھا۔ پانچوں وقت کی نماز باجماعت جامع مسجد

آخرکار اس کے معتقدین کا مقابلہ بادشاہی افواج سے بھی ہو پڑا۔ اور اگرچہ انہوں نے سلطانی سپاہیوں کے ایک دستہ کو جو اونکے علاقہ میں محاصل وصول کرنیکے لیے گیا تھا منتشر کر دیا۔ مگر مراکش کی فصیل کے متصل اونکو سخت شکست ملی۔ اور ابن تومرت کے دس رفقا میں سے ایک اس معرکہ میں ہلاک ہوا۔ اس پر کل بربروں نے عام بغاوت کر دی۔ ساتوں سرغنہ مسمودہ قبائل[1] ابن تومرت کے ساتھ مل گئے۔ اور اونکے اتفاق سے اوس کی طاقت بے اندازہ قوت پکڑ گئی۔ اس نے اونکی مدد سے باقی ماندہ بربروں کو مطیع و منقاد بنا لیا۔ جو اسوقت سے اس کے ہمراہی ہو گئے۔ ہر ایک قبیلہ کے سرداروں سے منتخب کر کے لشکر کی درستی و ترتیب کے لیے پچاس اعیان کی مجلس کی ماتحتی سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ عبدالمومن کو کل معاملات کی عنان سپرد کیگئی۔ اور ابن تومرت پہلے سے زیادہ ریاضت و عبادت میں منہمک ہو گیا اس تدبیر سے وسطی اٹلس کے مسمودہ زناطہ جو پہلے ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اپنے قدیم اعدا المتونا سنہاجیوں کے برخلاف متحد و متفق ہو گئے۔

اس موقعہ پر ابن تومرت کے فوت ہو جانے سے اوس کے شاگرد عبدالمومن کو جو ذہنیت بجائے سپاہگری کیطرف زیادہ مایل تھا۔ بالکل کھلا میدان مل گیا۔ اور وہ ایک ایسی زبردست حکومت اور عظیم الشان خاندان کا بانی ہوا۔ جس کے برابر مراکو میں کوئی خاندان نہیں گذرا۔

عبدالمومن از ۱۱۳۰ء تا ۱۱۶۳ء

شاگرد بھی استاد سے کچھ کم عیار نہ تھا۔ مہدی کی وفات پر خلیفہ کے انتخاب میں تنازعہ و مقابلہ ہونے کے امکانی اندیشہ روک تھام کے لیے اوس نے ایک عجیب بندش بندی کی اور اس میں اُسے کامیابی بھی پوری پوری ہوئی۔ اوس نے ایک شیر کو اپنے ساتھ ایسا ہلایا۔ کہ وہ کتے کیطرح اس کے پیچھے پیچھے چلتا اور ایک پرندہ کو یہ فقرہ سکھایا کہ فتح و قوت خلیفہ عبدالمومن کی ملک ہیں۔ ابن تومرت کے مرنے پر مجلس

---

[1] یہ سات قبیلے حسب ذیل تھے۔ حنظاط۔ و عدمیوا جو اسوقت تک موجود ہیں غرفیہ و تن مالل جو جنگی لڑائیوں میں معدوم یا منتشر ہو گئے۔ قومیہ۔ غورفیہ۔ اور ہزرجہ۔ تن مالل نے ابن تومرت کی قبر کو اپنا مسکن و مرکز بنا لیا تھا۔ اور موحدین کے زوال کے بعد بھی اُنکا یہ اعتقاد رہا کہ ابن تومرت ایکدفعہ پھر آکر موحدین کی سلطنت کو قایم کریگا۔ ایک قبیلہ کی شاخ موسومہ سکسا وا عرصہ دراز تک خودمختار رہکر اپنے جدا امیر مقرر کرتی رہی

اعیان جب جانشین کے انتخاب کے لیئے جمع ہوئی۔ تو ایک شیر بے تحاشا جنگل سے دوڑتا ہوا اندر آگھسا۔ جسے دیکھتے ہی اور تو سب جان کے خوف سے بھاگ گیئے۔ مگر عبدالمومن بدستور بیٹھا رہا۔ اور شیر بجائے اس کے اس کے حملہ کرے۔ آکر اوس کے قدمونپر لوٹنے پوٹنے لگ گیا۔ اوسیوقت ایک پرندہ نے جو پہلے نظرون سے غایب تہا۔ اس ہلچل مین اپنا سکھا ہوا فقرہ بلند آواز سے پکار دیا۔ ان دونون امور کا اثر جادو سے بڑھکر ہوا۔ تمام مخالفین ہی عبدالمومن کا نقرئی سکہ جو پہل نانک شاہی یا مغلی زمانہ کے نصف روپیہ کے برابر تہا۔ اس کے ایک طرف الحمد للہ رب العالمین۔ اور دوسری طرف ابو محمد عبدالمومن امیر المومنین۔ نقش ہے۔ ایک ایسا سکہ جو قصبہ جین واقعہ ہسپانیہ مین ضرب ہوا۔ لندن کے عجایب گھر مین رکھا ہے۔

جب عبدالمومن منتخب ہوا۔ اسوقت علی بن یوسف بین تاشفین حکمران تھا۔ موحدین نے اگرچہ آئندہ برسون مین سنہ ۱۱۴۶ء تک درعہ کا کل علاقہ اور وسطی امرا کو فتح کرلیا۔ لیکن سلطنت کا قبضہ کہین بیس ایک برس کے بعد جاکر منتقل ہوا۔ اسوقت تک اونھون نے سات برس کی مسلسل معرکہ آرائی کے دوران مین اپنی جنگی کارروائیون کو ہسپانیہ تک وسیع کردیا۔ اس ملک مین اونھون نے پہلے کیڈز کو اور یجہ سنہ ۱۱۴۴ء مین قصبہ اکسیر یس کو فتح کیا۔ دو برس بعد اون کے بربر معاونون نے قاضی کی مدد سے مرابطین کو قدیم پایہ تخت قرطبہ سے خارج کردیا۔ موحدی قبضہ سے پہلے اس شہر پر عیسائیون نے مسلمانون کی باہمی خانہ جنگیون سے فایدہ اوٹھاکر حملہ کیا تہا۔ اور اس مین داخل ہوکر تمام شہر کو لوٹ لیا۔ اور جامع مسجد مین اپنے گھوڑے باندھے تھے۔ مگر وہ قبضہ کرنے کی نیت سے نہین۔ بلکہ محض تاخت و تاراج کے لیئے آئے تھے۔ شہر کو لوٹ کھسوٹ کر چلدیئے۔ سنہ ۱۱۲۵ء مین ملاگہ فتح ہوا۔ اور اسی سال عبدالمومن نے بمقام سبول اپنے تیئن شاہ اندلسیہ مشتہر کیا۔ گو غرناطہ پر اس کا قبضہ اس سے دس برس بعد سنہ ۱۱۵۵ء مین ہوا۔

افریقہ مین بھی اس دوران مین موحدین کو پے درپے فتوحات حاصل ہوئین سب سے پہلے سنہ ۱۱۴۳ء مین آورن اور تلمسان۔ پھر فاس۔ سالی اور سیوٹا مصاحبت مسخر ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۶ء مین مراکش گیارہ مہینون کے بعد فتح ہوا۔ بقول ابن اثیر مراکش مرابطیون کے ہاتھ سے اون کے سپاہوی تنخواہدار سپاہیون کے علیحدہ

ہو جانے کی وجہ سے نکالے گئے۔ بعد اغمات اور ٹانجیر فتح ہوئے۔ اور بالآخر مراکش سات برس کے محاصرہ کے بعد ۱۱۴۶ء میں مسخر ہوا۔ اسی سال میں عبدالمومن کے پاس اسلامی سپین کے تقریباً تمام حکمرانوں نے حاضر ہو کر اطاعت کی حلف اٹھائی۔ اس جزیرہ نما میں پرانے یعنی مرابطی خاندان کی معدومیت اور نئے خاندان کے قیام کے درمیانی زمانہ میں پھر بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئی تھیں۔ المقری لکھتا ہے "جس طرح بنی امیہ کے زوال پر ان کے جرنیلوں اور گورنروں نے اس وسیع سلطنت کے صوبوں کو آپس میں بانٹ لیا تھا۔ اسی طرح اب بڑے بڑے صوبوں کے گورنر تو بجائے خود رہے چھوٹے چھوٹے گورنروں۔ رئیسوں اور ایسے مقتدر آدمیوں میں سے ہر ایک نے جن کے پاس چند ہمراہی اور ضرورت کے وقت پناہ لینے کے لئے کوئی چھوٹا موٹا قلعہ تھا۔ اپنے آپ کو سلطان کے لقب سے ملقب کر کے بادشاہی کے دیگر لوازمات بھی اختیار کر لیئے۔ مؤرخ ابن خلدون کا یہ قول بالکل درست ہے کہ اسوقت اندلس یہ عجیب و غریب نظارہ دنیا کو دکھلا رہی تھی۔ کہ جتنے اس میں شہر اور قصبے تھے اتنے ہی بادشاہ موجود تھے" ان چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کے مطیع ہو جانے کے وقت سے موحدین کا اقتدار کل اسلامی اندلس پر غالب ہو گیا۔ اس سے دو برس بعد ۱۱۵۲ء میں عبدالمومن نے اپنے مشرقی ہمسایوں کی طرف عنان توجہ منعطف کی۔ اور الجیریا پر حملہ کر دیا۔ الجیریا قسطنطین، در بیجا تا ۱۱۵۳ء تک فتح ہو گئے۔ اور چند سال بعد ۱۱۶۰ء میں۔ بوجیہ ٹونس۔ قیروان۔ سوسا۔ گابیس۔ سفکس۔ مہدویہ۔ طرابلس اور بارقہ بھی مطیع و منقاد ہو گئے۔ اور مغربی سلطنت اپنی انتہائی وسعت کو پہنچ گئی۔ مہدویہ جزیرہ سسلی کے مسیحی نارمن لوگوں سے فتح کیا گیا تھا۔ جو ۱۱۴۸ء سے اُس پر قابض چلے آتے تھے۔

عبدالمومن الکومی۔ ایک کمہار کے فرزند کے عہد کی فتوحات کی یہ ہے مختصر فہرست جو اوپر درج ہوئی ہے۔ اس اولین موحدی امیر نے ۱۱۴۷ء میں امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا۔ موحدی امراء نے خلافت کا بھی دعویٰ نہ کیا۔ بلکہ خلفاء راشدین کا لقب پسند کیا جو عموماً صرف حضرت سرور کائنات کے پہلے چار جانشینوں تک محدود رکھا جاتا ہے۔ زمانہ وسطیٰ کے عیسائی نویسندے امیر المومنین کو بگاڑ کر اپنی زبانوں میں میرامولین لکھا کرتے تھے۔ اسلامی تاریخ کے جاننے والوں سے مخفی نہیں

۱؎ یعنی منسوب کومیا ایک قبیلہ تھا۔ جو الجیریا میں قصبہ تیموسن و نزادیتا کے قریب ساحل بحر پر آباد تھا۔ سیکنڈر

کہ یہ خطاب اوّل اوّل حضرت عمر فاروق نے خلیفہ رسول اللہ کی بجائے وضع کیا تھا۔

عبدالمومن کا حلیہ اور اسکے اوصاف

عبدالمومن کے مزبی ابن تومرت نے ایکدفعہ اوسے مخاطب کرکے بھری مجلس میں کہا تھا "تجھ میں جسقدر اوصاف موجود ہیں وہ سب درجہ کمال کو پہونچے ہوئے ہیں۔ اور یہ امر ہم سب کے لیئے خوشی و مسرت کا باعث ثابت ہوگا۔ تیرا چہرہ کشادہ۔ منہ تبسم ریز۔ اور تیری روح خالص شریفانہ ہے" اسکا رنگ نکھرا ہوا۔ رخسار سرخ۔ آنکھیں سیاہ۔ پلکیں لمبی۔ ناک بلند و بالا۔ ڈاڑھی خوب بھری ہوئی۔ قد میانہ۔ شہسواری میں طاق۔ اور شجاعت میں فرد تھا۔ اور اس شکل و شمائل اور اوصاف کیوجہ سے اوس کی سپاہ اوسے اپنی جان سے عزیز تر رکھتی۔ اور امارت اور شجاعت کا مجسم نمونہ سمجھتی تھی۔ مزید براں وہ دینی طلباء سے بڑھکر متقی اور عابد و زاہد تھا۔ اور ساتھ ہی رطب اللسان شاعر بھی۔ ہمدردی اوس کے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور اس کی آواز تسخیر قلوب میں سحر تاثیر تھی۔ ان اوصاف کی بدولت سخت سے سخت متعصب اور تنگ خیال علماء کی جماعت بھی اوس کی مداح اور طرفدار ہوگئی تھی۔ اوس نے اپنے انصاف و عدالت اور انتھک مستعدی سے ہر کہ ومہ کو اپنا دالہ و شیدا اور مداح و ثناخوان بنالیا تھا۔ ہمیشہ مظفر و منصور رہا۔ اور کوئی بغاوت یا سازش اوسے کبھی گزند نہ پہونچا سکی وہ ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ مگر اس عمر میں بھی بقول ایک ہمعصر مورخ کے اس کا قد تیر کی طرح سیدھا۔ آنکھیں بدستور روشن اور دانت موتیوں سے زیادہ سفید تھے۔ اس کا سر بڑا۔ اور دائیں رخسارہ پر ایک مسا تھا۔ ہاتھ سخت اور ڈاڑھی گھنی۔ اور بیٹھے ہوئے بھی وہ بہت اونچا معلوم ہوتا تھا

سنہ ۱۱۶۳ء میں اوس نے سالی سے باہر مسیحی ہسپانیہ پر حملہ کرنے کے لیے اپنے تمام سابقہ لشکروں سے زیادہ جرار لشکر جمع کیا۔ اور روانہ ہونے ہی والا تھا۔ کہ ناگہان پیام اجل پہونچ گیا۔ اور موت نے اوس شخص کو مغلوب کردیا۔ جس کے تند و سخت حملوں اور ضربات سے چھوٹے بڑے کسی کو مفر نہ ملتا تھا۔ المقری کا بیان ہے کہ اوس نے اس مہم کے لیئے اپنے الجزائری اور تونسی صوبوں سے تین لاکھ عرب اور زناطہ اور مراکو سے ایک لاکھ اسی ہزار سوار جمع کئے تھے۔

عبدالمومن کا عہد حکومت

عبدالمومن کے عہد کے بیشمار نشان و آثار ابتک موجود ہین۔ جبل طارق کا شہر اوسی نے تعمیر کیا۔ جس کا پرانا نام بدل کر اوس نے نیا نام جبل الفتح رکہا مگر وہ پرانے نام کے مقابل فروغ نہ پکڑ سکا۔ موجودہ قلعہ جو اب فوجی قیدخانہ کا کام دیتا ہے۔ اوسی کے انجنیروں نے ۱۱۶۰ء مین بنا کیا تہا۔ اور نیز وہ پون چکی جو اب تک موجود ہے۔ اس پہاڑی کا ایک اہم و نمایان حصہ اوس کے نام سے موسوم ہے[۱] افریقہ مین اُس نے پرانے شہر کے متصل تلمسان کا نیا قصبہ آباد کیا۔ اور رکتامہ کو از سر نو تعمیر کرایا کل عمارت [illegible] ۱۱۴۲ء مین شروع ہو کر ۱۱۴۴ء مین ختم ہوئی۔ تمام سلطنت کی جامع مساجد قلعے اور فصیلین اوس کے حکم سے مرمت کی گئین۔ اور قصبہ سالی کو پانی پہونچانے کے لیے سقف نہر تیار کی گئی۔ البتہ قصبہ سبطہ (سیوٹا) کی فصیلین گرا دین کیونکہ وہان کے باشندے ایکدفعہ اُس سے سرکش ہو گئے تھے۔ وہ پہلا فرمانروا تہا۔ جس نے بارقہ سے لیکر وادنون تک تشخیص خراج و عشر کے لیے ملک کی مکمل طور پر پیمائش کرائی۔ اوس کے عہد مین اندرونی منتہائی قطعات کے درمیان سڑکین اور راستے بھی بالکل محفوظ ہو گئے۔ سونا اُچھالتے چلے جاؤ۔ کسی کو معترض ہونے کا یارا نہ رہگیا تہا۔ ایکدفعہ کسی دشمن نے بہ نیت قتل اُسپر حملہ کیا۔ ایک وفادار غلام نے آگے بڑھ کر وار کو اپنے جسم پر روکا اور اپنے آقا پر قربان ہو گیا۔ اسوقت سے اوس نے خاص اپنے قبیلہ سے چالیس ہزار آدمیون کی محافظ شاہی فوج قائم کی۔ عبدالمومن کا [illegible] ایسا خوش نصیب [illegible] نے اوسے دودہ مین ملا کر زہر دیا۔ اور وہ اس کے اثر سے ہلاک ہو گیا۔

ہسپانیہ اور ٹونس پر فوجکشیان کرتے رہنے کے لیے اوس نے بہت بڑا بیڑہ جہازات تیار و آراستہ کیا۔ اپنی سلطنت کے بنادر ٹانجیر، سیوٹا، اوران اور ساحل ریف کے بندرگاہون سے اوسے فی الفور چارسو جہاز تیار مل گئے۔ اور اسی جہاز ہسپانیہ سے آ گئے۔ جس امر نے اوسے اپنی رعایا مین خاصکر بہت ہر دلعزیز بنا دیا۔ وہ یہ تہا کہ زمانہ غربت و گمنامی مین . . . . . . جن لوگون نے اُسکی یا اوس کے مربی کی مدد کی تہی۔ اُس نے اُن مین سے ہر ایک کو خود بُلا بُلا کر کافی صلہ دیا۔ اوسکو

---

[۱] دیکھو تاریخ المقری جلد ۱ صفحہ ۲۱۵۔

خاندان کی دیرپا یادگار وہ فقرہ ہے۔ جسے وہ بالتزام اپنے تمام مراسلون کے عنوان پر لکھا یا کرتا تھا۔ یہ فقرہ الحمد للہ وحدہٗ ہے جو مراکو مین ابتک عام مستعمل ہے۔

یوسف ثانی ۱۱۶۳ء و ۱۱۸۴ء

وفات سے کچھ عرصہ پہلے عبدالمومن نے اپنے بیٹے محمد کو جانشین مقرر کیا۔ مگر باپ کے فوت ہونے پر دوسرے بیٹے یوسف نے بھائی کو بیدخل کرکے باسانی تمام تاج و تخت پر تصرف کرلیا۔ کیونکہ محمد شراب کا عادی اور ایک نہایت ہی مکروہ بیماری مین مبتلا تھا[5]۔ یوسف نے ہسپانیہ کا انتظام اپنے ایک اور بھائی عمر کو تفویض کیا۔ اور خود مغرب کے نظم ونسق کی اصلاح وتکمیل شروع کی۔ اس سے فارغ ہوکر وہ ۱۱۷۰ء مین یورپ گیا۔ اور اپنے دربار کو مراکو سے ہسپانیہ کے شہر سیویل (اشبیلیہ) کو منتقل کردیا۔ اور وہان کی مشہور جامع مسجد اور مسقف نہر کی تعمیر کا حکم دیا جو کاربونا سے لائی گئی ہے۔ ٹولیڈو کے سوا اوس نے وہ تمام علاقے جو فرنگیون نے مسلمانون سے چھین لیئے تھے۔ پھر فتح کرلیے۔ دس برس بعد ۱۱۸۰ء مین اوس نے ٹونس پر فوجکشی کرکے اپنی سلطنت کو اور وسیع کیا۔ اس مہم مین اوس نے مقام گابیس کو جو باغی ہوگیا تھا فتح کیا۔ مہم مذکور سے چار برس بعد ۱۱۸۴ء مین جبکہ وہ پرتگال کے قصبہ سنٹارم کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا۔ لڑائی مین شہید ہوگیا۔ اور فوج نے اوسی وقت اوسکے بیٹے یعقوب اول کو جسکی عمر ۲۱ برس کی تھی اپنا بادشاہ بنالیا۔

یوسف ثانی قابلترین اور کمال عقلمند مغربی سلاطین مین شمار کیا جاتا ہے۔ وہ نہایت ہی شریف الطبع۔ فیاض اور علم کا سچا شیدائی تھا۔ طب اور فلسفہ مین بالخصوص اوسے کمال دسترس تھی۔ قرآن شریف اور صحیح بخاری اوسے حفظ تھی۔ اور کتابون کے جمع کرنے کا بھی اوسے بے اندازہ شوق تھا۔ افلاطون اور ارسطو کی کتابون کو بڑے شوق سے مطالعہ کیا کرتا تھا۔ مشہور زمان علامہ اجل قاضی قرطبہ محمد ابن رشد جسے یورپین "ایورروس" لکھتے ہین۔ اسی علم دوست فرمانروا کے درباریون مین سے تھا۔ جسکو زمانہ کے دیگر مشہور فضلا کی طرح اوس نے اپنے پاس بلالیا تھا۔ ابن رشد اپنے مربی کے فرزند یعقوب المنصور کے عہد مین ۱۱۹۹ء مین فوت ہوا۔

---

[5] یہ برص کی مرض تھی۔ مترجم ۱۲

یعقوب نے اوسے وفات سے چند برس پہلے ایک عبارت کو جس مین زہرہ کو ہی بنایا گیا تھا۔ پھر فہا ترجمہ کرنے کے الزام مین کچھ دن قید بھی کر دیا تھا۔ مشہور اطبا اون و ابن زہرہ (داون ہیس دابن باجا) بھی یعقوب کے عہد مین گذرے۔ یوسف کے طریق حکمرانی کے متعلق ایک نمایان امر یہ تھا کہ اوس نے میدان کے گورنرون کو اگرچہ کامل اختیار دے رکھے تھے۔ لیکن کسی کو کبھی سرکشی یا نافرمانی کا یارا نہ ہوا۔ اس کی بڑی وجہ بھی کہ اوسے قابل اور صادق آدمیون کے پہچاننے کا خاص ملکہ خداوند کریم نے عطا کر رکھا تھا۔ صرف افریقیہ سے اوسے سالانہ خراج مین اس قدر اشرفیان آتی تھین کہ وہ ایک سو پچاس خچرون پر بار ہوتی تھین۔ سبول یعنی علاقہ ہسپانیہ سے بھی اوسے اسیقدر آمدنی ہوتی بوجہ لسانات۔ اور مراکو کی آمدنیان ان سے علاوہ تھین۔ اوس نے گو اپنے بھائی کو بیدخل کر دیا تھا۔ مگر اوس کے عہد مین جسقدر طلائی سکے مضروب ہوئے اون پر اوس کے بڑے بھائی محمد کا ہی نام منقوش ہوتا تھا۔

ترکون کی آمد افریقہ مین — ترکی قوم پہلے پہل اوسی کے عہد مین ممالک باربری مین پہونچی یہ سنہ ۱۱[illegible]ء کا واقعہ ہے۔ اسوقت کسی کے خواب و خیال مین بھی نہین تھا کہ یہ قوم صدیون تک شمالی افریقہ کے حصۂ کثیر کی مالک رہیگی۔ مگر اس کے باوصف اوسے مراکو یا ہسپانیہ مین کبھی اپنے قدم جمانیکا موقعہ نہ ملا۔ گو مراکشی فوج ملیشیا مین ہسپانیون یونانیون۔ اور دیگر اجنبیون کی طرح ترک بھی کئی دفعہ نوکر رکھے جاتے رہے۔

یعقوب المنصور ۱۱۸۴-۱۱۹۹ء — اہالی یورپ مین مولائی ادریس اور مولائی سمعیل کے سوا اور کسی مغربی فرمانروا کا نام اسقدر مشہور نہین۔ جسقدر کہ اس شہزادہ کا جسے سنہ ۱۱۸۴ء مین سنٹارم کے سامنے اہالی مغرب کا بادشاہ مشتہر کیا گیا اور المنصور کا لقب دیا گیا۔ اوسے اپنے باپ کے قابل تعریف نظم و نسق کو دیکھنے کا ہی موقعہ نہ ملا تھا۔ بلکہ یوسف نے اکثر خودمختار بادشاہون کے برعکس جنکو اپنے ولی عہد و نیز عموماً بہت کم اعتبار ہوتا ہے۔ اوسے قابل تعریف اعتماد و عقلمندی سے کام لیکر اپنا ایک طرح سے وزیر بناکر اصول جہانبانی مین خوب ماہر کر دیا ہوا تھا۔ اس اعلی

تربیت و تلقین نے اپنا اثر فی الفور محسوس کرا دیا۔ یعقوب دراز قامت اور خوش شکل
نوجوان تھا۔ رنگ گورا آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی۔ ہاتھ پاؤن خوب مضبوط۔ دہن
چوڑا۔ اور آواز بلند تھی۔ اور متقی اور سادگی پسند ایسا تھا کہ تا دم مرگ سیدہی
اون کی پوشاک کے سوا کبھی پر تکلف لباس نہ پہنا۔ عبد الواحد اور ابن خلدون
لکھتے ہین کہ اس کی زبان نہایت شستہ اور گفتگو کمال مہذب تھی۔ اور وہ اپنے
زمانہ کا نہایت ہی صادق القول اور مستثنا شخص تھا۔ اور خواہ اس کی اپنی ذات
یا خاندان کو کیسا ہی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو۔ وہ سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔
اس کا اصول یہ تھا علی اللہ توکلت یعنی یہ تھا کہ میرا کل بھروسہ خدا پر ہے۔ اکثر مراکشی سلاطین
کی طرح اس کی والدہ بھی ایک عیسائی کنیز تھی۔

ملکی رسم و آئین کے مطابق اوس کے تخت نشین ہونے پر اس کے دو بھائی اور ایک
چچا قتل کروا دیئے گئے کہ کہین سلطنت کے مدعی بنکر فتنہ و شر کا باعث نہ ہون۔ مگر اس کی
سلطنت کو استحکام کی شہادت پہلے ہی دین دُنیا کو اس تدبیر سے بدرجہا زیادہ موثر تدابیر
سے مل گئی تھی۔ کہ خزانہ شاہی سے ایک لاکھ اشرفیان محتاجون اور غربا مین تقسیم کیگئین۔
تمام زندانون کے دروازے کہولدیئے گئے۔ کل نا انصافیون کی عام داد رسی کی گئی۔
اور دعویدارون کے دعوی بیباق کر دیئے گئے۔ ان تدابیر سے ایسا عمدہ طریق
حکومت رائج ہوگیا کہ بقول مصنف روض القرطاس جب تک یعقوب المنصور زندہ رہا۔ اکیلی
عورت با خوف و خطر ادنون سے بارقہ تک سفر کر سکتی تھی۔ اسی مورخ کا قول ہے
کہ موحدی سلاطین مین وہ عظیم ترین فرمانروا تھا اور ہر پہلو و لحاظ سے نہایت ہی بلند حوصلہ
اور عالی ظرف تھا۔ اوس کی حکومت علے درجہ کی تھی۔ اس نے خزانہ کو معمور کر دیا۔ اپنی
طاقت کو بہت بڑہا لیا۔ اوس کے افعال جلیل القدر بادشاہ کے شایان شان تھے۔ مذہب
مین بڑا راسخ الاعتقاد تھا۔ مسلمانون کیساتھ بڑی بھلائی کی۔ خدا وند کریم اپنے
فضل و کرم سے جو بڑا رحیم و غفور ہے۔ اسپر رحم فرمائے۔ وہ بڑا ہی نیک مرد تھا
اوسکا انصاف کا ولدادہ اور ہمیشہ خود عدالت کیا کرتا تھا۔ وگو بعض اوقات وہ ایسے
لوگون کو جو حقیقت شہادتین لیکر اوسکے سامنے جاتے کوڑے بھی پٹوا دیا کرتا تھا،
بلکہ وہ احکام شریعت کا بھی از حد پابند تہا۔ پانچون وقت کی نماز باجماعت جامع مسجد

پہلے ۱۲۰۶ء مین آئی تھی۔
انقراض سلطنت کی العقاب کی شکست کے بعد کچھہ دن اشبیلہ رہکر ناصر مراکش کو لوٹ گیا ایک سال بعد وہ رات کے وقت بھیس بدل کر شاہی محلسرا کے باغات مین ٹہل رہا تہا۔ کہ محافظون نے چور سمجھہ کر اوسے قتل کر دیا۔ اوس کی وفات پر سلطنت پارہ پارہ ہو گئی ہسپانیہ کے اسلامی علاقو کا بہت سا حصہ عیسائی پہلے ہی سے چھین چکے تھے۔ اب فاس پر عبدالحق مرینی قابض ہو گیا۔ اور مرینی خاندان کی حکومت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ موحدی خاندان کے پاس صرف مراکش باقی رہ گیا تہا۔ وہان ناصر کے بعد اسکا بیٹا یوسف ثالث المستنصر باللہ تخت نشین ہوا عبدالاحد اور ابن خلدون کا بیان ہے کہ مان بھی ایک عیسائی کنیز تھی۔ مگر روض القرطاس کا مصنف اس سے اختلاف کرتا ہے۔
عیسائی پادری کی المستنصر خوبصورت وجیہہ اور فصیح البیان نوجوان تہا۔ مگر پرلے درجہ کا کاہل یہانتک کہ تخت نشینی سے تا دم مرگ ایک دفعہ بھی دارالخلافہ سے باہر نہ نکلا۔ اسلامی قبضہ کے بعد عیسائی پادریون کی پہلی مشن اسی کے عہد مین مراکو پہنچی۔ جسے ۱۲۱۴ء مین اٹلی کے شہر اسیسی کے مشہور عیسائی ولی اور امام سینٹ فرانسس نے روانہ کیا تہا۔ اسی کے عہد مین پہلی مرتبہ عیسائی پادری ۱۲۲۰ء مین اپنے دین پر مراکو مین قربان ہوئے۔ اور اوسی کے زمانہ مین پہلا مسیحی کنیسہ ۱۲۲۲ء مین بمقام مراکش قایم ہوا۔ یوسف عیش وعشرت مین منہمک رہا اور اس کی سلطنت کی رہی سہی طاقت اور زیادہ انحطاط پکڑتی گئی۔ وہ اسی لہو ولعب کی حالت مین ۱۲۲۳ء مین دوسرے کو رخصت ہو گیا۔
اس کی وفات پر یوسف ثانی کا ایک بیٹا اور متوفی کا بھائی عبدالواحد اول تخت نشینی کے لیے منتخب کیا گیا کیونکہ وہ پختہ عمر اور بہت عقلمند تہا۔ لیکن بادشاہ ہوکر وہ کوئی نمایان قابلیت نہ دکھا سکا۔ اور نو ماہ کے بعد موحدی شیوخ نے اوسے خلع پر مجبور کیا۔ اور پھر دو ایک دن بعد ہلاک کر دیا گیا۔ باغیون نے اوس کے سر کو محل کے حوض میں جب تک دم نکلا ڈبوئے رکھا۔ پھر اوسی کی دستار سے پھانسی پر لٹکا دیا۔ عوام نے اس کا لقب المخلوع[1] (چھوڑ دیا گیا) مقرر کیا۔ وہ ابھی زندہ تہا کہ یعقوب المنصور کے ایک

[1] بقول شیخ احمد یہ پہلا موحدی بادشاہ تہا جو خلع پر مجبور اور قتل کیا گیا۔ اسوقت سے موحدی شیوخ ان بادشاہون کے حق مین ویسے ہی ہو گئے جیسے کہ ترکی غلام خلفائے عباسیہ کے حق مین تھے۔ اور یہی سرکشی اوس فرمانی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔

فرزند عبد اللہ عادل العادل نے مدعی تاج و تخت ہو کر ہسپانیہ کے صوبہ مرسیا میں اپنی علیحدہ حکومت کرنی چاہی۔ عیسائیوں نے اوسے تھوڑے ہی برس بعد ۱۲۲۴ء میں سخت شکست دی۔ ۱۲۲۶ء میں وہ آئینا سے عبور کر کے مراکو میں داخل ہو گیا کہ وہاں جا کر اپنے دعوے کو مستحکم کرے۔ اور اشبیلیہ میں پیچھے اپنے بھائی ادریس کو نائب بنا کر چھوڑ گیا۔ مگر وہاں کے باشندوں نے اس کی کچھ ایسی پروا نہ کی۔ گو یحییٰ بن الناصر جسے مراکش کے تخت پر بٹھایا گیا تھا ایک ناتجربہ کار نوعمر اور انصرام کاروبار سلطنت کے بالکل ناقابل تھا۔ اس خانہ جنگی سے فایدہ اوٹھا کر ادریس ثالث ۱۲۲۷ء میں تخت پر متصرف ہو گیا۔ اور المامون کا لقب اختیار کیا۔ اس کے عہد میں ہسپانیہ کا سارا علاقہ موحدین کے تصرف سے نکل گیا۔ یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے فرنگیوں کو فوج میں نوکر رکھا۔ ۱۲۳۲ء میں فوت ہونے پر اس کی بیگم فرنگی فوج کی مدد سے اپنے بیٹے عبد الواحد ثانی الملقب بہ الرشید اول کو بمقام سبطہ تخت پر بٹھانے میں کامیاب ہوگئی۔ اس فوج کی تنخواہ کے لیے خاتون موصوف نے خاص ٹیکس لگا کر مراکش سے پانچ لاکھ دینار جمع کیے تھے دستہ مذکور کو کچھ عرصہ بعد یحییٰ کی فوج نے تہ تیغ کر دیا۔ الرشید کے بالمقابل اوس کے ایک اور بھائی نے بھی وارث تخت ہونے کا دعویٰ کیا۔ ہسپانوی صوبہ سارا گوسا کا امیر ابن ہود اس کی مدد پر تھا۔ الرشید نے تین مہینے سبطہ میں اوس کا محاصرہ کیا مگر غالب نہ آیا۔ انہیں دنوں اٹلی کی جمہوری ریاست جینوا کے بیڑہ نے سبطہ پر حملہ کیا[۵]۔ المامون نے خطبہ میں مہدی کا نام لیے جانے کا دستور ترک کر دیا تھا۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ اس کے بجائے اوس نے بغداد کے خلفاء کا نام داخل کر دیا تھا۔ مگر صحیح نہیں۔ المامون کے عہد کے سکوں پر بھی برابر مہدی کا نام مضروب ہوتا رہا۔ جس سے خلدون کے بیان کی تردید ہو رہی ہے۔ بقول المقری صرف ایک برس یعنی ۱۲۲۹ء میں سکہ اور خطبہ دونوں سے مہدی کا نام خارج کیا گیا۔ مخالفت

---

[۵] الرشید اپنے جھگڑوں میں مبتلا تھا۔ وہ شہر کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ عیسائی جہازوں نے کئی مہینے محاصرہ رکھا مگر اوسے فتح نہ کر سکے۔ لیکن اہل شہر ہی محاصرہ کی شدت سے کچھ تھوڑے تنگ نہ آگئے تھے۔ اونہوں نے چار لاکھ دینار دیکر اس مصیبت سے جان چھڑائی۔ مترجم۔

سے وقت المامون نے خود مسجد مین خطبہ پڑہتے ہوئے وعظ کیا کہ ابن تومرت کو امام معصوم نہین پکارو۔ بلکہ یہ کہو کہ وہ امام مذموم (خون آلود) تہا۔ عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی نہین۔ بربریون نے اذان مین مہدی کے لیئے جو فقرہ مقرر کر رکہا تہا۔ اسے بہی اوس نے نکلوا دیا۔ اور نیز حی علیٰ خیر العمل کا فقرہ۔ الرشید نے خطبہ سے ۱۲۳۴ء سے پہر مہدی کا نام داخل کرا دیا۔ جس سے اوس نے خاندان کی امیدین کچہہ عرصہ کے لیئے کسیقدر تازہ ہوگئین۔ مگر اوسے پراگندہ شیرازہ کو جمع کرنے کے لیئے ابہی کافی وقت نہ ملا تہا کہ سنہ ۱۲۴۲ء مین مراکش کے محل شاہی کے حوض مین ڈوب گیا۔ اوسکا بہائی علی چہارم السعید جسے المعتضد بہی پکارتے ہین تخت نشین ہوا۔ سنہ ۱۲۴۲ء مین بنی مرین نے اس کے قبضہ سے مکناسا کو جدا کر لیا۔ اور وہ خود تلمسان کے محاصرہ کے لیئے جاتا ہوا راستہ مین قتل ہوگیا۔ اس کے جانشین عمر المرتضیٰ کے عہد مین جو یوسف ثانی کا پوتہ تہا۔ بنی مرین نے فاس بہی فتح کر لیا۔ جن کی طاقت اسوقت تک خوب مضبوط ہو چکی تہی۔ اون کے پانچوین امیر یعقوب ثانی نے سنہ ۱۲۶۹ء مین آخری موحدی امیر ادریس چہارم (واثق) کو جو بنی مرین ہی کی مدد سے سنہ ۱۲۶۶ء مین اپنے قبل نشین کو بیدخل کرکے بادشاہ بنا تہا۔ قتل کر کے مراکش کو بہی اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔ اور موحدین کا خاندان ایکسو پندرہ برس حکومت کے بعد بادشاہی سے بالکل بے دخل ہو گیا۔ ادریس کو ابو دبوس بہی پکارتے ہین۔ وہ ایک اور سلسلہ سے عبد المومن کی اولاد تہا۔ اوس نے مرینی امیر یعقوب سے اقرار کیا تہا کہ تم میری مدد کرو۔ جب مین تخت مراکش پر قابض ہو گیا۔ تو نصف ملک تمہارے حوالہ کر دونگا۔ یعقوب نے ایفائے وعدہ کے لیئے جب پیام بہیجا تو ابو دبوس نے اوسے بے عزت کر کے نکالدیا۔ یعقوب نے ناراض ہو کر حملہ کر دیا اور اسکا انجام وہ ہوا۔ جو اوپر لکہا جا چکا ہے۔

مضروبات } اس خاندان کے طلائی سکے نہایت پتلے۔ مگر بڑے بڑے ہین۔ تاریخ کسی پر درج نہین۔ لیکن سلسلہ نسب بالتزام منقوش کیا گیا تہا۔ عبد المومن کے اکثر جانشینون کے سکون پر المہدی امام الامۃ اور نیز فرقہ موحدین کا قومی نعرہ اور سجع الحمد للہ وحدہ جو اب تک مراکو مین عام مستعمل ہے درج ہے۔

چند مغربی مہدی } اکثر اسلامی ممالک کیطرح مراکو مین بہی مہدویت کے دعویدار

کچھ کم نہین ہوئے - پہلا مشہور مہدی مسمی مدھن تلمسان مین گذرا - اوس نے ۱۵۸ء مین کئی ایک عجیب و غریب احکام جاری کیئے - ناخن اور بال کٹانے اور زیور وغیرہ پہننے کی اس دلیل سے ممانعت کی - کہ ایسا کرنا خدا کی صنعت کو گھٹانا یا اوسپر بڑھانا ہے - اور یہ کفر ہے افریقہ اور اندلس مین ہزارون اوس کے مرید ہوگئے - اوسے آخر کار اندلسیہ کے امیر نے سولی پر چڑھوا دیا - مہدی نے حکم سنکر کہا کہ تم مجھے اس قصور پر مرواتے ہو کہ مین خدا کو اپنا خالق و مالک کہتا ہون - اس سے پچاس برس بعد ایک اور مہدی ظاہر ہوا - جسے بہت بڑی کامیابی ہوئی - یہ شخص خاندان فاطمیہ کا بانی عبیداللہ تھا - اوس نے بزور شمشیر فاس اور سجلماسہ کو فتح کیا - مگر وہ جلد مشرق کو ہٹ گیا - جولائی ۹۱۰ء مین وہ مصر پر قابض ہوگیا - اور مراکو کا پھر خیال نہ کیا - عام خیال ہے - کہ مراکو مین پہلی مرتبہ سکہ اوسی نے مضروب کیا تھا - روض القرطاس کا مصنف اسکی تکذیب کرتا ہے -

۹۳۶ء ایک اور شخص مسمی حمیم نے غمارا مین مہدیت کا دعوی کیا - اور معقول جماعت کو اپنا پیرو بنا لیا - اوس نے پانچ کی بجائے صبح اور شام صرف دو وقت کی نماز مقرر کی - اور ہر نماز کے لیئے تین رکعت اور ہر سجدہ مین ہاتھ سر اور فرش کے درمیان رکھکر رونے کی ہدایت کی - نماز کے شروع مین یہ پڑھنا پڑتا - ای تو جو دنیا کے دیکھنے کو لیئے آنکھین دیتا ہے مجھے گناہ سے بچا - اے تو جس نے یونس کو شکم ماہی سے اور موسیٰ کو سمندر کے طوفان سے بچایا - مجھے گناہ سے بچا - بیعت کے وقت کلمہ طیب اور آمنت باللہ کے ساتھ یہ الفاظ کہلوائے جاتے "مین ایمان حمیم پر اور اس کے صحابی ابو اخلاف پر اور اس کی پھوپھی طابیہ پر" ہر منگل جمعرات اور جمعہ کو روزہ کے دن مقرر کیئے - اور ماہ رمضان ان و شوال مین دس دس دن کے روزے - جو جمعرات کو روزہ نہ رکھتے اس پر تین بیلون کا - اور جو منگل کے دن کہائے اوسپر دو بیلون کا جرمانہ کیا جاتا - حج اور چند قسم کی طہارتون کو موقوف کر دیا - خنزیر کی اجازت دیدی - مگر انڈے - جانورون کے سر اور چند دیگر حلال چیزون کو حرام قرار دیا - اس کا انجام بھی پہلے جیسا ہوا قصر مصمودہ مین اوسے سولی دیگئی - اور سر کاٹ کر قرطبہ بھیجدیا گیا -

عبدالمومن کے رقیب ابن تومرت کے زمانہ مین ایک شخص محمد ابن ہود نے مہدیت کا

دعویٰ کیا۔ اور ابن تومرت سے ممیز رہنے کے لیئے ہادی کا خطاب پسند کیا۔ سلا کے
لوگ اوسپر ایمان لے آئے۔ اوسی کی سزا ابن عبدالمومن نے اون کے شہر کی فصیل
گرا دی تہی۔ سوس اور وسط مراکو مین اس شخص کے بہت سے مرید ہوگئے۔ مگر آخر
کار موحدین نے اوسکا کام تمام کر دیا۔ عبدالمومن کے عہد مین ہی مغربی ہسپانیہ
مین ایک مہدی پیدا ہوا۔ مگر وہ اپنے قلعہ مرتولہ مین ہی پکڑا گیا۔ اور امیر کے پاس
مراکو لایا گیا۔ امیر نے پوچھا مہدی بننے سے تیرا کیا مطلب ہے۔ اوس نے جوابدیا۔ صاف
کیا۔ صبح دو ہوتی ہین۔ عبدالمومن نے کہا ہان صادق و کاذب۔ دو ہوتی ہین۔ مہدی
نے جوابدیا۔ پس اسیطرح مین کاذب مہدی تھا۔ اس ظریفانہ جواب نے اوس کی
جان بچا دی ٭

تتمہ فصل پنجم

اگرچہ ہسپانیہ سے مراکش فرمانرواؤن کا تعلق المامون کے زمانہ مین ہی
ایک طرح سے منقطع ہوگیا تھا۔ لیکن خاندان موحدین کے خاتمہ پر مراکش اور ہسپانیہ
مین ہمیشہ کے لیئے قطعی بے تعلقی ہوگئی۔ موحدین کے جانشین بنی مرین نے امداد تو
اندلسی مسلمان امیرون کو کئی دفعہ دی۔ لیکن وہ صرف دوستانہ طور پر تھی۔ المامون
کے اشبیلیہ سے مراکش کو روانہ ہونے پر وہان کے باشندے باغی ہوکر عرب
امیر ابن ہود سے جسکا کئی دفعہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ مل گئے۔ اس سے اندلسیہ
کے عرب امرا مین وہ سب سے طاقتور ہوگیا۔ اشبیلیہ کے دیکھا دیکھی باقیماندہ
علاقے بھی خودسر ہوگئے۔ زیان (ابو جمیل) نے والنشیا مین بادشاہی لقب اختیار
کیا۔ وہ مردانش کی اولاد تہا۔ جسے یوسف بن تاشفین نے باڈا جوز کی حکومت سے
برطرف کیا تہا۔ محمد ابن یوسف نام ایک سردار نے ارجونا کے شہر و قلعہ مین اپنی ریاست
قایم کی۔ جو قرطبہ کے علاقہ مین واقع تہا۔ محمد کا عام لقب ابن الاحمر مشہور رہے۔ تمام
نوطاقت سردارون مین دیرپا کامیابی اوسے ہی نصیب ہوئی۔ وہ ایسی سلطنت قایم
کر گیا۔ جو اڑہائی سو برس تک سرزمین مغرب مین عرب تہذیب و تمدن کا منبع و مخزن

اور سرچشمہ اور اسلام کی دنیاوی شوکت و طاقت کا مظہر رہی۔ ابن احمر سعد بن عبادہ کی نسل سے تہا۔ جو حضرت سرور کائنات کے عہد مبارک مین قبیلہ خزرج کا سردار تہا۔ سعد کی اولاد عرصہ دراز سے بنو نصر کے نام سے ہسپانیہ مین آباد تہی۔ وہ اپنے مورث اعلیٰ کی قومیت کے لحاظ سے الانصاری اور الخزرجی کہلواتے تہے۔ اور خلفا بنی اُمیہ کے زمانہ مین جلیل القدر مناصب پر مامور ہوتے رہتے تہے۔ موحدین کی قسمت گردی کے زمانہ مین محمد جو الشیخ پکارا جاتا تہا۔ بنو نصر کا سرغنہ تہا۔ اور اپنی قابلیت ولیاقت کیوجہ سے اوسے اپنے لوگون پر بہت اقتدار حاصل تہا۔ دیگر اصحاب معاقل (مالکان قلاع) کیطرح زمانہ مذکور مین اوس نے بہی سلطانی کا لقب اختیار کر لیا۔ تمام جزیرہ نما سوقت خانہ جنگی کا شکار ہو رہا تہا۔ موحدین کے قتل و اخراج سے فارغ ہوکر یہ نئے سلطان ایک دوسرے پر غالب آنیکی تباہی آور کوششون مین منہمک ہوگئے اِن ناچاقی و نفاق سے عیسائیون نے پورا پورا فائدہ اٹہایا اور جلتی پر تیل ڈالکر اونہون نے ان ناعاقبت اندیش مسلمانون کو آپس مین بہڑاتے رہکر پہر خود اونکو یکے بعد دیگرے فنا کرتے جانے مین سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آغاز حکومت مین ابن احمر نے ابن ہود کے برخلاف مدد حاصل کرنے فرڈیننڈ سوم شاہ کیسٹل سے اتحادی معاہدہ کیا۔ اِس کے جواب مین ابن ہود نے تیس محلے ایک اور عیسائی بادشاہ کو دیئے۔ کہ وہ ابن الاحمر کے برخلاف اوسکا ملحون بنے۔ اس برادر کشی کے دوران مین عیسائی خوب بفکری بلکہ مسلمانون کی مدد سے یکے بعد دیگر مسلمانون کے شہر فتح کرتے چلے گئے۔ سنہ ۱۲۳۹ء مین اور سنہ ۱۲۴۶ء مین مرسیا پر متصرف ہوکر زیان کو ہمیشہ کے لیئے بیدخل کر دیا۔ جس نے ٹونس مین پناہ جالی۔ انہی دنون اہالی اشبیلیہ نے ابن ہود سے بہی سرکش ہوکر جمہوری حکومت قایم کرلی جسکا انتظام پانچ اعیان کی ایک مجلس کے سپرد کیا گیا۔ صدر مجلس ابو فارس بن ابو حفص مقرر کیا گیا۔ مگر اس حکومت کو قایم ہوئے۔ نو مہینے ہی ہوئے تہے کہ عیسائیون نے حملہ کر دیا اور پندرہ ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد باشندگان شہر نے ہتہیار ڈالدیئے۔ ابن الاحمر اس محاصرہ اور نیز کارمونا وغیرہ کی دیگر مقامات کی فتح و تسخیر مین فرڈیننڈ کے ساتہہ برابر شامل رہا۔ لیکن اوس نے ساتہہ ہی یہہ عقلمندی برتی کہ اپنی طاقت مضبوط کرنے محاصرہ بڑہانے سے بے فکر نہ رہا۔ جبکہ

عیسائی اور اس کے رقیب مسلمان سلاطین کی بربادی و بیخکنی مین مشغول تھی۔ اوس نے عقلمندی و تدبیر سے زائیس۔ جائین۔ غرناطہ۔ ملاگہ اور المیرا پر قبضہ کرلیا۔ اور اس علاقہ مین جو سابقہ اسلامی مقبوضات کے مقابلہ مین کچھہ بھی حیثیت نہین رکھتا تھا۔ کمال ہنر وسلیقہ سے اپنی طاقت کو ایسا مستحکم کرلیا کہ پرتگال اور ہسپانیہ کے عیسائیون کی مجموعی طاقت جسے باقی مسیحستان کے مجاہدین سے بھی عموماً مدد پہنچتی رہی۔ اوسے آئندہ دوسو سال تک کوئی نقصان نہ پہونچا سکی۔ لیکن شروع ہی سے فریقین کی عدم مساوات بتا رہی تھی کہ بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی۔ کمزور فریق کو آخر ایک دن میدان خالی کرنا پڑیگا تاہم غرناطہ کی ریاست کے مسلمان ہزار آفرین کے مستحق ہین۔ کہ اونھون نے آخری دم تک مردانہ وار مقابلہ کیا۔ غرناطہ کو فتح کرکے ابن الاحمر نے اوسے اپنا دارالخلافہ بنایا۔ اور الغالب باللہ کا لقب اختیار کیا۔ مشہور آفاق قصر الحمرا کا بانی وہی تھا۔ جس کی زیب و زینت اور وسعت مین اوسکا ہر جانشین برابر اضافہ کرتا رہا۔ ابن الاحمر کی کامیابی کا بڑا راز تھا کہ گو اوس نے بنی مرین کا اپنے علاقہ مین حاکمانہ حیثیت سے کبھی دخل نہونے دیا۔ لیکن اونکو دوست ہمیشہ بنائے رکھا۔ چنانچہ اوس کی سلطنت کی ہر جامع مسجد مین مراکش کے بنی مرین فرمانرواؤن کا نام بھی اوسکے نام کے ساتھہ برابر خطبہ مین پڑھا جاتا ۱۲۶۱ء مین اس کی اپنے دوست عیسائی بادشاہ کیسٹلا سے بگڑ گئی۔ اور آخر الذکر نے بڑے زور شور سے غرناطہ کی سلطنت پر حملہ کیا۔ مگر منہ کی کھا کر پسپا ہوگیا۔ یہ فرزانہ بیعدیل ۱۲۷۲ء مین جوار رحمت الٰہی مین جا بسا۔ اس کے بعد چونکہ مراکو کو ہسپانیہ سے کوئی تعلق نہین رہگیا۔ اس لیئے اوس کے خاندان کے حالات کے لیے مراکو کی تاریخ مناسب محل نہین ہوسکتی۔ ختم کلام کے لیئے یہ بتا دینا کافی ہے۔ کہ ۱۷ ربیع الاول ۸۹۷ھ ہجری اور ۲ جنوری ۱۴۹۲ء کو غرناطہ عیسائیون کے حوالہ کردیا گیا۔ اور اسلامی جھنڈا ہمیشہ کے لیئے اس سرزمین مین سرنگون ہوگیا۔

الا ماشاء اللہ

فصل ششم (۶)

انقباض سلطنت عہد بنی مرین ۱۲۱۳ء تا ۱۵۲۴ء

بنی مرین کا حملہ۔ مصنف روض القرطاس نے مراکو کے نئے مالکوں کی آمد اور حسب نسب کی کیفیت نہایت دلکش پیرایہ مین تحریر کی ہے۔ مصنف مذکور نے اپنی تاریخ اس خاندان کے عہد حکومت کے وسط مین تالیف کی تہی سلطنت کے بعد یہ دوسری یورش تھی۔ جو ایک بربری قبائل کے ٹڈی دل نے مراکو پر کی۔ وہ کوہ اطلس سے گذر کر تمام ملک مین اس طرح پہیل گئے جیسے کہ ستارے صفحۂ آسمان پر۔ یا بارش کے قطرات سطح زمین پر۔ یہ ٹڈی دل لمتونہ کے مشہور رقیب قبیلہ زناتہ کا تہا۔ واگرچہ یہ بربری النسل تھے۔ لیکن دوسرے قبایل کیطرح وہ بہی اپنے تیئن جالوت کی اولاد بتا کر عربی النسل ہونیکا دعویٰ کرنے لگ گئے تھے۔ ان کی نسبت ایک اور مضحکہ خیز روایت بہی مشہور ہے۔ بعض یورپینون نے نام کی مناسبت سے یہ قصہ گھڑ لیا کہ وہ شہر جنوا کے امیر خاندان مرینی کی اولاد ہین۔ چنانچہ ۱۶۲۶ء مین اس فسانہ کی بناء پر نیپلز مین ایک کتاب بہی شایع کر دیگئی۔ ایک اور مصنف فریڈریکو اپنی لاطینی کتاب خاندان شاہان بنی مرین مین جو ۱۵۲۵ء مین شایع ہوئی لکھتا ہے "کہ گیا کو موڈی مرینی ۱۲۳۳ء مین بحیثیت سفیر سبطہ گیا۔ اور وہین رہ پڑا۔ اور وہان اس کی اولاد بہت پہلی پہولی" لیوا فریکانس لکھتا ہے کہ اوسکی اولاد سولہوین صدی کے شروع مین قصبہ سالی مین آباد تہی۔ انہی کو بقول مؤرخ کروبرگ عام روایت نے بنی مرین سے خلط ملط کر دیا تہا۔

زناتہ ہر سال جانورون کو چرانے کے لیے اپنے صحرائی مساکن سے جنوبی الجیریا کی چراگاہون کو جو طافیلالت اور زاب کے درمیان ہین۔ شمال کو آیا کرتے تھے۔ وہان آکر بہی وہ کسی حکومت یا بادشاہ کی پرواہ نہ کرتے۔ نہ اونکو کسی امیر سے واسطہ ہوتا۔ اور نہ کسی کے سکہ وخطبہ یا خراج و محاصل سے تعلق۔ اونکی جایداد صرف اون کے گہوڑے اونٹ یا غلام ہوتے تھے۔ البتہ یعقوب المنصور کے زمانہ مین

انہون نے ایک دستہ فوج کا بھیجا تہا۔ جو ۱۱۹۵ء کے معرکہ الارکوس مین داخل تہا۔ جب ۱۲۱۲ء کی جنگ لاعقاب مین تو اس کے بعد اونہون نے کئی نہایت زرخیز میدانون کو لاوارث موحدی بادشاہ ہونا و شراب و زندی و عشرت مین غرق۔ والئے ملک ایک کمزور مزاج لڑکا۔ اور سلطنت کو بے پناہ اور بدامنی کا شکار دیکھا تو اونہون نے باہم مشورہ کرکے مراکو پر حملہ کر دیا۔

حملہ آور سرداروں کے حملہ آوردون نے مہم کی افسری اپنے سردار عبدالحق کو سپرد کی۔ وہ اون کے اس سردار کا بیٹا تہا جو جنگ الارکوس مین اونکے دستہ کا سپہ سالار تہا۔ عبدالحق خود بہی نہا قابل اور جری سپاہی ہی نہ تہا۔ بلکہ زہد و اتقا فیاضی اور نیک بختی مین بہی ایسا بے مثل تہا کہ لوگ اس کی ٹوپی اور جوتیون کو بطور تبرک سنبھال سنبھال کر رکھتے۔ اور جس پانی سے وہ وضو کرتا پایا جاتا تہا۔ اوسے آب حیات اور مایۂ شفا سمجھکر باہم بانٹ لیتے حسب ضرورت تہوڑی بہت تیاری کے بعد یہ قبیلہ وادطلاغ کے رستہ مراکو مین داخل ہوا۔ اور ۱۲۱۶ء مین موحدی لشکر سے اس کی پہلی لڑائی جو اونکی مزاحمت کے لیئے بہیجا گیا تہا۔ علاقہ ریف مین وادنکور کے قریب ہوئی۔ موحدی لشکر شکست ملی۔ مگر دوسرے ہی برس مقام سیبو کے قریب عبدالحق عرب موحدین کے لشکر سے لڑتا ہوا ہلاک ہوگیا۔ اپنے سردار کے مرنے سے شکستہ خاطر ہونیکی بجائے زناتہ کا عزم سقدر اور پختہ ہو گیا۔ کہ سب نے حلف اوٹھائی کہ جبتک دشمن کو مغلوب نہ کرلین گے اپنے امیر کو دفن نہین کرین گے اونہون نے ایسا ہی کیا۔ اور اس معرکہ مین بھی موحدین کو آخر زک اوٹھانی پڑی۔

اگرچہ بنی مرین کے سردارون نے بہی حسب معمول دیگر فاتح خاندانون کے اکابر اور مورثون کی طرح ورع و اتقا کو اپنا شعار بنا رکھا تھا۔ لیکن اون کے حملہ کو کسی مذہبی تحریک سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اون کی فوج کشی ویسی ہی تھی جیسی کہ ملک گیری کے لیئے عام فوج کشیان ہوا کرتی ہین۔ انگلستان کا بادشاہ ہنری سوم اوسی سال ۱۲۱۶ء تخت پر بیٹھا جس سال کہ بنی مرین مراکو پر حملہ آور ہوئے۔ اسی زمانہ مین ہندوستان مین حکومت افغانان کی بنا قایم ہو رہی تہی۔ اور تاتار مین چنگیز خان اپنی عالم آشوب مہم پر روانہ ہونیکی تیاریان کر رہا تہا۔

عبدالحق کے بعد اوسکا بیٹا عثمان اول الملقب بہ ابوسعید اول جانشین ہوا

جو ۲۳ برس تک موحدین سے مشغول پیکار رہکر بتدریج اپنا اقتدار بڑہاتا رہا۔ سنہ ۱۲۴۰ء مین وہ ایک نومسلم فرنگی کے ہاتہہ سے جو بادشاہ کا ملازم تہا۔ ہلاک ہوا۔ اور اوسکا بہائی محمد چہارم (ابو معارف) وارث ہوا۔ وہ سنہ ۱۲۴۴ء مین موحدی فوج کے ایک فرنگی جرنیل کے ہاتہہ فاس کے قریب رنکے معرکہ مین شہید ہوا۔

اسوقت تک تمام مشرقی مراکو پر بنی مرین قابض ہوچکے تھے۔ اور باقی ملک مین بہی موحدین کی حکومت صرف شہرون کی چاردیواریون تک محدود ہوچکی تھی۔ اور ٹونس مین موحدین خاندان کی ہی ایک اور شاخ بنو حفص نے سنہ ۱۲۳۰ء مین آزاد ہوکر علیحدہ خلافت قایم کرلی تھی۔ چنانچہ بنی مرین شروع شروع مین اپنے تئین اوسی کے تابع بتاتے رہے۔ اور ایک وقت تو اکثر کو خیال ہوگیا کہ مراکو اب ٹونس کے تابع ہوجائیگا۔ حفصی امیر ۱۲۴۲ء مین نہ صرف تلمسان پر قابض ہوگیا۔ بلکہ پہلے اشبیلیہ اور پھر والنیشیا اور مرسیا کے امرا نے بہی اوسے اپنا شاہنشاہ تسلیم کرلیا۔ اور دو برس بعد ۱۲۴۴ء مین ٹانجیر۔ سبطہ۔ القصر۔ مکناسا اور طافیلالت مین بہی ٹونس کے خلیفہ کا سکہ وخطبہ جاری ہوگیا۔ اطاعت پذیری سے کچہہ عرصہ بعد ٹانجیر والے ایک باغی ابن لامیر کے ساتہہ مل گئے۔ اور تونسی خلیفہ سے منحرف ہوکر بغداد کے عباسی خلیفہ کو اپنا بادشاہ ماننے لگ گئے۔ مگر وہ جلد تابع کرلیئے گئے۔ تلمسان مین ایک اور زناطہ بربر مسمی یغمورسن[۱] جو بنی زیان یا عبدالواحدی خاندان کا پہلا مقتدر شخص گذرا ۱۲۳۵ء سے ایک علیحدہ آزاد ریاست قایم کرنے مین مصروف تھا۔ لیکن بنی مرین ان سب پر سبقت لے گئے۔ اور بتدریج اونہون نے ایک طرف تلمسان اور دوسری طرف مراکش کے برخلاف اپنی طاقت کو ایسی عمدگی سے قایم رکھا۔ کہ حفصی خاندان کی برائے نام متابعت کو بہت جلد چہوڑ دینے کے قایل ہوگئے۔

عثمان کے بعد عبدالحق[۲] کا دوسرا بیٹا ابوبکر صاحب ریاست ہوا۔ یہ ایسا شہ زور

---

[۲] عبدالحق کے نو بیٹے تھے سب سے بڑا باپ کیساتہہ شہید ہوا۔ باقی مین سے چار یکے بعد دیگرے حکران ہوئے۔

---

[۱] انکو بعض وقت عمرسن بہی کہتے ہین۔ اس خاندان کی مختصر تاریخ التمدنی نے لکہی ہے۔ جس کا پادری بارگس فرنگی زبان مین ترجمہ کرچکا ہے۔

اور فن حرب مین ایسا ماہر تھا کہ ایک ساتھہ دونون ہاتھون سے جدا جدا نیزہ لگا سکتا اور نشانہ پر پھینک سکتا تھا- پہلے ہی سال ۱۲۴۵ء مین اوس نے پہلے مکناسا اور پھر شمالی حصہ سلطنت کے دار الخلافہ فاس کو فتح کر لیا- مگر مکناسا کو ۱۲۴۸ء مین موحدون نے پھر فتح کر لیا- اور انہی دنون موحدی امیر علی چہارم (السعید ملقب بمعتضد) نے جو مراکش مین حکمران تھا- اس شرط پہ صلح کر لینی چاہی کہ ابوبکر اوسے یغمورسن کے مقابلہ اور تلمسان کی فتح کے لیے پانچ سو سوارون کی کمک بھیجے- ابوبکر نے ان شرائط کو مان لیا- علی کو مان لیا- علی کی وفات پہ دوسرے ہی برس ۱۲۴۹ء مین اوس نے مکناسا کو پھر لے لیا- اور فاس پر بھی جسے بنی مرین کے تنخواہ دار اجنبی سپاہیون کے دستہ کے افسر شدید نے موحدین کو واپس کر دیا تھا- مکرر قبضہ کر لیا- ادہر سے فارغ ہو کر ابوبکر یغمورسن کیطرف متوجہ ہوا- راستہ مین فتح کیا- اور دریا اسلی کے قریب ا‍ ‍‍ اوس موقع پر جہان چھہ سو سال بعد فرانسیسیون نے الجزائری بربرون اور اون کے نامور جانباز سپہ سالار امیر عبدالقادر کو ۱۸۴۴ء مین قطعی شکست دی- یغمورسن کو ۱۲ مین ہزیمت فاش دی- شمالی حصہ ملک مین اپنی طاقت کو مستحکم کر لینے پر ابوبکر نے ۱۲۵۱ء مین رباط اور سلا- اور ۱۲۵۳ء مین طافیلالت جس پر یغمورسن متصرف تھا فتح کر لیے اور ۱۲۵۵ء مین درعہ کی تسخیر کے لیے قدم آگے بڑہایا- کچھہ عرصہ حفصی خلفاء کے مسلسل جور توڑون کے باعث جو کل ملک پر اپنا سکہ بٹھانا چاہتے تھے- بنی مرین حسب مراد فتوحات حاصل نہ کر سکے- مگر آخر کار حفصیون کی کوششین ناکام رہین- اور بنی مرین پورا غلبہ پا گئے-

ابوبکر چودہ سال کی قابل یادگار حکومت کے بعد ۱۲۵۸ء مین بمقام فاس داعی اجل کو لبیک کہہ گیا- اور عبدالحق کا ایک اور بیٹا یعقوب ثانی اوسی سال جبکہ چنگیزیون نے بغداد کو پامال کر کے عباسی خلافت کا چراغ ایشیائی سرزمین مین ہمیشہ کے لیے گل کر دیا- فاس کا حکمران بنایا گیا-

سوس سے بیکر اوجہ تک جو الجزائر کی سرحد کے قریب ہے- نئے بادشاہ کا کوئی رقیب یا مدعی باقی نہ رہگیا تھا- مراکش مین البتہ ابھی ایک موحدی امیر عمر اول المرتضیٰ حکمرانی کر رہا تھا- مگر وہ بھی بنی مرین کو باج دیتا تھا- اور اوس کے

جانشین ادریس چہارم پر تو خاندان کا بالکل ہی خاتمہ ہو گیا۔

یعقوب ثانی بن عبد الحق ۱۲۵۸-۱۲۸۶ء

یعقوب نے نام کی طرح لقب بھی اپنے موحدی ہمنام کا اختیار کیا۔ جو المنصور تھا۔ مورخ پہلے بادشاہوں کو خلفا لکھتے ہیں بنی مرین کو سلاطین۔ یعقوب اُن چند مراکشی حکمرانوں میں سے ہے۔ جو عدالت و انصاف اور رفاہ عام کے کاموں کے لیئے اپنا نام ہمیشہ کے لیئے چھوڑ گیا ہے۔ یعقوب نے جسقدر شفا خانے محتاج خانے اور جذامیوں۔ دیوانوں اور اندھوں کی پرورش اور حفاظت کے لیئے آرامگاہیں بنائیں۔ اسقدر کسی امیر نے تیار نہیں کیں۔ وہ رات کا تیسرا حصہ تلاوت قران اور نماز میں بسر کرتا۔ نماز صبح سے فارغ ہو کر درس کتاب اخلاق و فلسفہ کا مطالعہ کرتا۔ پھر نماز چاشت کے بعد سرکاری خط و کتابت دیکھتا۔ اور دربار منعقد کرتا۔ اگرچہ وہ مطلق العنان اور ایسا مطلق العنان فرمانروا تھا۔ کہ وزرا کو بھی دم مارنیکی مجال نہ تھی۔ لیکن ہر ایک سے بڑی مہربانی اور توجہ سے پیش آتا۔ اور جو کوئی اوس کے سامنے جاتا۔ اوسکا حوصلہ بڑھانے کے لیئے گفتگو میں خود ابتدا کرتا۔ یورپ والوں کے ساتھ بھی اوس کے تعلقات بہت ہی دوستانہ رہے۔ ایک موقعہ پر سلا میں اسقدر فرنگی جہاز جمع ہو گئے۔ کہ فرنگی ملاح تعداد میں باشندوں سے بھی بڑھ گئے۔ اندنوں رمضان کا مہینہ تھا۔ اور فصیل شہر بھی ایک جگہ سے گری ہوئی تھی۔ مسلمانوں کو روزہ داری میں مصروف دیکھکر عیسائیوں سے ضبط نہ ہو سکا اور اسی رخنہ کے رستہ شہر میں داخل ہو کر اوس پر قابض ہو گئے۔ گرچہ وہ بیس ہی دن بحال تباہ بیدخل کر دیئے گئے۔ یہ ۱۲۶۰ء کا واقعہ ہے۔ اس سے دس برس بعد العرائش میں بھی عیسائیوں نے یہی کیا۔ اچانک حملہ آور ہو کر انہوں نے کل باشندوں کو قتل اور شہر کو منہدم کر دیا۔ سنہ ۱۲۶۰ء کے واقعہ میں زیادہ تر شرارت ہسپانوی عیسائیوں کی تھی جن سے اسکا عوض لینے کے لیئے دوسرے برس ہسپانیہ پر فوجکشی کی گئی۔ اور [illegible] ملاگا معہ اس ضلع کے جو ملاگا اور المریہ کے درمیان ہے فتح کیا گیا۔ مراکش ابھی تک موحدین کے تصرف میں تھا۔ ۱۲۶۲ء میں بنی مرین نے اوس پر حملہ کیا۔ مگر پیچھے سے یغمورسن کے حملہ آور ہو جانیکی وجہ سے انکو مراکش سے لوٹ جانا پڑا۔ اور دوسرے برس یعقوب نے موحدین کے حفصی امیر کو بھی پابند کر کے اسے مدد لیکر

یغمورسن پر حملہ کیا۔ اور کامیاب ہوا۔ یحییٰ نے بلا تامل اس لیئے مدد دیدی کہ وہ خود مراکش کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور اوسے یقین تھا کہ اس امداد دینے سے یعقوب ایسا ممنون احسان ہوجائیگا۔ کہ مراکش کو اوس کے لیئے چھوڑ دیگا۔ مگر یعقوب نے یغموسن سے فارغ ہوکر مراکش کا دوبارہ محاصرہ کرلیا۔ وہ بدفعہ فایز المرام ہوا۔ اور موحدی طاقت ہمیشہ کے لیئے پامال کردیگئی۔ اسوقت صرف ریف کا علاقہ ایسا باقی رہ گیا تھا۔ جو ابھی کامل طور پر مطیع نہ ہوا تھا۔ وہان کے خانہ بدوش عرب قبائل نے قبیلہ شب نات کی مدد سے سوس مین آکر فساد برپا کردیا جسے فتح مراکش سے دوسرے برس ۱۲۶۹ء مین فرو کردیا گیا۔ علاقہ ریف کے صدر مقام سبطہ مین جس کے سلح خانہ اور بندرگاہ کو یعقوب المنصر نے تعمیر کیا تھا۔ اسوقت فقیہ ابن الآزفی گورنر تھا۔ اور اوسے اس عہدہ پر موحدی خلیفہ عمر المرتضیٰ نے مامور کیا تہا۔ اس نے بنی مرین کو خراج دینا قبول کرلیا۔ ٹانجیر جو پہلے سبطہ کے گورنر کے ماتحت ہوتا تہا۔ کچھ عرصہ سے آزاد ہوگیا ہوا تہا۔ ملک کے نئے حکمرانون نے ۱۲۶۶ء مین اچانک حملہ کرکے اوسے فتح کرلیا تہا۔ دوسرے برس ۱۲۶۷ء مین ابو مالک اوسکا ناکام محاصرہ کیا۔ اس سے چار برس بعد ۱۲۷۱ء مین الآزفی نے اوسے مسخر کرلیا۔ مگر دو برس سے زیادہ عرصہ قابض نہ رہ سکا۔ یعقوب نے ۱۲۷۳ء مین نہ صرف اوسے بلکہ سبطہ کو بھی فتح کرکے ابن الآزفی کو اپنا باجگذار بنالیا۔ اس سے دو برس پہلے ۱۲۷۱ء مین وہ یغمورسن کو تسلی کی دوسری لڑائی مین دوبارہ سخت زک دیچکا تہا۔ ۱۲۷۴ء مین اوس نے اوجہ کو بالکل ویران کردیا۔ اس فتح سے طاقیلات قطعی طور پر مطیع اور بنی مرین کا اقتدار کامل طور پر قایم ہوگیا۔

خاص اپنے ملک کیطرف سے فارغ البالی حاصل ہوجانے پر یہ طبعی امر تہا کہ وہ اب ہسپانیہ کیطرف متوجہ ہوتا۔ ابن الآزفی نے ۱۲۷۵ء مین اوسے بیس جہاز پیش کیئے اونکے ذریعہ وہ پانچہزار فوج سمیت آبنائے سے عبور کرکے سرزمین یورپ مین داخل ہوا۔ اور طارفہ سے لیکر الجیراس تک اپنا کمپ قایم کیا۔ مقامات طارفات اور رونڈا ہسپانیہ کے چند مسلمان امرا نے اوسے پہلے ہی قاعدۃ الجیش بنانے کے لیئے حوالہ کردیئے تھے۔ اس کے مقابل غرناطہ کے بادشاہ نے سبطہ فتح کرلیا تہا جس کی بکر تسخیر کے لیئے مدد حاصل کرنیکے لیئے وہ بذات خود ۱۲۶۵ء مین بارسلونا گیا تہا۔ وہان جاکر اوس نے علاقہ

اراگان کے عیسائی بادشاہ ایاگو اول سے دوستی کا معاہدہ کیا - اور اس عہدنامہ کے رو سے بادشاہ مذکور نے سبطہ کی فتح کے لیے یعقوب کو دس جہاز اور پانچسو سپاہ کی مدد دینے کا ذمہ لیا - اس واقعہ کی تفصیل بارہوین فصل مین درج ہے -

ہسپانیہ سے اسدفعہ یعقوب محض ایکطرح کی گرداوری کرکے واپس آگیا - مراکو واپس پہونچکر اوس نے اپنے عہد کی سب سے زیادہ دیرپا یادگار قایم کی - وہ یادگار فاس کا نیا شہر ہے - جسے اسوقت مدینہ البیض کے نام سے پکارا جاتا تہا - اوسکا نقشہ خود امیر نے تجویز کیا - اور منجمون سے دریافت کرکے ۱۲۷۶ء کی نہایت سعد تاریخ کو سبہ تگن اور ساعت مین اس کی بنا قایم کی گئی - اسیوقت نکتا سا مین ایک قلعہ اور جامع مسجد تعمیر کرائی گئی - ان عمارتون سے فارغ ہوکر اوس نے ہسپانیہ پر جہاد کرنیکا پہر عام اعلان مشتہر کیا - لیکن قبایل مسلسل جدال و قتال سے ایسے تہکگئے تہے کہ بہت تہوڑے لوگ جمع ہوئے - مگر اس سے یعقوب کا عزم سست نہ ہوا - اور وہ اپنی خاصہ فوج لیکر ۱۲۷۷ء مین آبنائے سے عبور کر گیا - بادشاہ کی یہ الوالعزمی دیکہکر قبایل کی رگ حمیت بہی متحرک ہوگئی - اور مجاہدین جوق در جوق اوس کے پاس جمع ہونے شروع ہوگئے - جب سب سامان تیار ہوگیا تو قرطبہ پر چڑہائی کی گئی - اور اشبیلیہ کی دیوارون تک کل علاقہ غازیون نے اپنے گہوڑون کے سمّون سے روند ڈالا - وہان دریا کو اڈل کور کے کنارہ پر فریقین مین معرکہ کارزار ہوا - میدان مسلمانون کے ہاتہ رہا - اور عیسائی شہر کی چار دیواری کی پناہ مین چلے گئے - مگر مجاہدین کے مسلسل دہاوون نے انہین وہان بہی چین نہ لینے دیا - اور بقول مصنف روض القرطاس عیسائی مایوسی کا شکار ہو اپنے سرون کو فصیلون سے ٹپکنے لگ گئے - اور جب اونہون نے کوئی مفر نہ پایا - تو اپنے پادریون کو بہیجکر مصالحت و امان کی استدعا کی - جو مان لی گئی - صرف اس اکیلے معرکہ مین ۱۸ ہزار عیسائی قتل ہوئے - جن کے سرون سے مینار بنایا گیا - اور موذن نے اوس کی چوٹی سے صدائے اللہ اکبر بلند کی - دوسرے برس ۱۲۷۸ء مین ملاکا کے امیر نے جو ابن الاحمر امیر غرناطہ کا رقیب تہا - اپنا شہر یعقوب کے حوالہ کر دینے کا معاہدہ

۱؎ عربون کی طرح ہسپانوی بہی اوس وادی الکبیر ہی پکارتے ہین - یہ بگڑا ہوا نام صرف دیگر یورپین زبانون مین مروج ہے - مترجم

مگر ابھی حوالہ نہ کیا تھا۔ کہ ابن الاحمر[۱]۔ یعقوب رسن اور الفونسو دہم والیٔے کیسٹل تینون نے باہم متفق یہ بندرگاہ پچاس ہزار دینار پر امیر مذکور سے خرید لیا۔ اور بنی مرین سے پہلے اوسپر قابض ہوگئے۔ مین بعد الفونسو نے الجیرا اس کا محاصرہ جا کیا۔ مگر محصورین کبوترون کے ذریعہ قلعہ جبل طارق سے برابر خط وکتابت کرتے رہے۔ اور ۱۲۷۹ء مین ہسپانیہ مراکشی بنا در کے باشندون کی امداد سے عیسائی فوج کا محاصرہ اوٹھا دیا گیا۔ سبطہ کے گورنر فقیہ الآزفی نے ۵۴ جہاز کی مدد بھیجی۔ اور اس کی رعایا مین سے اسقدر رضا مد آئے کہ شہر مین پیچھے ذکور مین سے صرف بچے۔ بوڑھے یا مریض باقی رہ گئے۔ باقی مراکشی بنادر نے ۱۵۔ اور ہسپانیہ کے بندرگاہ الموینکا نے بارہ جہاز بھیجے۔ صاحب روض القرطاس لکھتا ہے: "طانجیر۔ قصر الصغیرا اور سبطہ کے مسلمان مسلسل چار رات تک فصیلون پر کھڑے ہوئے بارگاہ ایزدی مین فتح ونصرت کے لیئے عجز ونیاز دعا مانگتے رہے۔ اونکی آنکھین مقابل کے ساحل پر لگی ہوئی تھین اور شہرون کے کل پھاٹک چوپٹ کھلے ہوئے تھے۔ اونکی التجائین قبول ہوگئین اگرچہ ہسپانوی جہاز آدمیون سے اسطرح بھرپور تھے جیسے پہاڑ کی چوٹی کو تون سے تو بھی ہزیمت نصیب ہوئی۔ اور مسلمانون نے شہر کی فصیل و برج کو از سر نو مستحکم کر لیا۔"

عجیب اتحاد[۲]۔ ان فتوحات سے فارغ ہوکر یعقوب نے رفع فتنہ وشر کے لیئے یعقوب رسن سے بشرائط مناسب آیندہ کے واسطے مصالحت کر لینے کی بہت کوشش کی۔ کہ مسلمانون کی طاقت باہمی جدال وقتال مین ضایع نہو۔ مگر جب وہ نہ مانا۔ تو مجبوراً تلوار سے کام لینا پڑا۔ اور یعقوب رسن کو ۱۲۸۰ء مین پھر سخت شکست ملی۔ اس سے کچھ عرصہ بعد بنی مرین کی تیسری یورش کے لیئے حسن اتفاق سے ایک عجیب صورت پیدا ہوگئی۔ ۱۲۸۲ء مین الفونسو کا ولی عہد سانچو جو بعد مین سانچو چہارم الملقب

---

[۱] یہ پہلے متن مین لکھا جا چکا ہے کہ ابن الاحمر ایک طرح سے شاہ کیسٹل کا باجگزار۔۔ ہوگیا تھا۔ اور اسکی فوجین عیسائی لشکر کی مدد کو جایا کرتی تھین [۲] علم النجوم کے متعلق جو جدولین الفونسیہ کے نام سے مشہور ہین۔ وہ اسی کے عہد مین مرتب ہوئی تھین۔

بہ اعظم وشجاع کے نام سے حکمران ہوا - باپ سے بگڑ گیا - اور اسکا قافیہ ایسا تنگ کیا
کہ اوسے لاچار ہوکر اپنے قدیم دشمن یعقوب سے مدد مانگنی پڑی - یعقوب کی فرانس کے
بادشاہ سے براہ راست خط وکتابت تہی - اسوقت فلپ سوم حکمران تھا - یعقوب نے
اوسے لکھا کہ اپنی کسی ذاتی غرض کو ملحوظ نہ رکھکر مین نے محض خدا کے واسطے اس التجاء
کو قبول کرلیا ہے - پھر ایفائے وعدہ جرار فوج لیکر اندلسیہ مین داخل ہو گیا - اور باغیون
کو سزا دیتا ہوا قرطبہ کی دیوار ون تک پہونچ گیا - وہ راتون رات کوچ کرتا ہوا ایسا
ناگہان پہونچا - کہ سانچو شہر کی حفاظت کا کچھہ انتظام نہ کرسکا - اور شہر چہوڑ کر بھاگ
جانے کے سوا اوس کے لیئے کوئی چارہ نہ رہ گیا - قرطبہ کی فتح سے پہلے الفونسو نے اپنا تاج
شاہی گروی رکھکر یعقوب سے ایک لاکھہ دینار قرض لیئے تھے - کہ وہ اس روپیہ
سے خود بھی کچھہ فوج مرتب کرے - یہ تاج تاریخ رہن سے ایک صدی بعد تک بھی
بنی مرین کے شاہی محلات ہی مین دکھائی دیتا رہا - عیسائی بادشاہون کو اوسے فک
کرانے کی توفیق نہ ہوئی - قرطبہ مین الفونسو کو پھر تخت پر بٹھا کر مجاہدین کا لشکر
میڈرڈ اور ٹولیڈو ہوتا ہوا جن دونون شہرون کو بھی مطیع کر لیا گیا ۱۲۸۳ء
مین ملاگہ پہونچا - اور اوسکا محاصرہ شروع کر دیا گیا - مگر ابن احمر جو اب تک سانچو کا رفیق
رہا تھا - اب بنی مرین سے اتحاد کرلینے کا مستدعی ہوا - اور دونون کے متفقہ لشکر زریز
تک عیسائی علاقہ مین بڑھے چلے گئے - اس اثنا مین الفونسو مرچکا تہا - اور سانچو
شرعاً وقانوناً کیسٹل اور لیون کا بادشاہ ہو گیا تہا - تو اتر ہزیمتون نے اوسے اطاعت
ماننے پر مجبور کر دیا - وہ طلب امان کے لیئے بذات خود امیر کے دربار مین حاضر ہوا - اور
عرض کیا کہ جو شرائط پیش کی جائین - مین اونہین قبول کرلونگا - امیر نے اس موقعہ
کے لیئے اپنے دربار کو نہایت تکلف سے سجایا - کل مسلمان سفید پوشاکین زیب تن کئے
ہوئے تھے - جنکی براقی سے تمام فرش نور کا بقعہ معلوم ہوتا تہا - سانچو اور اوس کے ہمراہی
سیاہ لباس مین حاضر ہوئے - امیر نے یہ شرائط پیش کین - وہ مراکو کے فرمانروا کو
اپنا شہنشاہ تسلیم کرے - اور اس بات کا عہد کرے کہ اس کی قلمرو مین خشکی وتری
ہر جگہ تمام مسلمانون کو خواہ وہ مراکشی رعایا ہون - یا اور کامل آزادی حاصل ہوگی
اور اُن سے کوئی ٹیکس یا خراج نہین لیا جائیگا - تیسرے وہ عربی کی تمام قلمی کتابین

جو اوس کی قلمرو مین ہین۔جمع کرکے امیر کو بھیجدے۔چنانچہ شرط سوم کی تعمیل مین اوس نے کتابون کے تیرہ بڑے بڑے گھٹے اسلامی لشکر کو بھیجدیئے۔ یہ عموماً فقہ و حدیث اور علم ادب کے متعلق تہین۔ اونکو یعقوب نے اس مدرسہ مین بھیجدیا۔ جو اوس نے فاس مین قایم کیا تہا۔ اور دوسری طرف اس محنت و تلاش کے صلہ مین سانچو کو بیس لاکھ درہم ارسال کیئے۔

یعقوب کو پھر وطن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ وہ ہسپانیہ سے مراکو واپس جاتا ہوا الجزیرہ مین بیمار ہو گیا۔ اور وہین ۱۲۸۶ء مین ۱۹ برس کی شاندار حکومت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اوسکا بیٹا یوسف چہارم تخت نشین ہوا۔ اوس نے اپنے باپ کی فتوحات کا خوب سیر ہو کر پہل اٹھایا۔ ۱۲۹۰ء مین تلمسان کا محاصرہ کیا۔ جس مین منجنیقون اور دیگر قسم کی قلون سے بہی کام لیا گیا۔ مگر شہر فتح نہ ہوا کچھ عرصہ بعد عبداللہ بن احمر نے امیر غرناطہ کی سعی و کوشش سے سانچو کی بجائے مراکو کا غرناطہ سے اتحاد ہو گیا۔ اور ۱۲۹۲ء مین یوسف نے ہسپانیہ پر حملہ کرکے اپنے نئے حامیون کی مدد سے طافہ کو فتح کر لیا۔ عبداللہ کو توقع تھی کہ یوسف یہ مقام اوسے دیدیگا۔ اس لیئے وہ استقبال کے لیئے طانجیر تک آیا۔ اور وہان آکر وہ قرآن شریف[ل]

ل اس کلام مجید کے متعلق التونسی تلمسان کے خاندان بنی زیان کی تاریخ مین مختلف روایت لکھتا ہے اسکا بیان ہے کہ یہ قرآن مجید عبدالمومن قرطبہ کی مسجد سے مراکش لایا۔ اور اسکی دوبارہ مرصع طلائی جلد بند ہوائی۔ اوسے ایک برق رفتار سانڈنی پر فوج کے آگے بطور نشان رکھا جاتا اور اسکے پیچھے کئی اونٹو نپر تفسیرین ہوتین۔ اسلی کی لڑائی مین اوسے نیموڈرس کی سپاہ نے چھین لیا۔ اور اس کی مرصع جلد کو ادکھاڑکر قرآنجید کو سترہ درہمو نپر بازار مین بیچدیا مگر تی زیان کو جلد اوس کی اصل کیفیت معلوم ہو گئی۔ اور اوسے وہ دوکاندار سے خرید کر بڑے ادب و احترام سے شاہی محل مین حفاظت تمام رکھا گیا۔ ازمنہ مابعد مین اوسے حاصل کرنے کیلئے ٹونس مراکو اور ہسپانیہ کے مسلمان بادشاہون نے بہتیری کوشش کی۔ مگر سب تمنا کی حسرت لیکر ہی چلے گئے۔ ہمارے بادشاہون نے اسے جدا کرنا کبھی منظور نہ کیا کیونکہ وہ اس مقدس خاندان کی نسل سے ہین۔ جس پر قرآنجید نازل ہوا تہا۔ (دیکھو صفحہ آیندہ)

بطور تحفہ پیش کیا جسے خاندان بنی امیہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے رہے تھے۔ اور اس کی نسبت عام روایت مشہور تھی کہ اسے خلیفہ ثالث عثمان ذوالنورین نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ مگر خانہ امید خالی است۔ یوسف نے طارفہ اپنے ہی قبضہ میں رکھا۔

اس اثنا تک بنی مرین کی طاقت و شوکت کی خبر دور دور تک پہونچ چکی تھی۔ اگر ایک طرف پرتگال اور بایونہ سے مسیحی سفراء مبارکباد اور تہنیت کے پیغام اور اظہار اخلاص و رفاقت کے مراسلے لیئے چلے آتے ہیں۔ تو دوسری طرف حفصی امراء تونس سے جہازوں کی کمک بھیج رہے ہیں۔ سنہ ۱۳۰۰ء میں مصر کے مملوک فرمانروا کی طرف سے ہاتھی، جراف۔ اور دیگر تحائف موصول ہوئے۔ اوسی سال شرفاء مکہ کا ایک وفد پہونچا۔ جن کی آمد سے خوش ہو کر سالانہ حج کا سلسلہ جو خانہ جنگی کے دوران میں بند کر دیا گیا تھا۔ کھول دیا گیا اور سنہ ۱۳۰۲ء میں پہلا قافلہ امیر یعقوب نے بڑے جاہ و حشم سے حجاز کو روانہ کیا۔ اور اس کے ساتھ پانسو سپاہی حفاظت کے لیئے کر دیئے۔ دوسرے برس اس سے بھی بڑا قافلہ بھیجا گیا۔ مگر واپسی کے وقت تلمسان کے عربوں نے یوسف کے ان زائرون کو جو اس قافلے کے ہمراہ گئے تھے لوٹ لیا۔ صدی کے خاتمہ کے قریب یوسف تلمسان کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ یہ محاصرہ جو اس نے سنہ ۱۲۹۹ء میں کیا۔ پورے ایک سو مہینے قایم رہا۔ اور یوسف کی موت کے ساتھ ختم ہوا۔ جسے ایک شقی القلب غلام نے سنہ ۱۳۰۷ء میں سوتے ہوئے کو خنجر سے شہید کر دیا۔ اس کی لاش سلا میں لاکر دفن کی گئی۔ ادرن، الجزائر اور بوجیہ کو اوس نے سنہ ۱۳۰۰ء میں فتح کر لیا تھا۔ مگر اس کی طاقت و جبروت کی سب سے بڑی نشانی وہ نیا شہر تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۵) وہ ایسے بیش قیمت ورثہ کو کب اپنے سے جدا کر سکتے تھے۔ پس وہ نسلاً بعد نسل باپ سے بیٹے کو پہونچتا رہا۔ گو آخر کار ایک زمانہ میں وہ کسی نہ کسی طرح انکو کے قبضہ سے جاتا رہا۔ اسقدر لکھنے کے بعد مورخ مذکور بنی زیان کو ہاشمی النسل ثابت کرنے کے لیئے ایک شجرہ نسب درج کرتا ہے۔ جس میں یغمراسن کا سلسلہ بنی ادریس سے ملا یا گیا ہے۔ مگر ماہرین جانتے ہیں کہ مراکو میں آجکل دنیا میں ایسے ہزاروں فرمائشی شجرہ نسب موجود ہیں۔ دیگر مورخین کا بیان ہے کہ جب مراکو کے بادشاہ علی بن عثمان نے سنہ ۱۳۳۷ء میں تلمسان کو فتح کیا تھا یہ قرآن مجید بھی اسے ہاں مل گیا تھا۔ مؤلف۔

جسے تلمسان کے مقابل اوس نے منصورہ کے نام سے تعمیر کرایا۔ یہ شہر گو اوس کے
لشکر کی فرودگاہ تہا۔ جس طرح دو سو سال بعد ہسپانیہ کے مسیحی بادشاہون نے غرناطہ
کے محاصرہ کیوقت اوس کے سامنے ایک نیا شہر بنام سنٹا فی بنالیا تہا۔ مگر اسے منصورہ
کے برابر عمر نصیب نہ ہوئی۔ وہان کی جامع مسجد کا نصف مینار ابتک ایستادہ ہے۔ شہر
اور اس کی عمارت کی شان وشوکت کا پتہ بتا رہا ہے۔

یوسف کے بعد اوسکا بیٹا اور پھر پہائی تخت نشین ہوئے۔ جو تہوڑے
تہوڑے دنون کے وقفہ کے ساتہہ قتل کرادیئے گئے۔ ان دونون کے بعد اوسکا پوتا
عمر ابو ثابت منصورہ مین سلطان مشتہر کیا گیا۔ مگر اوسے بہی ایک برس سے زیادہ
حکومت کرنا نصیب نہ ہوا۔ وہ ۱۳۰۸ء مین قصبہ ٹانجیر مین فوت ہوا۔ جہان سے
اس کی لاش دفن کرنے کے لیئے سلا پہونچائی گئی۔ قطاوین کا موجودہ شہر اسی برس
تعمیر ہوا۔ اس کا جانشین اس کا چھوٹا بہائی سلیمان اول ابو ربیعہ ہوا۔ جسے بہائی
سے صرف دوگنا عرصہ حکومت کرنی ملی۔ اس کے عہد کا بڑا واقعہ سبطہ کی تسخیر تہی۔
جو چار برس کے بعد پاکو ثانی شاہ اراگان کی مدد سے امیر غرناطہ سے فتح کیا
گیا۔ لیکن ویسے ہی اوس کے مقابل فرنڈ وچہارم شاہ کیسٹیل نے بنی مرین سے جبل
طارق فتح اور طارفہ کا محاصرہ کر لیا۔

اس کی وفات پر یعقوب ثانی کا ایک بیٹا مسمی عثمان ثانی الملقب بہ ابو سعید
دوم ۱۳۱۰ء مین بادشاہ ہوا۔ اسیکی شان مین اوس کے معصر ایک شاعر نے وہ
مشہور عربی رباعی کہی تہی۔ جسکا ترجمہ اردو مین حسب ذیل ہے "خلافت اوسے
آباعن جد وراثت مین پہونچی ہے۔ وہ حق ہی اوسی کا تہی۔ اور وہ خلافت کے لیئے
ہی موزون تھا۔ اگر وہ اس کے سوا کسی اور کو ملی ہوتی تو دنیا تہ وبالا ہوگئی ہوتی"
اس رباعی سے یہ پتہ مل سکتا ہے۔ کہ اوس زمانہ کے علم ادب کی شاخ شعر وسخن کا رنگ
ڈہنگ اور مذاق کیا تہا۔ شاعر کو اس بے اندازہ تعریف کا اس سے موقعہ ملا۔ کہ اوس کے
عہد کے پہلے ہی سال جبل طارق عیسائیون سے فتح کر لیا گیا۔ اور اونکا بیڑہ معدوم
و تباہ کر دیا گیا تہا۔ دو برس بعد ۱۳۱۲ء مین الجیرا اس امیر غرناطہ کو واپس دیدیا
گیا۔ مگر ۱۳۱۹ء مین جب امیر مذکور نے رہائی کیسٹل کے مقابلہ کے لیئے مدد مانگی۔ تو تکا

کر دیا گیا۔ سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین عثمان کے ایک بیٹے عمر نے بغاوت کر کے طافیلالت مین اپنی علیحدہ حکومت قایم کر لی۔ اور باپ کی وفات تک جو ۱۳۳۱ء مین واقع ہوئی۔ صوبہ مذکور پر متصرف رہا۔ مگر وارث تخت عثمان کا ایک اور بیٹا ابوالحسن علی پنجم ہوا۔ جو سلطان الاسود کے لقب سے عام طور پر پکارا جاتا تھا۔

اس کے عہد کا بڑا واقعہ تلمسان کا کامیاب محاصرہ ہے۔ اوس نے سنہ ۱۳۳۵ء مین علاقہ مذکور پر فوجکشی کی۔ راستے مین اوسے بھی پہلے اوجہ کو فنا و معدوم کیا۔ اور پھر تلمسان کا محاصرہ شروع کیا۔ جس کے دوران مین اوس نے یوسف چہارم کی تیار کردہ فصیلون سے ہی فایدہ نہ اوٹھایا۔ بلکہ اُنپر اور کئی برُج بھی ایزاد کئے۔ دو برس کی مسلسل کوشش کے بعد وہ اپنے مدعا مین کامیاب ہو گیا۔ لیکن مراکشی اس پر صرف پچاس برس ہی قبضہ رکھ سکے۔ سنہ ۱۳۴۰ء مین علی نے ہسپانیہ پر چڑھائی کی۔ مگر طارفہ کے قریب بمقام راؤسلاڈو۔ الفونسو نہم سے شکست اوٹھائی۔ مغرب مین بزور شمشیر اقتدار بڑھانے مین ناکام رہنے پر اوس نے بلطف و مدارات مشرق مین اپنی نیک نامی بڑھانے کی اس طریقے سے کوشش کی۔ کہ اس نے ہاتھ سے متعدد قرآن شریف لکھہ کر مدینہ اور یروشلیم کو روانہ کئے۔ اور وہان کے حکمرانون سے درخوست کی کہ اوس کے ملک کے حجاج کی تکالیف و خطرات سے نگہداشت کی جایا کرے۔ سنہ ۱۳۴۷ء مین ٹونس پر فوجکشی کی۔ مگر دوسرے برس قیروان کی دیوارون کے نیچے ایسی شکست کھائی کہ عوام مین مشہور ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے۔ اس افواہ کے سنتے ہی قسطنطینہ[1] اور بوجیہ کے باشندون نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ اور دوسری طرف علی کا بیٹا ابوالعنان فارس اول نے تطاول [illegible] شاہی منصب اختیار کر لیا۔ اور پھر جدید فاس کو دبا کر فتح کر لیا۔ یہ [illegible] کہ علی نے پہلے سبطہ مین اور پھر طافیلالت مین پناہ لی۔ ابوالعنان وہان تک تعاقب مین پہونچا۔ لیکن دربینولا۔ سنہ ۱۳۵۰ء مین علی مراکش پہونچ چکا تھا۔ جہان کے باشندون نے بڑی مسرت سے اپنے بادشاہ کا استقبال کیا۔ ابوالعنان کو

---

[1] حفصی امیر نے خاندان حفص کے مورخ ابن خلدون کے باپ کو اسی جگہ ابوالعنان سے مصالحت کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

بادشاہی کا چسکا پڑ چکا تہا۔ باپ بیٹے کی افواج مین ایک سال بعد میدان ام الربعیین
دست بدست گہمسان کی لڑائی ہوئی[1]۔ جس مین شکست اٹہانے پر علی باضابطہ طور پر تاج و
تخت سے دست بردار ہو گیا۔ بیٹے کی نافرمانی اور دست برداری کی ذلت سے اوسے
ایسا صدمہ پہونچا کہ خون جاری ہو گیا۔ اور چند لحظون کے بعد اوس کا دم نکل گیا۔ تدفین
سے پہلے اس کی لاش بیٹے کے خیمہ مین لائی گئی۔ جس نے اوسکا بڑا ادب و احترام کیا۔
برہنہ سر ہو کر لاش بیجان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور اپنے والد کے منظوران نظر کو انعام و
اکرام سے لاد دیا۔ سلا مین اسکی قبر کے تعویذ کا کتبہ اب تک قایم ہے۔ اس مین معمولی
القاب و خطابات کے علاوہ تاریخ و مقام وفات اور موقعہ قبر بتلایا گیا ہے۔ اسی قبر کے متصل
ابو العینان کی والدہ کی قبر ہے۔ جس کی تعویذ کے کتبہ مین تاریخ وفات اور متوفیہ کی منزلت
کے علاوہ اس کی عفت و پارسائی۔ فصاحت و بلاغت اور خیرات و مبرات کی بڑی تعریف
کی گئی ہے۔ خاتون موصوفہ کا نام شمس الضحی تہا۔ ایسے نام عموماً عیسائی کنیزون کے رکہے
جاتے تھے۔ مگر بعض مورخون نے اوسکا نام شافیہ بہی لکہا ہے۔

ابو العینان نے سب سے اول تلمسان اور الجیریا پر فوج کشی کی۔ اور انکو تابع
فرمان بنایا۔ اس سے دو برس بعد ۱۳۵۴ء مین طرابلس کے حکمران نے کہلا بہیجا کہ شہر
کو فدیہ دیکر اہالی جنوا کے تصرف چہوڑانے کے لیے پچاس ہزار دینار کی ضرورت
ہے۔ ابو العینان نے بلا تامل پانچ خچر لدوا کر یہ رقم بہیجدی۔ اسی سال سلطان
غرناطہ محمد پنجم کا سفیر عیسائیون کے برخلاف مدد عطا کرنیکی درخواست لیکر آیا۔ اسکی
بہی درخواست بڑی خوشی سے قبول کر لی گئی۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے وعدہ امداد کا
ایفا نہ کیا گیا۔ اس واقعہ سے چند برس بعد جب محمد کو اس کے بہائی اسمٰعیل نے معزول
کر دیا تو وہ فاس کو بہاگ آیا۔ اور دو تین برس تک وہان ابو العینان کا مہمان
رہکر اپنے ملک کو واپس گیا۔ اور پہر اپنے تاج و تخت پر متصرف ہو گیا۔

ابو العینان کو عربون سے سخت نفرت تہی۔ اور اسی وجہ سے وہ اونکے ساتہہ
بڑی سختی سے پیش آتا تہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوس نے ۱۳۵۷ء مین قسطنطین اور

[1] عیسائی مورخ شنیر لکہتا ہے کہ ہسپانیہ کے عیسائی بادشاہ پیڈرو ظالم نے بہی باپ بیٹے کے تنازعہ مین ابو العینان
کو مدد دی تہی ✝

ٹونس کو فتح کیا ہی تہا کہ خبر پہونچی۔ کہ فوج متعینہ فاس کے بہت سے عرب افسر ملازمت چھوڑکر چلدیئے ہین جس پر اوسے فوراً فاس واپس جانا پڑا۔ دوسرے ہی برس ۱۳۵۸ء مین وہ فاس مین فوت ہوگیا۔ اور اوسکا بیٹا سعید اول جو ابھی بچہ ہی تھا۔ برائے نام باپ کا جانشین ہوا۔ متوفی سلطان کے بہائی ابو سالم ابراہیم ثانی نے ۱۳۵۹ء مین ہسپانیون کی مدد سے چند ہی ہفتے بعد سبطہ اور طنجہ پر قبضہ کر لیا۔ اور دو برس تک ارض مغرب کا حکمران رہا۔

سوڈان سے راہ و رابطہ۔ اس عہد کا ایک دلچسپ واقعہ ارض سوڈان کے صدر مقام مالی کو سفارت کا بہیجا جاتا تہا۔ جو سرحد مغرب سے تین ماہ کی مسافت پر واقعہ تہا۔ یہ اون سفارتون مین سے اولین سفارت تہی جنکی طفیل از منہ بعد مین سلطنت مغرب کو بے انتہا فایدہ اور اقتدار و عزت حاصل ہوتی رہی۔ سفارت ۱۳۶۱ء مین بہیجی گئی۔ اسوقت مالی پر سلطان امیر سلطان منا زاطہ حکمران تہا۔ جو سلطان منا سلیمان کے بعد تخت نشین ہوا تہا۔ منسا زاطہ نے سلطانی سفیر کی واپسی پر بیش بہا ہدایا اپنے آدمیون کے ہاتھ روانہ کئے۔ اُن مین ایک زرافہ جانور بھی تہا۔ ابی سالم نے سفرا سے بھرے دربار مین ملاقات کی۔ جو بڑے تکلف کے ساتھ سجایا گیا تہا۔ زرافہ[1] کو اب پہلی دفعہ اہالی مغرب نے دیکھا تہا۔ اس عجیب الخلقت جانور کے معائنہ ہی سے اونکی حیرت و عیرانی کی حد نہ رہگئی تہی۔ مگر جب اونہون نے دیکھا کہ سوڈانی سفیر اظہار تعظیم کے لیئے خاک اپنے سر و پیر ڈالتے ہین۔ اور ترجمان کے بیان کی تصدیق مین ہر فقرہ پر اپنی کمانون کو جہنکارتے ہین۔ تو اونکا تعجب اور بھی بڑہ گیا۔ مورخ ابن خلدون نے اس موقعہ پر ابی سالم کی شان مین ایک طویل قصیدہ لکھا ہے۔ جس مین زرافہ کے متعلق وہ حسب ذیل لکھتا ہے: ؎

ورقیتہ الاعطاف حالیہ	موشیہ بوشایح البرد
وحشیۃ الانساب باتسب	فی موحش البیداء بالقرد
تسمو بجید بالغ صعدا	شرف الصروح بغیر ما جہد
طالت رؤوس الشامخات بہ	ولربما قصرت عن الوہد

[1] زرافہ۔ ڈینگ تین جانورون کی شکل رکھنے والا جانور۔

ابی سالم کی وفات پر ۱۳۶۱ء سے ۱۳۶۶ء تک پانچ برس کے لیئے مراکو تین مدعیان تخت ابو عمر تاشفین ثانی - عبدالحلیم اور محمد پنجم مین منقسم خانہ جنگی کا شکار رہا - آخر عبدالعزیز اول ابو العینان کا ایک اور بھائی خاصی طاقت پکڑ کر تخت نشین ہوا - اسوقت تھا انگلستان کا ولی عہد ایڈورڈ الموسوم بہ شہزادہ سیاہ پوش باپ کیطرف سے مغربی فرانس کے علاقہ بورڈو پر حکمران تہا - عبدالعزیز نے ۱۳۶۸ء مین سفارت بھیجکر اس سے دوستانہ راہ و رسم قایم کی - اس کے عہد کا دوسرا اہم واقعہ الجیراس در جزیرہ الخضرا کا فتح ہونا تہا - اس شہر پر ابی الحسن کے عہد سے ہسپانوی عیسائیون کا قبضہ چلا آتا تہا - عبدالعزیز نے ابن الاحمر والیئے غرناطہ کو لکہا کہ مجھے چند باغیون کی سرکوبی سے فرصت نہین - تم اس شہر کو کفار کے پنجہ سے چھڑانے کا ثواب حاصل کرو - جہازون اور نقدی وغیرہ سے مین بھی تمہاری مدد کرونگا - ابن الاحمر نے اوسے مان لیا - اور شہر کا محاصرہ کر لیا گیا جسے محافظین نے تنگ آکر کچھہ عرصہ کے بعد مسلمانون کے حوالہ کر دیا - اور وہان پھر شعایر اسلام رایج ہو گئے - مگر دس برس بعد شہر مذکور کو اس سے بالکل برباد کر دینے کی تجویز کی گئی - کہ عیسائیون کو اس پر حملہ کرنیکی کوئی وجہ ترغیب ہی نہ رہجائے - چنانچہ ۱۳۷۹ء مین اوسے ایسا برباد کر دیا گیا کہ گویا کبھی پہلے وہان کوئی شہر آباد ہی نہ تہا -

۱۳۷۲ء مین باپ کی وفات پر محمد السعید چہارم ابن عبدالعزیز تخت نشین ہوا مگر دو برس ہی مین اوس کے باپ کی تمام کوششون پر جس نے بڑی مشکلون سے سلطنت کے پراگندہ اجزاء کو مجتمع کیا تہا - پانی پھر گیا - اور ملک پھر کئی دعویدارون مین منقسم ہو گیا دس برس تک احمد ثانی د ابو العباس المستنصر جو اسوقت تک طنجہ مین نظر بند تہا سلطنت کے شمالی حصہ پر اور عبدالرحمٰن اول جنوبی حصہ پر اور عبدالرحمٰن اول جنوبی حصہ پر قابض رہا - البتہ سرحدی قصبہ ازمور امیر فاس کے زیر فرمان رہا - لیکن ویسے ہی متذکرہ صدر دونون رقیب فاس اور مراکش پر حملہ آور ہوتے رہکر ملک کو ویران و تاراج کرتے رہے محمد نے تخت نشینی کے پہلے ہی سال شیوٹا و بوجیہ کو فتح کرکے فناء کر دیا - مگر یہ فتح عارضی ثابت ہوئی - ۱۳۸۵ء مین تلمسان کو فتح کیا - اس سے دو برس بعد ایک رشتہ دار موسیٰ ثانی نے اوسے معزول کرکے غرناطہ کو جلا وطن کر دیا - اور پھر سلطنت کو محمد

دالمستنصر) ایک نئے مدعی تخت کے ساتھہ آپس مین تقسیم کر لیا۔ ملک مین یہی دونون مختصر حکمران نہ تھے بعزول سلطان کے وزیر ابن ماسائی کو ایک بہت اقتدار حاصل تہا۔ اوس نے ۱۳۸۶ء مین امیر غرناطہ کو ایک مریتی شہزادہ کو جو نہائت غریب مزاج تھا بحیثیت تخت مراکو بھیجنے پر رضامند بنا لیا۔ اور جب یہ شہزادہ آیا تو اوسے محمد ہفتم الواثق کے خطاب سے سلطان مشتہر کر دیا۔ مگر ابن ماسائی کی کامیابی دیرپا نہ ثابت ہوئی۔ اہل مغرب نے ہسپانویون سے مدد مانگی۔ جن کے پاس امیر غرناطہ کے چند لواحق جو مدعی تخت تھے سیول مین نظر بند تھے۔ ادہر موسیٰ نے قصبہ سبطہ جو اوس نے سابقہ مدد کے معاوضہ مین غرناطہ کو دیا تہا۔ پھر واپس لے لیا۔ اور ۱۳۸۷ء مین احمد ثانی نے وہان واپس آکر کچھہ عرصہ کی محرومی کے بعد اپنے تخت پر دوبارا قبضہ کر لیا۔ اور ابن ماسائی کے ہاتھہ پاؤن کٹوا کر اوسے ہلاک کروا دیا۔ مورخ عظیم ابن خلدون کی تاریخ اس مقام تک پہونچکر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ چودہوین صدی عیسوی کے آخری نصف حصّہ مین کبھی شاہ غرناطہ کے ہان اور کبھی دربار مراکش مین مناصب جلیلہ پر مامور رہتا رہا تہا۔ آخر عمر مین وہ مصر چلا گیا تہا جہان کہ مملوک حکمرانون نے اوسے بہت عزت واحترام سے اپنا مہمان بنایا۔ اس کے بعد پھر کسی مورخ نے ویسی شرح وبسط سے اس ملک کی تاریخ کا سلسلہ جاری نہ رکھا۔ مولانا احمد نے اپنی تازہ تصنیف کتاب الاستقصاء لاخبار دول المغرب الاقصا مین بیشک حتے الوسع کسی اہم واقعہ کو فروگذاشت نہین ہونے دیا۔ لیکن ابن خلدون کی بات ہی کچھہ اور ہے۔

چودہوین صدی مسیحی کا آخری زمانہ ابنائے کے دونون طرف کی اسلامی سلطنتون کے لیئے کمال نحوست وادبار اور ویرانی وبربادی کا زمانہ تہا۔ غرناطہ مین متوفی امیر کے بیٹون مین خانہ جنگی محض مراکشی سفیر کی مداخلت اور بیچ بچاؤ سے رکی۔ مگر عام افواہ ہے کہ پانچ برس بعد مراکشی سلطان ہی اپنے ہمعصر امیر غرناطہ کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ اوس نے ایک زہردار عبا ۱۳۶۹ء مین شاہ غرناطہ کو تحفتاً بھیجی۔ جس کے پہنتے ہی وہ مر گیا۔

مراکو مین ابی العباس احمد ثانی کے بعد اوس کا بیٹا ابی فارس عبدالعزیز ثانی

۱۳۹۳ء مین تخت نشین ہوا۔ ابی العباس کے عہد کا ایک قابل تذکرہ واقعہ یہ تہا۔ کہ ایک مراکشی امیر یوسف بن علی حج بیت اللہ کو گیا۔ واپسی کے وقت وہ مصر مین علامہ ولی الدین بن خلدون کو ملا۔ جو اوسے مصر کے چرکس حکمران الملک الظاہر برقوق اول کے ہان لے گیا۔ وہ بڑی خاطر و تواضع سے پیش آیا۔ اور روانگی کے وقت اوس کے ہاتہہ اپنے ملک کی بہت سی قیمتی مصنوعات تحفتًا سلطان مغرب کو روانہ کین۔ ابی عباس کو اس سے ایسی خوشی ہوئی کہ اوس نے خاص اہتمام و تکلف سے دربار کو سجائے جانیکا حکم دیا۔ اور پھر اس دربار مین یہ ہدایا اوس کے پیش کیئے گئے۔ اس کی مکافات مین اس نے بہی اپنے مصری ہمعصر کے لیئے قابل دید تحائف اور بادپا گہوڑے جمع کئے۔ اور انکو یوسف کے ہاتہہ بہیجنے والا ہی تہا کہ موت کا پیغام پہونچ گیا۔

عجیب اتفاق} مراکو کے نئے سلطان کیطرح اوس کے ہمعصر تونسوی امیر کا نام بہی عبد العزیز ابن احمد تہا۔ اور وہ بہی اسی سال تخت پر بیٹہا۔ البتہ اوسکی حکومت مراکشی سلطان کی نسبت بہت زیادہ عرصہ رہی۔ ابی فارس شہ سواری مین نظیر نہ رکہتا تہا۔ اور اسی لئے اوس کی یہ کنیت رکہی گئی تہی۔ اس نے تین سال اور ایک ہفتہ حکومت کی۔ بقول مسٹر میکنس اس کا جانشین اس کا بیٹا فارس دوم المتوکل ہوا۔ اور بقول مولانا احمد اس کا بہائی ابی عامر عبداللہ المستنصر باللہ[1] جو ایک سال پانچ ماہ کی حکومت کے بعد فوت ہوگیا۔ مولانا احمد ابی فارس دوم مطلقًا کوئی ذکر نہین کرتے۔ اس کے برعکس مسٹر میکنس لکہتے ہین کہ اس کے متعلق کچہہ حال معلوم نہین ہوتا۔ پہر ایزاد کرتے ہین کہ اس کے عہد مین اہالی جبل طارق نے ۱۴۱۰ء مین برضا و رغبت خود غرناطہ کی متابعت چہوڑ کر سلطان مراکو کی حکومت کو تسلیم کیا۔ اور غرناطہ کی حالت ایسی نازک ہو رہی تہی۔ کہ اوسے تونس اور مراکو دونون سے عیسائیون کے برخلاف مدد مانگنی پڑی۔

مراکو پر مسیحی یورشین} مگر خود مراکو مین بہی مسلمانون کی حالت ایسی کمزور ہو چکی تہی۔

---

[1] مولانا احمد لکہتے ہین کہ اس صدی کے مشہور ولی اللہ ابو العباس احمد بن عمر اندلسی اسی عہد مین ۸۰۵ھ مین فوت ہوئے۔ اور ابو عبداللہ اپنی کتاب نجم ثاقب مین اونکو ابدال وقت مین شمار کرتا ہے۔ انکی قبر قصبہ سلا مین اب بہی زیارتگاہ عام ہے۔

کہان تو ہسپانیہ کے عیسائیون کو ہر وقت اہالی مغرب سے جان کے لالے پڑے رہتے
تھے۔ اور کہان اب مراکو بھی ان کی جولانیون کا اکہاڑہ بن گیا۔ شہزادہ ہنری سوم
والیٔ ہسپانیہ کا بیڑہ متوکل کے عہد مین تطاوین پر ۱۴۰۰ء مین حملہ کر چکا تھا۔ اب پرتگال
کو بھی گدگدی پیدا ہوئی۔ ۱۴۰۸ء مین ابو عنان کا تیسرا بیٹا ابو سعید سوم حکمران
ہوا۔ اوسکے وقت سے مراکو پر مصیبت پر مصیبت وارد ہونی شروع ہو گئی۔ وہ
کل کاروبار سلطنت وزرا کو سپرد کرکے خود عیش و عشرت مین غرق رہا۔ اور
وزرا کی یہ کیفیت تھی کہ وزارت حاصل کرنے کے لیئے مقتدرا باہر ایک دوسرے کا
گلا کاٹ رہے تھے۔ ملک کی کسی کو فکر نہ تھی۔ پرتگالیون نے سب سے اول سبطہ
پر ۱۴۱۵ء مین حملہ کیا۔ اور اوسی سال اوسے فتح کرکے یہان اپنی نوآبادی قائم
کی۔ اس سے اونکو اپنی تجارت و حکومت کی وسعت و رونق کے لیئے بڑی بڑی
امیدین تہین۔ مگر ان مین سے ایک بھی پوری نہ ہوئی۔ اس فتح سے مراکو کا شیرازہ
جمعیت اور پراگندہ ہو گیا۔ اس سے دوسرے ہی برس ابو سعید معزول کر دیا گیا۔
اور ملک دو دعویداران تخت۔ سعید دوم اور یعقوب ثالث نے آپس مین بانٹ
لیا۔ پادریون نے مراکش سے اپنا بوریا بستر تاریخ قیام سے بعد پہلی مرتبہ اسی دعملی
کے عہد مین ۱۴۳۳ء مین اوٹھایا۔ ان کے بعد عبد اللہ ثالث خاندان مرین کا
آخری حکمران تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد مین پرتگیزون اور ہسپانویون کو بھی
زک ملی۔ پرتگیزون نے ہسپانوی شہزادہ ہنری المشہور بہ جہازران کے زیر ہدایت
طنجہ پر ۱۴۳۷ء مین حملہ کیا۔ مگر مسلمانون کے کثیر التعداد لشکر نے اونکو بمقام مرتشان
ایسے گہیرے مین لے لیا کہ عیسائیون کے لیئے مفر کا کوئی رستہ نہ رہ گیا۔ اور اونکو
بڑی ذلت کے ساتھہ صلح کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ صلح سبطہ کو خالی کر دینے
کی شرط پر ہوئی۔ اور اوس کے ایفا کی کفالت مین ہنری کا بہائی فرنینڈ بطور
یرغمال مسلمانون کے حوالہ کیا گیا۔ مگر مسیحی دیانت ایفائے عہد کی کب اجازت دیتی
تہی۔ خاصکر ایسی صورت مین جبکہ سبطہ پرتگالیون کے پاس تہا۔ اور ضمانت
مین ایک ہسپانوی شہزادہ مکفول تہا۔ شاہ پرتگال نے سبطہ خالی کرنے سے انکار
کر دیا۔ اور عہد پرست پوپ روم سے ضمانت ورزی معاہدہ کی باضابطہ اجازت

حاصل کرلی۔ غریب فرزند کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا جو کئی سال کی نظر بندی کے بعد غریب الوطنی مین ہی بمقام فاس فوت ہوا۔ ہسپانوبون کو اب تک اپنے ہم مذہبون کی بیغداری فراموش نہین ہوئی۔

اسوقت سلطنت زوال و انحطاط کے آخری درجہ تک پہونچ چکی تھی۔ تلمسان اور تولس آزاد ہو چکے تھے۔ یورپ مین مراکشی حکومت کا کچھہ دخل نہ رہگیا تھا۔ وہان کا آخری حصن حصین جبل طارق ہسپانوی ۷۵۶ھ ہجری مین فتح کر چکے تھے اور مراکو مین عیسائیون کا قدم ۸۶۳ھ ہجری مین بمقام طنجہ بڑی مضبوطی سے کر چکا تھا۔ جو اڑہائی سو برس تک پرتگالیون کے تصرف مین رہکر ۱۶۶۲ء مین بطور جہیز شاہ پرتگال کی بہن کو جو شاہ انگلستان چارلس دوم سے بیاہی گئی۔ دیاگیا۔ مگر خوش قسمتی سے عیسائیون کو اندرون ملک مین بڑہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ورنہ اسوقت حالت ایسی تباہ ہو رہی تھی کہ وہ بآسانی تمام مراکو کے مالک بن سکتے تھے۔ ۸۷۶ھ مین عبداللہ ایک شریف کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور اس کی وفات پر بنی مرین کا وہ سلسلہ جو امیر عبدالحق مرحوم سے براہ راست چلا آتا تھا۔ ختم ہوگیا۔

اسکے قتل کیوجہ یہ ہوئی کہ اس نے اس شہر سے ناراض ہوکر فاس پر ایک یہودی کو عامل مقرر کر دیا تھا۔ اس کمبخت نے رعایا کو ستانیکا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور آخر اپنی بدعنوانیون کی لگام یہان تک ڈھیلی چہوڑی کہ ایک دن ایک سیدانی کو گرفتار کراکر سخت پٹوایا۔ اور جون جون وہ رسول اللہ کا واسطہ ڈالتی۔ اسکا غیظ وغضب اور بڑہتا جاتا۔ اس ظلم عظیم کو باشندگان شہر برداشت نہ کرسکے سب نے ایک سید ابی عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس نے سلطان کو قتل کر دیا۔

مگر اس سلسلہ کے ختم ہونے سے بنی مرین کے خاندان کا عہد ختم نہ ہوا۔ اسکی ایک شاخ بنی وطاس علاقہ طلیلا مین عرصہ سے حکمران چلی آتی تھی۔ اصیلا جنسی زمانہ کی یادگار ایک نہائت قدیم شہر اور ابنائے جبل طارق سے پرے مراکش کا پہلا بندرگاہ ہے۔ وہان اسوقت سعید[۱] ثالث مولائی سعید الشیخ الوطاسی حکمران تہا۔ اور مقول

[۱] آخری مرینی بادشاہ اور اولین وطاسی بادشاہ کے نامون مین مسٹر میکیس کو مغالطہ

رکھتا تھا۔ پرتگیز مورخین نے اسے مولای سیق وسیق ابرا لکھا ہے۔ اور عبد اللہ کو ہبد ولاق۔ اس نے اپنے رشتہ دار مقتول سلطان عبد اللہ کی موت کا بدلہ لینے کے لیے اوسی سال قاتل شریف پر فوجکشی کر دی۔ شریف کی حکومت کو صرف چند مہینے ہی ہوئے تھے۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصہ مین ہی اس نے اپنی طاقت ایسی بہم پہنچا لی تھی۔ کہ آٹھہ ہزار آدمیون کی فوج سے الوطاسی کا مقابلہ کیا۔ اور پہلی دفعہ اوسے فاس کے سامنے سے ہٹانے مین کامیاب ہوگیا۔ اس کامیابی مین پرتگالیون کا بھی بہت کچھہ دخل تہا۔ ادنہون نے الوطاسی کی روانگی پر پیچھے سے اوس کے صدر مقام صیلا پر حملہ کر دیا۔ الوطاسی اس خبر سے کچھہ ایسا گھبرا گیا۔ کہ شریف کی فوج کا باستقامت مقابلہ نہ کرسکا۔ اوسے واپس جانے کی بہت جلدی تھی۔ اس جلدی کی طفیل شریف کو اس پر فتح حاصل ہوگئی۔ مگر الوطاسی کے آنے تک پرتگیری اپنا کام کر چکے۔ اور اوسکے تمام اہل وعیال بیگمات واولاد اور تخمیناً پانچہزار باشندونکو اسیر بنا کر لزبن بہیج چکے تہے[۱]۔ ادہر شریف اسکا کھوج دبائے چلا آتا تہا جس سے مجبور ہوکر اوس نے اجنبیون سے مصالحت کرلینا ہی قرین مصلحت سمجہا۔ اوس نے نہ صرف عزیلہ (اصیلا) بلکہ طنجہ (جس کے باشندے آصیلہ پر حملہ ہونے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے تھے) القصر الصغیر (جسے پرتگالی شبخون مارکر ۱۴۵۸ء مین فتح کر چکے تھے۔ اور سبطہ کا بھی جو ۱۴۱۵ء سے اونکے تصرف مین چلا آتا تہا۔ اونکو قانوناً مالک ومتصرف تسلیم کرلیا۔ اس کے عوض پرتگالیون نے الوطاسی کے اہل وعیال کو واپس کر دینے کا عہد کیا۔ مگر اسدفعہ بھی وہ غداری سے نہ چوکے۔ کئی برسون تک مزید نامہ و

---

[۱] یہ شہر مذکور پر پرتگالی ۱۴۷۱ء مطابق ۸۷۶ ہجری مین قابض ہوئے۔ عربی مین غریلہ واصیلا پکارتے ہین۔ ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵) ہو گیا ہے اور اگر مولانا احمد کا بیان درست ہو تو اوس نے دونون کے نام باہم بدلا دیئے ہین۔ مولانا احمد مقتول سلطان کا نام سلطان عبد الحق بن ابی سعید اسکے قاتل شریف کا نام جو کچھہ عرصہ بادشاہ بہی رہا۔ سید الشریف ابی عبد اللہ الحفید اور شریف سعید الحق مقتول کا بدلہ لینے والے وطاسی امیر کا ابی عبد اللہ محمد الشیخ بن ابی زکریا الوطاسی لکھتے ہین۔ مترجم۔

پیام ہوتا رہا - اور کہین چند برس کے بعد جاکر بہت بڑی نقد رقم اور فرننڈو کی لاش لیکر الوطاسی کے بیٹے محمد کو واپس کیا - جب وہ اوسے لیگئے تھے - تو ابھی بچہ ہی تھا اونھون نے اوسے پرتگالی طریق پر تعلیم وتربیت دلائی تھا اوس کے دل مین ان بد عہدون کیطرف سے ایسی نفرت بیٹھ چکی تھی - جو مدت العمر تک کم نہ ہوئی - اہالی مغرب نے اسی چندسالہ رہائیش وتربیت کیوجہ سے اوسکا نام محمد برتقالی رکھدیا تھا - فرننڈو کی لاش کے متعلق عیسائیون کو یہ اعتقاد تہا کہ اس سے کرامتین سرزد ہوتی ہین ایسی توہم کی توضیح پندرہوین فصل مین کی جائیگی -

پرتگالیون سے متذکرہ صدر معاہدہ کرلینے سے شیخ محمد الوطاسی کو فاس کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت مل گئی - اوس نے دوبارہ جاکر اسکا محاصرہ کرلیا - جو ایک برس تک قایم رہا - آخر باشندون نے تنگ آکر شہر کے پھاٹک کہولدیئے - قاتل شریف تونس کو بھاگ گیا - اور وہ خاندان وطاس کے پہلے سلطان کی حیثیت مین تخت فاس پر متمکن ہوا - دار الخلافہ کی فتح سے فارغ ہوکر اوس نے متصلہ اضلاع و قبایل کو مسخر کیا - اور سلطنت کا پھر کچھ ڈہانچ قایم ہوگیا - مگر عیسائیون کی طاقت ستقدر زور پکڑ گئی ہوئی تھی کہ ۱۴۹۷ء مین ہسپانویون نے ملیلہ کا بندر بھی فتح کرلیا - کہ اب اکیلا وہی کچھ کام کا بندر مسلمانون کے پاس باقی رہ گیا تھا - اس واقعہ سے پانچ برس پہلے ہسپانویون کے فرمانروا فرننڈو اور ازبیلا غرناطہ کو فتح کرکے سرزمین اندلس سے اسلام کی حکومت کی آخری وقطعی بیخکنی کرچکے - اور ابی عبداللہ بن الاحمر معزول امیر غرناطہ کو مراکو کیطرف جلاوطن کرکے اکثر اندلسی مسلمانون کو دو ماہ کی اطلاع پر ملک سے خارج کرچکے تھے - ابی عبداللہ بن الاحمر نے سلطان محمد الشیخ ابوطاسی کے پاس پناہ لی - جسنے اوسے بڑی عزت وحرمت سے اپنے پاس جگہ دی - ابن الاحمر نے آنے سے پہلے اپنے وزیر ابی عبداللہ محمد العربی العقیلی سے لکھواکر ایک طویل قصیدہ معہ مرسلہ سلطان مراکو کی طرف بھیجا تہا - اس قصیدہ کے چند ابتدائی ابیات حسب ذیل ہین جن سے خدا کی شان کبریائی دنیا کی جاہ وجلال کی بے ثباتی اور زمانہ کی متلون مزاجی صاف دکھائی دے رہی ہے -

مولی الملوک ملوک العرب والعجم	رعیا لما مثلہ یرعی من الذمم

بلد اتجزناء نعم الجارانت من	جارالزمان علیہ جور منتقم
حتی غدا ملکہ بالرغم مستلبا	وقطع الخطب ما یاتی علی الرغم
حکم من اللہ حتم لا مرد لہ	وہل مرد لحکم منہ منحتم

صدیون کے وطن مالوف سے سخت ذلت وحرمان اور طرح طرح کے عذابہائے ناگفتنی کے ساتھہ نکالے جانے پر اکثر اندلسی مسلمانون نے سلطان مراکو کی اجازت سے ریفی علاقہ کے متصل اپنی ایک الگ بستی تطاوین مین قایم کرکے اس شہر کو جو نوے برس سے ویران چلا آتا تھا۔ ازسر نو آباد و درست کر لیا۔ ابن احمر پہلے کچھہ دن ملیلہ مین رہا۔ پھر فاس چلا گیا۔ جہان اس نے اندلسوی محلات کے نمونہ پر اپنی رہایش کے لیئے چند محل تعمیر کرائے۔ وہ ۱۴۰۹؁ ہجری مین فوت ہوا۔ اور باب الشریعت کے باہر مصلے کے قریب دفن کیا گیا۔ وہ کئی بیٹے بیٹیان چھوڑکر فوت ہوا۔ مگر بقول مؤلف نشر المثانی اوسکا خاندان جلد متفرق و پراگندہ ہوکر معدوم ہوگیا۔ فرنگی مورخ ماتویل ابن احمر کی موت کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ ابی عقبہ کی لڑائی میں وطاسیون کیطرف سے سعدیون کے ساتھ لڑتا ہوا فوت ہوا۔ جیسے جو کام اس نے اپنے ملک کے لیئے نہ کیا۔ وہ غیرون کے بلئے ایسی تندہی سے کیا کہ جان تک قربان کردی۔

شیخ محمد وطاسی ۱۵۰۰ء مطابق ۹۱۰؁ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اس کے بعد سلطان محمد البرتقالی تخت نشین ہوا۔ ہسپانوی اور پرتگالی اس وقت تک جیسا زور پکڑ چکے تھے۔ ناظرین کو سطور مندرجہ بالا سے اس کی کیفیت معلوم ہوگئی ہوگی تیرے سلطان نے کفار کے ساتھ جہاد کرنے کو سب سے مقدم فرض سمجھا اور اندرونی علاقون کو ان کے حال پر چھوڑ کر ساحل کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ عیسائیون کی مزاحمت کرتے کرتے باقی ملک بھی کھو بیٹھا۔ ایک اور قبیلہ مسمی بنی سعد نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور قدم آگے بڑھانا شروع کردیا۔ اور اس دو طرفہ زد نے صرف محمد برتقالی کو ہی کچھہ کرسکنے قابل نہ رہنے دیا۔ بلکہ تمام ملک کو ایک طرح سے کفار کے رحم پر چھوڑ دیا۔ لیکن خوش قسمتی سے اس دفعہ بھی عیسائیون نے اندرونی علاقون کی تسخیر کیطرف بوجوہات چند در چند کچھہ توجہ نہ کرکے فقط

ساحلی علاقون پرہی کفایت کی۔

پرتگالیون نے معادر دمزاغان کے بعد ۱۵۰۶ء مین تسفی۔ اکادیر اور بالآخر آزمور کو فتح کرلیا۔ اور ۱۵۰۸ء مین ہسپانولیون نے بندر دلیز فتح کیا۔ محمد نے ۱۵۱۱ء مین اپنے موروثی وطن آصیلا کو چھڑانے کے لیئے اس پر بڑی ثابت قدمی سے حملہ کیا۔ اس فوج کشی مین لیوافریکانس بھی سلطان فوج کے ہمراہ تہا۔ اور قریب تہا کہ مسلمان اوسے فتح کرلین کہ اتنے مین جاوڈی منزیز گورنر طنجہ مدد لیکر پہنچ گیا۔ اور محمد کو بے نیل مرام واپس لوٹنا پڑا۔ لیکن وہ اس عزم سے باز نہ آیا۔ ۱۵۱۳ء مین دوسری دفعہ اور ۱۵۱۶ء مین نصیری نے عباس نے بڑی شدت سے حملہ کیا۔ اور اس مرتبہ بھی فتح ہونے کو ہی تہی کہ پرتگالیون کی کمک کو ہسپانولیون کا وہ بیڑہ آگیا جس نے بندر دلیز فتح کیا تہا۔ فتح غرناطہ کے وقت سے مسلمانون کی مظلومی و بیکسی کا عوض لینے کیلئے ترکی جہازات بھی بحیرہ روم کے مشرقی حصہ مین پہونچ گئے ہوئے تہے۔ اونہون نے ۱۵۲۲ء مین بندر دلیز چھین کر تمام ہسپانوی فوجکو جو وہان مقیم تہی تہ تیغ کردیا[1]
محمد ۲۵ برس حکومت کرکے بنی سعد کے ساتھ لڑتا ہوا عالم ثانی کو سدھار گیا اس کے بعد اوس کا بہائی ابی حسون چند برس حکمران رہا۔ مگر درحقیقت بنی سعد محمد پرتغالی کے عہد مین ہی ملک کے حصہ کثیر کے مالک ہوچکے تہے۔ ابی حسون کو اُسی سال اس کے بہائی محمد کے بیٹے ابی العباس نے بیدخل کرکے تخت پر قبضہ کرلیا۔ اور سبہ بنی مرین اور اسکی شاخ خاندان وطاس کی حکومت کا خاتمہ ہوکر ایک نئے خاندان کا دورہ شروع ہوگیا

ان خانہ جنگیون مین پرتگالیون اور ہسپانولیون کو اپنی ابتدائی فتوحات کو اندرونی علاقہ کیطرف بڑہانیکا عجیب موقعہ مل گیا تہا۔ مگر ابہی فرنگستان مین ابہی نوآبادیان قایم کرنے اور ممالک بعیدہ کی فتوحات کا شوق پیدا نہ ہوا تہا وہ ساحلی علاقون پر ہی قانع رہے۔ اور جب کچھ عرصہ بعد اونکو توسیع فتوحات

[1] عثمانیہ بیڑہ کی کارگذاریون اور اس نواح مین ترکی حکومت کی بنا قایم ہونے کی مفصل حالت کے لیئے تاریخ خاندان عثمانیہ ملاحظہ کیجائے۔

کی یہ گڑبڑی پیدا ہوئی۔ اسوقت مراکو کی حالت بنی سعد کے زیر فرمان ایسی سنبھل چکی تھی کہ وہ ۱۵۵۴ء الهوسیاس کو اور ۱۵۶۴ء دلنیر کو تسخیر کرنے کے سوا اور کوئی مزید علاقہ مسخر نہ کرسکے۔ ان موقعوں سے فایدہ نہ اوٹھانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ بحیرہ روم کے بنادر کہ قریب یعنی علاقہ ریف میں وہ کوئی فایدہ اوٹھا بھی نہ سکتے تھے اور پہاڑی علاقے کے جنگجو بربر قبایل کو زیر کرنا آسان کام نہ تھا۔ اور عقلمندی اوسی کی مقتضی تھی کہ ان مراکشی آفریدیوں سے حتی الوسع پہلو کو بچائے رکھا جائے۔ مراکو کے اب تک سلامت و آزاد رہنے کا بڑا باعث یہی ریفی ہیں جن کے نام سے فرنگستانیوں کی روح کانپتی ہے۔

ساحل ریف کے برعکس بنادر یہی ریفی ہیں۔ جن کے فراغان و آسفی کے متصلہ اضلاع دکالہ۔ عبدہ۔ وحا چونکہ میدانی اور وہان کے باشندے اکثر میدانی علاقوں کے رہنے والوں کی طرح امن پسند اور غریب طبیعت تھے۔ عیسائیوں نے وہان اپنا سکہ خوب بٹھا لیا۔ اور وہان کے باشندوں نے انہیں بخوشی خراج دینا منظور کرلیا۔ یورپ مین مورخ ماریو نے متذکرہ صدر اضلاع اور نیز صوبجات غرب و ادلا و عمران بلکہ علاقہ پربان کے بہت سے دیہات کی فہرست لکھی ہے۔ جہان سے لاکھوں من غلہ خراج مین آتا تھا۔ صرف ضلع عبدہ سے چھ اصیل گھوڑوں اور چار بازوں کے علاوہ ایک ہزار بار شتر گندم و جو عیسائی گورنر آسفی کو ہر سال خراج مین آیا کرتے تھے۔ مزید بران یہ علاقے معقول فوجی مدد بھی دیا کرتے تھے۔ یہ امدادی فوج عموماً بارہ ہزار سوار اور دو لاکھ پیدل سپاہ پر مشتمل ہوتی تھی۔ اس سے صاف اندازہ ہو سکتا ہے کہ پرتگال کی حکومت مراکو کے اس حصہ مین محض برائے نام نہ تھی۔ اس اقتدار کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پرتگالیوں نے شروع شروع مین نا واجب و متعصبانہ پرجوشیاں دکھانے کے بعد آخرکار اہل غرب سے نہایت عقلمندی کا برتاؤ شروع کردیا تھا۔ اور بوقت ضرورت جنگجو بربر قبایل کی امداد سے پہلو تہی نہ کرتے تھے۔ اس طرح فریقین مین بسا اوقات گہرے دوستانہ تعلقات قایم ہو جاتے۔ اس کی تصدیق خود ایک مسلمان مورخ الیفرانی بدین الفاظ کرتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک پرتگال کپتان جہاز کی بیوی مسلمانوں کے دیہات کی سیر کو گئی۔ تو اوسکا ہر جگہ بڑی دہوم دہام

سے استقبال کیا گیا۔ اور باشندوں نے اوس کے آنیکی خوشی میں بسبب فوقیت ... ساکین
اس سے بڑھکر ثبوت ان تعلقات کے استحکام کا اس سے مِل رہا ہے۔ کہ ۱۶۱... میں جب
العیاشی نے مزاغان پر حملہ کیا۔ تو متصلہ قبیلہ اولاد عزیز نے اپنے ہم مذہب کی بجائے
عیسائی پرتگالیون کو مدد دی تھی۔ اس زمانہ میں یحیی بن طاتوت جسے پرتگالیون نے
اندرونی علاقہ میں نائب گورنر مقرر کر رکھا تھا عیسائی بن گیا۔ اور وطن اس کی بڑی خاطر
مدارات کی گئی۔ پرتگالیون کی یہ حکمت عملی بڑی عقلمندی پر مبنی تھی۔ مگر اونکی یہ دور
اندیشانہ چال مراکو کے غیور مسلمانون کو زیادہ عرصہ تک مبہول و احمق نہ بنا سکی۔ وہ
جلد اس تعلق کے خطرات سے آگاہ ہوگئے۔ اور یہ آگاہی اون کے ملک کو غلامی و محکومی
سے بچانے کا کام دیگئی۔

یورپ و ایشیا میں کیا ہو رہا تھا | دریں اثنا بیرونی دنیا میں جو کچھ ظہور میں آیا یا آرہا تھا۔ اوسکی مجمل کیفیت یہ تھی کہ سقفی کی گدی پر ۱۵۱۳ء میں پوپ لیو دہم متمکن ہو چکا تھا۔ جو
جرایم و مفاسد کا بڑا مربی و سرپرست لیوافریکانس دحسن لوزاری الفاسی) کا دہرم
باپ اور شرافت و صداقت کے لیئے مجسم ننگ تھا۔ قیصر چارلس پنجم جو اپنی مستعدی
و پھرتی کیوجہ سے ہر جا حاضر و ناظر سمجھا جاتا تھا۔ اور ۱۵۱۶ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس
وقت تک نصف براعظم یورپ پر بزور شمشیر یا باستحقاق وراثت قابض ہو چکا تھا۔ مسیحی
مذہب کی اصلاح کی کارروائی (۱۵۱۹ء میں) بالاستحکام انگلستان میں جاری ہو گئی
تھی۔ کورٹیس میکسکو کی دریافت کے لیئے روانہ ہو چکا تھا۔ اور گسٹاوس واسا سویڈن
کو اجنبیون کے تصرف سے (۱۵۲۱ء میں) آزاد کرا چکا تھا۔ مشرقی دنیا میں بھی اس زمانہ
میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ وہ کچھ کم اہم اور وسیع نہ تھے۔ صفوی خاندان
(۱۵۰۱ء میں) ایران میں خوب طاقت پکڑ چکا تھا۔ عثمانی ترک (۱۵۱۷ء میں) شام و
مصر کی فتح سے فارغ ہو کر ایشیا پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اور وزراکا
امیر البحر باربروسا (۱۵۲۳ء) الجزائر میں ترکی حکومت کا نقشہ قایم کر چکا تھا۔
رہوڈس کے نائٹ پناہ گزین مہمانون کی حالت سے ترقی کر کے مالٹا کے مالک بن
چکے تھے۔ اور ادہر ہندوستان میں بابر (۱۵۲۵ء) مغلیہ خاندان کی بناء قائم
کر رہا تھا۔ جس سال بابر نے پانی پت کی لڑائی فتح کر کے ہندوستان کی سلطنت حاصل

کی اوسی برس ترکون نے تونس کو فتح کرکے مراکو کی تسخیر کا ہتیہ کیا۔

فصل ہفتم

ارتکاد و انحباس سلطنت سعدی خاندان ۱۵۲۴ء تا ۱۶۶۸ء

رقبہ کی کمی شہنشاہی کا زمانہ بنی مرین کے ساتھ گذر گیا۔ ہسپانیہ ہمیشہ کے لیے اسلام کے ہاتھ سے چھین چکا تھا۔ الا ماشاء اللہ۔ مشرق مین ایک نیا بندرگاہ نہایت خوبصورت موقعہ ومحل پر تیار ہو کر ایک نئی ریاست کا دارالخلافہ بن گیا ہوا تھا۔ جس کے نام پر ہی نئی حکومت کا نام اوسکے ترک مالکون نے مغرب الاوسط کی بجائے الجیریا یا الجزائر رکھدیا تھا۔ ہسپانیہ کے بندر الجیراس کو اس سے ممیز رکھنے کے لیے عرب جزیرۃ الخضرا پکارتے تھے۔ چند ہی برسون کے اندر الجیریا کے نئے حکرانون نے تلمسان کی حکومت کو فتح کرکے اس طرف سے بہی اہالی مغرب کے لیے ایک معین حد قایم کردی۔ اور اون کے لیے اب صرف جنوب کی طرف کہلی رہ گئی۔ جدہر سوڈان کا زرین اور طلائی معاون رکہنے والا ملک سینیگل ڈون کوس تک پہیلا ہوا تہا۔ مگر یہ طرف بہی درحقیقت برائے نام ہی کشادہ تہی۔ سوڈان اور مراکو کے درمیان مہیب صحرائے اعظم کا متلاطم ریگستانی سمندر بحر ذخار سے بہی زیادہ خوفناک صورت مین حایل تہا۔ تاہم پندرہوین صدی سے بعد اہالی مغرب کو جب کبہی اپنے اقتدار کے بڑہانے کا خیال آیا۔ ان کے قدم ادہر ہی اوٹھے۔ اور کوئی جانب رہ ہی نہ گئی تہی۔ اور وہ دو دفعہ فاتحانہ حیثیت سے ٹمبکٹو مین داخل ہوئے۔ لیکن اونکی عملی تصرف مین سطرف کا کوئی علاقہ نہ رہا۔ اور اونکی سلطنت کا رقبہ وہی رہا جسقدر کہ اسوقت بنی مرین کے زوال کے بعد سلطنت مراکو صرف فاس ومراکش کی حکومتون۔ سوس کے جنوبی صوبہ اور طلس پار کے غیر معین الحدود اضلاع توات۔ طافیلالت اور درعہ پر مشتمل رہی ہے۔

حدود سلطنت کی بنی مرین کے آخری زمانہ میں ہی شیرازہ ایسا پراگندہ ہوچکا تھا کہ یہ یقین کیسا تھہ نہیں کہا جا سکتا کہ آخری مرینی سلطان کا حکم کہا تک نافذ تھا۔ عملاً اوسکا دایرہ فاس کی ریاست سے متجاوز نہ تہا۔ مراکش مین ایک علیحدہ حکمران تہا۔ مراکش مین ایک علیحدہ حکمران تہا اور گو اوسے فاس کی باجگزاری سے انکار نہ تہا۔ لیکن اس کی اپنی حکومت بھی شہر کی چار دیواری تک محدود تھی۔ قصبہ دبس دلبنیر کی بھی یہی کیفیت تھی۔ اور قصبہ آسفی کے باشندے ایک طرح کی جمہوری حکومت قایم کرچکے تھے۔ شمالی حکومت یعنی علاقہ فاس مین بھی یہ حالت تہی کہ بربر نفر بگیا آزاد ہوچکے تھے۔ ساحل کا بہترین حصہ پرتگال کے قبضہ میں تھا۔ اور خانہ جنگی کا یہ عالم تہا کہ جب مراکشی پرتگالیون کو صلح کے پیے کہتے تو وہ طنزاً جواب دیتے تمہارا سردار کون سا ہے۔ جس سے ہم گفتگو کرین۔ ایسی صورت مین ظاہر ہے کہ اجنبیون کا دباؤ اور غلبہ ملک مین دن بدن کسقدر زور پکڑتا جا رہا ہوگا حتیٰ کہ حالت ایسی نازک ہوگئی۔ کہ اہالی ملک اس کی اصلاح سے اور زیادہ غافل نہ رہ سکتے تھے۔

خاندان سعدیہ کی اصل کی یہ خیال پہلے پہل جنوبی مراکو کے سرغنہ امرا اور علماء کو پیدا ہوا۔ اور ان سب نے بہت غور و فکر کے بعد ضلع درعہ کے ایک مشہور شریف محمد کی بعیت کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس نے اپنے زہد و اتقا اور خوش اخلاقی سے تمام علاقہ مین بڑی ناموری حاصل کرلی ہوئی تہی۔ اس خاندان کو امام محمد نفس الزکیہ کے واسطہ سے سید النسل ہونیکا دعوی تہا۔ مگر مورخ یفرنی لکھتا ہے کہ وہ دراصل حضرت سرور کائنات کی دایہ حلیمہ کی نسل سے تہے۔ اور اسی لیئے عام طور پر اونکا خاندان سعدیہ پکارا جاتا ہے۔ ابن القاضی درۃ لسلوک مین لکہتے ہین۔ ابو عبداللہ محمد جس نے بعد مین القائم بامراللہ کا لقب اختیار کیا۔ حاجی حرمین اور محب الدعوات درویش صالح تہا۔ مدینہ منورہ مین اوس نے خواب دیکہا کہ دو شیر اس کی رانون سے نکلے خلقت اونکے پیچہے ہولی۔ اور وہ ایک صومعہ مین داخل ہوگئے۔ اسکی تعبیر وہان کے ایک بزرگ نے یہ کی کہ دو بیٹے بادشاہ ہونگے۔ چنانچہ عبداللہ نے اپنے وطن کو واپس آکر جابجا اپنے خواب اور اس کی تعبیر کا چرچا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اہالی سوس

درعہ کے درہنیو لا ایک شخص کو اپنا سردار بنانیکی ضرورت محسوس کی - اور وہ یہ
درخواست لیکر علاقہ مذکورہ کے ایک صالح درویش عبداللہ محمد بن مبارک اقاوی
کے پاس گئے - اوس نے جواب دیا - عبداللہ سعدیہ یہ دعوی کر رہا ہے اور وہ اس
منصب کے لایق بہی ہے - اس کے ہاتہہ پہ بیعت کرو - اونہون نے ایسا ہی کیا اور
تیاری جیش و لشکر کے لیئے حسب ضرورت روپیہ بہی جمع کر دیا - بنی سعدیہ کی حکومت
کی بنا قایم ہوگئی - یہ واقعہ ۱۵۱۱ء کا ہے - اگر عیسائی مورخ [۲] تارس زبانی روایتون
کی بنا پر اس سے مختلف داستان سناتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ اس شریف نے اپنے
بیٹون احمد و [۱] محمد کو جو حج کر چکے تھے - فاس بہیجدیا - جو رفتہ رفتہ اپنی فصاحت و
طلاقت کے ذریعہ وطاسی سلطان ابو عبداللہ برتکالی کے مقرب اور منظور نظر اور اسکی
اولاد کے اتالیق ہوگئے - پرتگالیون کے پے در پے ہجوم کی مدافعت کے لیئے سلطان
نے ان دونون کو انہی کے مشورہ پر عام جہاد و عظ کہنے کے لیئے جنوبی علاقہ کو بہیجا -
جہان اونکے پاس تہوڑے دنون مین کافی جمعیت فراہم ہوگئی - مگر اوسے لیکر سلطان
کے پاس آنے کی بجائے وہ خود مختار اور بالآخر ملک کے دعویدار بن گئے - وہ کچہہ
عرصہ پرتگالیون سے جہاد کرتے رہکر مراکش پر قابض ہوگئے - اور وطاسی سلطان
کو یہ کہکر اطمینان دلا دیا - کہ ہم تمہارے ہی تابع و محکوم ہین - اتنے مین محمد الوطاسی
فوت ہوگیا - اور اس کا بیٹا ابو العباس احمد فاس مین تخت نشین ہوا - اس کیسے
ساتھہ سعدیہ خاندان کا اس طرح سے معاہدہ ہوا کہ فاس پر وہ مراکش مین محمد شیخ
کا بیٹا - اور درعہ و سوس پر خود شیخ محمد حکمران رہے - مگر یہ مصالحت چند ہی دن
رہی - وطاسی سلطان لشکر لیکر مراکش پہنچا - اور اسکا محاصرہ کر لیا - اتنے مین پیچھے
فاس مین بغاوت ہوگئی - اوسکے فرو کرنے کے لیئے وہ محاصرہ سے دست بردار
ہوکر فاس پہونچا - اور ادہر سے فارغ ہوکر دوبارہ پہلے سے زیادہ لشکر لیکر
مراکش کو گیا - اس دفعہ بنی سعد شہر سے باہر نکل کر مقابل ہوئے - فریقین مین بمقام

---

[۱] اس کے تین بیٹے تہے - سب سے بڑے کا نام عبدالکبیر تھا - جو اپنے بہائیون کے بادشاہ
بننے سے پہلے پرتگالیون کے ساتہہ جہاد کرتا ہوا شہید ہوگیا -

اِبی عقبہ معرکہ کا رن ہوا۔غرناطہ کا مخلوع سلطان بقول ایک مورخ اس معرکہ مین قتل ہوا تہا۔ وطاسیون کو شکست ہی۔ اور سلطان وطاسی بحال تباہ فاس کو لوٹا۔ اس کے
تبی سعد نے طافیلات اور نیز اکاویرہ آسفی و آزمور پر جنکو پرتگالی خالی کرگئے تھے قبضہ
کرلیا۔ اور تہوڑا عرصہ بعد فاس پر بھی انکا تصرف ہوگیا۔ یفرانی ان تمام ابتدائی فتوحات
اور معرکون مین بنی سعد کا کمانڈر بڑے شریف ابی عبداللہ القایم کو بتاتا ہے۔
القایم کے اجداد چار اور بقول بعض پانچ پشتون سے مدینہ منورہ کے بندر
ینبوع سے اس نواح مین لائے گئے تھے۔ عام روایت ہے کہ درعہ مین متواتر کئی
سال فصل ناقص ہوئے۔ اور کہجورون مین پہل نہ پڑا۔ اس پر اونکو صلاح دی
گئی۔ کہ جس طرح تمہارے سجل مسائے بہائیون نے عرب سے فلالی شرفا کو لاکر اپنے
علاقہ مین آباد کیا۔ اور اونکی برکت سے اونکے کہیت سرسبز ہوگئے۔ اسی طرح تم
بہی کوئی سید خاندان عرب سے لے آؤ تاکہ اس کی برکت سے تمہاری بہی نحوست
کٹ جائے۔ چنانچہ درعہ نے اس صلاح پر کاربند ہوکر بنی سعد کو اپنے ہان لاکر
آباد کیا۔ فلالی شرفا کی آمد کا قصہ زیادہ تفصیل سے آگے درج کیا جائیگا۔ مسٹر
میکینس بحوالہ یفرانی لکہتے ہین۔ شریف ابی عبداللہ القایم نے بیعت لیتے ہی جہاد کا
اعلان کردیا۔ اور دوسرے ہی برس (۱۵۱۱ء) مین اس کے پاس کافی جمعیت ہو
گئی۔ سلطان فاس کو شروع شروع مین اس نئی طاقت کیطرف سے کسی طرح کا فکر نہ
ہوا۔ وہ اون کی مدد کرتا بھی رہا۔ اور اون سے مدد لیتا ہی رہا۔ بنی سعد
نے سب سے اوّل اگادیرا گیر کی پرتگالی بستی پر جو اونہون نے نئی نئی درعہ
کے متصل ساحل پر قایم کی تھی حملہ کیا۔ جس مین غالب رہنے پر حاحا اور شیانہ
کے قبایل بہی اس کے ساتھ شامل ہوگئے۔ پہر دونون بیٹون کو انتظام مین اپنے
ساتھ شریک کرکے پہلے (۱۵۱۶ء) تارودانت کو اپنا صدر مقام بنایا۔ اور وہان
نیا شہر آباد کیا۔ تین برس بعد وطاسی سلطان کی وفات پر اوسکا بڑا بیٹا احمد
(ابوالعباس المعروف باعرج) مراکش مین داخل ہوا۔ انہی دنون (۱۵۲۱ء) تمام
ملک مین ایک خوفناک وبا پہیل گئی۔ جو نئی طاقت کو فروغ پکڑنے سے مانع رہی۔
مگر چند برس بعد (۱۵۲۵ء) کفار کے حملہ کو ناکامیابی پسپا کردینے سے شرفا کا اقتدار

بہت بڑھ گیا۔ اور اونکی قوت اسقدر بڑھگئی کہ دوسرے ہی برس (۱۵۲۶ء) انہون نے امیر فاس کو کھلے میدان مین جنگ کرکے فاش زک پہونچائی۔ اس معرکہ مین ہزار جانین ضایع ہوئین۔ ۱۵۳۳ء مین بنو وطاسی اور بنی سعد نے باہمی مصالحت کے لیئے سلطنت کو براہ ام اربعیہ تادلہ سے ساحل تک باہم تقسیم کرلینے کی تجویز کی۔ لیکن یہ دفعہ بھی صلح کچھہ دن سے زیادہ قایم نہ رہ سکی۔

امیر عبداللہ القایم ۹۲۳ہجری مین فوت ہوا۔ اور بمقام آفغال ایک مشہور ولی شیخ ابی عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی کی قبر کے پاس دفن کیا گیا۔ وہ اپنے بڑے بیٹے احمد کو زندگی مین ہی ولیعہد مقرر کرگیا تھا۔ روایت ہے کہ یہہ دونون بھائی مکتب مین قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ ایک مرغ کمرہ مین آگیا۔ اور باری باری دونون کے سرون پر بیٹھکر اوس نے بانگ دی۔ جس سے انکی معلم نے اسیوقت اونکی آئندہ عظمت کا اندازہ کرلیا۔

دونون بھائیون مین ابتک بہت اتفاق تھا۔ بڑے نے بادشاہی سنبھالی تو چھوٹا اس کا وزیر ہوا۔ ابی العباس احمد الاعرج (لنگڑے) نے دہانکے حکمران امراء ہنتاتہ کی رضامندی بلکہ دعوت پر مراکش مین دخل ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا۔ کہ شیخ جزولی اور اپنے باپ کی لاشین آفغال سے منگواکر وہان دفن کرائین۔ شیخ جزولی کے فوت ہونے پر اوس کے رفقاء اور مرید تین برس تک طلب خیر و برکت کے لیئے اس کی لاش صندوق مین بند کرکے ساتھہ ساتھہ لیئے پھرتے رہے تھے۔ اور ہر لڑائی مین اس سے طلب نصرت کرتے تھے۔ انتقال لاش کے دو مختلف سبب مروی ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ شیخ جزولی کی لاش اس لیئے منگوائی گئی کہ کوئی مخالف افغال پر قابض ہوکر اوسے قبر سے نہ نکال لے۔ جس کی برکت سے وہ ہر ایک پر فتح پانے کے قابل ہوجاتا۔ چند کا بیان ہے کہ احمد کو خیال تھا کہ قبر کے نیچے بڑا خزانہ مدفون ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لیئے طلب برکت وخیر کی نام نہاد غرض سے لاش کو منتقل کرنے کا بہانہ کیا گیا۔ بھائیون کا اتفاق جنکی شہزادون کی مہربانی سے ہمیشہ کے لیئے قایم نہ رہ سکا۔ عیسائیون سے ۱۵۳۱ء مین قلعہ فونتی دسنتا کروز جس پر بعد مین اگادیر کا نیا شہر آباد کیا گیا۔ فتح ہوا ہی تھا۔ کہ ان مین ناچاقی ہوگئی

چھوٹے بھائی محمد الشیخ کی طاقت ۱۵۳۱ء مین بمقام ابی عقبہ بنی مرین کو پامال کرنے سے
بہت بڑھ گئی تھی۔ وطاسیون سے فارغ ہوکر اوس نے اپنے بھائی پر حملہ کیا۔ سکینر
ٹارس کی سند پر لکھتے ہین کہ ۱۵۳۹ء مین محمد نے اوسے سوس اور درعہ حوالہ کر
دینے پر مجبور کرکے اوس کے پاس مراکش اور طافیلالت کا علاقہ رہنے دیا۔ اور اوسکے
بیٹے کو کل سلطنت کا ولی عہد تسلیم کیا۔ اور پھر پانچ برس بعد ۱۵۴۳ء مین اوسے
حکمرانی سے بالکل علیحدہ کرکے مراکش مین قید کردیا۔ مگر مولانا احمد کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ
کی خانہ جنگی کے بعد جب محمد الشیخ بڑے بھائی پر غالب آگیا تو اوسی وقت (یعنے پہلے ہی
مرتبہ) اوسے معہ اولاد مراکش مین نظر بند کرکے خود کل ملک کا حکمران ہوگیا۔ اور
۱۸ برس بعد جبکہ محمد خود قتل ہوا۔ اوس سے تین دن بعد اعرج مراکش مین قتل کر
دیا گیا۔ نشر المثانی والا اعرج کی گرفتاری کا سن ۹۵۱ھ ہجری بتاتا ہے۔ مگر صحیح
۹۴۷ھ ہجری ہے۔

اعرج کے فرزند زیدان کی نسبت اختلاف ہے کہ آیا باپ کی وفات پر وہ
حکمران ہوا یا نہین۔ زہرہ الشماریخ کا شارح لکھتا ہے۔ وہ سوقت سجلماسہ مین تھا
اور وہان کے لوگون نے اس کی بیعت بھی کی۔ لیکن باقی ملک کے باشندون نے
ایسا نہ کیا۔ اور وہ سن وفات یعنی سنہ ۹۶۰ء تک اسی حال پر رہا۔ شیخ محمد نے ابی
عبد اللہ محمد المہدی کا لقب اختیار کیا۔ وہ ۸۹۶ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا۔ بربری
اوسے امغار لکاتے تھے۔ جو اونکی زبان مین شیخ کے مترادف ہے۔

فتح بنادر (کہ بھائی سے فارغ ہوکر محمد نے اوسی برس (۱۵۳۹ء) آسفی پر ایسی شدت
وثابت قدمی کے ساتھہ حملہ کیا۔ کہ عیسائی محافظین کو اپنی عورتین تک مسلح کرکے
فصیلون پر کھڑی کرنی پڑگئین۔ شہر فتح ہونے ہی کو تھا کہ ایک یہودی مسمی سامویل
والن ثنیا نو جہاز لیکر آزمور سے پہونچ گیا۔ اور اس کمک کو لیکر محافظین نے
محاصرین پر جان سے ہاتھہ دھوکر ایسی سختی سے حملہ کیا کہ مسلمانون کو چھہ ماہ کا محاصرہ
چھوڑ دینا پڑا۔ مگر پرتگالیون کا اس عرصہ مین اسقدر نقصان عظیم ہوا تھا۔ کہ انمین
دوسرے حملہ کی برداشت کی طاقت نہ رہگئی تھی۔ اور وہ اس کے وقوع مین آنے
سے پہلے ہی ۱۵۴۱ء مین آسفی کو خالی کرکے چلے گئے۔ یہ تخلیہ بربادی کے برابر

تھا- ایک مکان بھی اپنا دہ نہ رہنے دیا گیا-

پرتگالیون کے اس طرح مرعوب اور مرہوب ہوجانے سے محمد کی کامیابی یقینی ہوگئی- اور وہ دس برس کے اندر کل سلطنت کا مالک ہوگیا ۱۵۴۳ء مین اُس نے اپنے بھائی کو آخری مرتبہ مغلوب کرکے مراکش کے زندان مین محبوس کیا- ۱۵۴۴ء مین شاہ فاس کو زک دی- لیکن اوسے ابھی بالکل بیدخل نہ کرسکا- ۱۵۴۱ء مین پرتگالی فوج خوب ورعب مین آکر خود بخود بندر آزمور کو خالی کرگئی- اور اس سے محمد کے پہلو سے ایک اور تکلیف دہ کانٹا دور ہوگیا-

فتح فاس} پانچ برس کی تیاریون کے بعد محمد چالیس ہزار فوج لیکر ۱۵۴۹ء مین فاس کی فتح کے لیئے مراکش سے روانہ ہوا- اس موقعہ کا ایک خاص بھاٹک تیار کیا گیا تھا- جس کے گرد پچاس بربر شیرون کے سر لٹکائے گئے ہوئے تھے- یہ سر خاص اسی غرض کے لیئے اوس کے قایدون اور جرنیلون نے سلطنت کے مختلف حصون سے جمع کیئے تھے- مکناسا کو وہ اس سے ایک برس پہلے فتح کرچکا تھا- مسٹر مکلینس بحوالہ طارس لکھتے ہین- کہ فاس چند مہینون کے محاصرہ کے بعد ۱۵۵۰ء مین فتح ہوگیا تھا- اسم خاندان وطاس کا چوتھا اور آخری سلطان پابجولان مراکش بھیجا گیا- اور اس کی لڑکی سے فاتح نے عقد نکاح کرلیا- مولانا احمد محاصرہ کی میعاد ایک سال بتاکر تاریخ الدوحہ کے حوالہ سے ایک دلچسپ قصہ اس کی فتح کے متعلق لکھتے ہین- جو حسب ذیل محاصرہ شروع ہونے پر ایک درویش شیخ ابوالرواین مجحوب محمد کے پاس آیا- اور کہا کہ پانچسو دینار دیکر فاس کو مجھ سے خریدلے سلطان نے جواب دیا ایسی بعزیات کی خداوند کریم اجازت نہین دیتا- نہ شریعت ایسی مزخرافات کو روا رکھتی ہے- شیخ نے جواب دیا خدا کی قسم اگر تو میرا کہا مان لیتا تو اسی سال شہر مین داخل ہوجاتا- محاصرہ کئی مہینے جاری رہا- اور فتح کی کوئی صورت بظاہر دکھائی نہ دی- امیر عبدالقادر فرزند سلطان محمد نے باپ سے کہا کہ آپ نے اس ولی اللہ کا کہا کیون نہ مانا- اوس کے مسلسل اصرار پر باپ نے اجازت دیدی- اور امیر عبدالقادر نے شیخ مجحوب کو زر مطلوبہ حوالہ کردیا- جس کو اوس نے اُسی وقت غربا مین تقسیم کرکے بشارت دی کہ دو سال کے ختم ہونے پر تم اپنی مراد پالوگے- میرا یہ کہنا امر ربانی کے مطابق ہے؟

اوسکا کہنا درست نکلا- اور جس تاریخ کو اوس نے کہا تہا- اسی تاریخ شیخ محمد کو فاس مین
داخل ہونا نصیب ہوا- شیخ مجذوب کے متعلق ایک اور بہی روایت مشہور ہے —
جب ملک مین پرتگالیون کا دخل بڑہنا شروع ہوا- اور مسلمانون مین اس سے عام
اضطراب پیدا ہو گیا تو شیخ موصوف نے بازارون مین پہرتے ہوئے یہ نعرہ لگانا
اپنا شعار بنا لیا "اے حران- آ مین نے تجہکو مغرب کا ملک دیا" اسوقت بنی سعد کا
کوئی نام بہی نہ جانتا تہا- نہ کسی کو یہ خبر تہی کہ حران کون شخص ہے- یہ عقدہ حران فرزند
سلطان محمد کے ظاہر ہونے پر کہلا- جس کے قوت بازو سے ہی شیخ محمد کو یہ تمام
فتوحات حاصل ہوئی تہین- مولانا احمد لکہتے ہین کہ شیخ محمد نے کل بنی وطاس کو مقید
کیکے مراکش بہیجدیا- سوا کے سلطان ابی حسون[1] کے جو الجزائر کو بہاگ گیا اور ترکون
سے جاکر مدد مانگی-

فتح تلمسان کو تلمسان پر عثمانیہ ترکون کے قابض ہونے کی خبر لکہی جا چکی ہے- محمد کو
طبعًا یہ امر ناگوار تہا- وہ اپنے پڑوس مین ایک سابق مغربی صوبہ پر ایک مسلمان سلطنت
کا قبضہ بہی یون ہی گوارا نہ کر سکتا تہا- مگر جب ابی حسون کو وہان پناہ ملی تو اسے
اور بہی طیش آیا- جس نے ملک گیری کی طبعی خواہش و حرص کو اور تیز کر کے محمد سے
تلمسان پر فوجکشی کرادی- اور ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ ہجری اوس پر محمد کا قبضہ
ہو گیا- اس کے علاوہ سبطہ اور مستغنم بہی اوس کے دائرہ حکومت مین داخل ہو گئے
مگر ترکی فوج تہوڑی ہی مدت کے بعد تلمسان پر پہونچ گئی- اور اوس نے محمد کو
وہان سے فاس کیطرف بہگا دیا- محمد پہر جمعیت درست کر کے تلمسان پر حملہ آور ہوا
لیکن چند دن کے محاصرہ کے بعد ہٹ جانے پر مجبور کر دیا گیا- اور اس کے بعد پہر
اس کا یا کسی مغربی سلطان کا تلمسان پر قبضہ نہ ہوا انیسوین صدی مسیح کے وسط
مین فرانس کے فتح کرنے تک بدستور سلطنت عثمانیہ یا اوس کے باجگذار عمال کے تصرف
مین رہا-

[1] مسٹر میکنس نے آخری سلطان کا نام قاسم لکہا ہے- اور اسکا بیان ہے کہ ترکون نے
قاسم کی بیوی اور بہن کی التجا پر فاس پر حملہ کیا تہا- مگر مین مولانا احمد کی تحریر کو زیادہ صحیح سمجہکر
متن مین اسکو درج کرونگا[2] مسٹر میکنس کا بیان ہے کہ دس برس کے بعد تلمسان محمد کے قبضہ سے نکلا-

ترکی سفارت: الجزائر کے ترکی گورنر نے جب سنا کہ محمد اس دوبارہ شکست سے بہت سست پٹا
رہا۔ اور سہ بارہ حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔ تو اوس کی حمیت دینی نے گوارا نہ
کیا کہ دو مسلمان اس طرح آپس مین کٹے مرتے رہین۔ اور عیسائی انکا تماشا دیکھین
اوس نے رفع فساد اور آئندہ کے لیے مصالحت کر لینے کی غرض سے فقیہ ابا عبد اللہ
محمد بن علی الخروبی الطرابلسی مقیم الجزائر کو سفیر بنا کر روانہ کیا۔ باہمی جنگ و جدال کے
نقصانات ظاہر کرکے تعیین حدود اور مصالحت باہمی پر رضامند ہونیکی کوشش
کی۔ فقیہ موصوف ۹۵۹ھ ہجری مین مراکش پہونچے۔ سلطان محمد بڑی عزت سے پیش
آیا۔ مگر حرف مطلب کو بالکل چبا گیا۔ مصنف المراۃ لکھتا ہے کہ فقیہ موصوف بہ سبیل
سفارت دو دفعہ مغرب مین آئے۔ بہت سی باتین اس سے یہان کے فاضلون اور
درویشون نے حاصل کین۔ اور بہت سے فیوض اوس نے شیخ رزوق مغربی سے
ایک مرتبہ فقیہ موصوف نے شیخ ابی عمر قسطلی پر جو مراکش کے باغ ریاض العروس
مین دفن ہین۔ اعتراض کیا۔ کہ آپکو طریقت مین داخل ہونیوالے لوگ مریدون کا سر
نہین منڈوانا چاہیے۔ یہ بدعت ہے۔ شیخ عمر نے جواب دیا۔ شیخ جزولی اسی طرح
کیا کرتے تھے۔ جس پر فقیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے۔ ورنہ اس امر کی اجازت مل گئی ہو
لیکن جبرا اذن کسی ولی کو ملے اوسکا عام اتباع درست نہین۔ یہ منصب و عزت
صرف انبیا کے اذن کو حاصل ہے۔ شیخ جزولی ۹۶۳ھ مین فوت ہوگئے۔ اور
شہر الجزائر کی فصیل سے باہر مدفون ہین۔

ترکی حملہ: جب ترکی سفیر بے نیل مرام واپس گیا تو ترک گورنر شاہ گزین وطاسی
سلطان کی متواتر التجا و اصرار کو ماننے پر مجبور ہو گیا۔ اوس نے صالح پاشا ترکمانی
کے زیر کمان ایک جرار فوج ابو حسون کے ہمراہ اوسے موروثی ملک دلانے کے لیے
بھیجدی۔ یہ مہم اپنے مدعا مین کامیاب ہوئی۔ ترکی فوج راستہ مین بادیس کو
فتح کرتی ہوئی ۹۶۱ھ (۳ صفر ۹۶۱ ہجری) مین فاس مین داخل ہوئی۔ اور سلطان
الشیخ کو وہان سے بیدخل کرکے ابی حسون کو پھر اپنے آبائی تخت پر بٹھا دیا۔

محمد فاس سے مراکش کو بھاگ گیا۔ اور وہان قبائل سوس کے لوگون کو
جمع کرکے نئی فوج تیار کرنے مین مصروف ہو گیا۔ ابی حسون نے فاس پر قابض ہو

ترکی فوجکا بہت سا حصہ واپس کر دیا تہا۔ محمد نے چند ہی مہینون مین جمعیت مضبوط کرکے
فاس پر حملہ کر دیا۔ فریقین مین سخت لڑائی ہوئی۔ جس مین ابی حسون قتل ہوا۔ اور
محمد اوسی برس ۲۴ شوال کو پھر فاس پر متصرف ہوگیا۔ باقی ماندہ ترکی فوج مین
سے اکثر لڑائی مین × × × مارے گئے تھے۔ جو بچ رہے اونہون نے سلطان محمد
کی اطاعت منظور کر لی۔ سلطان نے بہی اون کی جان بخشدی۔ اور وہ اوسی کے پاس
رہ گئے۔ جن کا اوس نے ایک علیحدہ دستہ ترکی فوج کے نام سے بنام ینگچری بنا دیا۔ فاس
پر مکرر قابض ہونے کے بعد سلطان محمد نے وہان کے قاضی ابی محمد عبدالوہاب اور
مکناسہ کے خطیب شیخ ابی علی حرزوز کو قتل کرا دیا۔ پہلے کا یہ قصور بتایا گیا کہ اوسکا
میلان وطاسیون کی طرف ہے۔ اور دوسرے پر یہ الزام لگایا کہ وہ اہل سوس کو
اپنے خطبون مین بنی سعد سے بدگمان بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اونکو مفسد اور
ظالم بتاتا ہے۔

روایت ہے کہ جب قاضی عبدالوہاب سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو سلطان نے
اوسے کہا۔ تو کس موت مرنا چاہتا ہے۔ قاضی نے جواب دیا۔ جو موت تو اپنے لیے پسند
کرتا ہے۔ کیونکہ جس چیز سے کوئی شخص کسی کو قتل کرے اوسی سے خود بہی ہلاک ہوتا ہے
یہ سنکر سلطان کو غصہ آیا۔ اور حکم دیا کہ اوسکا سر تلوار سے جدا کر دو۔ خدائی حکمت و
انصاف اسکا نام ہے کہ محمد الشیخ بہی آخر اسی طرح بضرب تلوار قتل ہوا۔

انتظام ملک کی کیفیت یہ ہے۔ سلطان ابو عبداللہ الشیخ کو رعیت کی نگہبانی اور اصلاح کا بہت
خیال رہتا تھا۔ اور ہمیشہ خونریزی سے بچنے کی کوشش کرتا تہا۔ جب وہ فاس مین داخل
ہوا تو اسوقت تک وہ اور اوس کے ساتھی خو بو اور وضع قطع مین بالکل بدوی تھے یہان
آکر اونہین تہذیب و تمدن اور شہریون کے آداب سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس اصلاح
مین اونکو ایک مرد اور ایک عورت سے بڑی مدد ملی۔ مرد کا نام قاسم زرہونی تھا۔ وہ
تصویرین بنا بنا کر سلطان کو بادشاہون کے لباس کے نمونے دکھاتا۔ اور لونڈی جیسے
پہرے اور دربار و مجالس کے آداب قواعد بتاتا رہا۔ عورت کا نام بنت خجو تہا۔ اوس نے
اوسکو سکہایا کہ محل مین بادشاہون کا طریق عمل کیا ہوتا ہے۔ وہ کہانے کیا ہین۔ اور
بیگمات سے کس طرح برتاؤ کرتے ہین۔ اس تبدیلی سے بنی سعد کی عزت باشندون کی

نگاہوں میں بہت بڑھ گئی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حقیقۃً ملکو نسبہری بڑی حقارت کی نظر سے
دیکھتے ہیں۔ سلطان محمد نے اکادیر کے تتے قلعے کے علاوہ جنوب میں سے اکادیر تک
پھیلا دیا گیا۔ وادی ام الربیع اور وادی سبو پہ نالی غمان پر قبضہ کر لئے۔

نیا ٹیکس } جو ملک مسلمان بزور شمشیر فتح کریں اوسکی اراضیات پر اونہیں شریعت خراج
یعنی معاملہ مقرر کرنیکا حکم دیتی ہے۔ اور جو مصالحت سے حاصل ہو جائیں وہاں عشر جاری
کرنیکا۔ مراکو کی نسبت علما میں اختلاف رہا ہے کہ آیا وہ تلوار سے فتح ہوا یا صلح
سے۔ تاہم یہ کل مانتے ہیں کہ سب سے اول عبد المومن پہلا ہی سلطان ہے مغرب میں
خراج مقرر کیا۔ اور اس کے بعد خاندان بنی مرین اور وطاسیوں نے اس طریقہ کو قائم
رکھا۔ الیفرنی کے قول کے مطابق محمد الشیخ نے خراج کی شکل اور مقدار نہ بدلی بلکہ
امیر غریب شیخ سید کو کسی کو اس سے مستثنی نہ رہنے دیا۔ حتی کہ اولیا مزاروں کو بھی
اوسنے ٹیکس کر دیا۔ اس خراج کی مقدار ایک جوڑا بیل کے لئے آدمیوں کی اوسط تعداد
مقرر کر کے فی جوڑا ایک صاع جو [illegible] گندم اور [illegible] ایک صاع گہی۔ اور
ایک [illegible] مقرر کی گئی۔ لیکن اگر کسی جوڑے یعنی کنبہ میں [illegible] زیادہ آدمی ہوں
تو یہ مقدار × × × × × اوسی نسبت سے بڑھا دیجاتی تھی۔ یہ ٹیکس شیخ دار
اور محلے کے چودھریوں کے ذریعہ وصول کیا جاتا تھا۔ اس کی سنگینی سے لوگ ایسے
تنگ آگئے کہ عوام الناس نے اسکا نام خراج کی جگہ نائبہ (مصیبت) رکھدیا۔ محمد اوسکے
بیٹے غالب اور بھائی معتصم کے عہد میں خراج اسی جنسی صورت میں رہا۔ منصور نے
اوسے نقدی کی شکل میں بدلدیا اور بازار کے بھاؤ کے مطابق اون چیزوں کی
قیمت نقدی میں وصول کرنیکا حکم دیا۔ پھر رفتہ رفتہ اوس کی مقدار اس قدر
بڑھائی جاتی رہی کہ وہ رعایا کی برداشت کی حد سے بڑھ گیا۔ اور ظالموں کو
سخت گیری کا خمیازہ اوٹھانا پڑا۔

سلطان محمد الشیخ ثانی کا مراکش } محمد الشیخ کو الجزائر پر عثمانیہ ترکوں کا قبضہ جما ناگوار تھا۔ اوسکا اوپر
ذکر ہو چکا ہے۔ فاس پر دوبارہ متصرف ہو کر وہ پھر تلمسان کی طرف دیکھنے
لگا۔ اس نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ترکوں کو صرف پیچھے ہٹانا ہی نہیں چاہتا
نہیں۔ بلکہ مصر سے بھی نکال دینے کے لئے فوج کشی کریگا۔ اور اونکے بادشاہ کو محمد کی طاقت

[illegible] رت سے وہ شاہ ہر مجبوری واقف نہ تہا خفارت کے طور پر ملاحون کا بادشاہ
پکارا گیا تہا - اوس نے ان کے صرف بیڑے اور جہاز ہی دیکہے تہے - اونکی بڑی
فوجکی صولت و شوکت یورپ یا ایشیا جاتا تو دیکہتا سلطان سلیمان تک جب
[illegible] پہنچین تو اپنے نایب اور سر فہمیدہ مسلمان کیطرح اس نے بہی طیش
[illegible] ایک مسلمان فرمانروا کو بلطف و آشتی اپنا معاون و رفیق
بالکم اوکم [illegible] دیکہنا مناسب سمجہا - کہ ایک سفارت والی مراکو
کیطرف روانہ کرے - [illegible] مورخین نے یہ روایت کسی قدر اختلاف[1] کے ساتہہ بیان
کی ہے - وہ متذکرہ صدر [illegible] معارباتکو برطرف رکہہ کر صرف یہ لکہتے ہین کہ
سلطان سلیمان کو جب بنی وطاس کی بربادی اور بنی سعد کے عروج کی خبر پہونچی
تو اوس نے معمولی خوش اخلاقی اور برادری کے برتاؤ کے طور پر خاص سفیر
کے ہاتہہ شیخ ابا عبد اللہ محمد کو مبارکباد کا خط بہیجا - اور اس بات درخواست کی کہ سر
زمین مغرب کی مساجد مین اوس کے لیے بہی دعائے عمر [illegible] جایا کرے - یہ سفیر قسطنطنیہ
سے براہ سمندر سیدہا الجزایر کو گیا - اور وہان سے خشکی کے راستہ مراکش پہونچا
محمد الشیخ نے اوسے صاحب [illegible] دوسرے دن مراسلہ
پیش ہوا - مگر جب اس مین یہ مطالبہ پڑہا کہ بنی وطاس کی [illegible] سکہ و خطبہ

[1] مسٹر مکنس اس سفارت کا اپنی کتاب مین کوئی ذکر نہین کرتے [illegible] بہیجی تہی
کو جو گورنر کو الجزایر کیطرف سے بہیجی گئی تہی سلطان کی طرف سے ہی بتاتے ہین -
حالانکہ بقول الیفرانی و دیگر مورخین گورنر کی دونون سفارتین بالکل الگ تہین مسٹر
مذکور کے الفاظ حسب ذیل ہین " قاسم کی بیوی اور بہن دونون قسطنطنیہ پہونچکر
سلطان سلیمان کی [illegible] اور [illegible] قاسم کی امداد اور
دستگیری کی التجا کی جس پر سلطان نے الجیریا [illegible] مراکو
کی حدود کی تعیین کرالینے اور قاسم کو کچہہ ملک دیدینے کا پیغام بہیجا - مگر چونکہ
ثانی سلطان نے محمد کو فقط شیخ اعراب اور بقول یغرانی شاہ مغرب کے لقب
سے مخاطب کیا تہا - محمد نے برافروختہ ہوکر قاصد کو بلاجواب واپس کردیا - صرف
ایک جبہ یہ کہکر اوسے دیدیا کہ یہ خلعت میری طرف سے شاہ ملاحان کو عطا کردینا

مین عثمانی سلطان کا نام شریک کرے۔ تو طیش سے اوسکا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ اور خوب کڑہ
اور گرجا۔ پھر قاصد کو اپنے سامنے طلب کیکے اس گستاخی کا جواب طلب کیا۔ سفیر نے جان بچانا
فرض سمجھا۔ اور عاجزی سے جواب دیا کہ مین اس کے لیئے کوئی جواب نہین رکھتا۔ آپ مجھے
اجازت دین کہ مین مصر جاکر سلطان عہانات کو اسکا جواب بھیجنے کے لیئے لکھون۔ محمد نے اوسکی
واپسی کی اجازت دیدی۔ قاصد جان بچا کر بھاگا۔ اور جب تک ترکی علاقہ مین پہونچ
گیا پیچھے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔

محمد الشیخ کا قتل ترکون کے ہاتھہ سے

الجزائر سے وہ جہاز پر سوار ہوکر قسطنطنیہ پہونچا۔ اور کل کیفیت صدر اعظم
کو جا سنائی۔ وزیر نے سلطان کی خدمت مین سارا ماجرا عرض کیا
سنتے ہی مراکو پر فوجکشی کرنے کے لئے فوج اور جہاز کئے جانے کا حکم صادر کردیا
مگر جب یہ معاملہ حسب دستور دیوان (مجلس شوریٰ) مین پیش ہوا۔ تو سب نے اس
خیال سے کہ فوجکشی کی صورت مین ایک اسلامی ملک جس کے باشندے سُنت جماعت
ہین۔ ویران ہوگا۔ اور ایک شخص کی گستاخی و بے ادبی کی سزا مین لاکھون مسلمانون
کو برباد کرنا زیبا نہین۔ سرکاری تجویز کو ناپسند کیا۔ اور یہ صلاح ٹھیرائی کہ صرف بے ادبی کرنیوالے
کو سزا دیجائے۔ اور وہ بھی اسطرح کہ ملک پر اوسکا کچھہ اثر نہ پڑے۔ اس کے لیئے اونھون
نے یہ تدبیر سوچی کہ بارہ ہوشیار و ذکی آدمی مصارف راہ وغیرہ کیلئے بارہ ہزار
دینار دیکر مغرب کو بھیجے جائین۔ وہ وہان جاکر جا مین اور ایسے مال و منصب کے وعدہ
سے اپنے ساتھہ ملا لین۔ اور پھر اس کی مدد سے قابو پاکر محمد الشیخ کو قتل کرکے اسکا
سر کاٹ لائین۔ اب صرف سلطانی منظوری باقی رہگئی تھی جسکو اپنے سابقہ حکم واپس
لینے پر رضامند بنانا آسان کام نہ تھا۔ مگر وزیر نے آخر سلطان کو بھی متفق کرلیا۔
اور بارہ نہایت عیار آدمی اس کام پر روانہ کردیئے گئے۔ الجزائر پہونچکر اونھون
نے اونٹ خچر اور سامان تجارت خرید لیا۔ اور سوداگرون کے بھیس مین مراکش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳) یعنی اسطرح اشارہ کردیا کہ وہ عثمانی بادشاہ کو اپنے سے ادنےٰ اور کمتر
سمجھتا ہے کیونکہ ایشیائی آداب و مراسم کے مطابق خلعت اعلیٰ کیطرف سے ادنیٰ کو عطا ہوتے
ہین۔ سلیمان کے لیئے اوس نے "سلطان الحوانہ" کا لقب اختراع کیا تھا۔

پہونچے صالح بالاہل اونکے ساتھہ شامل ہوگیا۔ اور محمد الشیخ کے سامنے جاکر ظاہر کیا۔ کہ یہ شخص ترکی گورنر کے جبر وظلم سے بہاگ کر آپ کی پناہ مین آئے ہین۔ اور جان و مال آپ کے سر پر تصدق کر دینے کو تیار رہین۔ یہ سنکر محمد نے اونکو اپنے سامنے طلب کیا۔ اور اونکی متین شکل وشباہت اور عرب ومضبوط جسمون کو دیکہہ کر اوسکا انپر پورا اعتماد بیٹھہ گیا۔ رفتہ رفتہ وہ ایسے منظور نظر اور مقرب ہوئے کہ بڑے بڑے اہم کامون پہ انہی کو مامور کر کے صوبون کے گورنرون اور مشایخ کیطرف بہیجتا۔ جنکو اونکی پوری پوری خاطر و تواضع کرنے کا تاکیدی حکم تہا۔ جب کچھہ عرصہ اسیطرح گذر گیا۔ آخر ایک دفعہ محمد الشیخ نے کوہ اطلس کیطرف کوچ کیا۔ راستہ مین ترکون کو موقعہ ملگیا۔ اونہون نے رات کیوقت اوس کے خیمہ مین گھسکر تلوار سے اوسکا سر کاٹ لیا۔ اور اوسے لیکر اسیوقت تیز رفتار گہوڑون پر سوار ہوکر ترکی علاقہ کو روانہ ہوگئے۔ راستہ مین ایک دو جگہ ایک مغربی قبیلہ سے انکا مقابلہ ہوا۔ جسمین چند مارے گئے۔ مگر باقی سر کو لیکر ترقی علاقہ مین پہونچ جانے مین کامیاب ہوگئے۔ سلطان کے خیمہ مین مراکش کا مفتی ابو الحسن اور سلطانی کاتب ابو العمران بہی اسی وقت قتل کئے گئے۔ قتل کا واقعہ تارو دانت کے قریب گذرا۔ جہان سلطان مراکو کے ترکی لشکر کا کچھہ حصہ مقیم تہا۔ جب لوگون مین قتل کی خبر عام ہوئی تو یہ ترک بخوف انتقام شہر کے دروازون کو بند کر کے لڑائی کے لیئے تیار ہو بیٹھے۔ محمد کا بیٹا غالب تخت پر بیٹھتے ہی سب سے اول فاس سے اس شہر پر حملہ آور ہوا۔ مگر اس کے سارے لشکر کی مٹھی بہر ترکون کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی۔ شہر فتح نہ ہو سکا۔ آخر غالب نے یہ حیلہ کیا کہ ترکون کو دہوکہ مین ڈالنے کے لیئے کل لشکر لیکر شہر سے رخصت ہوگیا۔ ترک دہوکہ مین آگئے وہ سمجھے کہ غالب سچ مچ واپس چلا گیا ہے۔ حالانکہ دراصل وہ ایک دو منزل جاکر ٹہر گیا تہا۔ اور چارون طرف جاسوس چھوڑ رکہا تہا کہ جب ترک باہر نکلین فوراً خبر پہونچائین۔ ترک جانتے تھے کہ وہ تہنا سارے ملک کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ محاصرہ کے اوٹھنے کو غنیمت سمجھکر الجزیرہ کو نکل جانے کے عزم سے وہ بہی فوراً شہر سے روانہ ہوگئے۔ مگر پہلی منزل پر پڑے ڈالنے کو تہے کہ صبح کو کیا دیکھتے ہین کہ سارا مراکشی لشکر اوسکا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ شہر بہت دور رہگیا تہا۔ اور وہان واپس ہٹنا محال ہوگیا

تھے۔تاہم اونکی سپاہیانہ ہمت یہ کبھی گوارا نہ کرسکتی تھی۔کہ دشمن اونکو زندہ پکڑ لے۔
پاس ہی ایک پہاڑی تھی جھٹ اوسکی پناہ مین چلے گئے۔اور غنیم کے قریب پہونچنے سے
پہلے مٹی اور پتھر کے دمدمے بنا لیے۔اور ایسے سربازانہ ہوکر لڑے کہ جب تک کل فنا
نہ ہوگئے۔لڑائی جاری رہی۔مراکشی ایک کو زندہ نہ پکڑ سکے۔اور ترکون کی نسبت
اونکا دہ چند زیادہ نقصان ہوا۔مراکشی لشکر مین بارہ سو صرف قتل ہوئے۔زخمی
علیحدہ رہے۔

ادہر تقیۃ السیف قاتل سر لیکر الجزائر کے راستہ قسطنطنیہ پہونچ گئے اور صدر اعظم
کی معرفت سر کو بارگاہ سلطانی مین پیش کیا۔جس کے حکم سے اوسے ایک مسی پنجرہ مین
رکھکر قلعہ سلطانی کے پھاٹک پر لٹکا دیا گیا۔جہان وہ برسون اسیطرح ٹنگتا رہا۔سلیم
بن سلیمان کے عہد مین محمد الشیخ کے دو بیٹے عبد الملک المعتصم اور احمد المنصور اپنے بھتیجے
کے برخلاف اپیل مدد مانگنے کی التجا لیکر قسطنطنیہ آئے۔اسوقت اونہون نے ساتھ
ہی یہ بھی التماس کی اونکے باپ کے سر کو زیادہ بےحرمت نہ کیا جائے۔سلطان سلیم ثانی نے
اس درخواست کو مان لیا۔اور سر اتروا کر دفن کردیا گیا۔

شیخ کا دھڑ مراکش لیجا کر جامع منصور کے سامنے دفن کیا گیا۔اس کی قبر اب تک
زیارت گاہ عام و خاص ہے۔اس کے سنگی تعویذ پر یہ ابیات تحریر ہین۔

ضریحا تعمدتہ رحمات	وظللت بحدہ منہا غمامات
وتنشق بنفحۃ التقدیس منہ فقد	ہبت من الخلد لی منہا نسمات
بحرمہ کورت شمس الہدی فکست	من اجلہا السبعۃ الارضین ظلمات
یا مہجۃ غالہا غول الردی فنصا	واہ مہجت سہمہا فیہا المنیات
وقت لسوتک اکلوا العلی صعقا	وارتج من بعد تلک السبع السموات
وشیعت نعشک الزحی الی عدن	من الملائک الحان واصوات
یا رحمۃ اللہ عما طیبلا فی رضا	تدور منہا علیہا الدہر کلسات
فقفی نوافق فی التار بخ منہ	دار الامام الہدی المہدی جنات

شیخ محرم ۹۶۵ھ ذالحجہ ہجری (۱۵۵۸ء) کو قتل ہوا۔وہ عفاف و صیانت مین یکتا
اور صغر سنی مین ہی علم و فضل کے سبب شہرہ آفاق ہوگیا تھا۔وہ قوی الجسم عظیم الہیبت اور

رعب داڑ شخص تھا۔ اور مذاق شعر وسخن میں بھی خاص پایہ رکھتا تھا۔ قرآن کریم اور رسالہ صحیح بخاری کے علاوہ دیوان متنبی اور کئی ایک دیوان اوسے ازبر یاد تھے۔ اور علم تفسیر میں نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اوسکا مقولہ تھا۔ کہ گو عوام اور رعایا کے لیئے یہ مناسب نہ ہو۔ بادشاہوں کے لیئے طول ذیل ہونا ایک ضروری وصف ہے۔ اور شمال میں تلمسان اور سبطہ کی فتوحات کو پیش کرکے کہا کرتا تھا۔ کہ اگر میں یعنی امیدیں رکھنے والا نہ ہوتا تو یہ مقام فتح نہ کر سکتا۔ اوسکے دو بیٹے الحران ابو عبد اللہ محمد جو بعد میں سپاہی تھا۔ اور ابو عبد النفا درجو لائق مدبر اور باپ کا وزیر تھا۔ اس کی زندگی میں ہی فوت ہوگئے تھے تین اس کے بعد حکمران ہوئے

سلطان کے قتل ہونے کے تیسرے دن مراکش کے گورنر نے اس خوف سے کہ بہر باشندگان شہر اسکے ہاتھ پر بیعت نہ کرلیں مفتی سلطان ابو العباس الاعرج اور اس کی تمام اولاد کو روشوت صغیر و کبیر کل کو قتل کر دیا۔ اور لاشوں کو باہر پھینکوا دیا۔ رعایا میں سے کسی کو ان کے دفن کرنے کی جرأت نہ پڑتی۔ آخر کچھ دن بعد شیخ ابو عمر قسطلی نے جو سوقت کے مشہور ولی تھے۔ اور اونکی قبر شیخ جزولی کے مزار کے متصل ہے۔ لاشوں کو اٹھوا کر دفن کروا دیا۔

سلطان ابو محمد عبد اللہ الغالب اللہ

مسٹر میکنس نے اس بادشاہ کے عہد کی تاریخ کو چند سطروں میں ختم کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ محمد الشیخ نے قرار دیا تھا۔ کہ وارث تخت ہمیشہ وہ ہوگا۔ جو خاندان میں سب سے بڑا ہو۔ زبانی تو اس دستور کو سب مانتے رہے مگر عمل کسی نے نہ کیا۔ عبد اللہ اپنے بارہ بھائیوں سے دس کو قتل کرکے تخت پر بیٹھا تاہم اوسکا عہد حکومت باامن اور طریق حکمرانی عقلمندانہ ثابت ہوا۔ اس کے عہد کے بڑے واقعات یہ ہیں ۱۵۵۸ء میں تمام ملک میں خوفناک وبا پھیلی ۱۵۶۲ء میں مزاغان کا کام محاصرہ کیا گیا ۱۵۹۳ء میں جامع شرفا اور علی بن یوسف کی مسجد کے ساتھ جو مدرسہ مراکش میں تھا۔ اوسے تعمیر کرایا ۱۸۶۲ء میں عیسائی غلاموں نے رنگ لگاکر جامع المنصور کا گنبد اڑا دیا۔ اونکا منشا نماز جمعہ کے وقت تمام جماعت کو فنا کرنے کا تھا۔

اس اختصار کے مقابل مولانا احمد نے بہت شرح وبسط سے کام لیا ہے جس کے اپنے ناظرین کی مزید آگاہی کے لیئے اس تفصیل کا خلاصہ بھی پیش کر دینا ضروری ہے

سمجھتا ہوں۔

ترکوں کا حملہ ابن القاضی کا بیان ہے کہ غالب باللہ نے زیادتی کی طمع کو بالائے طاق رکھ کر اسی قدر ملک کو جو اس کا باپ چھوڑ گیا تھا محفوظ و مستحکم بنانا زیادہ مناسب سمجھا۔ ترکوں کے ساتھ تعلقات اور بھی بگڑ چکے تھے۔ ۹۶۵ھ ہجری میں ایک جمادی الاول میں خیرالدین پاشا باربروسا (سرخ ڈاڑھی) کے فرزند حسن پاشا نے جو باپ کے بعد الجزائر کا گورنر ہوا تھا۔ مراکو پر فوج کشی کی فریقین میں صوبہ فاس کی وادی اللبن کے قریب مقابلہ ہوا۔ حسن کو شکست ہوئی اور وہ پہاڑوں میں ہوتا ہوا اپنے دیس کو واپس لوٹ گیا۔ غالب فتح پاکر فاس کو گیا۔ مگر دہشت کی وجہ سے شہر میں داخل نہ ہوا۔ اور شہر سے لوٹتے ہوئے اپنے بھائی عثمان کے قتل کا حکم دیتا گیا جس کی فوراً تعمیل کر دی گئی۔

تعمیر مسجد حوض و مدرسہ و شفاخانہ اور کیمیا کا قصہ یفرنی راوی ہے کہ سلطان غالب باللہ نے ۹۷۰ھ ہجری بن قرامش کے محلہ مواسین میں جامع الاشراف تعمیر کرائی جو اس وقت تک پوری شان و شوکت کے ساتھ کھڑی ہے۔ اور اس کے متصل ایک وسیع حوض بنوایا کہ آج تک پانی کے پیاسوں کا دارو مدار اسی پر ہے۔ علاوہ بریں ایک وسیع اور عالیشان شفاخانہ قائم کرکے بڑے بڑے املاک اس کے مصارف کے لیے وقف کر دیئے۔ اس شفاخانہ سے باشندوں کو جو نفع پہونچا اس کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا احمد اس پر اضافہ کرتے ہیں کہ یہ شہر کے محلہ طالعہ میں جیل خانے کے قریب ہے۔ اور آجکل اس سے عورات قیدیوں کے جیل خانہ کا کام لیا جاتا ہے۔ جامع ابن یوسف المتوفی کے متصل جو عالیشان مدرسہ ہے اس کی نسبت اکثر کا خیال ہے کہ اس کا بنانیوالا غالب ہی تھا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اسے جیسا کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے سلطان ابوالحسن مرینی نے تعمیر کیا تھا۔ البتہ غالب نے اسے بہت کچھ بڑھا دیا۔ اور اس کی ایسی تجدید کی جو خرچ و لاگت میں نئی عمارت سے بھی بڑھ گئی اور اسی بے اندازہ لاگت کو دیکھ کر عوام میں مشہور ہو گیا۔ کہ سلطان کیمیا جانتا ہے۔ جو اس نے اپنے استاد شیخ ابوالعباس احمد بن موسیٰ سملالی سے سیکھی تھی۔ اگر اسے یہ علم نہ حاصل ہوتا ہرگز اس عالیشان عمارت کی تکمیل

نہ کر سکتا - برزن نے اس عام قیاس کو محض غلط بتا کر کیمیا کے عام مشتہر مفہوم پر
عالمانہ بحث کی ہے - وہ اس روایت یا عام خیال کی تین وجوہات سے تردید
کرتا ہے - ایک یہ کہ خود شیخ موصوف سے یہ منسوب ہے کہ اوسے کیمیا کے وجود
ہی سے انکار تھا۔ اور وہ اسے فتنہ وفساد اور بربادی وافلاس کے اعظم اسباب مین
سے ایک عظیم سبب بتایا کرتا تھا - دوم اس بناء پر کہ تمام اہل بصیرت تین
وجوہات سے لوگون کو ہمیشہ کیمیا کی ہوس خام اور اوس کے مشغلہ سے ڈراتے
اور پرحذر رہنے کی نصیحت کرتے رہے ہین - سب سے اول وہ یہ بتاتے
ہین کہ وہ مستحیلات (ناممکنات) مین سے ہے - ابن سینا کی بھی راے ہے۔ اور
عقلی وعلمی دلایل کے علاوہ اپنے دعوی کی تائید مین لاتبدیل لخلق اللہ
کی آیت ربانی سے بھی استدلال کیا ہے - وہ لکھتا ہے جس طرح بندر کو انسان
اور بھیڑیئے کو ہرن بنانا مخلوق کی قدرت مین نہین - اسی طرح رانگ کو چاندی
اور تانبے کو سونا بنانا اس کی استطاعت سے خارج ہے - کیونکہ یہ قلب حقائق
کی قسم سے ہے - اور قلب حقایق محال ہے -

اس کے متعلق دو شخصون کا ایک مناظرہ بھی درج کرنا دلچسپی بلکہ فایدہ
سے خالی نہ ہوگا - کیونکہ شامت اعمال سے ایشیائیون مین ابھی تک ہوسیون
کا وجود معدوم نہین ہوا - اور فقط ہندوستان ہی مین اب بھی ہر سال ہزارون
بیوقوف کیمیا کے دھوکہ مین لٹتے یا اپنے ہاتھ سے اپنی دولت اور وقت کو لٹاتے
اور خاکستر کرتے رہتے ہین - یہ مناظرہ کیمیا کے معتقد ومخالف مین ہوا - معتقد نے
کہا کیا تم رنگسازی کے متعلق اپنے مشاہدہ سے انکار کر سکتے ہو - کیا تم نہین دیکھتے
کہ چند مصالحات سے سرخ زرد اور سفید سیاہ ہوجاتا ہے - مخالف نے کہا اس سے
مجھے انکار نہین - کیونکہ رنگسازی سے اصل نہیں بدلتا - صرف رنگ بدلتا ہے یہ نہین
کہ سفید اونی کپڑے کو رنگریزی سرخ یا سبز ریشمی یا سوتی قبا بنادے - وہ تانبے کے
متعلق بھی رنگ کی صنعت سے مجھے انکار نہین - تانبا بعض ترکیبون سے سفید ہو
جاتا ہے - مگر وہ اس تبدیلی رنگ سے اپنی حقیقت کو نہیں چھوڑ دیتا تانبا ہی رہتا
ہے - اور لوگ اوسے سفید تانبا کہتے ہین - جسطرح رنگ اونی کپڑے سے اونی

کپڑے کا نام نہیں چھین لیتا۔

مولانا احمد لکھتے ہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم دلیل کی خاطر مان لیتے ہیں۔ کہ اوس کا وجود ممکن ہے۔ لیکن یہ پھر بھی کہیں گے کہ تا رہا اس کا وجود معدوم ہے۔ مولانا ابوالفرج ابن الجوزی رحمۃ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی غائبانہ موجود ہونے پر اکثر کا اتفاق ہے۔ اور راونکی عدم رویت پر اہل المشارق والمغارب کلہم متفق ہیں۔ اور وہ تین چیزیں کیمیا۔ عنقا۔ غول ہیں جن کی نسبت کل روائتیں سماعی یا ارقسم حکایات و فسانہ ہیں۔ یا کسی متین و عاقل نے آجتک نہیں کہا کہ میں نے خود ان میں سے کسی کو دیکھا ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر اوسکا وجود خارج میں پایا جاوے۔ تو اوسکا حصول اور کیمیا کے ذریعہ بنائے ہوئے سونے چاندی کی خرید و فروخت حرام ہوگی۔ شیخ ابو اسحاق تونسی رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر ایسا سونا خالص ہو تو کیا وہ حلال ہوگا۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر کوئی شخص تانبے یا کسی اور ادنیٰ دھات کو چند کیسوں سے خالص سونا بنالے اور اور بیچنے جائے۔ لیکن خریداری کے خواہشمند سے یہ رکھے کہ وہ پہلے تانبا تھا اور میں نے اوسے خاص تدابیر اور ترکیبوں سے خالص سونا لیا ہے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دھوکہ دینے والا ہوگا۔ اور اگر یہ امر بتا دے تو صاف ظاہر ہے کہ اس سونے کو کوئی ایک فلوس کو بھی نہیں خریدے گا۔ اور جواب دیگا کہ اگر تو خاص ترکیبوں سے اوسے سونا بنا سکا ہے۔ تو اسی طرح کوئی اور اسی قسم کی دیگر تدابیر سے اوسے پھر اپنی حالت پر لوٹا دیگا۔ اور پہلی صورت میں اوس شخص پر سرور کائنات کا یہ قول صادق آئے گا۔ کہ من غشنا فلیس منا۔ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پس اس صنعت کو حرام سمجھنا چاہیے۔ مولانا احمد لکھتے ہیں کیمیا کی شان میں کسی نے یہ شعر بالکل صحیح کہا ہے ؎

فقلت لاصحابی ہی الشمس ضوءہا

قریب ولکن فی تناولہا بعد

(ترجمہ) میں نے اپنے احباب کو کہا۔ وہ سورج ہے۔ اوسکی روشنی ہم سے قریب ہے لیکن اوس تک پہنچنا بہت بعید ہے تاہم بیشک اچھے اچھے لوگوں کے دلوں نا

بھی کچھ عرصہ اسی تنگی سے جما رہا کہ ابھی وہم ہے کہ یہ کل تعمیرات کیمیا کے سونے سے بنائی
گئی ہیں۔ اکثر سادہ لوح متقی مدت تک جامع اشراف میں نماز پڑھنے سے محترز رہے
روایت ہے کہ اس موقعہ پر پہلے یہودیون کا قبرستان تھا۔

فتح شفشاون کو بنو راشد نے جو صاحب علم و ارباب جہاد شرفا تھے بلا غمارہ اور
ہبط مین تعمیر کیا۔ اوس کے بانی امیر ابوالحسن علی بن موسیٰ بن راشد کے بعد اس کی
اولاد وابستۂ ریاست ہوتی رہی۔ وہ مراکو کے فرمانرواؤن سے کبھی برسر جنگ اور
× × × × × کبھی برسر صلح رہی۔ الغالب باللہ نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن عبدالقادر
کو جو اوسکا وزیر تھا۔ اس کی تسخیر پر مامور کیا۔ اسوقت امیر ابوالحسن کا بیٹا عبداللہ
اوسپر حکمران تھا۔ اوس نے دل توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر جب دیکھا کہ شہر کے فتح ہونے
مین اب کوئی شک نہین رہ گیا تو ماہ صفر ۹۶۹ ہجری کے دوسرے جمعہ کی رات کو
شہر سے نکل کر معہ عیال و اطفال متصد پہاڑ کو چلا گیا۔ اور وہان سے بندر ترغہ
جاکر جہاز پر سوار ہوگیا۔ اور جہاز سے اوترکر مدینہ منورہ کی رہائش اختیار کرلی
اور اس تاریخ سے بنی سعد کا اس شہر پر قبضہ ہوگیا۔

بریجہ کا محاصرہ اسی سال غالب نے ایک اور لشکر شہر بریجہ کی فتح پر مامور کیا۔
یہ شہر جسے آجکل جدیدہ کہتے ہین۔ عرصہ سے پرتگالیون کے تصرف مین تھا۔ اس
مہم پر اس نے اپنے بڑے بیٹے محمد المعروف بملوخ کو جو اسوقت بیس برس کا تھا۔ مامور
کرکے سپاہ کی کمان اپنے ایک مشہور رجل ابا زید عبدالرحمن عمرانی کے سپرد کی جو
فن سپاہگری کے ساتھ ہی شعر و سخن اور علم و فضل مین بڑے پایہ کا آدمی تھا
شہر کا ۶۴ دن محاصرہ رہا۔ اور آخری دنون مین کچھ مورچے فتح بھی ہوگئے
لیکن بقول ایک مورخ کے شہر فتح نہ ہوسکا۔ اور مجاہد پیچھے ہٹ گئے۔ اور
مصنف نزہت مورچون کی فتح کے بعد شہر پر فیصلہ کن حملہ ہونیوالا ہی تھا
جس مین شہر کے فتح ہو جانیکا غالب یقین تھا۔ اور عیسائی جہازون پر سوار
ہوکر بھاگ جانے کے لیئے شہر سے نکلنے کا تہیہ کر رہے تھے۔ جو غالب کا حکم آگیا
کہ فوج واپس آجائے۔ بریجہ قصبہ آزمور کے قریب واقعہ ہے۔ پرتگالی مورخ
لوبز ماریہ نے اس محاصرہ کے روزانہ حالات بڑی شرح و بسط سے لکھے ہین

اوسکا بیان ہے کہ پرتگالی گورنر کو اسلامی حملہ کی خبر کچھ عرصہ پہلے ل گئی تھی جس پر اس نے خود نیز مسلمان گورنر سے دو ہزار تلوار بند خریدے کہ لیبن اور مجاہد کی مقاومت کے لیئے ہر طرح کا سامان حرب ورسد کافی جمع کر لیا۔ اسلامی لشکر میں بقول اوس کے تیئس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیدل بندوقچی تھے۔ اس فوج کے علاوہ ہمیں توپیں دس چھوٹی اور دس بڑی) بھی تھیں۔ سب سے بڑی توپ کا میمونہ نام تھا۔ بڑا جھنڈا اسفید رنگ کا بھی اسی لشکر کے ساتھ تھا۔ ترکوں نے توپوں کے علاوہ دیگر اقسام کے جلانے والے مصالحون سے نہایت قابلیت اور ہوشیاری سے کام لیا۔ اور انہی شجاعت لیاقت سے فصیل شہر کے قریب عیسائیوں کے چند مورچے بھی فتح ہو گئے۔ لیکن شہر کی چاردیواری ایسی مضبوط اور بلند تھی کہ ترکوں کے توپے اور مجاہدین کی شجاعت وسرفروشی اوسپر غالب نہ آسکی۔ عیسائیوں نے مجاہدین کو نقصان پہونچانے کے لیئے سرنگوں سے کام کیا۔ ایک سرنگ میں نو پیپے بارود کے رکھے گئے۔ جن میں سے سات پھٹے اور ان سے محصورین اور محاصرین دونوں کے بیشمار آدمی ضایع ہوئے دوسری سرنگ چاردیواری کے قریب بنائی گئی۔ اور اس میں ۱۹ پیپے رکھے گئے۔ اون کے پھٹنے سے سینکڑوں مسلمان غازی جام شہادت نوش کر گئے اسلامی سپاہ کی { اسلامی لشکر کو قلعہ کو فتح نہ کرسکا لیکن عیسائی شجاعت و قادراندازی } لیاقت کے علاوہ مسلمان سپاہیوں کی قادراندازی اور مہارت استعمال { تفنگ کے بھی یورپ پورے قائل ہو گئے جس طرح ترکوں کو محاربہ پلیونا میں عثمان پاشا غازی کے ترکی قادراندازوں نے ایک روسی مورچہ کی حالت بنا رکھی تھی۔ وہی کیفیت برسجہ کی ہو رہی تھی۔ کسی عیسائی کے جسم کا ایک انچ بھی فصیل کی پناہ سے غیر محفوظ ہوا۔ اور جھٹ مجاہد قادر انداز نے اوسے نشانہ بنا کر خواب عدم میں سلا دیا۔ ایک اعلیٰ پرتگیز جرنل لزبن سے لڑائی دیکھنے آیا۔ وہ جہاز سے اتر کر سیدھا فصیل شہر کو گیا مگر اسلامی صفوں کو دیکھنے کے لیئے اوس نے فصیل سے سر اونچا کیا ہی تھا کہ گولہ ایک گولہ قضا کیطرح آپہونچی اس لیئے اوسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا۔ اور وہین

چت ہو گیا - اسوقت سے لیکر پھر شاذ و نادر ہی کسی عیسائی نے سبتہ سے سر اونچا
کیا - اس عیسائی مورخ کا بیان ہے کہ محاصرہ سے پیشتر آنو عبدا شیون نے مسلمانوں
کا ارادہ معلوم کرنیکی کوشش کی تاکہ اگر وہ فتح کا عزم بالجزم رکھتے ہوں - تو
پھر شہر خالی کرکے بھاگ جائیں - اونہوں نے سمندر کے رستہ ایک چھوٹی سی جماعت
بھیجی کہ شہر سے دور فاصلہ پر جاکر کسی مسلمان کو پکڑ لانیکی کوشش کریں جماعت
مذکور جب خشکی پر اتری تو اوسے حسن اتفاق سے ایک تنہا مسلمان سوار مل گیا
گھوڑے کو ہلاک کرکے اوسے جہاز پر لے گئے - اور پھر اپنے گورنر کے سامنے حاضر
کیا مسلمان نے جان کے خوف سے بتا دیا کہ اگر شہر پر سون تک فتح نہ ہو سکے
تو مسلمان محاصرہ سے دست بردار ہو جائینگے - ایسا ہی ہوا - اور عیسائیون
نے اس مفلسی پر بڑی دہوم دہام سے خوشیاں منائیں اور شکرانہ کی نماز بھی
اپنے گرجون میں ادا کیں -

مبارزت کے آداب و قواعد | تاکہ ناظرین کو زمانہ قدیم کے اس پرانے دستور کے آداب و
شرائط سے آگاہی ہو جائے - اس موقعہ پر اس زمانہ کا ایک واقعہ
بالاختصار درج کر دیتا ہوں - متذکرہ صدر محاصرہ سے کچھ دن بعد ایسا
اتفاق ہوا کہ آزمورہ کا ایک باشندہ ایک جمیلہ عورت پر عاشق ہو گیا - مگر چونکہ
وہ گو لنگڑا تھا عورت اوسکی درخواست نکاح کو بڑی نفرت سے رد کر دیتی - آخر
ایک دفعہ اوس نے کہلا بھیجا کہ اگر مجھ میں ایک نقص ہے تو ایسے ہی اوس کی تلافی
کرنیوالی کئی خوبیاں بھی ہیں - ازانجملہ ایک شجاعت ہے اگر تو کہے تو میں عیسائیوں
کے مشہور ترین پہلوان کا سر کاٹ کے تجھکو لا دیتا ہوں - یہ پیغام اثر کر گیا اور عورت
نے مان لیا کہ اگر وہ سر لے آیا تو اوس سے نکاح کریگی - یہ شخص اپنے شہر کے گورنر
کے پاس حاضر ہوا - اور اس کی معرفت بریجہ کے عیسائی گورنر کو اپنے سب سے
بہادر آدمی کو مبارزت کے لئے بھیجنے کی دعوت دی - آخر ایک روز مقرر ہوا - بریجہ
کے متصل دنگل قائم کیا گیا اور فریقین کے لشکر اور تمام لوگ ہزاروں کی تعداد میں
تماشا دیکھنے کو جمع ہو گئے - اسوقت ہر ایک فریق سے دو دو منصف (عدل) مقرر کئے
گئے - مسلمان منصفوں نے عیسائی پہلوان کی تلاشی کی - اور تلوار و نیزہ کے سوا کسی

کے پاس کچھ نہ دیکھا - وہ دونوں ہاتھ سے یکسان تیزی وچستی کے ساتھ وار کرسکتا تھا - عہد لیا گیا کہ صرف دایان ہاتھ کو استعمال مین لائیگا - اکھاڑہ کی حد مرکز سے پچاس پچاس بالشت چار رون طرف مقرر کی گئی - قاعدہ تھا کہ اگر کوئی اکھاڑہ سے ایک انچ بھی باہر نکل جائے تو وہ مغلوب سمجھا جائیگا - اور فریق غالب کو اختیار ہوگا کہ خواہ اوسے قتل کردے - اور خواہ غلام بنالے مبارزت مین سوائے تلوار اور نیزہ سے جائز ہوتی تھی - یہ دنگل آخری وقت پر ایک بیہودہ سی بحث سے رک گیا - مسلمان کے گلے مین چند آخ بند چمڑہ مین منڈے ہوئے تھے - عیسائی منصفون نے انہین اتروا دینے کا تقاضا کیا - مسلمان نے کہا کہ کوئی ایسی چیز نہین جس سے بدن کا کچھ بھی حصہ تلوار یا نیزہ کی ضرب سے محفوظ رہ سکے - مین نے انکو اس غرض سے دکھا ہے - مگر جو کلمات ان مین درج ہین اسکے نام پاک بیان ہین - انکو اتار دینے پر کبھی کبھی رضامند نہین ہوسکتا - ممکن ہے مین اس لڑائی مین مارا جاؤن - اور ایسے وقت اللہ تعالے کے نام کے ساتھ بے ادبی کرنیکی کبھی جرأت نہین کرسکتا - اس شخص نے بعد ازان کئی معرکون مین عیسائیون سے برخلاف نمایان شجاعت دکھائی -

پیری مریدی ۔ ایک دن سلطان نے اپنے استاد سے کہا میرا دل کسی بزرگ شیخ کے مرید ہونے کو چاہتا ہے - کسی لائق اور سچے بزرگ کی تلاش کرو - مراکو مین مشایخ ہمیشہ با فراط رہے ہین - اوستاد نے تلاش وجستجو کے بعد شیخ احمد جزولی کو جو سملالا مین مقیم تھے - سب سے بہتر پایا - بادشاہ سے آکر اس کی تعریف کی اور بڑے زور سے اوس کے ولی کامل ہونے کی تصدیق کی - یہ سنکر بادشاہ معہ اراکین فوراً مقام مذکور کو روانہ ہوگیا - شیخ احمد اس کی آمد کی خبر سنکر استقبال کو شہر سے باہر آئے - اور اوسے بڑی عزت واحترام سے فروکش کرکے نفیس برنج کھجورون اور خالص دودھ سے اوس کی ضیافت کی - غالب اونکا تین دن مہمان رہا - اور آخری دن یہ دعا کرنیکی التماس کی کہ اس کا ملک باامن رہے - او وجہ یہ بتائی کہ بغیر امن کے نہ رعایا سے اپنی کیطرف سے بیفکری ہوسکتی ہے - اور نہ ملک ترقی کرسکتا ہے - شیخ نے درخواست منظور کرکے باآواز بلند کہا اے عرب - اے بربرو اے پہاڑو - اور اسے میدانون - سلطان مولائی عبداللہ کی اطاعت وفرمانبرداری

کرتے رہو۔ اس مستجاب الدعوات کی بدولت اقبال کو ناکامی اور مصائب کو مدت العمر تک پھر کسی
مہیب فتنہ و شورش سے سابقہ پڑا۔ اس ملاقات سے کچھ عرصہ بعد ترکی بیڑہ طنجہ و
سبتہ کے سامنے نمودار ہوا۔ جس سے تمام ملک میں عام تشویش پھیل گئی۔ اور سلطان
بھی گھبرا گیا۔ اس کے حواشی اور درباری بہت تسلی دیتے۔ مگر اس کی طبیعت
نہ سنبھلتی۔ آخر اس نے ایک قاصد کو خط دیکر اپنے مرشد کی خدمت میں روانہ کیا۔
شیخ نے خط پڑھتے ہی نعرہ بلند کیا۔ اے ترکو اپنے ملک کو لوٹ جاؤ اور اے عبداللہ
تمہا بچہ اپنے ملک میں بخیر و عافیت رہے۔ قاصد نے جس وقت واپس آکر اس کا ذکر
کیا تو سلطان کو فوراً اطمینان ہو گیا اور تھوڑے دنوں بعد یہ خبر موصول ہو گئی۔ کہ
ٹھیک اسی تاریخ اور اسی وقت جبکہ شیخ احمد سلالی نے مندرجہ ذیل صدر کلمہ کہا۔
ترکی بیڑہ مراکشی ساحل سے لنگر اٹھا کر روانہ ہو گیا۔ شیخ احمد ایک دفعہ اپنے مرید
کو ملنے مراکش آئے۔ سلطان نے کمال ادب و احترام سے پیشوائی کی اور با اصرار
محل شاہی میں لیجا کر ضیافت کا سامان کیا۔ اور عہد کیا کہ کھانا آپ سب حلال ہو گا
لیکن جب دستر خوان بچھا تو شیخ موصوف نے اوسے صرف چھو کر ہاتھ کھینچ لیا۔ جب
وہ محل سے رخصت ہونے لگے۔ تو سلطان نے عرض کیا۔ حالانکہ میں نے محض پاک و
طیب روزی و کمائی کا کھانا پیش کرنیکا عہد کیا تھا۔ جناب نے اوس کے تناول
سے کیوں احتراز فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بادشاہوں کا اگر طعام حلال
بھی کھایا جائے تو دل چالیس دن تک تاریک رہتا ہے۔ اور اگر طعام مشتبہ کھایا
تو دل چالیس برس تک مردہ رہتا ہے۔ سلطان کو شیخ اور ان کی نسل سے بہت بڑی
عقیدت تھی۔ شیخ نے اوسے کھجور کے پتوں کی ایک چھڑی دی تھی۔ اسے وہ
ہمیشہ حرز جان بنا کر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ شیخ مذکور جب ۲۵ شوال [illegible]ھ
کو بروز جمعہ فوت ہو گئے۔ تو سلطان جنازہ میں شامل ہوا۔ اور اپنے ہاتھ
سے اونکی قبر پر مٹی ڈالی۔ اسی سلطان کے عہد میں عجب ایک شیخ ابا محمد عبداللہ
بن الحسن الغاری کو مراکش میں بڑی طاقت حاصل ہو گئی۔ اور چاروں طرف سے
اس قدر ہزاروں آدمی اوس کے مرید ہونے لگے تو سلطان نے اوسے کہلا بھیجا کہ یا تم میرے
پاس سے چلے جاؤ۔ یا میں شہر تمہارے پاس چھوڑ کر خود چلا جاتا ہوں۔ شیخ نے

جواب دیا یا نہیں میں ہی چلا جاتا ہوں۔ اور بچھو مقام تامصلوحت کو چلا گیا۔
نصاری سے معاہدہ؟ یہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ بنی وطاس کے زمانہ میں نصاری
نے طنجہ بارلیس کو تعمیر کیا تھا۔ اور دہران پر سنہ ۹۱۲ ہجری بین فائض ہو گئے
تھے۔ ان مقامات سے جب تک ترکوں نے آکر اونہیں نہ نکالا۔ انکا قبضہ
قایم رہا۔ بعد از ان پھر یہ مراکو کے تصرف میں آگئے۔ مگر سلطان غالب نے جب
دیکھا کہ ترکوں کی برابر اپنے لفر ہے۔ اور اونکے پیٹرے اسی لیئے آبنائے منحہ میں
آتے جاتے رہتے ہیں۔ تو اوس نے بقول بعض مورخین روز کا جھگڑا اٹھانے
کے لیئے یہ شہر عیسائیون کو دیدا اے۔ اور وہان کے مسلمانون کو نکل آنیکا
کوئی بہانہ ہی نہ رہجائے مصنف نزہت کا بیان ہے کہ عیسائیون نے اپر قابض
ہوکر اون مسلمان باشندون پر جو ابھی نہیں نکلے تھے سخت وحشیانہ جور وستم
کیئے۔ قبرون کو کہدوا کر لاشون کو جلوا دیا۔ اور ہجر نبی داہانت مسلیس کا کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ غالب کا بیٹا محمد فاس بین گورنر تھا۔ بوجہ قرب اوسی
ان مظالم کی جلد خبر پہونچ گئی جنکو سنکر اوس سے ضبط نہ ہوسکا۔ اور وہ فوج
لیکر اپنے ہم مذہبون کی امداد کو روانہ ہو گیا ہے۔ اور کل مسلمان باہر نکل گئے
ہیں۔ یہ سنکر مجبوراً اوسے واپس لوٹ جانا پڑا۔

مگر عقل باور نہیں کرسکتی کہ غالب الیسے متقی وغیور بادشاہ نے ترکی
حملہ کے محض اندیشہ ہی اندیشہ سے ڈرکر اپنا کوئی علاقہ عیسائیون کو دیدینا گوارا
کر لیا ہو۔ یہ کیا عقلمندی ہے کہ اگر کسی طرح کے نقصان کا اندیشہ ہو تو اندیشہ
کے انسداد کے لیئے اوس کے نقصان کو پہلے برداشت کر لیا جائے۔ چنانچہ
مورخ یفرنی کو بھی اس روایت پر چندان اعتبار نہیں۔ اور اوس کا بیان
ہے کہ مین نے اس کا ذکر صرف گمنام اور کم رتبت تحریرون میں دیکھا ہے
اور اس کی درستی پر مجھے مطلق اعتبار نہیں۔
ایک مرتبہ غالب کے عہد میں ایک عالم مسمی فقیہہ ابوعبداللہ محمد اندلسی کا دماغ
سفلہ رتبہ مریدون کی کثرت سے بگڑ گیا۔ شروع شروع میں وہ بڑا زاہد و متقی
رہا۔ مگر بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ صرف ظاہر داری اور دہوکہ کی ٹٹی تہی۔

بالآخر آئمہ مذاہب کی شان مین بے ادبی کرتا۔ اور احکام دین کی نسبت برے بھلے
الفاظ کہتے رہنا اوسکا معمولی شیوہ ہوگیا۔ یہ دیکھکر سلطان نے اوس کے قتل کا
حکم صادر کر دیا۔ سپاہی پکڑنے آئے تو اوس نے مریدون کو للکارا اور شہر مین
ایک عظیم فتنہ برپا ہوگیا۔ لیکن آخر پکڑا گیا۔ اور اسکے ہی گہر کے دروازہ پر محلہ
ریاض زیتون مین سنہ [illegible] ہجری کی ۱۵ ذی الحجہ کو سولی پر چڑہا دیا گیا۔

فرقہ یوسفیہ و دم دوحہ کا مصنف لکھتا ہے:۔ شیخ ابوالعباس احمد بن یوسف راشدی قصبہ
بدعت شراقہ ملیانہ مین ایک نامور صاحب کرامات و انفعالات گذرا۔ اوس کا آوازہ
دور دور تک پھیل گیا۔ اور بیشمار لوگ اوس کے مرید ہو گئے۔ جب اس کا عام چرچا
ہوگیا تو ایک بد باطن حواری نے اپنے مرشد کو صاحب النبوۃ قرار دیکر باغیہ شیعون
کے مشابہ ایک نئی ملت بنام یوسفیہ قایم کردی۔ جس مین اجلاف و اخسا اور عیاش
طبع لوگ بڑی خوشی سے شریک ہو گئے۔ بعض [illegible] بیان ہے کہ جبکہ اس بدعت نے سر
نکالا۔ شیخ راشدی اسوقت ابھی زندہ تہا۔ اور اوس نے اس کے موجدون پر
لعنت بھیجی تہی۔ غالب کے عہد مین یوسفیون کی صرف ایک ہی جماعت باقی رہ گئی
تھی۔ جسنے اوسکو بھی تقریبًا معدوم کر دیا۔ مگر بعد ازان یہ بدعت پھر تازہ ہوگئی
چنانچہ فرقہ شراقہ کے نام سے جو فرقہ اب تک مراکو مین چلا آتا ہے۔ وہ اسی یوسفیہ
ملت ہی کیطرف منسوب ہے۔ خود شیخ احمد راشدی جو سنہ ۹۲۷ ہجری مین فوت ہوا
بڑا زاہد و متقی اور پابند سنت و ہدایت تھا۔

وفات سلطان ابی محمد عبداللہ الغالب باللہ بروز جمعہ ۲۷ رمضان ۹۸۱ ہجری ۱۵۷۴ع
کو بعارضہ ضیق النفس فوت ہوا۔ اور قبرستان اشراف مین باپ کی قبر کے متصل
دفن ہوا۔ اس کی قبر اب تک محفوظ و سلامت ہے۔ اور اس کی لوح پر یہ اشعار
لکھے ہوئے ہین ؎

ایا زائری ہب لی الدعا ترحما — فانی الی فضل الدعاء فقیر
وقد کان امر المومنین ملکہم — الی وصیتی فی البلاد شہیر
فہا انا قد مرت منتقی بحضرۃ — ولم یغن عنی قائد و وزیر
تزود حسن الظن باللہ احیا — وزادی حسن الظن فیہ کثیر

وان کان شئی عالما عنایاتہ - فہو بنیل العفو منہ جدیر
وقد جاء ان اللہ قال ترحما - الی انتظن العبد لی سینعصر

روایت ہے کہ متوفی کے بیٹے نے جب یہ شعر پڑھے تو لفظ حفرۃ سے بہت بگڑا کیونکہ حدیث نبوی ہے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ - او حفرۃ من حفر النار - یعنی حفرۃ اپنے معنون میں استعمال نہیں ہوا - اور کہا کہ کیون حفرہ کی بجائے بلیسقع یا اور ایسا ہی لفظ استعمال نہ کیا - متوفی سلطان اپنے ملک میں عقلمند اور نیک نہاد بادشاہ ہی نہیں - بلکہ ولی کامل سمجھا جاتا تھا - اور یہ عام مقولہ تھا کہ تین شخص اسوقت زمانہ کی آنکھیں ہین - اوّل سلطان - دوم شیخ المغاربی - اور سوم شیخ ابو السلم

اس کے معاصر زمانہ کے دیگر اہم رفعات جو باقی دنیا مین وقوعمین آئے حسب ذیل ہین - الجزائر مین اور تونس مین بالعلی کے زیر حکومت علی الترتیب والی اور پاشا کے لقب سے موروثی حکمرانون کا سلسلہ ۱۵۷۰ء مین قایم ہوگیا - دوسرے برس خلیج لیپانٹو مین ترکی بیڑہ کو یورپ کی عیسائی طاقتون کے متفقہ بیڑون نے ایسی زک دی کہ گو ہمو نفت عین عروج شباب پہ ہونے کی وجہ سے ترکی حکومت نے اوسے چندان محسوس نہ کیا - لیکن درحقیقت یورپ مین ترکون کی ترقی اسی وقت سے رک گئی - چودہ برس بعد اونکو ایرانیون کے ہاتھ سے بھی سخت زک اوٹھانی پڑی - جس نے ایک طرح سے ایشیا کی طرف اونکی ترقی و پیشقدمی کے سلسلہ مین رکاوٹ ڈال دی -

مغربی یورپ مین بھی یہ زمانہ اہمیت سے خالی نہ رہا - انگلستان والون نے اپنی قابل و فرزانہ ملکہ ایلزبتھ کے زیر فرمان جو ۱۵۵۸ء مین تخت نشین ہوئی بحری طاقت بڑھانی شروع کر دی تھی - ہسپانیہ میں مسلمان عیسائیون کے جور و ظلم سے ایسے تنگ آگئے تھے کہ جب معاملہ حد برداشت سے گذر گیا تو ۱۵۶۸ء مین ہر قصبہ شہر مین جہان جہان وہ آباد تھے - جذ انتقام بڑی تیزی کے پھوٹ نکلا - تین برس تک خونریزی اور خانہ جنگی برپا رہی - رعایا کا ایک حقیر حصہ اور وہ بھی مقہور و مغضوب اور برکس ویلے پیادہ کیت تک سارے ہی برباد کی اور حکومت کا مقابلہ کر سکتا تھا - لاکھوں قتل ہوئے - اور باقی بڑی بیدردی کے ساتھ ۱۵۷۱ء مین ملک سے مراکو کو

در بدر کردیے گئے۔ دو برس بعد ۱۵۷۲ء فرانس مین رومن کیتھولکون نے ایک خاص دن اور وقت مقرر کرکے جو اب تک دلی بار تھلمو کا دن مشہور رہے۔ اپنے لاکھون پراٹسٹنٹ مذہب ہم وطنون کے گلے کاٹ دیے۔ بہت تھوڑے اس قتل عام سے بچ سکے بقیۃ السیف نے انگلستان مین پناہ لی۔ پرتگال والون نے بھی اپنے مشہور ترین شاعر کاموئنس کو انھی دنون جزیرہ مکاؤ (متصل چین) کو جلا وطن کیا تھا۔

سلطان المتوکل باللہ۔ قالب کے تین بیٹے تھے سب سے بڑا محمد جو ایک حبشن کنیز کے بطن سے تھا۔ ولی عہد تھا۔ اور فاس کی گورنری پر مامور تھا۔ باپ کی وفات پر المتوکل باللہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ مگر عام طور پر وہ مسلوخ کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ اس کی کھال کھینچکر بھس بھر دی تھی۔ باقی دونون ہسپانیہ کو بھاگ گئے جہان ایک عیسائی ہوگیا۔ اوسکا ذکر پندرہوین فصل مین بالتفصیل کیا جائیگا۔ یہ دونون ہسپانیون کی مدد سے مراکو مین داخل ہوئے۔ لیکن فائز المرام نہ ہوئے اونکا چچا عبد الملک زیادہ خوش نصیب ثابت ہوا۔ متوکل کو تخت پر بیٹھے دو ہی برس ہوئے تھے کہ اس کے دونون چچا عبد الملک اور احمد چار ہزار ترکی فوج لیکر مراکو پر حملہ آور ہوئے۔ المتوکل کو متواتر شکستین دیکر ۱۵۷۶ء مین فاس و مراکش پر قابض ہوگئے۔ متوکل کے دو سالہ عہد کا بڑا واقعہ ابی خامس کی لڑائی تھی جو طنجہ کے قریب عیسائیون کے ساتھ ہوئی۔ اس مین ایک مشہور صاحب دل شیخ ابو مہدی عیسی المصباحی مسلمانون کے لشکر سے شہید ہوئے۔ شیخ مشہور مقام دعادع مین اپنے بزرگ باپ کی قبر کے متصل دفن کیے گئے۔ مورخین کا بیان ہے کہ متوکل بڑا فقیہ ادیب عالم اعلی بڑے پایہ کا ناظم و ناثر۔ مگر ساتھ ہی بڑا متکبر اور کسی کو خاطر مین نہ لانیوالا۔ اور رعیت پر ظلم کرنیوالا تھا۔ بطور نمونہ اوس کے چند عربی شعر یہان درج کیے جاتے ہین۔

فقمنا نصطبح صهباء صافية — في وجهها عسجد في وجه نقدا
دانهض لیها علی عم لبد تلقا — فان تا خیر اوقات الصبا نملا
سارت العشار زیاد دی الخ للفهم — وخلقوني بخیل کم حیرانا
لاعتر تعرالشری من حبوبهم — ولا سقی ماطل ربد اوربحانا

مسٹر میکنیس عبد الملک کو مدد ملنے کی وجہ یہ لکھتے ہین کہ سلطان مراد جس نے بعد داؤد سلیم اول کے مصر فتح کرکے ۱۵۱۷ء مین منصب خلافت حاصل کیا تہا۔ چونکہ اس منصب کی عام اشاعت کا خواہان تھا چارلس پنجم والئے ہسپانیہ کے جانشینون سے تونس سے تونس کے مقر فتح ہو جانے پر اوس نے عبد الملک کو جو بہائی سمیت ۱۵۷۶ء کو قسطنطنیہ گیا ہوا تہا۔ بڑی خوشی سے مدد دینا منظور کر لیا۔

فتح تونس و الجزائر کے مفصل حالات مین کتاب تاریخ خاندان عثمانیہ مین لکہہ چکا ہون۔ لیکن چونکہ اس کا مراکو کی تاریخ سے اہم تعلق ہے۔ اس لیئے بالاختصار یہان بہی اوس کے کچہہ حالات لکہدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جسوقت خیر الدین پاشا باربروسا نے تلمسان و الجزائر کو فتح کیا۔ اسوقت تک تونس کے حکمران خاندان بنی حفص کی طاقت جو خاندان موحدین کی ایک شاخ تہا۔ بالکل مضمحل ہو چکی تھی۔ خیر الدین نے ان فتوحات سے فارغ ہوکر ۹۴۰ ہجری مین تونس پر حملہ کرکے اوسے بھی قلمرو عثمانیہ مین شامل کر لیا۔ وہان کا حفصی امیر حسن بن محمد سمندر کے راستہ ہسپانیہ بہاگ گیا۔ اور وہان کے عیسائی بادشاہ سے مدد کی التجا کی۔ اسے درخواست قبول کرکے حسن کے ساتہہ جرار لشکر بہیجدیا۔ جو جہازون سے حلق الوادی کے مقام برج العیون مین خشکی پر اوترا۔ اور وہانسے آگے بڑہکر تونس پر حملہ کیا۔ خیر الدین پاشا کو ہزیمت ملی۔ وہ الجزائر کو ہٹ گیا۔ فتح کے بعد نصارٰی حسن کے ساتہہ تونس کی حکومت مین شریک بلکہ شریک غالب ہوگئے۔ اور حسب معمول قتل و نہب اور ظلم و ستم کا بازار گرم دیا۔ تونس کی آبادی اسوقت ایک لاکہہ اسی ہزار تھی۔ مورخون کا اتفاق ہے کہ ایک تہائی قتل۔ ایک ثلث اسیر اور صرف ایک ثلث باقی چہوڑے گئے مسیحی تہذیب و رحمدلی کو عمل مین لانے کے لیئے جب شہر مین کوئی گنجائش باقی نہ رہگئی۔ تو ہسپانیولون کو اب فوجی استحکام و مضبوطی کی فکر ہوئی۔ انہون نے حلق الوادی (خلیج تونس) پر قبضہ کرکے جس کی انتہا پر تونس آباد ہے۔ اوس کے کنارے پر ایک نہایت مضبوط قلعہ کی تعمیر شروع کر دی۔ اور سیر ۴۳ برس تک عمارت برابر جاری رہی۔ اور ایسی پختہ چنائی کی گئی۔ کہ جب بعد مین ترک اوسپر قابض ہوئے تو وہ اوسے گرانے سے عاجز رہے۔

کچھ عرصہ بعد حسن کے بیٹے احمد نے باغی ہوکر شہر تونس پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ
حلق الوادی پر بھی حملہ کیا۔ مگر اوسے نصاریٰ سے فتح نہ کر سکا۔ اس خانہ جنگی سے فایدہ
اوٹھاکر علی پاشا گورنر الجزائر نے حملہ کر دیا۔ اور سنہ ۹۷۶ ہجری مین تونس پر قابض ہو گیا۔
شکست کھاکر احمد بھی باپ کی طرح شاہ ہسپانیہ کے پاس بھاگ گیا۔ اور مدد کی التجا
کی۔ شاہ مذکور نے مہم کے مصارف ادا کر دینے کا وعدہ لیکر عظیم بیڑہ احمد کے ساتھ
بھیج دیا۔ مگر جب یہ بیڑہ تونس کے سامنے پہونچا۔ تو اوس کے کپتان نے احمد کو اپنے
بادشاہ کا ایک خط دیا جسے اب تک مخفی رکھا گیا تھا۔ اس مین ادائے مصارف
کے علاوہ حکومت کی شرکت کا بھی مطالبہ کیا گیا تھا۔ احمد نے اوسے منظور نہ کیا۔ اور
آزردہ خاطر ہوکر سسلی (صقلیہ) کو چلا گیا۔ وہ وہین فوت ہوا۔ لیکن اوس کی لاش
تونس پہونچا دی گئی۔ درینولا اس کا بھائی محمد بن حسن مقاسمت کی شرط کو منظور
کرکے تونس پر قابض ہو گیا ہوا تھا جہان عیسائی گورنر اوس کے برابر تخت
پر بیٹھتا تھا۔ عیسائیون نے اس دفعہ بھی وہی حرکات کین۔ جن کے پہلے مرتکب ہو چکے
تھے۔ بلکہ اس دفعہ مدرسے اور عبادت گاہین بھی اونکے دست تطاول سے محفوظ
نہ رہین۔ جامع مسجد بھی لشکر سواران کا اصطبل بنا دی گئی۔ تمام کتب خانہ سڑک پر
پھینکدیا گیا۔ اور اکثر اولیا و علما کی قبرین کھود ڈالی گئین۔ محمد نے لوگون کو
جتنی دفعہ امان کے وعدے دیکر بلایا اتنی ہی دفعہ عیسائیون نے اعتبار کرکے
چلے آنے والون کے ساتھ غداری کی۔ ان مظالم کی جب عثمانی خلیفہ کو خبر پہونچی
تو اوس کی حمیت وغیرت زیادہ خاموشی گوارا نہ کر سکی۔ ایک طرابلس کے گورنر مصطفیٰ
پاشا۔ قیروان کے عامل حیدر پاشا اور گورنر الجزائر کو ملکر ظالمون پر حملہ کرنے کے
تاکیدی احکام روانہ کیے گئے۔ اور دوسری طرف ساڑھے چارسو جہازون کا جرار
بیڑہ وزیر سنان پاشا کے زیر کمان قسطنطنیہ سے روانہ کر دیا گیا۔ یہ بیڑہ یکم
ربیع الاول سنہ ۹۸۱ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر اوسی مہینہ کی ۲۴ تاریخ کو حلق
الوادی مین پہونچا۔ متذکرہ گورنر پہلے سے پہونچکر محاصرہ مین مشغول تھے۔ مگر
قلعہ کے فتح نہ ہو سکنے سے اون کے حوصلے ایسے ٹوٹ گئے ہوئے تھے۔ کہ اگر سنان
پاشا جلد نہ پہونچ جاتا تو وہ واپس چلے جانے کو تیار بیٹھے تھے۔ اوس کی آمد

پر سب کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور اوسی سال کی چھٹی جمادی الاول کو قلعہ علوق[1] الوادی کا م
طے کرکے بزور شمشیر فتح کر لیا گیا۔ محمد معہ اپنے عیسائی معاونین کے آخری حصن سو
بستین میں پناہ گزین ہو گیا۔ سنان پاشا نے اوسے بھی چند دن بعد فتح کر لیا۔
اور اسلام کی سرزمین شرک و کفر کی نجاست سے بالکل پاک ہو گئی۔ محمد کو اسیر بنا کر
سنان پاشا اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا۔ جہاں اوسے محبس یدی قلعہ میں نظر بند
کر دیا گیا۔ اوس کی شکست پر خاندان موحدین کی آخری شاخ بھی معدوم ہو گئی
تونس غالب باللہ کی وفات سے پانچ سال بعد ([illegible]) میں فتح ہوا۔

سلطان ابی مروان عبدالملک

عبدالملک اور اوس کا بھائی احمد باپ کے زمانہ میں تلمسان میں تھے
غالب کے تخت نشین ہونے پر تلمسان اور پھر الجزائر کو چلے گئے جب
متوکل کے تخت نشین ہونے کی خبر سنی تو عثمانی سلطان سے فوجی مدد مانگنے
کے لئے قسطنطنیہ کو روانہ ہو گئے۔ اس طرح بقول مولانا احمد انکی روانگی کا سال [illegible]
ہوتا ہے۔ لیکن مسٹر سکینس نے [illegible] لکھا ہے۔ اور دیگر ادیبوں کا بھی یہی بیان ہے
ان کے ساتھ ایک کی ماں بھی تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ وہ عبدالملک کی حلیۃ الرحمانیہ
تھی۔ اور بعض کا بیان ہے کہ وہ احمد کی ماں مسعودہ تھی۔ مدد ملنے کے متعلق کو کہنا
... میں بھی اختلاف ہے۔ چند لکھتے ہیں کہ دونوں بھائی سنان پاشا کے
ساتھ قسطنطنیہ سے آکر تونس کی فوجکشی میں شامل ہوئے۔ اور بعض کی روایت
ہے کہ وہ الجزائر سے جا کر اس مہم میں شامل ہوئے اور فتح کی بشارت لیکر قسطنطنیہ
پہونچے۔ بہرکیف یہ مسلم ہے کہ اس فتح کی خوشخبری سب سے پہلے انہوں نے
جا کر سنائی۔ سنان پاشا نے دو جہاز یہ خوشخبری سنانے کے لئے روانہ کئے۔
عبدالملک اور احمد بھی ایک جہاز پر اسوار ہو کر اس کے ساتھ چلائے۔ راستہ
میں طوفان نے ان کے جہاز کو دوسروں سے جدا کر دیا۔ اور وہ تین دن پہلے
دارالخلافت میں پہونچ گئے۔ اس مژدہ کے استماع سے عثمانی سلطان کو بہت

---

[1] ناظرین کو معلوم رہے کہ جو قلعہ فوجی اغراض کے لیئے بنایا جائے۔ وہ عموماً کئی قلعوں کا مجموعہ ہوتا ہے

خوش اور مسرور دیکھہ کر اونہون نے اپنے مطلب کی بات بھی عرض کردی سلطان عرف
تونس کی وجہ سے جسے وہ نسبتاً بہت اہم سمجھتا تھا اوسکو مدد دینے سے رکا رہا تھا -
اس ملک کے دور ہو جانے پر اوس نے بڑی خوشی سے مدد دینے کا وعدہ کرلیا
محمد الشیخ کے سرکو اوتار کر دفن کئے جانے کی التماس بھی اسی موقعہ پر عرض کی گئی
ترکی امداد کی سلطان نے بایفائے وعدہ دونون بھائیون کو زر و دولت اور
سلحہ و زاد کی مقدار کثیر عطا کر کے دولاتی گورنر الجزائر کے نام عبدالملک کو پانچ ہزار
فوج کی مدد دینے کا حکم لکھدیا - یہ فرمان دولاتی نے اعیان مجلس کے روبرو
پیش کیا - تو اونہون نے فیصلہ کیا کہ حسب دستور بہ تعمیل فرمان سلطانی اونکو فوج
بھیجائے - لیکن اوسکا خرچ اون سے لے لیا جائے - اون کے پاس روپیہ کہان
تھا صوبہ کے خزانچی نایب گورنر اور کمانڈر سے منت سماجت کر کے مراکو جا کر رقم
بھیجدینے کے وعدہ پر کچھہ روپیہ قرض لیکر داخل کر دیا - اور باقی رقم جو حساب سے
بنے مراکو پہونچکر ادا کرنیکا عہد لیا - دس ہزار دینار فی منزل معاوضہ مقرر کر کے
وہ بقول بعض پانچ اور بقول دیگر چار ہزار ترکی فوج کے ساتھہ مراکو روانہ ہوگے
ملک مین ان کے کئی امرا بھی خیر خواہ تھے - انکی طرف پہلے سے مراسلے بھیجدیئے گئے
چنانچہ فاس کے قریب پہونچکر جب دونون لشکر مقابل ہوئے - تو متوکل کی فوج سے
کئی امیر اپنے دستے لیکر عبدالملک کو جاملے - یہ رنگ دیکھہ کر عبدالملک کے ہوش
و حواس پریشان ہوگئے - وہ لشکر کو میدان مین چھوڑ کر فاس کو بھاگ آیا - اور
وہان کے سامان حرب کو آگ لگا - اور بیش قیمت خزاین کو اٹھوا مراکش کو بھاگ
گیا - ابو مروان عبدالملک بفتح و ظفر فاس مین داخل ہوا - اور باشندگان نے
بڑی خوشی و مسرت سے اوس کے ہاتھہ پر بیعت کر لی - کچھہ دن آرام کر کے اس
نے مراکش کا عزم کیا - اسوقت ترکی سپاہ سالار نے کہا - اب تمہارا لشکر کافی
ہوگیا - ہمین رخصت کردو - ورنہ مفت کی زیر باری ہوگی - اوس نے اسکا تجویز کو
پسند کیا - اور فاس کے تجار سے قرض لیکر رقم مقررہ کے علاوہ ہر ترکی سپاہی
کو چار چار سو [illegible] چاندی اور سارے عرب کے [illegible] دیگر آلات [illegible]
. . . . کے ساتھہ رخصت کیا - اور [illegible]

تک خود اونکی متابعت کے لیئے گیا۔ اس کام سے فارغ ہوکر وہ مراکش کی طرف بڑھا۔ متوکل فوج لیکر شہر سے باہر مقابلہ کے لیئے آیا۔ مگر حسب معمول بلا مقابلہ بھاگتے ہوئے شتر مرغ کیطرح شہر کو بھاگ گیا۔ اور جب سنا کہ عبد الملک کا بھائی احمد تعاقب مین چلا آتا ہے تو شہر سے بھی فرار ہو گیا۔ اور احمد نے بلا مقابلہ مراکش مین داخل ہوکر اہالی شہر سے اپنے بھائی کیطرف سے بیعت لے لی۔ خود سلطان ابو مروان بروز دوشنبہ ۱۹ ربیع الثانی ۹۸۴ھ ہجری کو مراکش مین داخل ہوا۔ متوکل جبال سوس کیطرف بھاگ گیا۔ اور کچھہ دن اوس کی کچھہ خبر سنائی نہ دی۔ اس پر ابو مروان نے بھائی کو نائب بناکر فاس بھیجدیا۔ وزیر ابو فارس عبد العزیز بن سعید وزکیتی نے جو احمد کی والدہ کا قرابت دار تھا۔ صلاح دی کہ پہلے متوکل کی طرف سے اطمینان خاطر کر لینا ضروری ہے۔ اس پر عمل نہ کیا گیا۔ مگر اس کی معقولیت جلد واضح ہوگئی۔ ساحلی علاقہ کے کچھہ حصہ پر عیسائی اب تک قابض تھے۔ اور اون سے چھیڑ چھاڑ برابر چلی جاتی تھی۔ اور اونکی ہی وجہ سے ابو مروان نے شمالی علاقہ کو کچھہ زیادہ عرصہ بے پناہ چھوڑنا قرین مصلحت نہ سمجھکر بھائی کو ایسی جلدی فاس بھیجدیا تھا۔ اور جب وہ وہان پہونچگیا۔ تو اوسے ہر وقت عیسائیون کے مقابلہ کے لیئے تیار اور اون کے علاقہ کے متصلہ اسلامی قلعون مین سامان حرب وضرب اور رسد کی کافی مقدار مہیا رکھنے کے تاکیدی احکام بھیجتا رہتا تھا۔

متوکل نے جبال سوس مین پہونچکر وہان کے کئی قبایل کو اپنے ساتھہ ملاکر پھر ایک لشکر جمع کر لیا۔ اور جب احمد کی روانگی کی خبر سنی تو لشکر لیکر مراکش پر حملہ آیا۔ ابو مروان اوسے راستہ مین ہی جا روکنے کے لیئے مراکش سے باہر نکلا۔ مگر متوکل نے عجیب ہوشیاری سے کام لیا۔ وہ ابو مروان نے اس عیاری کی خبر سنتے ہی فوراً لوٹکر مراکش کا محاصرہ کر لیا۔ اور ادہر احمد کو کل لشکر لیکر جلد پہونچنے کے لیئے لکھا۔ جب یہ لشکر پہونچا۔ تو متوکل اپنی عادت مستمرہ کے مطابق شہر کو اپنے حال پہ چھوڑ کر پھر جبال سوس کو بھاگ گیا۔ باشندے اپنی کرتوتون کے خوف سے کچھہ عرصہ ثابت قدم رہے۔ لیکن آخر سلطانی لشکر غالب آگیا۔ اور مراکش پر پھر قبضہ ہو گیا۔

ابو مروان نے اس سبق کو فراموش نہ کرکے اس دفعہ احمد کو پہلے متوکل کا تصفیہ کرنے پر مامور کیا۔ جو کچھہ لشکر لیکے جبال سوس کو روانہ ہوگیا۔ اور ادہر دونو کے میدان مارے۔ دوسری لڑائی مین احمد کے پاس صرف تین ہزار اور متوکل کے پاس ساٹھہ ہزار فوج تھی۔ مگر احمد کی خوش نصیبی کے سامنے کثرت تعداد کی کچھہ پیش نہ گئی۔ متوکل کو سخت شکست ملی۔ اور وہ بحال خستہ و تباہ پہلے جبل درن پھر بادیس کو بھاگ گیا۔ اور پھر سبطہ ہوتا ہوا طنجہ جاکر سبستیان شاہ پرتگال سے مدد و اعانت کی التجا جا کی۔

جنگ القصر عیسائیون پر فتح عظیم

سبستانی نے اس شرط پر مدد منظور کی ہے۔ کہ تمام ساحلی علاقہ اس کا ملک ہو۔ اور باقی ملک متوکل کے پاس رہے۔ متوکل نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ مگر چونکہ وہ جانتا تھا کہ اس سے تمام مسلمانون مین عام نارضگی پھیل جائیگی۔ اس نے علماء امت اور قوم کیطرف ایک طویل منشور اپنے فعل کو جایز و مباح قرار دینے کے لیئے اس مضمون کا بھیجا۔ کہ تم لوگون نے بیعت کو توڑ کر دوسرے شخص کو اپنا بادشاہ قبول کر لیا۔ حالانکہ شرعاً یہ جایز نہین۔ اور چونکہ مجھے اپنے حقوق کی بازیافت کے لیئے کسی مسلمان × × نے مدد نہ دی۔ مجھہ کو مجبورًا ایک عیسائی بادشاہ کیطرف رجوع کرنا پڑا۔ اور یہ تمام فقہا کا فتویٰ ہے کہ غاصب سے اپنے حق واپس لینے کے لیئے ہر ممکن ذریعہ سے کام لینا جایز ہے۔ آخر مین اونکو دہمکیان دین کہ اگر وہ اب بھی راہ راست پر نہ آئے تو لڑائی کے لیئے تیار رہین۔ جو خدا اور اوس کے رسول سے لڑائی کرنے کے برابر ہوگی۔ کیونکہ وہ حق پر ہے۔ اور دوسرا فریق غاصب۔ علماء امت نے اس اعلان کے جواب مین اوس سے بھی زیادہ طویل منشور تحریر کرکے اوس کے ہر ایک دعویٰ اور دلیل کی واقعات اور نص قرآن و حدیث سے کامل تردید کی۔ اور اوسے ہر طرح سے جھوٹا ثابت کرکے آخر مین اوس کو تائب و نادم ہونے کی نصیحت کی۔ اس جواب کو مولانا احمد نے بجنسہا نقل کیا ہے۔ جو باریک ٹایپ مین بڑی تقطیع کے چار صفحون مین سمایا ہے۔

مورخین کا بیان ہے کہ مصاحبین نے شاہ پرتگال کو بہت سمجھایا کہ وہ

اس موسم مین چڑھائی نہ کرے۔ مگر موت اُس کے سر پر سوار تھی۔ اور ملک کی قسمت گردش مین آئی ہوئی تھی۔ جوانی کے جوش اور ملک گیری کی جوع البقر نے کوئی نصیحت مؤثر نہ ہونے دی۔ اور وہ بقول مسٹر سکینس ۱۷ ہزار سے زیادہ فوج لیکر عین موسم گرما کے وسط مین جہازون پر لزبن سے طنجہ آپہونچا۔ مگر جب دریاے وادالکوس کے معاون ام المخازن کو طے کرکے آصیلا کے رستہ القصر کے سامنے پہونچا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ لاکھون مجاہد اوس کے سامنے ڈیرہ ڈالے ہوئے ہین۔ یہ دیکھکر اوسکا رنگ فق ہوگیا۔ اس نے شرط پر جو متوکل سے تھی۔ ابو مروان سے صلح کرلینی چاہی۔ لیکن مروان ایسا بے حمیت نہ تہا۔ اوس نے اوسے بڑی حقارت سے مسترد کردیا۔ مگر جب تک عیسائیون کی کل فوج پل کے راستہ دریا سے عبور نہ کر آئی۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ جب وہ دریں طرف آگئے تو پل کو توڑ دیا۔

ابو مروان کو متوکل نے کسی غدار ملازم کی معرفت کچھ عرصہ پہلے زہر کھلادی تھی۔ اور وہ اس کے اثر سے سخت بیمار ہوگیا تہا۔ متوکل نے بہت چاہا کہ لڑائی مین کچھ دن کا توقف ہوجائے۔ اتنے مین ابو مروان مرجائیگا۔ اور میدان اسطرح خود بخود فتح ہوجائیگا۔ ابو مروان بھی اس نتیجہ کو سمجھتا تہا۔ اوس نے چارپائی پر لیٹے لیٹے عام حملہ کا حکم دیدیا۔ مجاہدین کفار پر شیران ببر کی طرح جھپٹ پڑے۔ ابو مروان لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے داعی اجل کو لبیک کہ گیا۔ لیکن اوس کے حاجب رضوان العلج نے جو عیسائی سے مسلمان ہوا تہا۔ اس راز کو مخفی رکھا۔ اور میدان کے فتح ہونے تک اس کے نام سے برابر احکام جاری کرتا رہا۔ اسدن صرف وہی فوت نہ ہوا۔ بلکہ دو اور بادشاہون کی موت بھی اوسی دن کے لیے لکھی ہوئی تھی محمد متوکل کارزار کا رخ بدلا دیکھکر اس مرتبہ بھی حسب معمول بھاگنے کے لیے دریا مین کود پڑا کیونکہ سوائے مٹہد پل کے اور کوئی پل دریا پر نہ تھا۔ اور واپس جانے کے لئے دریا سے ہی گذرنا پڑتا تہا۔ وہ اس مین ڈوب گیا۔ فاتحین نے اوس کی لاش نکال کی۔ پھر کھال کھینچکر بھس بھر دی۔ اور اسے شہر بہ شہر پھراتے پھرے۔ تیسرا بادشاہ جو اوس معرکہ کی بھینٹ چڑھا۔ سبیٹیانی تھا۔ اوس کی بیباکی و تہور سے پہلے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ شاید ہی سلامت بچے۔ اوسے خود متوکل نے سمجھایا کہ اس گرمی کی

شدت کے موسم مین دن کے وقت حملہ کرنا ٹھیک نہین۔ مگر بنا نا۔ اور اوس کا خمیازہ اوٹھایا۔

یہ معرکہ جمادی الاول ۹۸۶ھ ہجری کے پہلے دوشنبہ کو (۴۔ اگست ۱۵۷۸ء) ہوا دست بدست لڑائی صرف ۴۵ منٹ اور بقول دیگر ۲۵ منٹ رہی۔ اس قلیل عرصہ مین عیسائیون کے پاؤن اکھڑ گئے۔ وہ اندھون کی طرح دریا مین کود پڑے اور اس طرح جو تلوار سے بچے تھے۔ وہ دریا مین ڈوب کر مر گئے۔ مراکو کے متعلق کسی اور واقعہ کو اسقدر عام شہرت یورپ مین نصیب نہین ہوئی جسقدر کہ اس معرکہ کو اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ اوس مین صرف پرتگالی سپاہ ہی شامل نہ تھی۔ بلکہ کئی دیگر ممالک کے عیسائی مجاہد بھی شامل تھے۔ دوم اسوقت تک یورپ کے تعلقات مراکو کے ساتھہ اچھے وسیع ہو گئے تھے۔ تیسرے اس لیئے کہ جنگ مذکور کا نتیجہ بھی دور تک اثر کرنیوالا پایا گیا۔ پرتگال کا اثر نہ صرف شمالی افریقہ بلکہ دنیا کے دیگر حصص مین اس شکست سے نہایت کمزور بلکہ معدوم ہو گیا۔ اور خود پرتگال کا وجود بھی جلد مفقود ہو گیا۔ سبتیان کے بعد دو برس تک اوسکا بھائی بادشاہ رہا۔ اوس کے مرنے پر فلپ ثانی ہسپانیہ کے بادشاہ نے جوان دونون کا ماموں تھا۔ پرتگال کو ہسپانیہ کے ساتھہ ملحق کر لیا۔ جس کے اپنے شاہی خاندان کا اب کوئی فرد باقی نہ رہگیا تھا۔ مسلمان مورخین مسیحی لشکر کی تعداد سوا اور ڈیڑھ لاکھ کے بین بین بتاتے ہین۔

عیسائی مورخ ملنویل کا بیان ہے کہ اس مین بارہ ہزار پرتگالی ۲۰ ہزار ہسپانوی تین تین ہزار اطالین و جرمن کے علاوہ مجاہدین بکثرت تھے۔ پوپ روم نے چار ہزار پیدل - ۱۵ سو سوار - اور ۱۲ توپون کی جو کمک بھیجی وہ مزید برآن تھی اسلامی لشکر مین بقول اوس کے چالیس ہزار سے کچھہ زیادہ آدمی اور ۳۴ توپین تھین۔ اس لڑائی مین مسلمانون کو اسقدر غنیمت ہاتھہ آئی کہ پہلے مراکو مین کبھی اسقدر غنیمت کسی لڑائی سے حاصل نہ ہوئی تھی۔ مگر یہ پہلی دفعہ تھی کہ مال غنیمت جمع کر کے شریعت کے مطابق سب مجاہدین مین تقسیم نہ ہوا۔ بلکہ جو کچھہ کسی کے ہاتھہ لگا وہ اوسی نے رکھہ لیا۔ شریعت کی اس صریح خلاف ورزی سے لوگون کو اسیوقت سے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ اوسکا ضرور وبال پڑیگا۔ ایسا ہی ہوا۔ اور اسوقت سے

بعد متواتر قحط سالی اور امساک نے ملک پر یورشین کرکے اوسے قلاش کر دیا۔ عام روایت ہے کہ روپیہ اور دولت کی برکت بھی اسی دن سے اٹھ گئی۔ بقول اوسی مورخ کے پرتگالیون کے علاوہ تین ہزار جرمن۔ سات سو اطالین۔ اور دو ہزار ہسپانوی قتل ہوئے۔ اس لڑائی کے واقعات جگر دوز پیرایہ مین انہی دنون انگریزی۔ فرنچ ہسپانوی۔ اطالین اور لاطینی وغیرہ مین چھپ گئے۔ اور اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس مہم کیطرف تمام سرزمین فرنگستان کی آنکھین کیسی بیتابی و شوق سے لگی ہوئی تھین۔ اور کسطرح ہر ایک عیسائی متنفس اسے ایک اہم صلیبی جہاد سمجھکر اسکی کامیابی کے لیئے دست بدعا تھا۔ اور جب شکست کی خبر پہونچی تو اونکو کیسا سخت صدمہ پہونچا۔

عجیب روایات کہ اس معرکہ سے فریقین کے ممالک مین عجیب و غریب روایتین مشہور ہوئین۔ اور عجیب عجیب نتیجے نکالے گئے۔ سب سے لطیف مولانا احمد کا نکالا ہوا نتیجہ ہے۔ لڑائی کے ختم ہونے پر مولائی احمد اسی دن اپنے بھائی کی جگہ اوس کی وصیت کے مطابق المنصور کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ مولانا موصوف اس ایک دن مین تین بادشاہون کے مرنے اور ایک کے حکمران ہونیکو عیسائی تثلیث کے بطلان اور اسلامی توحید کی فتحیابی کا واضح اشارہ بتلاتے ہین۔

سبیسٹانی کے جانشین ریکی نے فدیہ مین بیشمار مال و منال دیکر اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ مگر اونکو پھر بقول عرب مورخین اس جرم مین زندہ جلوا دیا۔ کہ وہ دشمن سے مل گئے تھے۔ اور اسی لیئے نہایت قدمی سے نہ لڑے۔ اس دوہرے قتل عام سے ملک مین مردون کی اس قدر قلت ہو گئی۔ کہ پادریون نے بکثرت توالد و تناسل کے لیئے زنا کی عام اجازت دیدی۔ اور اوسے اپنے لیئے بھی جائز و مباح قرار دیدیا۔ ادہر پرتگالیون مین عرصہ تک یہ اعتقاد پھیلا دیا کہ سباسٹیانی ہلاک نہین ہوا۔ بلکہ مسلمانون کے پاس مقید ہے۔ اگرچہ منڈوزا نے جو مہم مین شریک تھا۔ اور ہلاکت و قید سے بچ گیا تھا۔ انہی دنون مفصل طور پر اوس کی تدفین اور شناخت کے حالات ایک رسالہ مین لکھ دیئے تھے۔ مِن بعد یہ روایت مشہور ہوئی کہ سباسٹیانی خفیہ پرتگال کو واپس آیا۔ اور وہان سے شاہ پرسٹر جان

اور شاہ ایران کے درباروں میں پہونچا۔ اور آخر الذکر کے پاس بطور کمانڈر افواج کئی برس ملازم رہا۔ پھر یروشلیم قسطنطنیہ وسط یورپ انگلستان ہالینڈ اور فرانس کی سیر کرتا ہوا انیلز گیا۔ اور اسیگہ راہب بن گیا ہے۔ ان حالات کے مشتہر ہونے پر عام پر جوش اور تحریک پیدا ہو گئی۔ لیکن جنگ القصر سے بیس برس بعد یہ ثابت ہو گیا کہ راہب مذکور فریبی ہے۔ اور اس کا نام مارکوٹلیبو کاٹی زون ہے جو پہلے کالا باریا کا تاجر تھا۔ اور پرتگال کو تجارت کے لیئے جایا کرتا تھا۔ سباسٹیانی کے ہم شکل پاکر چند راہبوں نے اوسے اپنے تیئں یہی ظاہر کرنے پر رضامند بنا لیا اور پھر گرم لوہے سے اوس کے جسم پر جا بجا داغ دیکر ویسے نشان بنا دیئے جیسے کہ سباسٹیانی کے جسم پر تھے یہ راز افشا ہونے پر فلورنس کے حکمران نے اوسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ مگر راہب آخر وقت تک اوس کے سباسٹیانی ہونے کی شہادت دیتے رہے اور اکثر کو مسلسل اصرار کیوجہ سے اس امر کا پختہ یقین ہو گیا۔ ان راہبوں نے اپنے دعویٰ کی تائید میں ایک رسالہ اطالین۔ فرنچ۔ ہسپانوی۔ انگریزی اور پرتگالی زبانوں میں تحریر کر کے بہ تعداد کثیر تمام یورپ میں مشتہر کیا تھا۔ مالوزین کا بیان ہے کہ ریکی نے زر خطیر دیکر سباسٹیانی کی لاش کو خرید لیا تھا۔ وہ پہلے سبتہ میں لاکر دفن کی گئی۔ اور جب ریکی کی وفات پر فلپ ثانی پرتگال کا بھی بادشاہ ہو گیا تو لاش کا صندوق لزبن میں لیجا کر دفن کیا گیا۔

انگلستان و مراکو کے سباسٹیانی تو نہیں البتہ ایک اور پرتگالی شہزادہ ضرور قید ہو گیا تھا جس کا دستاویزی ثبوت بھی کافی موجود ہے۔ ملکہ ایلزبتھ نے ابو مروان سے نامہ و پیام کا سلسلہ قائم کر لیا تھا۔ جو شوکل کے بعد بھی برابر جاری رہا۔ ملکہ کے ایک خط بنام امیر المومنین شریف مراکو فنرا و رسوس میں جو محل سینٹ جیمس میں لندن میں ۱۵۸۰ء میں لکھا گیا تھا۔ اس قیدی شہزادہ کا ذکر ہے۔ امیر مراکو نے اس خط کا جواب چار برس بعد بھیجا تھا۔ اور اس میں اس نے ملکہ سے اپنے دشمنوں کے برخلاف مدد مانگی تھی۔ پوپ روم نے جو مدد بھیجی تھی۔ اوس کی جمعیت مسٹر میکنس سات سو سپاہ کی لکھتا ہے۔ یہ ایک انگریز مسمی ٹامس سٹوکلی کے

زیر کمان تھی - اور دراصل آئرلینڈ والون کو انگلستان کے برخلاف بغاوت کرنے
مین مدد دینے کے لیئے بھیجی گئی تھی - مگر جب وہ لزبن پہونچی تو آئرلینڈ جانے کے
بجائے اوسے صلیبی جہاد مین شامل ہونیکا حکم آپہونچا -

عیسائی حکومتون کی طرف سے اول اول ابومروان کے عہد مین ہی قونصل
اور سفیر مقرر ہوئے - اگرچہ ایک انگریز تاجر الدائی اس سے پیشتر مراکو مین ایکا میابی
تجارت کرآنے کا مدعی ہے - لیکن متفق علیہ یہی ہے کہ سب سے اول انگلستان کی
تجارت کو مراکو مین رائج کرنیوالا ماسٹر تہامس ونڈہم ایک کپتان جہاز تھا - جو
۱۵۵۱ء مین اپنا جہاز لیکر ساحل مراکو پر پہونچا - سفر کی کامیابی پر اورون کا بھی
حوصلہ بڑہ گیا - دوسرے ہی برس زیادہ سامان بھیجا گیا - اور اسطرح تجارتی سلسلہ
ایسے استحکام سے قایم ہوگیا کہ باضابطہ قونصل کی تقرری کی ضرورت درپیش آگئی -
اور ملکہ ایلزبیتھ نے اپنے ایک مصاحب مسٹر رڈمنڈ ہوگن کو سفیر بناکر سنہ ۱۸ء
مین "شاہ مروکوس و فیس"[1] کے دربار مین بھیجدیا - مگر سفیر مذکور اپنی رپورٹون
مین سلطان کو ہمیشہ "شاہ فاس و سوس" لکھتا رہا - ملکہ نے اپنے سفیر کو جو ہدایا
دین وہ شاہی مسودات اور مراسلہ مین ابتک موجود ہین - اسی برس ہنری سوم
شاہ فرانس مراکو اور فاس کے دربار مین اپنا قونصل مقرر کیا -

سلطان ابومروان ہمیشہ ترکی لباس پہنتا تہا - اور اور بھی کئی باتون مین
اوس نے عثمانیون کی عادات و آداب کو اختیار کرلیا تہا - اسے چھوٹے بھائی احمد
سے بڑی محبت تھی - اسی زمانہ مین ایک دفعہ اس شدت سے بارش ہوئی کہ جاہات
لبالب پانی سے بھر گئے - یہ سال اب تک "عام الابار (جاہات کا سال)" کے نام سے
مشہور ہے - اسکے دوسرے برس ۲۸ رمضان سنہ ۹۶۴ء کو سورج کو گہن لگا - جس نے
تمام آفتاب کو ڈہانپ لیا - اور آخر شوال سنہ ۹۶۴ ہجری مطابق ماہ مارچ ملک مین
ٹڈی دل بکثرت پہیل گیا - سلطان غالب کے عہد مین ایک نیا ستارہ نمودار ہوکر
چند دن بعد چھپ گیا - پھر کچھ عرصہ بعد اوس کے بیٹے کے عہد مین آسمان پر عجائب

[1] یعنی مراسلہ شاہی مین سلطان مراکو کا یہ لقب لکھا گیا -

شہر کئی دن سرخ جہنڈون کے مشابہ علامتین دکہائی دیتی رہین۔ اس آسمانی کرشمہ سے تہوڑا ہی زمانہ بعد ابومروان ترکی لشکر لیکر مراکو مین پہونچ گیا۔ ابو مروان کے عہد مین پہلے ایک بڑی دُم کا اور پھر ایک چھوٹی دم کا ستارا نمودار ہوا۔ واد المخازن کی لڑائی اس واقعہ سے کچھہ مدت بعد وقوع مین آئی۔

سلطان احمد المنصور المعروف بالذہبی — تمام لشکر نے ابو مروان کی وفات پر القصر کے میدان مین ہی اوس کے ہاتہہ پر بیعت کرکے اوسے اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اس نے اپنا لقب المنصور باللہ رکھا۔ مگر عوام مین وہ الذہبی سونیوالا کے خطاب سے مشہور ہے۔ یہ خطاب اوسے اُن مہمون کی طفیل ملا۔ جو اوس نے ٹمبکٹو کو روانہ کی تہین۔ اور وہان سے سونا بمقدار کثیر لاتی رہی تہین۔ اوسکا عہد امنیت وخوشحالی مین کل تاریخ مراکو مین نظیر نہین رکہتا۔ اور یہ امر اس کی خوش نصیبی وسعادت کا مزید نہایت زبردست ثبوت ہے۔ اس کی مان ایک مقبول الہی درویش کی صاحبزادی اور خود بھی نہایت پارسا اور نیک نہاد عورت تھی۔ وہ خود بھی نہایت عالم فاضل تہا۔ اوسکا بیان ہے کہ بعالم شہزادگی ایک دفعہ مین نے حضرت سرور کائنات کو خواب مین دیکہا۔ سوقت میرے دل مین آیا کہ حضور محمد صلعم سے اپنے بادشاہ ہونیکے متعلق دریافت کرون۔ لیکن ابہی کچھہ عرض نہ کرنے پایا تہا۔ کہ سرور عالم نے مجھے بادشاہی کی بشارت دیکر دست مبارک کی تین انگلیون سے اشارہ کیا۔ اس کے متعلق اس قسم کی بہت سی روایتین ثقہ ومعتبر راویون کی زبانی مشہور رہین۔

ٹمبکٹو اور مغربی سوڈان کے دیگر علاقون کی مہمون پر وہ بربری قبائل کے ہوشیار وپھرتیلے سردارون کو مامور کیا کرتا تہا جن کے بیٹیونکو بطور یرغمال اس نے اپنے پاس منگوا لیا ہوا تہا۔ اور اپنی نگرانی مین ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کر رکھا تہا۔ یوروپین طاقتون سے اس کے تعلقات دوستانہ رہے۔ خاصکر ملکہ ایلزبیتھ سے جس کی وہ ہمیشہ کمال تعریف کیا کرتا تہا۔ ان دونون فرمانرواؤن کی باہمی خط وکتابت کا کچھہ حصہ اب تک شاہی کاغذات مین موجود ہے۔

شاہان دُنیا کی مبارکبادین — منصور نے عنان حکومت ہاتہہ مین لیتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس فتح کی خبر سلطان مراد بن سلیم شہنشاہ روم اور تمام

ہمسایہ عیسائی بادشاہون کو خاص سفیر بھیجکر کی جس کے جواب مین چار ون طرف سے
مبارکباد کی سفارتین متعدد ایا پہونچنی شروع ہوگئین۔ سب سے پہلے الجزایر کے
ترکی گورنر کی سفارت پہونچی۔ اس کے بعد ریکی شاہ پرتگال کی جس نے بیش
بہا تحایف کے علاوہ تین لاکھ نقرئی ڈوکٹ نقد بھی بھیجے۔ مگر اون کے جس تحفہ کو
اہالی مراکش نے نہایت متحیر و متعجب بنا یا۔ وہ گاڑیان اور چھکڑے تھے۔ جنکو اب
پہلی مرتبہ ان لوگون نے دیکھا تھا۔ پھر ہسپانیہ کے بادشاہ کی پہونچی۔ جو تحایف
یہ لائی۔ اون مین چند نہایت قیمتی الماس۔ یاقوت موتی اور زمرد بھی تھے۔
یہ شاہ مذکور نے اپنے آبا کے تاج شاہی سے الگ کرکے بھیجے تھے۔ ان دونون عیسائی
بادشاہون کے تحفے بجائے خود اسقدر قیمتی اور عجیب و غریب تھے۔ کہ بڑے
بڑے نقاد بھی ایک کے تحایف کو قدر و منزلت مین دوسرے کے تحفو پر فضیلت
دینے سے عاجز رہے۔ اس سے پیچھے سلطان مراد کی سفارت آئی جس نے ایک نہایت
بیش بہا شمشیر بران تحفتاً روانہ کی۔ اور پھر شاہ فرانس کی سفارت بھی طرح کئی
مہینون تک مبارکباد دینے والی سفارتون کا تانتا لگا رہا جنکو دیکھکر اہل مراکش
خوشی سے جامون مین نسماتے تھے۔

منصور اسی برس ایسا سخت بیمار رہا کہ اوس کے بچنے کی امید نہ رہگئی۔ مگر حضر
کار حکیم ابی عبد اللہ محمد کے معالجہ سے اوسے کامل شفا ہوگئی۔ جس کی خوشی مین تمام
رعایا برایا نے بڑی دہوم دہام سے جلسے کئے۔ اور شعرا و ادبا نے معرکے کے قصیدے
کہے۔ جن مین سے فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن علی کے قصیدے کو کل مبصرون نے پہلے نمبر
پر رکھا ہے۔ اوس کے چند بیت نمونتاً ذیل مین درج کئے جاتے ہین ۔

تردی اذی من سقمک البر والبحر	وضجت لشکوے جسمک الشمس والبدر
وبات الہدی خوفا علیک مسہدا	واصبح مذعورا الغوا والندی الغمر
فلما اعاد اللہ صحتک التی	افاق بہا من غمۃ البید والحضر
تزانت لنا الدنیا بزینۃ حسنہا	دعا وانی ابانہ فدالک البشر
وصار بک الاسلام فی کل بلدۃ	یہنی و یدعی ان یطول لک العمر

وصحت لنا الآمال بعد امتدا لہا	وعادت الی الاینا ع غصنا النخضر
ولا غروان صامت علی سمط الندئے	اذا اغبر وجہ الارض واقتبس القطر
لبیت ابی العباس نفضت ہجا فہا	قدیما فخافت ان یعاو دہا الضر
لئن صد بعض المعالی لقد غدت	تس ءالکماۃ البیض واللدن السمر
بقیت لہذا الدین تحمی ذ مارہ	ویحمیک رب العرش باقی الدہر

صحت یابی پر منصور نے اپنے ولی عہد کی نامزدگی کا ارادہ کرکے اس بارہ مین تمام علماء وفضلاء اور مشایخ سے مشورہ کیا۔ سب نے یہی جواب دیا کہ فرزند اکبر سے بڑہکر اور کوئی اس منصب کے قابل نہین ہوسکتا۔ یہ جواب منصور کے عین حسب منشاء تہا۔ اوس نے بیٹے کو فاس سے جہان وہ گورنر تھا۔ بلایا۔ اور خود اوس کے استقبال کو مراکش سے چند میل تک آگے گیا۔ باپ بیٹے کی ملاقات کا نظارہ قابل دید تہا۔ بیٹا جس کا نام مامون تہا۔ باپ کو دیکہہ کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور فرشی آداب بجالاکر باپ کے قدمون کو بوسہ دیا۔ منصور گھوڑے پر بیٹھا رہا تہا اوس نے سعادتمند بیٹے کو دعائین دین۔ اور پایہ تخت کو واپس آکر ایک عالیشان جلسہ مین تمام امرار ومشایخ سے مامون کے ہاتہہ پر بیعت کرائی یہ بیعت منصور کے ایک بہتیجے ابو سلیمان داؤد بن عبد المومن بن سلطان محمد الشیخ کو ناگوار گذری۔ وہ جبل سکتیسوہ کو بہاگ گیا۔ اور چند شورہ پشت بربرونکو جمع کرکے علانیہ باغی ہوگیا۔ آخر سلطانی لشکر سے پے درپے شکستین کہانے پر صحراء اعظم کے خانہ بدوش عرب قبایل کے پاس بہاگ گیا۔ اور ۹۸۸ھ عیسوی مین فوت ہوجانے تک وہین رہا۔

سلطان مراد اور منصور مین رنجش | عبد الملک نے اگرچہ ترکی جیش کو بڑی عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا تہا لیکن بعد ازان عثمانیہ سلاطین کے احسانات کو ایک طرح سے بالکل بھلا دیا تہا۔ اوس نے پھر کبھی کوئی خط یا سفیر دربار عثمانی کو نہ روانہ کیا۔ اور بیگانہ محض بن گیا۔ اس احسان فراموشی سے طبعًا ترکی سلطان کے دل مین کدورت آجانی چاہیئے تھی۔ لیکن عالی حوصلہ سلطان مراد نے اوسکا کچہہ خیال تک بھی نہ کیا۔ اور جب منصور نے اوسے فتح القصر کی خبر بھیجی۔ تو

وہ اس اسلامی فتح پر نہایت ہی خوش ہوا ۔ اور جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے منصور اور اوس کے بھائی کی سابقہ خاموشی و اجنبیت کی کچھہ پرواہ نہ کر کے فورًا مبارکباد کی سفارت روانہ کر دی ۔ مگر خدا معلوم منصور کے دل مین کیا آیا ۔ کہ اوس نے اس مزید الطاف سلطانی کی بھی جیسی کہ چاہیئے تھی قدر نہ کی ترکی سفراء کو اپنے ہان بیکار بٹھا رکھا ۔ اور سلطانی مراسلہ کے جواب اور شکریہ ادا کرنے مین غیر معمولی تاخیر سے کام لیا ۔

عثمانیہ صیغہ بحری کی وزارت ایک شخص مسمی علی علوج کو تفویض تھی ۔ جو کسی نہ کسی وجہ سے منصور سے ناراض سا تھا ۔ اس تاخیر سے جس نے سابقہ احسان فراموشی کے معاملہ کو بھی یاد دلا دیا ۔ اوسے اپنا عوض لینے اور سلطان مراد کو منصور کے برخلاف بھڑکا نیکا خوب موقعہ مل گیا ۔ اور اس نے سلطان سے آخر اس امر کی اجازت حاصل کر لی ۔ کہ جنگی بیڑہ کے ساتھہ الجزائر کو روانہ ہو جائے ۔ اور وہان پہونچکر ایک طرف سے الجزائر کی بڑی فوج کو خشکی کے راستہ مراکو پر حملہ کرنیکا حکم دیدے ۔ اور دوسری طرف خود بیڑہ لیکر سواحل مراکو پر فوجکشی کرے ۔ وہ ابھی ان تیاریون مین ہی مصروف تھا ۔ کہ منصور کو ایک انگریزی قونصل کے ذریعہ اس معاملہ کی خبر مل گئی ۔ جس پر ایک طرف تو وہ اپنے ملک کے فوجی استحکام مین اور دوسری طرف امن پسند وسائل سے تلافی مافات کی سعی و کوشش مین مشغول ہو گیا ۔ امر اول کے لیئے وہ فورًا مراکش سے فاس کو گیا ۔ اور شمالی ساحل اور مشرقی سرحد کے قلعون اور بندرون کے مورچون کو آراستہ کر کے اون مین ذخائر حرب و رسد بمقدار کثیر جمع کر لیئے ۔ دوسری طرف یہ کیا کہ گرانبہا تحائف اور معذرت نامہ کے ساتھہ اپنے چند اعلی عہدہ دارون کی سفارت بارگاہ خلافت کو روانہ کی ۔ جو بندر تطاوین (طیطوان) سے براہ سمندر قسطنطنیہ کو گئی ۔ راستہ مین اس کی مٹ بھیڑ علی علوج کے بیڑہ سے ہو گئی ۔ سفارت کو دیکھہ کر علوج کا ماتھا ٹھنکا ۔ وہ جانتا تھا کہ اگر یہ آستانہ علیہ تک پہونچگئی تو مراد کی حمیت اسلامی اوس کی شخصی غیرت حمیت پر غالب آجائیگی اور وہ فوجکشی کے حکم کو منسوخ کر دیگا ۔ پس سفارت کو روک لینے کے لیئے

اس نے منصور کے سفرا کو کہا کہ تمہارا جانا بے سود ہے۔ تمہارے آقا نے
نہ کون کی ایسی تحقیق نہین کی۔ کہ اب ان حیلون سے سلطان کا غضب فرو
ہوسکے۔ تم واپس ہٹ چلو۔ سفارت مین ایک احمد بن ودہ عمرانی منصور کا
سپہ سالار اور دوسرا احمد بن یحیی اوس کا نوعمر کاتب تہا۔ معمر کمانڈر تو علی
کی باتون مین آگیا۔ اور وہ علی کے ساتہہ واپس جانے پر رضامند ہو گیا۔ مگر نوجوان
کاتب پر اوس کی چال کارگر نہ ہوئی۔ وہ قسطنطنیہ جانے پر مصر رہا۔ علی نے
اوس کی حداثت سن کا خیال کرکے سوچ لیا کہ یہ بچہ ایسے اہم معاملہ کو سرانجام
نہین دے سکے گا۔ اگر وہ جانے سے باز نہین آتا تو جانے دو۔ وہ کچہہ نہین
کرسکے گا۔ چنانچہ ابن ودہ کو ساتہہ لیکر ابن یحیی کو آگے چلا جانے دیا۔ لیکن کسی
اس صغیر السن کی سحر بیانی اور جادو طرازی کا علم نہ تہا۔ اس نے آستانہ پہنچکر
سلطان کے دل کو فورًا نرم کر لیا۔ اور صدر اعظم کو بہی اپنا معاون بناکر منصور
کی تاخیر کے لیے ایسے انداز سے معذرت پیش کی۔ جس مین اوس کے آقا کی بہی
سبکی نہ ہوئی۔ اور سلطان مراد بہی خوش ہو گیا۔ اوس نے عذر قبول کرکے
ہدایا منظور کر لیئے۔ اور اسی ایلچی ہوزالی کے ہاتہہ ہی علی کیطرف واپس آجانے
کا حکم بہیجکر منصور کیطرف بہی اوسی کے ہمراہ اپنے سفیر روانہ کردیئے۔ جن کو
اس مضمون کا خط منصور کے نام دیا گیا۔ کہ بادشاہون کے معاملات مین ایسا
تساہل نادیبا ہوتا ہے۔ آئندہ ایسی غلطیون سے محترز رہا کرے۔ ہوزالی
فرحان و مسرور ملک کو واپس لوٹا۔ مساعدت بخت سے ہوا کا رُخ بہی موافق
تھا۔ وہ ایک مہینہ کے اندر پہر علی بن علوج کو جا ملا۔ جو سلطان کا حکم دیکہہ
کر بہت پچتایا۔ کہ اس پر کالہ آتش کو اوس نے کیون جانے دیا تہا۔ منصور کے
پاس جب اس کے قاصد معہ عثمانی سفراء پہونچے۔ تو وہ خدا کا شکریہ بجا
لایا۔ اور سلطانی ملامت کی معقولیت کے سامنے سر تسلیم خم کرکے اس
دفعہ مراد کے سفرا کی تکریم و تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور
ان کی واپسی پر مراکش کے قاضی ابوالقاسم شاطبی اور جرنیل قائد عبدالرحمن
کو اون کے ہمراہ قسطنطنیہ بہیجدیا۔ مراد اس مکرر سفارت کے ورود سے اور بہی خوش

ہو گیا۔ اور جب قاضی نے کمال فصیح و بلیغ عبارت مین خطبہ پڑھکر اس کے سامنے ان دونون اسلامی طاقتون کے فضائل اور اسلامی اتحاد و اتفاق کے فوائد بیان کئے۔ تو اس کی فرحت و انبساط کا کوئی حد و پایان نہ رہگیا دونون قاصدون کو انعام و اکرام سے لاد دیا۔ اور چند دنون کے بعد انکو بڑی عزت کے ساتھہ رخصت کر دیا۔

اسوقت سے بعد بقول مصنف خلاصۃ الاثر فی اعوان قرن حادی العشر منصور نے یہ معمول بنا لیا۔ کہ وہ ہر سال عثمانی سلاطین کو ہدایا و تحائف ارسال کرتا۔ اور وہ اس کی طرف اون کے جواب مین دوستانہ مراسلات اور گران بہا خلعت بہیجا کرتے۔ یہ تعلق رفتہ رفتہ ایسا مضبوط ہو گیا۔ کہ ایک خط مین سلطان مراد بن سلیم نے یہان تک لکھدیا کہ میرا ہاتھہ تیری طرف کبھی آگے نہین بڑھیگا۔ مگر مصافحہ کے لیئے۔ اور میرے دل مین تیری نسبت بجز دوستی و مسالمت کے کبھی کوئی اور جاگزین نہین ہوگا۔ یہی مصنف پھر دوسری جگہ لکھتا ہے "منصور کے رسول سمندر کے راستہ ہمیشہ قسطنطنیہ آتے رہتے۔ جہان وہ بڑے بڑے عرصہ قیام کرتے اور وزرا، اور اعیان دولت سے راہ و رسم بڑہاتے رہتے۔ ان مین سے ایک سرآمد فضلا و ادبا، اور دونون مین مدت العمر تک خط و کتابت کا سلسلہ ختم نہ ہوا" خلاصۃ الاثر مین ان دونون کے چند خطوط بجنسہ درج ہین۔

کوتاہ کلام اس رنجش کا خاتمہ مصداق۔ خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما درو باشد۔ دونون دولتون کے مستحکم ارتباط اور ہر دو بادشاہان اسلام پناہ کے دلی بر ہوا۔ جب یہ غرض حاصل اور بقول مولانا احمد صاحب استقصا جسم دولت کو مرض سے شفا حاصل ہو گئی۔ منصور کے سفرا، امرا، فائز المرام ہو کر واپس لوٹے تو منصور با طمینان خاطر ۹۸۹ھ ہجری مین فاس سے مراکش کو روانہ ہو گیا۔ روانگی سے پہلے اس کے سامنے حسب معمول بخاری شریف کا ختم پڑہا گیا۔ اور تمام مشایخ و اعیان کئی میل مشایعت کے لیئے ساتھہ گئے۔

علاقہ خلط کے عربون کی بربادی: ان عربون کو قرابت داری کی وجہ سے بنی مرین

کے عہد مین بڑا اقتدار حاصل رہا شروع شروع مین خاندان سعد کی بہی لہون
نے اچہی خدمتین کین۔ مگر جب ترکی لشکر بنی وطاس کی حمایت مین آیا۔ تو شیخ
محمد سے بگڑ کر ابی حبونہ مل گئے۔ اس غداری کی سزا مین محمد الشیخ نے دوبارا
غلبہ حاصل ہوتے پر اون کے منصب اور جاگیرین ضبط کرلین۔ خراج مقرر کر دیا۔
اور بطور یرغمال اونکے اکثر سردار مراکش کو بہیجدے برسون یہی کیفیت رہی
لیکن جب القصر کی لڑائی مین ان سردارون نے نمایان شجاعت دکہائی۔ تو
منصور نے خوش ہوکر نصف کو بہر فوج مین لے لیا۔ اور باقی کو کسانی کے لیے
رہنے دیا۔ اس عزت افزائی کو وہ بہر نہ بہونچا سکے۔ اور جلد سابقہ سرکشیون
پر اُتر آئے۔ اس کی پاداش مین منصور نے انکو ایسی سخت سزا دی کہ ہمیشہ کے لیے
ان کا نام ونشان ہی مٹا دیا۔ اور اُن کی جمعیت کو معدوم کر دیا۔

فتح نخلستان توات وتیسکورارین } بیرونی حملون کے اندیشون اور سلطنت کی حفاظت و
مدافعت کی طرف سے فارغ البالی حاصل ہونے پر الوالعزم
اور اسم بامسمی بادشاہ مظفر ومنصور نے اپنی مملکت کی حدود کی توسیع کیطرف
توجہ مبذول کی۔ ہندوستان کے مسلمان مراکو کی عام تاریخ یا جغرافیہ سے
دگو اس کتاب کا خاکسار مترجم ومؤلف کئی برسون سے بذریعہ اخبارات اس
لاعلمی کو دور کرنے کی اپنی طرف سے بہت کوشش کر رہا ہے، اسوقت تک
خواہ کیسے نا واقف اور بے خبر ہون۔ لیکن گذشتہ دو تین برس کے واقعات
اور مراکو کی حدود پر فرانس کے اغتصابات نے توات کا نام اب ہر اخبار
خوان کے کانون تک پہونچا دیا ہے۔ یہ وہی نخلستان ہے۔ جسپر فرانس
نے الجزائر کی جنوبی حدود سے تجاوز کرکے ۱۸۹۹ء سے قبضہ کر لیا ہوا ہے
یہ مراکو کے جنوب مشرقی گوشہ پر صحرائے اعظم کی حدود مین واقع ہے۔
یہان کے باشندے قدیم زمانہ سے آزاد چلے آتے تہے۔ بڑی بات کی۔ تو
کبہی کبہار مراکشی خلیفہ کے مذہبی اقتدار کے قایل ہو جاتے تہے۔ منصور نے
اب سب سے اول انکی تسخیر کا عزم کرکے قاید عبداللہ بن برکہ اور قاید احمد
بن حداد کے زیر کمان ایک جرار لشکر ادہر روانہ کر دیا۔ جو مراکش سے ستر

منزلین طے کرکے وہان تک پہونچا۔ باشندے برسر مقابلہ ہوئے۔ مگر منتظم لشکر کے سامنے
اُس زمانہ مین بہی انکی طبعی شجاعت وہی کچھہ کر سکتی تہی۔ جو ۱۸۹۹ء مین فرنچ
تو اعلدان فوج میکسیم توپون اور میگزین رایفلون کے سامنے کرسکی۔ پے
درپے شکستون سے اُنکی سرمستی دور ہوگئی۔ اور اطاعت قبول کرکے جماعت
کے زمرہ مین داخل ہوگئے۔ یہ ۱۵۸۲ء (م ۹۹۰ھ) کا واقعہ ہے۔ اس فتح کی خبر
پہونچنے پر نہ فقط منصور کو ہی کمال خوشی ہوئی بلکہ بقول مولانا احمد تمام سرزمین
مغرب پر فرحت انبساط کی لہر پہیل گئی۔ اس کامیابی سے منصور کے دل مین بلاد
سوڈان پر غلبہ پانے اور خلافت کا منصب اختیار کرنے کی خواہش بڑے
زور سے مشتعل ہوگئی۔ اس خواہش وعزم کی تکمیل کی داستان لکہنے سے
پہلے اسلامی فتح کے زمانہ سے بیکر اسوقت تک کی مختصر تاریخ بلاد سوڈان کی
یہان درج کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مختصر تاریخ مغربی سوڈان کی — مولانا احمد لکہتے ہین:- یہ سوڈانی باتفاق مورخین حام بن نوح کی
نسل سے ہین۔ ارض مغرب کے بربری باشندونکی ہمسائگت مین
انکی کئی قومین اور امتین آباد ہین۔ جن مین سب سے بڑی مملکت غانہ کی
قوم ہے۔ جو مغرب کیطرف بحر اوقیانوس (بحر محیط) تک دریاے ناٹگر (نیل سوڈانی)
کے دونون طرف آباد ہے۔ اوس کے مشرق مین قوم صوصوا آباد ہے۔ پھر
اوس کے مشرق مین قوم مالی۔ اور اسی طرح علی الترتیب اقوام کوکو۔
(جسے کاغو بہی کہتے ہین) تکرور (جسے سفائی بہی پکارتے ہین) اور کانم (جو مملکت
برنو پر قابض ہے) قوم کانم کی سرزمین سے بجانب مشرق ارض نوبہ ہے
جو بلاد مصر کے قرب وجوار مین ہے۔ اور پھر دیگر اقوام جنکا حصر خالق ارض
وسما ہی کرسکتا ہے۔

اسلام کے اس سرزمین مین داخل ہونے کے زمانہ مین غانہ قوم
سب سے بڑی تہی۔ وہ قدیم زمانہ سے مشرف باسلام ہے۔ اور اونکی حکومت
بڑی زبردست شمار ہوتی تہی۔ پایہ تخت کا نام بہی غانہ ہے۔ جو دریاے
ناٹگر کے دونون کنارہ وپر آباد اور دنیا کے عظیم ترین شہرون مین گنا جاتا

ہے۔نزہت المشتاق اور المسالک و الممالک کے مصنفون نے اس کا مفصل تذکرہ
اپنی کتابون مین کیا ہے۔ادیب ابوالعباس احمد القیسی الشریشی مقامات حریری
کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ شہر ارض مغرب کے سود اگر دن کی انتہائی منزل ہے
وسجل ماسہ کے رستہ وہان جاتے ہین۔جاتی دفعہ سجل ماسہ سے غانہ کو تین ماہ
مین پہونچتے ہین۔اور واپسی کے وقت اس مسافت کو ڈیڑہ ماہ مین طے کرلیتے
ہین۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جاتے وقت اون کے ساتہہ وزنی سامان ہوتا ہے
اور آتے وقت سونا جسے وہ اپنی متاع کے بدلے مین لاتے ہین۔ اسطرح اگر
پہلے سفر مین ان کے ساتہہ بیس اونٹون کا بار ہوتا ہے۔تو واپسی کے سفر مین
صرف دو یا تین اونٹ ہوتے ہین۔ایک سواری کیلئے دوسرا پانی کیواسطے
کیونکہ یہ راستہ ۱۹ دن کی مسافت مین بالکل بے آب وگیاہ علاقہ اور لق
ودق ریگستان سے گذرتا ہے۔یہان اسلام کا بہت چرچا اور جابجا علمی مدارس
موجود ہین۔بلاد مغرب کے تاجر بکثرت آتے ہین۔اور اپنے مال واسباب کے
عوض سونا اور غلام خرید کرلے جاتے ہین۔امیر علاقہ ان کی بہت خاطر و
مدارات کرتا ہے۔یہان کی عورتین نہائیت خوش خصال۔پاکیزہ خو۔نیک عادات
متناسب الاعضا اور بدیع الجمال ہوتی ہین۔ابن خلدون کا بیان ہے۔کہ
یہان علوی خاندان کی قوم بنی صالح صاحب حکومت تہی۔اون کی طاقت پانچوین
صدی ہجری مین ضعیف ہوگئی۔اور امیر ابوبکر بن عمر لمتونی فاتح مغرب نے مراکو
سے واپس آکر تین مہینہ کی مسافت کا علاقہ اس مملکت سے فتح کرکے اپنے تابع
کرلیا۔اور باشندے ابہی بت پرست تھے۔ان مین سے بیشمار کو اسیر کرکے اپنے
ساتہہ لے گیا۔اس شکست سے اہل غانہ بالکل ہی کمزور ہوگئے۔اور قوم صوصوا
اونپر غالب آگئی۔جسے اپنی باری مین قوم مالی کے تابع ہونا پڑا۔اور مالی
قوم کا بادشاہ مشرق مین ارض تکرور سے لیکر شمال مین سرحد مراکو تک کل
ملک پر قابض ہوگیا۔سلاطین منسا موسیٰ و منسا سلیمان فرزندان ابوبکر جن
کا ذکر سلطان ابی الحسن مرینی کے عہد کے حالات مین ہوچکا ہے۔اسی قوم
مالی کے بادشاہ تھے۔اور مشہور شاعر ابواسحق اندلسی اسی سلطان منسا کا ندیم

تہا جس نے اس کے بیٹے بارہ ہزار مثقال سونا خرچ کر کے ایک بدیع وبے نظیر مربع قبہ بنوایا تھا۔ سلطان ماری زاطہ بہی جس نے سلطان ابا سالم مرینی کو دیگر تحائف کے علاوہ ایک زرافہ بہیجا تہا۔ اسی خاندان سے تہا۔ یہ فرمانروا انتہا مسرف و مبذر تھا۔ اس کے اسراف نے ملک کی حالت تباہ کر دی۔ اس اسراف کی وجہ سے اس نے خالص سونیکا خزانہ بھی جسے اوس کے بزرگ یکے بعد دیگرے فراہم کرتے آئے تہے۔ مصر کے سوداگرون کے پاس بہت سستے دامون فروخت کر دیا تہا۔ خالص سونا جس کی عربی ذہب العین ہے۔ اس سونے کو کہتے ہین۔ جو معدن سے ہی بالکل صاف و مصفا برآمد ہو۔ آگ دیکر اور صاف کرنے کی اوسے کوئی ضرورت نہ ہو۔ یہ سونا خزانہ مذکور مین بیس قنطار کی مقدار مین جمع تھا۔ اور چونکہ ایسا سونا شاذ و نادر کانون سے برآمد ہوتا ہے۔ یہ خزانہ دنیا کے بہت بڑے عجائبات مین متصور ہوتا تھا۔

آخر عمر مین ماری زاطہ کثرت خواب کی بیماری مین مبتلا ہو گیا۔ جو اس نواح کے امنمیا و مراکو عموماً لاحق ہوجاتی رہے۔ اس بیماری کا مبتلا سال سال بھر تک سویا رہتا ہے۔ اور اس اثنا مین بہت کم جاگتا ہے اور آخر اسی حالت مین مرجاتا ہے۔ ماری زاطہ دو برس اس مین مبتلا رہکر ۷۷۵ہجری مین مرگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے وارث ہوئے۔ مگر سلطنت کے پرزے ڈہیلے ہو چکے تہے۔ وہ کچھہ دنون مین ہی زوال پذیر ہو گئی اور مملکت کوکوادکا غوگی قوم آل سکیہ صاحب تاج و تخت ہو گئی۔ ایام تکروری اپنی کتاب نصیحت اہل سوڈان مین لکھتے ہین۔ کہ آل سکیہ جو سقا قوم مین سے ہے۔ جو سوڈان کے علاقہ کثیر کی مالک ہو گئی۔ اونکے پہلے بادشاہ کا نام حاجی محمد سکیہ تہا۔ وہ نوین صدی کے وسط مین حج بیت اللہ اور زیارت مرقد نبوی کو گیا۔ واپسی کے وقت مصر مین عباسی خلیفہ کو ملکر اوس سے مغربی سوڈان کی زیارت اور خلیفہ کی نیابت کی سند حاصل کی پھر کچھہ مدت شیخ الاسلام و حافظ الحفاظ جلال الدین سیوطی سے علم دین

کی تحصیل کرکے وطن کو واپس لوٹا۔ جہان پہونچکر اوس نے عزلی سیرت و معاشرت کے ساتھ اشاعت اسلام اور احیائے سنت مین سعی بلیغ کی اور بدعتون اور مشرکانہ رسوم کی بیخکنی کرکے رشاد و ہدایات کے جسم کو تاریکی۔ وگمراہی کی بیماری سے نجات دلائی۔ اور رعایا پر ایسے ملکے محاصل مقرر کئے۔ کہ وہ دل وجان سے اس کی فریفتہ وشیدا ہوگئی۔ روایت ہے کہ وہ ہر اہم معاملہ مین امام سیوطی اپنے اُستاد سے قاصد بھیجکر صلاح مشورہ کر لیا کرتا تھا۔ اوس کے بعد اوس کا بیٹا داؤد حکمران ہوا۔ جو ہر امر مین باپ کے نقش قدم پر چلتا رہا۔ مگر جب داؤد کا بیٹا اسحاق وارث تخت ہوا تو وہ اپنے باپ کی چند خوبیونکو چھوڑ بیٹھا۔ لیکن ساتھ ہی کسی نالائقی کا بھی مرتکب نہ ہوا۔ منصور کے عہد مین وہی اس نواح مین حکمران تھا۔ اور اسی پر فوجکشی کرکے منصور نے آل سکیہ کی حکومت کا خاتمہ اور چند مہینون کی مسافت کا ملک ملحق و مسخر کیا۔

مملکت تکرور کا نام کے متعلق ابن خلکان لکھتا ہے۔ یہ دو نون قبیلے عربون اور نواح مذکور کے دیگر قبائل کے برخلاف اپنے نامون مین باپ یا مان کسی کی طرف نسبت نہین کرتے۔ یہ قبیلے علاقہ تکرور اور اس کے صدر مقام کا نام کے نام پر جو نواحی غانہ مین ہے۔ موسوم ہوگئے۔ مشہور ادیب ابو اسحق ابراہیم بن یعقوب کانمی جو یعقوب منصور موحدی کے دربار مین حاضر ہوا تھا۔ اسی نام کا باشندہ تھا۔ یعقوب کی خدمت مین حاضر ہوکر اوس نے جو قصیدہ پڑھا تھا اوس کے مطلع کے دو شعر یہ ہین :- ؎

ازال حجابہ عنی وعینی تراہ من المہابۃ فی حجاب
دقرۃ بنی تفضلہ ولاکن بعدت مہابۃ عند القرانی

اہل کانم ریاست برنو پر حکمران تھے۔ یہ وہی برنو ہے۔ جسے حکومت مصر کے معزول سابق گورنر سوڈان زبیر پاشا کے آزاد شدہ غلام اور ابو العزم جو انمرد رابح مرحوم نے جسے اہالی یورپ افریقی نپولین پکارتے تھے۔ مسخر کرکے اپنا مستقر حکومت بنانے سے تمام دنیا مین مشہور کر دیا تھا۔

اور جو افسوس مرحوم کی شہادت پر ۱۹۰۸ء سے فرانس کی حمایت مین ہوگیا ہے۔ جس طرح خاندان مالی کا بنی مرین سے رابطہ دوستی و اتحاد قائم تھا۔ اوسی طرح اہل کانم کا تونس کے خاندان حفصیہ کے ساتھہ نام و پیغام اور باہم تحفہ تحائف بھیجنے کا سلسلہ ساتوین صدی ہجری سے چلا آتا تھا۔ اہل برنو نیز دو نامورا ولیاء اللہ گذرے ہین۔ شیخ عارف باللہ تعالی ابو محمد عبداللہ اور شیخ الولی العارف باللہ ابی فارس عبدالعزیز الدباغ اون کے مناقب وارآ کتاب الذہب الابریز مین بالتفصیل درج ہین۔ مغربی سوڈان کی ان اقوام مین اسلام زمانہ قدیم سے جلوہ فگن ہے۔ اور یہ سرزمین ہزارون بے نظیر علماء و فضلاء اور شعراء و ادیب پیدا کر چکی ہے۔ علم و فضل کا اس مسلمانون کی عام پستی و نکبت کے زمانہ مین بھی ادہر یہ حال ہے۔ کہ ۱۸۹۶ء مین انگریزی علاقہ نائیگر کی مت نے جب بیضا اور نیوپ کی اسلامی حکومتون پر فوجکشی کر کے اون کے دار الخلافون کو فتح کیا۔ تو انگریزی افسر غلامون اور اندھون کو علم کلام منطق۔ فقہ اور فلسفہ پر مساجد اور بازارون مین وعظ کرتے دیکھہ کر دنگ رہ گئے۔ شجاعت مین بھی یہ لوگ کچھہ کم نہین۔ مگر افسوس وہی کمی اب بھی اون کی ذلت و مقہوری کا باعث ہوئی۔ جو منصور کے زمانہ مین ہوئی تھی۔ وہ کمی کیا ہے؟ یہی جدید آلات حرب کو اختیار کرنے سے غافل رہنا اس زمانہ مین شیخ احمد باباسوڈانی ایک اعلی پایہ کا عالم وہان موجود تھا۔ وہ اپنی کتاب معراج لصعود مین لکھتے ہین۔ اہالی کنتو۔ کنتی۔ برنو دسفائی وغیرہ جمیع اہل سوڈان بلا کسی کے جبر یا تلوار کے خوف کے برضاء و رغبت خود مسلمان ہوئے تھے۔ یہ اب تک نہین سنا گیا کہ ان قبائل مین سے کسی پر اون کے اسلام لانے سے پہلے کسی مسلمان فاتح نے حملہ کیا ہو۔ بلکہ ان قبائل مین سے بعض تو ایسے ہین کہ اونکو قدیم اسلام کہنا چاہیئے۔ مثلاً اہل مالی و یرنو دسفائی جو پانچوین صدی ہجری مین ہی اس پاک دین کے معتقد ہوگئے تھے۔ اور اہل غانہ کی نسبت روایت ہے کہ اون کا اسلام اس سے بھی زیادہ قدیم العہد ہے اس مختصر تاریخ کے بعد پھر اصل سلسلہ سخن شروع کیا جاتا ہے۔

شاہ برنو کا ہدیہ بھیجنا اور منصور کی بیعت کرکے اسکی طاعت قبول کرنا

منصور کو فتح سوڈان کے عزم مین کامیاب ہونے کے لیے اپنی مسلمہ خوش بختی اور نیک طالعی سے ایک اور قوی سبب بھی خداوند کریم کی مہربانی سے بہم پہونچ گیا۔ یہ سبب برنو کے بادشاہ کا اس کی بیعت کو قبول کرنا تہا۔ مناہل الصفا کا مصنف لکھتا ہے۔

۹۹۰ سنہ ہجری مین منصور کو خبر پہونچی کہ شاہ برنو کیطرف سے ایک سفارت لونڈی غلام اور بلاد سوڈان کے دیگر بیش قیمت تحائف لیکر آ رہی ہے۔ منصور اندنوں فاس مین تہا۔ منصور اپنا لشکر لیکر شہر سے کئی میل آگے خود اس کے استقبال کے لیے گیا۔ اور عالیشان دربار وہین میدان مین مرتب کرکے سفیر سے ملاقات کی۔ سفیر نے زبانی جو گفتگو کی۔ اوسکا ماحصل یہ تہا کہ شاہ برنو منصور کی عظمت وبزرگی کا معترف اس کی حمایت کا مستدعی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کو تیار ہے۔ مگر جو وہ خط لایا تہا اس مین صرف یہ درج تہا کہ امیرالمومنین منصور سیاہ لشکر اور توپ و بندوق کی کچھ تعداد عطا کرنے سے اسکی مدد کرے۔ تاکہ وہ سوڈان کی انتہائی حدود کے کفار باشندون کے برخلاف بکامیابی جہاد کرنے کے قابل ہو جائے۔ یہی درخواست دیکر پہلے قاصد مذکور سلطان مراد کی خدمت مین قسطنطنیہ پہونچایا گیا تہا۔ مگر جب وہ وہان سے نما گیا بدینوجہ کہ سلطان مراد نے اسقدر دور دراز ملک کو جہان تک پہونچنے کے لیے صحرائے اعظم کو بھی طے کرنا ضروری تہا۔ فوج بھیجنا قرین مصلحت نہ سمجھا۔ بے نیلمرام واپس آیا۔ تو شاہ برنو نے اوسکو دوسری مرتبہ قریب تر مسلمان بادشاہ کی خدمت مین روانہ کر دیا۔ قاصد کے زبانی بیان اور خط کے مضمون مین اختلاف ہونے کی وجہ بقول مولانا احمد کسی طرح کی بدنیتی نہ تہی۔ بلکہ یہ کہ غالباً شاہ برنو کے پاس کوئی ایسا فاضل موجود نہ تہا۔ جو اوس کے خیالات کو صحیح طور پر تحریر مین ادا کر سکتا۔ منصور نے اس اختلاف کو دور کرکے اپنے آقا کے دلی مدعا کو ٹہیک ٹہیک صاف و واضح طور پر معلوم کرنے کے لیے قاصد کو معمولی طور پر چند ہدایا و تحائف دیکر برنو کو واپس بھیجدیا۔ اس پر شاہ برنو نے دوبارہ اس قاصد کو بھیجکر خط مین بھی وہی مضمون لکھا۔ جو

قاصد نے پہلے زبانی عرض کیا تھا۔ یہ پیغام سُنکر منصور بہت خوش ہوا۔ اور شاہ برنو اور اس کی قوم کو دعا دیکر قاصد کو کہا کہ اصل اطاعت احکام شریعت کے مطابق یہ ہوگی۔ کہ بیعت کرلی جائے۔ بغیر بیعت اور امام وقت کی اجازت کے کوئی مسلمان امیر بروئے شریعت جائز طور پر کسی کافرون کے ملک پر جہاد نہیں کرسکتا۔ کیونکہ امت محمدی کے نیک و بد کا کفیل اور بیضہ اسلام کا حامی وہی ہوتا ہے۔ اور چونکہ امام وقت کے لئے قریشی ہونے کی شرط لازم ہے موجودہ بادشاہان اسلام مین سے یہ شرف صرف مجھے ہی حاصل ہے۔ قاصد نے یہ سُنکر پہلے اپنی طرف سے اور پھر بطور نائب اپنے بادشاہ کیطرف سے منصور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور عرض کیا کہ ایک مراسلہ بصورت بیعت نامہ لکھکر اوس مین بیعت کی تمام شرائط درج کیجائین تاکہ اون سے کسی طرح کا انحراف نہ ہو۔ منصور نے اس درخواست کو منظور کرکے بیعت نامہ لکھنے کا کام شاہی کاتب دسکرٹری، ابو فارس عبدالعزیز کے سپرد کیا۔ جس نے اس مضمون پر ایک خاصہ چھوٹا سا رسالہ تحریر کردیا۔ جس مین اس حدیث پر کہ دو خلافت کے وارث قریش۔ قضاء کے انصار۔ اور آذان کے حبشی ہین" یہ ظاہر کرنے کیلئے خاصکر بہت زور دیا گیا۔ کہ موجودالوقت شاہان اسلام مین قریشی ہونے کی عزت فقط منصور کو حاصل ہے۔ اس تحریر کو مولانا احمد نے بجنسہ اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے۔ جو باریک ٹائپ کے اڑھائی صفحون مین سمائی ہے۔

یہ تحریر مناسب تحائف کے ساتھ سلطان ابی العلا والی برنو کی طرف بھیجدی گئی۔ جس نے منصور کی بیعت کو بخوشی منظور کرکے اس امر کی اطلاع دینے کے لیئے پھر تیسری دفعہ اس قاصد کو گرانبہا ہدایا کے ساتھ روانہ کیا مگر اس دفعہ وہ صحرائے اعظم طے کرکے تکورارین پہونچا تھا۔ کہ بیمار ہوگیا اور موت نے اسے مقام مذکور سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ جس پر وہان کے گورنر نے قاصد مذکور کے ہمراہیون کو مع ہدایا اپنے آدمیون کے ساتھ مراکش کو بھیجدیا۔ منصور نے تحائف کو بڑی خوشی سے منظور کیا۔ اور

کاغو کی فتح کا تہیہ شروع کر دیا۔

سلطان کا غو کو دعوت بیعت — منصور نے اس دفعہ ان قاصدون کے ساتھ اپنے دو معتمد بھی جو نہایت عقلمند اور تجربہ کار تھے۔ ملک کے حالات کو بنظر غور دیکھنے کے لیے بھیجدیا۔ اور اون کے ہاتھ ایک خط سلطان اسحق بن داؤد سکیہ والیئے مملکت کاغو (واقع مغربی سوڈان) اس مضمون کا روانہ کیا کہ سلطان برنو کیطرح وہ بھی منصور کی خلافت کو تسلیم کرے۔ اور تغازی کی کانہائے نمک کی پیداوار پر جو سوڈان اور مراکو کے درمیان ہین۔ کفار پر جہاد کرنے والے مسلم عساکر کے مصارف کے لیے فی بار شتر ایک مثقال زر خالص محصول لیکے یہ روپیہ خلیفہ کو بھجوا دیا کرے۔ اس مطالبہ کی تائید و تصدیق کے لیے اس نے اسحق کیطرف تمام علماء مراکو کے فتوی بھی بجنسہ بھیجدیے جو اس مضمون کے تھے کہ معاون پر فقط امام وقت کو اختیار تصرف حاصل ہے۔ اور کوئی شخص اس کے یا اس کے نائب کی اجازت کے بغیر اون پر تصرف نہین کرسکتا۔ یہ مراسلہ کاتب خاص ابا فارس عبدالعزیز کی بیماری کی وجہ سے مراکش کے مفتی مولی ابی مالک عبدالواحد سجلماسی نے لکھا تھا۔ جب قاصد اسے لیکر اسحق کے پاس پہنچے تو وہ اوسے پڑھکر سخت برافروختہ ہوا۔ اور جواب دیا کہ خلافت پر منصور کو کوئی حق حاصل نہین۔ وہ پہلے بنو عباس کے ہاتھ مین تھی۔ اور ۹۲۳ہجری سے عثمانی سلاطین کو یہ منصب بذریعہ انتقال حاصل ہے جیسا مین ایک ملک کا امیر ہے۔ اس مین اور مجھہ مین کوئی فرق نہین۔ قاصد نے واپس جاکر جب یہ پیغام سُنایا تو منصور کے غیض و غضب کی بھی وہی کیفیت تھی۔ جو بھر کا مراسلہ پڑھکر اسحق کی ہوئی تھی۔

فوج کشی کا مشورہ — منصور نے اوسی وقت اعیان دولت کو جمع کرکے انہین کاغو پر فوجکشی کرنے کے عزم سے اطلاع دی اور اس کے فوائد کی توضیح کرتے ہوئے کہا کہ علاوہ ملک بہت زرخیز ہے۔ اس کی آمدنی سے جیش اسلام کو بڑی مدد ملے گی۔ اور لاکھون مسلمانون کی ایک نئی جماعت سلطنت مین شامل ہوکر اس کی تقویت کا باعث ہوگی۔ ساتھہ ہی یہ بھی ایزاد کیا۔ کہ انکا موجودہ سلطان

قریشی نہ ہونے کیوجہ سے شرعًا سلطنت کا مستحق نہین اور معزولی کا مستوجب ہے۔ اور پھر ان سے مشورہ پوچھا کہ وہ کیا صلاح دیتے ہین۔ مگر جب سب خاموش رہے۔ اور کسی نے کچھہ جواب نہ دیا۔ تو اس نے دریافت کیا کیا تمہاری خاموشی رضامندی و اتفاق کی وجہ سے ہے۔ یا کہ اختلاف کے باعث اس پر سب نے یک زبان ہوکر جوابدیا۔ کہ آپ کی رائے صحیح نہین۔ بلاد سوڈان اور ہماری دیار کے درمیان اس قدر فاصلہ دراز اور صحرائے ذخار حائل ہے کہ اس کے عبور کرنے سے انسان تو انسان فرشتون کا بھی زہرہ آب ہوتا ہے۔ آپ سے پہلے مرابطی موحدین۔ اور خاندان مرین مین بڑے بڑے اولوالعزم شہنشاہ گذرے ہین۔ ان مین سے کسی کو ادہر رُخ کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ منصور نے سنکر کہا۔ کیا صرف انہی موانعات اور انہی دلایل کیوجہ سے آپ لوگ میری رائے کی مخالفت کرتے ہین۔ اگر یہی بات ہے تو مین اُن مین ایک بھی ایسی نہین پاتا۔ جو میری رائے کے برخلاف حجت ہو سکے۔ کیا تم نہین دیکھہ رہے۔ کہ تجار اسی فاصلہ اور صحرا کو جس سے تم اتنا ڈرتے ہو۔ قافلون مین اور فردًا فردًا دن رات طے کرتے رہتے ہین۔ کوئی دن ایسا نہین گذرتا جبکہ کوئی نہ کوئی جماعت ادہر جاتی اور اسطرف سے آتی نہ ہو۔ اور یہ تم جانتے ہو کہ مین تجار کی نسبت ہر ضرورت کا بدرجہا زیادہ عمدگی اور خوبی سے انتظام کرسکتا ہون۔ اور سپاہی تاجرون سے کئی درجہ زیادہ جفاکش اور سخت جان ہوتے ہین۔ باقی رہا سابق سلاطین کا ادہر توجہ نہ کرنا۔ سو مرابطی اندلس و فرنگستان کے عیسائیون کے غزوات اور اپنے ملک کے ساحل سے کفار کو نکالنے مین ہی اسقدر مشغول رہے کہ اور طرف وہ توجہ نہ کرسکتے تھے۔ موحدین کی بھی یہی کیفیت رہی۔ اور جب کبھی ادہر سے اونکو فرصت ملتی۔ ابن غانیہ اونکی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے کے لیئے موجود تھا۔ بنی مرین کو بھی عیسائیون کی لڑائیون سے جب کبھی کچھہ فرصت ملتی تلمسان کی ریاست قریب ہی طبع آزمائی کے لیئے موجود تھی۔ آج اندلس پر کفار کو کامل تصرف حاصل ہوجانے سے فرنگستان کیطرف بڑہنے کا۔ اور تلمسان پر ترکی قبضہ ہوجانے سے مشرق

کیطرف جانے کا رستہ ہمارے لیئے بند ہوگیا ہے۔ مغرب مین سمندر ہے۔ اب باقی صرف جنوبی جانب رہگئی ہے۔ اور اسی طرف ہم اپنی مملکت کو وسیع کرسکتے ہین۔ کیونکہ قواعد دان فوج رکھنے کے علاوہ اس نواح کے باشندون پر ہمین یہ فوقیت حاصل ہے۔ کہ ہمارے پاس توپ بندوق ہے۔ اور وہ ابھی تک محض تلوار و نیزہ سے مسلح ہین۔ ایسے لوگون پر فتح پانا بالکل آسان کام ہے۔ سابق سلاطین نے ایک اسوجہ سے بھی ادہر توجہ نہ کیا تہا۔ کیونکہ ان کے پاس بھی اسوقت صرف نیزہ و تلوار ہی تھے۔ بارودی اسلحہ نہ تھے۔ ٹونس و الجزائر پر اگر ہم فوجکشی کرین۔ تو انہین ترکون سے فتح کرنا آسان کام نہ ہوگا۔ لاکھون جانین ضایع ہونگی۔ اور پھر اگر ہماری فتح بھی ہو جائے تو یہ ملک ایسے سیر حاصل نہین کہ اون سے کوئی بڑی آمدنی ہو۔ اس کے برعکس سوڈان کی فتح آسان اور وہان کی آمدنی الجزائر وغیرہ سے کئی گنے زیادہ ہوگی۔ آخری دلیل تمہاری یہ تھی۔ کہ متقدمین مین سے کسی نے ایسا نہین کیا۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پیچھے آنیوالی نسلین بھی کوشش نہ کرین۔ کیا سینکڑون ایسی مہمین متاخرین نے فتح نہین کین۔ جو متقدمین سے فتح نہین ہوتی تھین۔ یہ تقریر سنکر تمام اعیان دولت مان گئے کہ عقول الملوک ملوک العقول ہوتی ہے۔ اور کہ منصور کی رائے بالکل درست و صحیح ہے۔

مولانا احمد منصور کی تقریر کے دو مقامات پر اعتراض کرتے ہین۔ ایک یہ کہ ملثمین کو بھی سوڈان پر غلبہ حاصل نہ تہا۔ حالانکہ اون کے بانی ابوبکر بن عمر مراکش سے صحرا کو واپس جاکر تین ماہ کی مسافت کا علاقہ فتح کیا تہا۔ دوم اس بیان کو صحیح نہین بتاتے کہ سابق سلاطین کے پاس شررباراسلحہ نہ تھے کیونکہ بارود کا رواج بنی مرین کے عہد سے پیشتر ساتوین صدی ہجری سے شروع ہوگیا ہوا تہا۔

علماء مصر سے استجازت } اعیان کو متفق بنا کر منصور نے قوم کے دیگر علماء سے بھی فوجکشی کے جواز کا فتویٰ حاصل کرلینا ضروری سمجھا۔ اس نے اس امر

لیئے مصر کے دو نامور علما امام العارف باللہ ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن
البکری اور امام العلامہ ابو محمد بن یحییٰ مصری المشہور بہ بدرالدین قرانی صاحب
ذیل الدیباج سے استفتا کیا - اور ان دونون نے ۱۴ ربیع الثانی ۹۹۲ھ ہجری
کو منصور کے قاصد کو فوجکشی کے جواز کے فتوے لکھدیئے -

تجدید بیعت و تقسیم مملکت

اس دوران مین منصور کے دوسرے بیٹے بہی جوان ہو گئے
ہو گئے تھے - جو ولی عہد کی بیعت و نامزدگی کے وقت نابالغ
تھے - ان سے بہی بہائی کے ہاتہہ پر بیعت کرانے کے لیئے منصور نے ولی عہد کو فاس
سے بلایا - اور پہلے خود بیعت کرکے پہر تمام اعیان و مشائخ سے بیعت کرائی - شاہی
خاندان کے ارکین نے دوسرے دن بذریعہ خطوط بیعت مکرر کی تصدیق کی
البتہ ایک بیٹے مسمی زیدان کو بقول زیدان منصور نے یہ کہکر بیعت کی حلف
نہ دلائی کہ اوسے حلف اوٹہانیکی ضرورت نہین - جو امر دوسرے بہائیون
کو بہت ناگوار گذرا - بیعت سے فارغ ہوکر سلطان نے تمام بیٹون کو مختلف
صوبون پر گورنر مقرر کردیا - ولی عہد فاس کی گورنری پر رہا - ابی فارس
ابی فارس کو سوس اور اوس کے ملحقات پر - ابی الحسن کو مکناسا پر - اور زیدان
کو تادلا پر گورنر مقرر کیا - کچہہ عرصہ بعد زیدان اور ابی الحسن کو ایک دوسرے
کی جگہہ بدل دیا -

۹۹۳ھ ہجری مین ایک دنیا فریب زاہد نفس پرست حاجی قرقوش
نام نے جبال غمارہ اور بلاد ہبط مین علم بغاوت بلند کرکے امیرالمومنین کا
لقب اختیار کیا - مگر جلد کیفر کردار کو پہونچ گیا - اوسکا سر کاٹکر مراکش بہیجدیا

مسجد جامع کی بنا - منصور کی والدہ مسعودہ کا جو ایک ولی زادی تہی - پہلے ذکر
آچکا ہے - ۹۹۵ھ ہجری مین اس نے مراکش کے دروازہ دکالہ پر عالیشان
مسجد تعمیر کرائی - اور وادی ام الربیع پر ایک سنگی پل بنا کیا - یہ مسجد اس نے
روزہ توڑنیکی کفارہ مین تیار کرائی - رمضان کے مہینہ مین ایک دفعہ
باغ مین گئی - اندنون وہ حاملہ تہی - اس حالت مین عورتون کو بعض
چیزون کے کہانیکی جوزبردست خواہش پیدا ہو جاتی ہے - وہ تمام علوم

ہے۔ اسے عربی مین وجامہ کہتے ہین۔ باغ مین خوب پکے ہوئے انار اور ناسپاتیان دیکھ کر اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور اس نے ان پھلون کو توڑ کھا لیا۔ بعد ازان سے سخت ندامت ہوئی۔ اور اس خطا کے کفارہ مین سینکڑون نیکی کے کام کئے۔ از انجملہ ایک اسی مسجد کی تعمیر تھی۔ یہ قصہ ابتک عورتون اور بچون کے زبان زد ہے جو مسعودہ کو بربرون کے محاورہ کے مطابق مخفف کرکے اب باتون باتون مین یہ فقرہ بولجاتے ہین۔ عودہ اکلت رمضان باظوخ والرمان۔ ۹۹۶ھ ہجری مین منصور نے فاس کی جامع قرویئن کے لیئے ایک نہائیت عالیشان منبر سنگ مرمر کا تیار کراکر مراکش سے روانہ کیا۔ اس کا وزن ایکسو قنطار ہے۔ اور ابتک مسجد مذکور مین موجود ہے۔

اصیلا کی عیسائیون سے مخلصی کہ اسی سال منصور فاس کو جارہا تھا۔ کہ اوسے سبتہ کے نصارا پر اس کے ایک جرنیل کا نام ابو العباس مین احمد النقیسیس التطوانی تھا۔ دوسرے برس عیسائی شہر اصیلا کو اسلامی لشکر کے خوف سے خود بخود خالی کرکے جہازون پر سوار ہوکر اپنے ملک کو بھاگ گئے۔ جاتے ہوئے وہ ایک خطرناک شرارت یہ کر گئے۔ کہ شہر کے نیچے سرنگین لگا کر اون مین بارود بھر دیا۔ اور فتیلہ کو آگ لگا گئے۔ کہ جون ہی مسلمان شہر مین داخل ہون۔ سرنگون کے اڑنے سے فنا ہو جائین۔ مگر شہر کے ایک نصرانی باشندہ نے بروقت اطلاع کر دی۔ اور مسلمان اس شر سے بال بال بچ گئے۔ ابو العباس ابن قاضی نے اس واقعہ کے متعلق جو قصیدہ لکھا۔ اس کے مصرع۔

اضحی لبارود والعداۃ خلیلا

مین انہی سرنگون کی طرف اشارا ہے۔

فتح سوڈان کہ مہم سوڈان کے عزم سے ۹۹۷ھ سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ سب اعیان جبر وقت منصور سے متفق الرائے ہو گئے۔ تو اوس کا اپنا ارادہ مذبذب ہو گیا۔ کبھی بولکو حوصلہ دیکر تیاری کا ارادہ کرتا۔ اور کبھی پھر دل چرا جاتا۔ آخر ۹۹۷ھ

لہ ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۷ھ ہجری

مین اوسکا عزم بالکل پکہ ہوگیا۔ اور وہ سامان حرب وضرب لشکر کی ضروریات اور سامان سفر کی تیاریون مین پوری سرگرمی سے مصروف ہوگیا۔ اس نے ہر ضلع کے گورنراور عامل کو حکم بہیجدیا کہ اوس کے علاقہ مین جسقدر عمدہ اونٹ گہوڑے اور خچر ہون اونکو جمع کرکے بہیجدے۔ جو ضعیف جانور لائیگا سخت سزا کا متوجب ہوگا۔ دوسری طرف جنگی کارخانون مین توپین ڈہلنی۔ اونکی گاڑیان بننی۔ اور گولہ بارود کشتیون کے تمام چوبی وفولادی اجزا اور پانی کے لیئے پیپے اور دیگر سامان شروع ہونے شروع ہوگئے۔ صرف پیپون کی تیاری پر ایک ہزار بڑہئی لگائے گئے کشتیون کا سامان جدا جدا کرکے اونٹون پر لاد کر بہیجا گیا تہا اور دریاء نائگر کے کنارہ پر پہونچکر اونکو جوڑ لیا گیا تہا۔ ان تیاریون کی تکمیل ہونے پہ کل سامان اور لشکر ۱۶ ذی الحجہ ۹۹۸ھ کو مراکش سے باہر وادی نسفت مین جمع کیا گیا۔ لشکر کی جمعیت بیس ہزار سوار وپیادہ کی تہی۔ دو ہزار توپچی اور بحری ملاح ان کے علاوہ تھے۔ اس مہم کی کمان منصور نے اپنے ترک غلام جوذر پاشا کو تفویض کرکے بہترین جرنیل اور اعیان دولت اوس کے ہمراہ کردیئے۔ مہم مذکور کا ایک ایک اونٹ قابل دید ایک ایک گہوڑا بینظیر اور ہر سپاہی اشجع زمانہ تہا۔ یہ کل جمعیت یکم محرم الحرام ۹۹۹ہجری کو ثنیۃ الکلاوی اور درعہ کے راستہ ٹمبکٹو کے قاضی ابی حفص بن شیخ محمود بن عمر آقیت سنہاجی کیطرف ایک خط بہی لکہدیا۔ جس مین اوسے لوگون کو قبول اطاعت اور لزوم جماعت کی ترغیب دلانے یا نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا تہا۔ درعہ سے مہم مذکور صحرائے اعظم مین داخل ہوئی۔ جسے ایک سو مرحلون مین طے کرکے وہ بخیریت تمام ٹمبکٹو سوڈان کے سب سے بڑے سرحدی شہر مین پہونچ گئی۔ راستہ مین اونٹ کا ایک پالنگ تک ضایع نہ ہوا۔

اسحٰق اپنے صدر مقام کاغو مین تہا۔ جب اوسے حملہ کی خبر پہونچی تو اپنی قوم مغافرہ بدوشی قبایل اور رفیق ملثمین سے ایک لاکہ چار ہزار مقاتل جمع کرکے غنیم کے مقابلہ کے لیئے پایہ تخت سے روانہ ہوپڑا۔ اس نے فرچپو ہی قناعت کرکے جادوگرون، ساحرون بیمیا گرون۔ اور دیگر اس قسم کے فریبیون کا بہی ایک جم غفیر ہمراہ لے لیا

کہ غنیم کو پامال کرنے مین اُن سے بہی مدد لے۔ افسوس محمد سکیہ عالم متبحر اور شرع بہادر کا پوتا ایسا ضعیف الاعتقاد ہو۔ خدا ان تمام کا بھلا کرے جنہون نے ایسے وہم پرستون کی خوب خبر لی ہے۔ وہ لکھتا ہے:-

السیف اصدق انباء من الکتب	فی حدہ الحد بین الجد واللعب
بیض الصفائح لا سود الصحائف فی	متونہن جلاء الشک والریب
والعلم فی شہب الارماح لامعۃ	بین الخمیسین لا فی السبعۃ الشہب
این الروایۃ بل این النجوم وما	صاغوہ من زخرف فیہا ومن کذب
تخرصا واحادیثا ملفقۃ	لیست بنبع اذا عدت ولا غرب

جب اسحق کی فوج قریب پہونچی تو جوذر پاشا اپنی سپاہ کو صفون مین مرتب کرکے آگے بڑھا۔ سوڈانی جانبازون نے اپنے پاؤن اونٹون کے سلینون سے باندھ دیئے تھے۔ کہ کہین حملہ کی تیزی سے اون کے آسن نہ اکھڑ جائین۔ پھر چارون طرف سے شیرون کی طرح مراکشی فوج پر جھپٹ پڑے۔ مگر انکی شجاعت و بسالت اور نیزہ و تلوار اس زمانہ مین بہی توپ اور بندوق کے سامنے ویسی ہی بیکار ثابت ہوئین۔ جیسی کہ نو سو برس بعد خلیفہ عبداللہ تعایشی والیئے ام درمان راج ولیئے برلو۔ امرا ئیوپ وبضیا اور ہموری اور اونکے رفقا رکی حیرت انگیز جانبازی فرنچ اور انگلش توپون کے سامنے۔ تاہم سوڈانی طلوع فجر سے عصر کے وقت تک تحیر افزا ثابت قدمی سے میدان مین ڈٹے رہے۔ آخر کار غروب آفتاب کے قریب توپون اور بندوقون کی باڑہون نے اونکے قدم ڈگمگادیئے اور وہ پیٹھ پھیر کر بد کے ہوے ہرنون کیطرح ادہر ادہر دوڑے۔ اسوقت جوذر کی سپاہ نے فراریون کو اپنی تلوارون پہ رکھ لیا۔ اور انتون کو تلوار کی گہاٹ اتار دیا۔ کہ بقیۃ السیف پکار اوٹھے۔ اے تعاقب کرنیوالو ہم بہی مسلمان اور تمہارے دینی بہائی ہین۔ ہم پر رحم کرو اسحق کا غو کو بہاگ گیا۔ اور اس مین قلعہ بند ہوگیا۔ جوذر نے مال غنیمت جمع کرکے اس مین سے دس ہزار مثقال سونا اور دو سو بہترین غلامون کے ساتھہ اپنے آقا کو فتح کی خوشخبری روانہ کی اور پھر کاغو کا جاکر محاصرہ کرلیا جس کی شدت سے تنگ آکر اسحق نے صلح کی

درخواست کر کے کہلا بھیجا کہ بطور تاوان جنگ ایک معین رقم مین فی الفور ادا کر دیتے اور آیندہ ہر سال خراج دیتے رہنے کو منظور کرتا ہون۔ جوذر نے جواب دیا کہ مین اپنے بادشاہ کے بغیر حکم صلح نہین کرسکتا۔ اوسکو تمہاری درخواست سے اطلاع کیے دیتا ہون۔ درین اثنا آب وہوا کے تخالف کی وجہ سے جوذر کی سپاہ مین تپ کی بیماری عام ہو رہی تہی۔ سب کی یہی صلاح ہوئی۔ کہ محاصرہ اوٹہا کر جواب کا انتظار ٹمبکٹو مین جا کر کیا جائے۔

جب قاصد یہ پیغام لیکر منصور کے پاس پہونچے۔ تو اوسے جسقدر کہ فتح سے خوشی ہوئی تہی۔ اس سے وہ چند مصالحت کی گفتگو اور جوذر کے اس سے متاثر ہوجانے سے رنج پہونچا اس نے اسی وقت ایک بکبار لشکر تیار کرکے اپنے دوسرے ترک غلام محمود پاشا دبرادر جوذر کے ہمراہ ٹمبکٹو کو روانہ کردیا اور جوذر کو معزول کر کے کل سپاہ کی اعلیٰ کمان محمود کے حوالہ کر دی۔ اور اسکو تاکیدی حکم دیدیا۔ کہ اسحق سے صلح ہرگز نہ کی جائے۔ اوسی کے ہاتہہ اوس نے دیگر امرار لشکر کو سخت سرزنش کا خط لکہا۔ کہ اسحق سے صلح کی گفتگو کرنے مین اونہون نے سخت غلطی کی۔ اب فوراً پہر اسحق پر حملہ کردین۔ اور جب تک اوسے زندہ یا مردہ گرفتار نہ کرلین خواہ وہ دریا عبور کرکے براعظم کے انتہائی گوشہ کو چلا گیا ہو۔ اوس کے تعاقب سے باز نہ آئین۔ محمود پاشا جب دوسرا لشکر لیکر چلا۔ اسوقت گرمی عین شباب پر تہی۔ یہ موسم اور صحرا کی گرمی۔ اندنون مین قطانا سنگزار پرند کے سوا اور کسی جاندار کو صحرا مین سے گذرنے کا حوصلہ نہین پڑتا۔ مگر یہ بہادر ترک اور اوس کے ہمراہی یہی نہین کہ ایسے موسم مین بڑہے۔ بلکہ معمول سے آدہی مدت دپچاس مرحلون) مین اس مسافت بعیدہ کو طے کرکے ہزار وہ بن صدی ہجری کے شروع مین ٹمبکٹو پہونچ گئے۔ ایسی کروتی پہلے کبھی اس نواح مین نہین سنی گئی تہی۔ جوذر نے ٹمبکٹو واپس آکر کشتیون

لہ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اسحق کا غو واپس نہین گیا تہا۔ اور پہلے معرکہ کے فتح ہونے پر جوذر ۵ اجمادی الاول ۹۹۹ھ ہجری کو بلا مزاحمت اسیر قابض ہوگیا تہا۔ مگر کثرت کا اتفاق اسی پر ہے جو متن مین درج ہے دمترجم موئف)

اور جہازون کو جوڑنا شروع کر دیا تہا جو محمود کے پہونچنے تک بالکل آراستہ ہو چکے
تہے۔ محمود نے ٹمبکٹو مین اتنے لمبے سفر کے بعد صرف تین دن آرام کیا پھر لشکر کو بطریق
خشکی چلنے کا حکم دیکر خود معہ امراء دریائی رستہ پسند کرکے جہازون پر سوار ہو
گیا۔ اور چند دنون مین کاغو کے سامنے پہونچ گیا۔

جوذر کی واپسی پر اسحق نے تمام قبایل کو جمع کرکے اون سے عہد لے لیا تہا
کہ جب تک جسم مین جان ہے وہ اس کا ساتہہ نہین چہوڑین گے۔ مگر اسدفعہ
توپون کی گرج اور نقارون کی کڑک ہی سے اون کے ہوش پران ہو گئے۔ اور
شتر بے مہار کیطرح جدہر جس کسی کے سینگ سمائے اوٹھ دوڑے۔ فاتح تاریکی
شب تک منہزمین کے تعاقب اور مال غنیمت کے لوٹنے مین مشغول رہے۔ محمود نے
فوجکو آرام دینے کے لیے تین دن تک یہین قیام کرکے چوتہے دن کچہہ فوج دیکر
اپنے بہائی جوذر کو بطور عامل کاغو مین چہوڑا۔ اور خود باقی فوج لیکر اسحق کے تعاقب
مین روانہ ہو گیا۔ جو بمقام شغا نگر شکست کہانے پر دریاء نائگر کو عبور کرکے مغربی
کنارہ کے علاقہ کو بہاگ گیا۔ محمود بہی دریا سے گذر کر اوس کے پیچہے ہو لیا اور
تیسرے معرکہ مین بہی شکست فاش دیکر اوس کے کل خزانہ اور حرم و اولاد کو پکڑ
لیا۔ اس ہزیمت کے بعد اسحق سحرا کو بہاگ گیا۔ اور چند دن بہٹکتا رہکر وہین
ہلاک ہو گیا۔ اس کی وفات پر اس کا ایک بہائی کچہہ جمعیت فراہم کرکے مقابلہ
کو آیا۔ مگر محمود پاشا نے دنون مین اسکا خاتمہ کر دیا۔ وہ اپنے ہمراہیون سمیت
میدان جنگ مین ہی ہلاک ہو گیا۔ اور اسوقت سے سوڈان کا تمام ملک
دریاء نائگر سے لیکر بلاد نوبہ و مقبوضات مصر تک منصور کے تصرف و قبضہ مین
آ گیا۔ جسدن اس فتح کی خبر مراکش پہونچی۔ وہ دن روز عید سے کم نہ تہا۔
منصور نے تین دن رات عام خوشی منائے جانے اور شہر کو آراستہ
کئے جانیکا حکم صادر کر دیا۔ اس حکم کی تعمیل دلی شوق سے کی گئی۔ کیونکہ
باشندون کو اس فتح کی اپنے بادشاہ سے کم خوشی نہ ہوئی تہی۔ شعراء
نے سینکڑون نظمین اور قصاید پیش کئے۔ اور ہر طرف اسی کا چرچا اور
اسی کا تذکرہ تہا۔ مورخین نے کاتب سلطانی ابو فارس عبد العزیز فشتالی

کے قصیدہ کو ثبت دوام او حیات مدام کی سند عطا کی ہے۔ اس کے چند ابیات یہ ہیں:-

جیش الصباح علی الدجا متدفق / فبیا من فی السواد ذلک یمحق
وکانہ رایات عسکرک التی / طلعت علی السودان بیضا تخفق
لاحت وافقہم لیال کلہ / کعمود صبح فی الدجا یتالق
نشرت لتطوی منہ بلاد سما / اضحی بسیفک ذی الفقار یمزق
ارسلتہن جوا سحا وجوا زحا / فی کل مقلبہا غراب ینعق
وسرت فکان لیلہن الیہم / مشہور عزمک والسنان الازرق
ہی اللیالی قد جلی احلا کہا / نور النبوۃ من جبینک یشرق
صعقت بہن رعود نارک صعقۃ / رجت لصیحتہا العراق وجلق
سحقًا لاسحق الشقی وحزبہ / فلقد غدا بالسیف وہو مطوق
رام النجاۃ وکیف ذاک وخلفہ / من جیش جوذرک الغضنفر فیلق
جیش آ واخرہ بباب سیلہ / عرم واولہ بکاغو احدق
لم یشعروا الا واسوار الردی / ضربت علیہم من قناک وخندق
کتب الالہ علی عداتک انہم / قنص لسہمک غربوا او شرقوا
خلقت ملوک جلوک علی العلا / سفہا وشا وک فی العلی لا یلحق
ان شبہوک وما شبیہ یری لکم / فی الخلق این من اللجین الزئبق
بشر ملوک الارض انک فاتح / بالمشرقی علی الولا ما غلقوا
وبقاصل لک ذی الفقار مفرق / ماجمعوہ وجامع ما فرقوا
دامت لمسعود السعد وہی غوارد / بالمشتہی لک والمسرۃ تنطق
مادام اصل علاک فی صحف الثنا / اصل الفخار وکل غیرک ملحق

مشتہی و مسرت منصور کے دو باغ تھے۔ قاصد کی روانگی سے چند دن بعد محمد پاشا نے بلاد مفتوحہ میں ہر طرح سے امن و امان اور نظام قایم ہو جانے پر آدھا لشکر معہ تحائف و ہدایا کی مقدار عظیم کے مراکش کو واپس کر دیا۔ ان میں بارہ سو غلام و کنیزکیں۔ چالیس بار شتر زر خالص۔ چار طلائی زینیں۔ اور آبنوس

مشک وعنبر وزباد کی بہت بڑی مقدار تھی۔ اِن تحائف کے موصول ہونے پر فتح کی خوشخبری پہونچنے کے وقت سے بہی وہ گونہ خوشی منائی گئی۔ ممالک سوڈان سونے کی کانون کے بیئے ہمیشہ سے مشہور چلے آتے ہین۔ جب سوڈانی مہدی انیسوین صدی کے آخری ربع مین صرف مشرقی اور وسطی سوڈان پر منتصرف ہوا۔ تو اوسے سینکڑون من سونا باشندون سے ملا تہا۔ اس زرریز ملک کے مِل جانے سے مراکش مین سونے کی اسقدر ریل پیل ہوگئی اور ہر سال اسقدر سونا آنے لگ گیا کہ محاسب اوس کے اندازہ سے عاجز آگئے۔ زیورات اور سلیس بنانیوالون سے علاوہ صرف اشرفیان ضرب کرنے کے کام مین چہ ذہ سونار بلا ناغہ روز منصور کے محل کے دروازہ پر مشغول رہتے تہے۔ سونے کی اسی افراط سے منصور کا لقب الذہبی پڑگیا تہا۔

الغرض سنہ ہجری تمام دیار مراکش اور اس کے حکمران کے لئے نہایت ہی خوشی ومسرت کا سال تہا۔ مگر چونکہ خالق عالم نے فقط ایک طرح کی کیفیت اپنے بندون کے حق مین مفید نہین سمجہی۔ یہ سال ایک صدمہ عظیم پہونچانے سے بہی خالی نہ رہا۔ یہ صدمہ منصور کی والدہ مکرمہ مسعودہ کی وفات کا تہا۔ جو بروز سہ شنبہ ۲ محرم سنہ ہجری کو خلد برین کیطرف سدہار گئی۔ روایت ہے۔ کہ مدت کے بعد خواب مین نظر آنے پر جب اس سے سوال کیا گیا کہ اللہ کریم نے اوس سے کیا سلوک کیا ہے۔ تو جواب ملا۔ اللہ جلشانہ نے مجہے اس کی طفیل بخشدیا ہے۔ کہ ایکدفعہ مین قضائے حاجت کے لئے بیٹہی ہوئی تہی۔ کہ اذان کی آواز میرے کان پہونچ گئی۔ جب میں نے اللہ کے نام کی عظمت کے خیال سے فورًا کپڑے لپیٹ لئے اور تا وقتیکہ مؤذن اذان سے فارغ ہوگیا۔ اللہ کو یہ فعل پسند آیا اور مجہے بخشدیا۔

ہاتھی مراکش مین بالکل نہین ہوتا۔ محمود پاشا نے سنہ مین سالانہ محاصل کے ساتہ ایک ہاتھی بہی روانہ کی۔ وہ راستہ مین جس جس شہر سے گذری مرد وزن صغیرہ کبیر تمام اس کو دیکہنے کو شہر سے باہر نکل

آتے۔ یہی کیفیت مراکش مین ہوئی۔ منصور نے اپنے پایہ تخت کے باشندون
کو اس عجیب الخلقت جانور کے معائنہ سے اچھی طرح سیر کرنے کے لیئے اوسے چھ برس
وہان رکھا۔ پھر رمضان ۱۰۰۱؁ ہجری مین فاس اپنے ولیعہد کے پاس بھیجا
کہ تمام رعایا کو اس حیوان کی زیارت ہو جاے۔ وہان وہ ۱۶ رمضان سن مذکور
کو پہونچی۔ جہان ایک لاکھ سے زیادہ باشندے اس کے انتظار اور شوق
دیدار مین شہر سے باہر آئے ہوئے تھے۔

تمباکو بھی ہاتھی کے ساتھ ایک اور بدعت مراکو مین داخل ہوئی۔ وہ بدعت
تمباکو تھا۔ جس کو اس کے مخالف ابتک عربی مین "عشبۃ خبیثہ" کہتے ہین۔
ہاتھی کے ساتھ جو سودانی آئے وہ اس کے پینے کے عادی تھے۔ وہ اپنے
استعمال کے لیئے اوس کی کچھ مقدار ساتھ لائے۔ اور اونکے دیکھا دیکھی بمصداق
لکل جدید لذیذ۔ اہالی مراکش بھی اس کے کڑوے دھوئین کے جلد فریفتہ و
شیدا ہو گئے۔ جس طرح اکبر کے زمانہ مین اوس کے ہندوستان آنے پر تمباکو
کی حلت و حرمت کے متعلق علماء مین اور اوس کے فایدہ و مضرت کی نسبت
طبا و حکما مین بحث شروع ہو گئی تھی۔ ویسے ہی مراکش مین ہوا۔ بعض نے اس
کے حرام مطلق۔ چندنے مکروہ۔ اور بعض نے حلال ہونے کا فتوی دیدیا۔
یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس جانور کے ساتھ یہ بوٹی مراکش مین داخل ہوئی
اسی جنس کے ایک اور جانور کے آنے پر اس کی حلت و حرمت کا سرکاری
طور پر فیصلہ ہوا۔ منصور کے سودانی ہاتھی کے بعد اہالی مراکو کو اس جانور کے
دیکھنے کا اتفاق پھر پورے تین سو برس کے بعد ہوا۔ دوسرا ہاتھی ہندوستانی
نسل کا تھا۔ جو ملکہ وکٹوریہ نے شریف مولائی حسن ثالث کو تحفتاً ارسال کیا
تھا۔ جس سال یہ پہونچا۔ اسی سال حکومت نے تمباکو کو حرام قرار دیکر اوسکے
استعمال کی قانوناً ممانعت کر دی۔ وہابی حکومت نے نجد مین اوسے شرک کے
بعد سنگین ترین جرم قرار دیکر تمباکو پینے والے کے لیئے موت کی سزا مقرر کر دی
تھی۔ مولانا احمد مصنف استقصا بھی تمباکو کو حرام بتانیوالون کے گروہ مین شامل
ہین۔ اس کے لیئے جو دلائل اونھون نے پیش کئے ہین۔ اونکا ماحصل یہ ہے۔ کہ

کہ اسلامی شریعت جسم و بدن کے حصّہ کی کامل طہارت و صفائی کا حکم دیتی ہے
صحت و تندرستی کے اس اہم موجب کا اوسے یہان تک خیال ہے کہ اگر مرد و
عورت مین سے کسی کے جسم سے بدبو آتی ہو۔ تو شریعت کے روسے فریق ثانی
علیحدگی حاصل کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ تمباکو کے استعمال سے انسان کے منہ اور
ناک مین جو کل وجوہ کا بہترین حصّہ ہین۔ اور اوس کے تنفس مین ایسی سخت بدبو
پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ لاکہہ مسواک اور مضمضہ کرو اوسکا اثر دور نہین ہوتا۔
پس یہ صاف ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت کبھی ایسی بدبودار اور مکروہ الرایح
چیز کے استعمال کو جائز نہین رکھ سکتی۔ دوسری دلیل طبی قسم کی ہے۔ وہ لکھتے
ہین اس کے مسلسل استعمال سے عقل مین ضرر آجاتا ہے۔ اور عادت ہو جانے
پر اس کا چھوڑنا محال اور مورث جنون ہوتا ہے۔ یہ سب صحیح سہی۔ لیکن اس
کالی بلا کا رواج اب ایسا عالمگیر ہو گیا ہے کہ اس کے سم قاتل ہونیکا ثبوت
مل جانے پر شاید ہی اس کے روز افزون فروغ مین کوئی کمی آسکے۔ یورپین
اطبا مین بھی اس کی نسبت اختلاف بلکہ انتصاد ہے۔ بعض اسے عمر اور عقل
کا گھٹانیوالے۔ اور دوسرے عین برعکس اسے ان دونون کا بڑہانیوالا بتاتے
ہین۔ ان مین خواہ کسی فریق کا بیان درست ہو۔ یہ مسلم ہے کہ تمباکو شریف کا
دن بدن وسعت پکڑتا رہیگا۔ انگلستان مین بھی یہ اوسی زمانہ مین تازہ تازہ
وارد ہوا تہا۔ اور چاندی کے تول بکتا تہا۔ منصور ذہبی اسکا ایسا مخالف تہا
کہ اوس نے اپنے ولی عہد کے ہسپانوی نومسلم اتالیق کو اس قصور مین قتل کرا
دیا کہ اس نے شہزادہ کو تمباکو کا استعمال سکہایا تہا۔

فقیہ ابی العباس احمد بابا سوڈانی اور { احمد بابا سوڈانی ٹمبکٹو کا ایک مشہور ادیب و
اس کے خاندان کی جلا وطنی - } مؤرخ اور شاعر گذرا ہے جسکو تمام فضلاء
نے باتفاق لیو افریکانس۔ ابن خلدون۔ التونسی وغیرہ کا ہم پلہ مانا ہے۔ اس کے
خاندان کا نام بنو آقیت تکروری تہا جنہین شہر مذکور مین قدر دوسو برس سے
نہایت وجاہت و عزت حاصل چلی آئی ہے۔ کیونکہ اس مدت مین کوئی زمانہ
ایسا نہ گذرا تہا۔ کہ اس بیت خاندان مذکور کے بعض امراء علم و فضل اور

اختاد تقضا رمین مشہور زمانہ نہ ہون۔ چنانچہ منصور کی فوج کے حملہ کے وقت
بھی اِس خاندان کا ایک فرد ابوحفص عمر شہر مذکور کا قاضی تھا۔ محمود دیا شانے
اِس خاندان کو اس کے حال پر چھوڑے رکھا۔ اوسے کچھ تعرض نہ کیا۔ لیکن
جب منصور نے دیکھا کہ اہالی سوڈان اس کی حکومت کو اسحق کی حکومت
سے زیادہ سختگیر پاکر کچھ بڑبڑانے لگ گئے ہین۔ اور بنو آقیت ایک ایسا خاندان
ہے کہ عوام کا اوسے اپنا سردار بناکر فساد کر دینا بعید از قیاس نہین تو
اس نے سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین محمود کو خاندان مذکور کے تمام افراد کو قید کر یا بجولان
مراکش بھیجدینے کا حکم بھیجدیا۔ محمود نے بہ تعمیل حکم سب افراد کو معہ زن وبچہ ماخوذ
کرکے مراکش روانہ کر دیا۔ اور اُن کے گھرون اور ان کے مال اسباب اور
کتب خانون کو لٹوا دیا۔ اِس خاندان کی علم پروری اور علمی شوق و محبت
کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ بقول مصنف بذل المناصحہ۔ شیخ احمد بابا
کہا کرتا تھا کہ اگرچہ میرے پاس سب بھائیون کی نسبت تھوڑی کتابین تھین
پھر بھی اُن کی تعداد سولہ سو سے کچھ اوپر تھی جو سب کی سب ضایع کرا دی
گئین۔ یہ لوگ ماہ محرم سنہ ۱۰۰۲ ہجری کے اواخر مین ماخوذ کیے گئے۔ اُسی
سال کے شروع رمضان مین پہونچے۔ جہان اونکو حسب الحکم سلطانی قیدخانہ
مین بھیجدیا گیا۔ مگر آخر علماء کی سعی وسفارش سے اسی عہد پر کہ وہ مراکش سے
باہر نہ جائینگے۔ ۲۱ رمضان سنہ ۱۰۰۴ ہجری کو اونہین قید سے رہائی مِل گئی۔ جس
پر تمام مسلمانون کو دلی مسرت ہوئی۔ احمد بابا کو رہائی پر منصور نے دربار
مین بلوایا۔ منصور عباسی خلفا کیطرح پس پردہ رہکر لوگون سے گفتگو کیا کرتا
تھا۔ یہ دیکھکر احمد بابا فوراً بول اُٹھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے وما کان لبشر
ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب۔ ملکیا تو بھی رب الارباب کا تشبہ
کرتا ہے۔ اگر تجھے مجھ سے گفتگو کی خواہش ہے تو پردہ اوٹھاکر سامنے آ۔ یہ
کلام اثر کر گیا۔ اور منصور پردہ کو ہٹواکر باہر نکل آیا۔ اسوقت شیخ اور سلطان
مین حسب ذیل گفتگو ہوئی:۔ احمد بابا تجھے ایسی کونسی ضرورت لاحق ہوئی تھی
کہ میرے مال واسباب اور کتابون کو ضایع کرا دیا۔ اور مجھے تنبکطو سے

یہان کھینچ بلایا- جس کا نتیجہ یہ ہوا- کہ مین راستہ مین اونٹ سے گر گیا- اور
میری پنڈلی ٹوٹ گئی- منصور- جب ہمارا ارادہ ہوا کہ تمام مسلمانون کو ایک
جماعت مین منسلک کرین- اور دیکھا کہ تم اپنے ملک مین باقتدار اعیان ہو
تو جسطرح مین اورون کو مطیع بناتا ہون اسطرح تم کو بنایا- احمد بابا- یہ ارادہ
تہا- تو تلمسان کے ترکون کو جماعت مین کیون نہ لیا- وہ تو ہماری نسبت تجھہ
سے بہت قریب تھے- منصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے- اترکوا
لترک کما ترکوکم[له] مین نے اس حدیث کی تعمیل کی- احمد بابا- یہ حدیث ایک وقت
بیشک سرورکائنات نے فرمائی تہی- مگر بقول ابن عباس سے بعد دوسرے
وقت آپنے یہ فرمادیا تہا- لا تترکوا الترک وان ترکوکم[۲له]- یہ سنکر منصور چپ
ہوگیا- اور مجلس برخاست ہوگئی-

رہائی پاتے ہی احمد بابا نے مراکش مین ہی درس وتدریس کا سلسلہ کردیا-
اور ہزارون لوگون نے اس سے اکتساب فیض کیا- منصور کی زندگی تک وہ یہین
رہا- اوس کے مرنے پر اوس کے بیٹے سلطان زیدان نے آل آقیت مین سے
جو لوگ ابہی زندہ تھے- اونکو واپس وطن جانے کی اجازت دی- احمد بابا دنرانے
اپنے وطن کے فراق مین درد انگیز شعر اشعار پڑہتا رہتا تہا- اور اپنی تمنا کے پورے
ہونے سے کبھی مایوس نہ ہوتا تہا آخر اس کی دعا قبول ہوگئی- روانگی کیوقت
اوس کے تمام سرگروہ مشایعت کے لیئے آئے- احمد بابا کا معمول تہا- کہ
جب کسی کو رخصت کرتا تو یہ آئت پڑہا کرتا- ان الذی فرض علیک القران
لراد ک الی معاد- جس کی برکت سے وہ مسافر ضرور بخیر و عافیت گھر کو
واپس آجاتا- اسنا دکو رخصت کرتے وقت ایک شاگرد نے مصافحہ کرتے
ہوئے جب یہی آیت پڑہی- تو احمد بابا نے جھٹ ہاتھہ کھینچ لیا- اور کہا خدا
مجھے اس معاد اور اس دیار کو واپس نہ لائے- وطن مالوف پہونچکر وہ ۱۰۳۲ہجری

[له] چھوڑ دو ترکون کو ان کے حال پر جسطرح انہون نے تمکو تمہارے حال پر چھوڑ دیا-
[۲له] خواہ وہ تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دین تم ترکون کو نہ چھوڑو-

تک زندہ رہا۔

سوڈانی غلاموں کی تجارت اور مولانا احمد کی اسپر سخت ناراضگی — بلاد سوڈان سے لونڈی اور غلام پکڑ کر لانے اور دیگر ممالک مین انہین جا بیچنے کا دستور صدیون کا پرانا ہے جس مین عیسائی یہودی۔ مسلمان۔ ایشیائی۔ افریقی۔ امریکی۔ اور یورپین سب کے سب تجارت غلامان کی بندش کیوقت تک شریک رہے ہین مگر مولانا احمد مصنف استقصا صرف زمانہ سابقہ کے مظالم اور برے شرعی افعال کیوجہ سے ایسے آزردہ خاطر نہین ہوئے۔ وہ دیکھہ رہے ہین۔ کہ انکی ملک مراکو مین اسوقت بہی اس قبیح ترین تجارت کا عام رواج ہے۔ اور بڑا ظلم یہ ہے کہ اسلام کو بدنام کرنیوالے اور برائے نام مسلمان تجار غلامان۔ جن غلامون کو بیچ رہے ہین۔ اون مین نوے فی صدی مسلمان ہوتے ہین۔ جنکو شریعت کبھی غلام تسلیم نہین کر سکتی۔ مگر اس ظلم کے تدارک کا کسی کو خیال نہین۔ مولانا احمد لکھتے ہین :۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ دیار سوڈان کے باشندے قدیم سے مسلمان۔ بلحاظ اسلام و مذہب بہترین مسلمانون کے زمرہ مین شامل اور ان مین سے اکثر صاحب علم اور اس کی تحصیل و محبت مین بے نظیر ہین یہ کیفیت کسی خاص قوم کی نہین۔ بلکہ اون کے جسقدر ملک مراکو کے پڑوس مین ہین ان مین سے اکثر کے باشندون کی یہی کیفیت ہے۔ اون کے ان اوصاف سے اس بلا کی شناعت بآسانی واضح ہو رہی ہے۔ جو قدیم زمانہ سے بحیثیت غلام و کنیز اہل سوڈان کی بلا قید تجارت کے متعلق مراکو مین عام ہو رہی ہے۔ ہر سال اونکی قافلے پر قافلے لائے جا کر دیار مغرب کے دیہات و قصبات مین حیوانون کیطرح بلکہ انکی تجارت سے بہی بدتر طریق سے بیچے جا رہے ہین۔ اور یہ بیع و شرا ایک ایسا معمولی امر ہو گیا ہے کہ عوام الناس اپنے زعم مین شرعاً غلامی کی شرائط یہی سمجھہ بیٹھے ہین۔ کہ جو بیع کے لیئے پیش کیا جائے وہ سیاہ فام اور دیار سوڈان سے لایا گیا ہو۔ حالانکہ خدا جانتا ہے کہ اس سے بدتر گناہ اور قبیح ترین فعل دین کے رو سے اور کوئی ہو ہی نہین سکتا کیونکہ سوڈانی مسلمان ہین۔ پس جو کچھہ ہمارے حقوق ہین۔ وہی اونکی ہین

اور جو کچھہ ہم پر واجب ہے وہی انپر ہے - لو فرضت ان مین مشرک یا دیگر مذاہب
کے پیرو موجود بہی ہون - تو بہی یہ مسلم ہے کہ عرصہ دراز سے غالب حصہ آبادی کا
اسلام کا پیرو چلا آتا ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ حکم غالب پر لگایا جاتا ہے - ہم یہ
بہی مان لیتے ہین کہ مسلمان زیادہ نہین - بلکہ کافر اور مسلم تعداد مین مساوی ہین
لیکن اسبات کا ہمارے پاس کیا ثبوت ہے - کہ جو لائے گئے ہین وہ کافر ہین
مسلمان نہین - آزادی و حریت انسان کا طبعی وصف ہے - پس ایسی صورت
مین اول قیاس طبیعت اور اصل کے حسب اقتضاء ہوگا - اور جو شخص ان
بیکس انسانون کی عدم حریت کا مدعی ہو - وہ منشاء قدرت و طبیعت کے خلاف
کہنے والا ہے - مزید بران اونکو لانیوالون اور بیچنے والون کے بیان پر کبھی
اعتبار نہین ہو سکتا - یہ عام مشاہدہ ہے کہ تاجر اپنے مال و اسباب کی فروخت
مین عموماً جھوٹ بولتے ہین - شاید ہزار مین ایک ہوگا جو ایک ہی قیمت کہے
اور سچ بولے - جب عام تجارت کی یہ کیفیت ہے تو غلامون کے لانیوالون اور
تاجرون کی نسبت کسطرح سچ بولنے کا یقین ہو سکتا ہے - حالانکہ یہ مانی ہوئی
بات ہے - کہ وہ ایسے لوگ ہین جن مین مروت و احسان - نیکوکاری اور دینداری
کا نام و نشان نہین پایا جاتا - یہ لوگ ایسے ہون - اور زمانہ ویسا ہو جیسا
کہ ہم دیکھہ رہے ہین - پھر کون بیوقوف ہے جو انکو سچا مان سکتا ہے - باقی رہے
خود یہ غلام یا کنیزکین - انکی اپنی شہادت بہی جو انکی حریت کے برخلاف ہو - اس
معاملہ مین اجماع فقہا کے رو سے اختلاف اغراض و احوال کیوجہ سے قابل
پذیرائی نہین - کیونکہ اگر اونکا کوئی بیان بایع کی خلاف مرضی ہو تو انہین زدو
کوب صاف سامنے دکھائی دیتی ہے - مزید بران ان ظالمون کا ان بیکسون سے
ایسا برا برتاو ہوتا ہے - کہ خواہ مدت العمر کی غلامی کے ذریعہ سے کیون نہ ہو -
وہ ہر طرح سے حتی الوسع بہت جلد اون کے پنجہ سے رہائی پانے کی کوشش
کرتے ہین - اس کے علاوہ اور بہی کئی غرضین ہوتی ہین جو اونکو خلاف واقعہ
کہنے کی ترغیب دلاتی ہین -

اہل عدل و صداقت ساوی مین کہ اہل سودان کا عرصہ دراز سے یہ دستور

چلا آیا ہے کہ اونکی قبایل ایک دوسرے پر یورشین کرتے اور شبخونین مارتے رہکر ایک دوسرے کے شہرون اور بستیون سے اینا نون کو اسطرح چراتے پکڑتے یا پکڑ کر لیے جاتے ہین۔ جسطرح مراکشی عرب ایک دوسرے کے مویشی اور جانور۔ باوجودیکہ یہ سب کے سب مسلمان ہین۔ مگر چونکہ دینداری کی قلت ہے۔ اور اسلامی حمیت وہدایت کمزور ہو گئی ہوئی ہے۔ اور کسی زبردست کا ڈنڈا سر پر نہین اونکو ایسی حرکات قبیحہ کے ارتکاب سے مطلق شرم یا خوف نہین آتا۔ اب مین اپنے ابنائے وطن کو مخاطب کرکے پوچھتا ہون کہ ایسے حالات مین کون شخص جو دین مین محتاط ہو۔ ایسے اینا نون کی خریداری کا اقدام کر سکتا ہے۔ یا کس طرح ایسی کنیزون کی ہم بستری کو اپنے لیئے جایز رکھہ سکتا ہے۔ جو کم از کم فروج مشکوک پر اقدام کرنا ہوگا۔ اور شریعت اس کی اجازت نہین دیتی۔ بعض لوگ میری اس تحریر پر اعتراض کرین گے۔ کہ عام مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص کھانا یا ہدیہ یا کوئی چیز بغرض بیع پیش کرے۔ تو اس سے صرف ایک مرتبہ اس کی حلت یا حرمت کا سوال کر لینا چاہیئے۔ تفتیش یا تحقیقات کی اجازت نہین۔ لیکن امام ابو حامد غزالی احیا العلوم مین اس مسئلہ پر کافی وضاحت سے بحث کرکے اُسے حل کر چکے ہین۔ اور وہ آخری فیصلہ یہ دیتے ہین کہ جب بایع پر بہرنہج اپنی بضاعت کو فروخت کر دینے کی کوشش کرنیکا اتہام لگ چکا ہو۔ اس کے قول پر اعتماد نہین ہو سکتا۔ جب عام بضاعت کے لیئے یہ حکم ہے تو انسان کی بیع و اشترا کے لیئے جیسی کچھہ احتیاط درکار ہے ظاہر ہے۔

یہ درست ہے کہ شیخ احمد بابائے اپنی کتاب معراج الصعود مین چند کافر اقوام مویشی وغیرہ کا ذکر کرکے لکھا ہے۔ کہ ان لوگون کو غلام بنانا جایز ہے۔ اور علامہ ولی الدین ابن خلدون نے تحریر کیا ہے کہ دریاء نائگر سے پرے لملم نام کا فر قوم آباد ہے۔ جس پر اہل غمانہ وتکرور وغیرہ یورشین کرتے رہکر وہان کے باشندون کو اُٹھا یا چرا لاتے ہین۔ اور بیوپاریون کے ہاتھہ بیچ ڈالتے ہین۔ جو اونکو مغرب کو لاکر فروخت کرتے ہین۔ یہی کافر قوم کے لوگ اہل غمانہ وغیرہ کے عام غلام ہین۔ اس سے پرے جنوب کی طرف کوئی آبادی نہین!!

لیکن ہم باشندگان مغرب جن کے اور ارض سوڈان کے درمیان ہزاروں میل کا پٹ کا صحرا حایل ہے۔ کس طرح تحقیق کر سکتے ہین۔ کہ یہ کافر ہے یا مسلمان۔ اور یہ ہم کسطرح مان سکتے ہین۔ کہ وہ قبیلے اب تک بھی کافر ہی ہین۔ مگر وائے بر حال ما ہم ان باتو نپر مطلق غور نہین کرتے۔ اور جب کسی غلام یا لونڈی کو بازار مین بکتا دیکھتے ہین۔ تو اس کے بدنی عیوب و صواب کے سوا۔ اور کسی امر کیطرف کچھ خیال نہین کرتے اور کالے گورے مین کچھ فرق نہین دیکھتے۔ حتیٰ کہ یہ بدمعاشی اب یہانتک وسعت پکڑ گئی ہے۔ کہ بدمعاش و فاسق اور خدا کے برخلاف جرأت کرنیوالے سوڈانیون پر اکتفا نہ کر کے اب خود مراکو کے قبیلون اور اوس کے شہرون اور دیہات سے بھی آزاد بچون کو پکڑ کر علانیہ اور بلا خوف و خطر بازارون مین بیچنے لگ گئے ہین۔ اور عیسائی اور یہودی ان مسلمان بچون کو خرید کر ہماری آنکھون کے سامنے انہین غلام بنائے ہوئے ہین۔ یہ خدا کیطرف سے ہماری بداعمالی اور سوڈان پر ظلم کرنے کی عقوبت و سزا ہے۔ کہ اب بھی عبرت پکڑ جائین ورنہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہئے۔ مگر خواہ یہ سوڈانی کافر ہی ہون۔ اور باقاعدہ طور پر لڑائی مین اسیر ہو کے یہ تاجرون کے ہاتھ بیچے گئے ہون۔ پھر بھی بروئے شریعت یا کم از کم امام مالک کی رائے مین وہ غلام نہین سمجھے جا سکتے نہ انکی بیع و شرا جائز ہے۔ کیونکہ جس غلامی کی شرع نے اجازت دی تھی۔ اور حضرت سرور کائنات یا سلف صالحین کے زمانہ مین پائی جاتی تھی۔ اس کا شرعی سبب مدت کا مفقود ہو چکا ہے۔ یہ سبب ایسے جہاد سے متعلق تھا۔ جس کا مقصد صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور لوگون کو راہ حق پر لاتا ہو۔ اب ایسے جہاد کا کہین نشان نہین پایا جاتا۔ اور بنا برین وہ سبب بطریق اول معدوم ہو چکا ہے۔ کیونکہ شرعاً صرف وہی لوگ غلام بنائے جا سکتے تھے۔ جو جہاد مین اسیر ہون۔ بس خداوند کریم ہم لوگون کو ہدایت دے کہ اس نافرمانی اور ستمگاری سے باز آجائین۔ اور اولیاء امور کو توفیق رفیق ہو کہ وہ اس عالمگیر بلا مد ہشہ کا تدارک و انسداد کرین۔ و اٰخر دعونا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ سلطان مراکش بین قصر البدیع کی تعمیر کی منصور نے تخت نشین ہوتے ہی یہ خیال کر لیا تھا۔

کہ جب تک وہ بقول شاعر ؎

ہمم الملوک اذا ارادوا ذکرہا من بعدہم فبالسن البنیان
ان البناء اذا تعاظم شانہ اضحی یدل علی عظیم الشان

کوئی بڑی عالیشان عمارت تعمیر نہ کریگا۔ اس کے خاندان کا نام موحدی۔ مرابطی یا مومنی سلاطین کیطرح کبھی ملک مین دیرپا رواج و شہرت حاصل نہین کرسکیگا۔ اور چونکہ وہ تفاخر و خودنمائی کا بڑا دلدادہ تھا۔ اور مزید براں اہل بیت کی کوئی یادگار ملک مین موجود نہ تھی۔ اس نے تمام سابقہ سلاطین کی تعمیرات سے بدرجہا زیادہ شاندار عمارت تیار کرنیکی ٹھان لی۔ اور تمام اہل علم و فضل سے صلاح و مشورہ کرکے شوال ۹۸۶ہجری مین جبکہ اوسے تخت پر بیٹھے ابھی وقت پانچ ہی مہینے ہوئے تھے تعمیر کا کام شروع کرادیا۔ یہ عمارت محض شاہی کی صورت مین شروع کی گئی۔ اس کی تیاری و تعمیر پر بڑے بڑے ماہر کاریگر اور صناع سرزمین یورپ سے منگوائے گئے۔ اور سنگ مرمر بلاد اطالیہ سے۔ جسے منصور قند کے مساوی تول پر خرید لیتا۔ اس کے لیئے قند کی مقدار عظیم کی ضرورت پیدا ہوجانے پر منصور نے بلاد حاحہ شوشاوہ۔ اور حبیبہ وجبیرہ وغیرہ مین ہزاروں ایکڑ پر سرکاری طور سے نیشکر کی کاشت اور تیاری قند کا کام جاری کردیا۔ یہ تعمیر محل مین ہر روز کاریگروں۔ معماروں۔ سنگ تراشوں کا اسقدر جمگھٹا ہتا کہ ان کی آسایش کے لیئے سینکڑوں دوکانین وہان کھل گئین۔ اور ایک خاصہ مستقل بازار محل کے سامنے قایم ہوگیا۔ اس عمارت پر منصور نے جیسا دل کھولکر روپیہ صرف کیا۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے۔ کہ اگرچہ ہزاروں معمار اور مزدور کام کرتے تھے۔ وہ کہین ۱۰۰۲ھ مین جاکر سترہ برس کے بعد مکمل ہوئی۔ اس نے کاریگروں کے خاندانوں کے لیئے بھی مشاہرے مقرر کردیئے تھے۔ تاکہ وہ باطمینان خاطر کام مین مشغول رہین۔ اس پر سب مورخ متفق ہین۔ کہ شان و شوکت۔ جاہ و جلال۔ نفاست و لطافت اور دلفریبی اور کمال صنعت مین قصر شعب بوان۔ محل غمدان اور قصور زہرا اور زہرہ بھی اوس کے سامنے ماند ہوگئے تھے۔ ہر ایوان مین پانی کی

نہریں رواں تھیں۔ عمارت فرش سے لیکر گنبد تک سفید و سیاہ مرمر اور رخام مجزع کی تھی۔ جس پر جابجا سونا چڑھا یا گیا تھا۔

اس جنت دنیا کے ہر ایوان کے در و دیوار پر مناسب محل اشعار اور آیات پاک منقوش تھیں۔ اکثر ایوانوں کے اشعار ایک دوسرے کے بالمقابل اپنے اپنے ایوان کے فضیلت کی دلائل بیان کر رہے تھے۔ مولانا احمد نے صرف قبہ خمسینیہ کے در و دیوار کے اندر و باہر کے اشعار معہ تفصیل سمت و جہت و مقام اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں جو دو سو سے کم نہیں۔ ایک فخریہ نظم کا مطلع جس میں شاعر قبہ کی زبان سے اوس کے اوصاف بیان کرتا ہے۔ یہ ہے ؎

سموت فخر البدر دونی والنحطا　　واصبح قرص الشمس فی اذنی قرطا

قبہ خضراء کی ایک طرف جو جمادی الاول ۹۹۵ ہجری میں مکمل ہوا۔ جو ابیات درج تھے۔ ان میں سے پہلے دو یہ ہیں ؎

معانی الحسن تنظہر فی المغانی ۔ ظہور السحر فی حدق الحسان
مشابہ فی صفات الحسن صحت ۔ تمست بہا المغانی للغوانی

ایک بند کا مقطع جسے جنت کے لفظ کی وجہ سے منصور نے بھی بہت ہی پسند کیا۔ یہ تھا ؎

دا دان صنعی ان اقول ولا ئیل ۔ ببدیع احمد جنۃ المتنعم

کل عمارت کی تکمیل پر وزیر ابو الحسن نے تاریخ تعمیر میں یہ بیت کہا۔ جو قبتہ الرجاج (ایوان بلوریں) کی مباح پر درج تھا ؎

ان شئت تاریخ الکمال البدیع فقل ۔ ایوان احمد ایوان السعادات

وزیر موصوف کا دوسرا تاریخی قطعہ اس سے بھی لطیف ہے :۔ وہ قصر بدیع کے باب رخام پر منقش تھا ؎

الحسن لفظ وہذا القصر معناہ	یا ما امیلح مراہ وا بہاہ
فہو البدیع الذی راقت بدائعہ	وطابق اسم لہ فیہ مسماہ
صرح اقیمت علی التقوی قواعدہ	ودل منہ علی التاریخ معناہ
ولاح الیفا وعین لحفظ تکلوہ	تاریخہ من تمام قل ہو اللہ

مصنف نفح الطیب لکھتا ہے منصور نے تین عمارتیں بنائیں۔ جو تینوں کی تینوں بدیع الحسن اور غریب الشکل نہیں۔ یہ فقرہ بدیع اور باغات مسرت وشہتی تھے۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن غداری اندلسی اپنی کتاب بیان المعرب عن اخبار المغرب میں لکھتے ہیں۔ باغ ستارہ کو جو باغ صالحہ کے متصل ہے۔ اولا عبدالمومن بن علی موحدی نے تعمیر کیا تھا۔ اس کا طول تین میل اور عرض بھی تقریباً اسی قدر تھا۔ اس افات سے پانی لایا گیا تھا۔ اور جابجا نہریں جاری نہیں۔ اور کوئی پھل نہیں جس کے اس میں درخت نہ تھے۔ میں ۵۴۵ھ ہجری میں مراکش سے رخصت ہوا۔ اُس سال اسکا رنیوں اور پھل تیس ہزار دینار مومنیہ پر فروخت ہوئے تھے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ منصور باغ مذکور کا بانی نہ تھا۔ اس نے اس کی صرف تجدید و مرمت کرائی۔

زخارف دنیا کا انجام } بدیع کی تکمیل پر منصور نے جشن عظیم مرتب کرکے تمام باشندگان شہر کو پر تکلف دعوت دی۔ جن میں درویش مجذوب اور زاہدان گوشہ نشین بھی شامل تھے۔ ان مجذوبوں میں سے ایک سے منصور نے پوچھا۔ تم نے ہمارے مکان کو کیسا پایا۔ دیوانہ نے ایسا معقول جواب دیا۔ جس سے عمارتوں پر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ خرچ کرنیوالے اپنے فعل کی سفاہت سے عبرت بخش آگاہی حاصل کرسکتے ہیں۔ دیوانہ صورت فلاسفر جواب دیتا ہے "ہاں جب یہ گریگا۔ تو مٹی کا بہت بڑا تودہ دکھائی دیگا" یہ صاف اور سچا جواب سُنکر منصور دم بخود ہو گیا۔ مجذوب کا کہنا جلد صحیح ثابت ہو گیا۔ ۱۱۱۹ھ ہجری میں مولا تا اسمٰعیل نے جو بنی کو گرا کر بنانیوالا بادشاہ گذرا ہے گروا دیا۔ اور وہ قصر جو کروڑوں روپیہ کی لاگت سے ستارہ برسوں میں تیار ہوا تھا۔ ستارہ ہفتوں کے اندر کھنڈرات کا تودہ اور پری چہرہ کنیزوں اور غلاموں کی بجائے بوم وشغال کا ملجا و ماوا بن گیا۔ اور مغرب کا کوئی شہر ایسا نہ رہگیا۔ جہاں اس کی عمارت اور مصالحہ کا کچھ نہ کچھ حصہ نہ پہونچا ہو۔ یہی حشر نیرنگی قسمت سے اس محل کا ہوا تھا جسے منصور کے ہمنام اندلسی بادشاہ منصور بن ابی عامر نے بنام زاہرہ تعمیر کرایا تھا۔ اور عجائبات عالم میں شمار ہوتا تھا۔ وہ ابھی تازہ ہی تیار ہوا تھا۔

کہ ایک اہل دل اور صاحب بصیرت ادہر سے گذرا۔ اسوقت محل مذکور کمال کے جوبنون پر تہا۔ اور مکان کیطرح مکین بہی برگزیدہ آفاق تہے۔ درویش کی زبان سے یہ ٹہاٹہ دیکہہ کر بیساختہ نکل گیا۔ "اے مکان تجہ مین کل مکانون کا مصالح لگا ہے ایک دن خدا تیرا مصالح کل مکانون مین تقسیم کرا دیگا" زیادہ مدت نہ گذری۔ کہ ایسا ہی ہوا۔ دیوار کے ساتہہ دیوار کہڑی نہ رہگئی۔ اوراس کی عمارت کے مختلف حصّے اور ستون وکتبے وغیرہ نہ صرف اندلس کے ہر شہر مین پہونچے۔ بلکہ عراق عرب تک لے جاے گئے۔

یفرنی لکہتاہے۔ جب مین بطریق سیاحت مراکش پہونچا اور بدیع کے کہنڈر دیکہے تو بے اختیار شیخ محی الدین ابن عربی کے یہ شعر میری زبان پر جاری ہوگئے جو اس ولی اللہ نے زاہرہ کے ٹیلون پر کہڑے ہوکر دلی سوز سے پڑہے تہے:۔

دیار باکناف الملاعب تلمع | وما ان بہا من ساکن فہی بلقع
ینوح علیہا الطیر من کل جانب | فتصمت احیانا وحینا ترجع
فخاطبت منہا طائرا متفردا | لہ شجن فی القلب وہو مردع
فقلت ماذا تنوح وتشتکی | فقال علی دہر مضی لیس یرجع

ابن الابار نے اس قطعہ مین جو اس کی کتاب تحفۃ القادم مین درج ہے بے ثباتی عالم کا نقشہ عجب عبرت بخش پیرایہ مین کہینچا ہے:۔

قلت یوما لدار قوم تفانوا | این سکانک الکرام علینا۔
فاجابت ہنا اقاموا قلیلا | ثم ساروا ولست اعلم اینا

ایک سبق آموز لطیفہ کہ ان ابیات کو نقل کرکے یفرنی لکہتا ہے۔ مین نے لفظ "دار البدیع" پر تامل کیا تو بحساب جمل اوسکے حروف کے اعداد ایک سوسترہ پاے۔ جو خدا کی شان۔ اس کی عمر کے عدد تہے۔ سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تیار ہوا اور سنہ ۱۱۱۹ ہجری مین منہدم قدرت کے یہی تماشے اور کرشمے ہین۔ جو بے اختیار انسان سے منوا دیتے ہین کہ لا الہ الا ہو الحکیم العلیم۔

ناصر بن غالب کی بغاوت بلا وریف مین اوسکا قتل ہونا

ناصر باپ کی زندگی مین تادلا کا گورنر تہا۔ غالب کی وفات پر متوکل نے تخت نشین ہوکر اپنے بہائی کو نظر بند

کر دیا۔ مگر جب معتصم ترکی لشکر کی مدد سے والیئے ملک ہوا۔ تو اوس نے ناصر کو رہا کر کے بڑی عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس جگہ دی۔ اور وہ وادالمخازن کی لڑائی تک اپنے چچا کے پاس رہا۔ جب وہ اس معرکہ میں فوت ہو گیا۔ اور منصور صاحب تاج و تخت ہوا تو ناصر اصیلا کے عیسائیون کے پاس چلا گیا۔ اور وہان سے سمندر طے کر کے اندلس پہونچگیا۔ اور عرصہ دراز تک والیئے قسطلہ وقشتالہ کے پاس مقیم رہا۔ جس نے آخر ۱۰۰۳ ہجری مین اسے مسلمانون مین باہم پھوٹ ڈلوانے کی نیت سے کچھہ فوج دیکر مراکو بھیجدیا۔ ناصر بندر ملیلہ مین خشکی پر اترا اور اس نواح کے باشندونکو متفق بناکر امیرالمومنین کا لقب اختیار کر لیا۔ رفتہ رفتہ دیگر علاقون ×× کے باشندے بھی اوس کی طرف میل خاطر ظاہر کرنے لگ گئے۔ کیونکہ منصور کی سخت گیری اور جابرانہ حکومت سے درحقیقت رعایا خوش نہ رہگئی ہوئی تھی۔ لیکن جو سمجھہ دار اور عاقبت اندیش تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ناصر منصور کی طاقت کے سامنے چند دنون سے زیادہ نہین ٹھہر سکتا۔ وہ خود ہی ناصر سے محترز نہ رہے۔ بلکہ اورون کو بھی روکتے رہے۔ آز انجملہ ایک فقیہہ محمد بن قاسم القصاری تھا۔ جس نے بلاد غمارہ کے مقتدرا اور بااثر شیخ صالح محمد بن علی کو منصور کی اطاعت سے منحرف نہ ہونیکا تاکیدی خط لکھا۔ یہ خط منصور کو مل گیا۔ جس نے اس وفاداری کے صلہ مین قصاری کو فاس کا مفتی اور امام شہر مقرر کر دیا۔ ولی صالح ابی الحسن بوزیدی کے حالات مین لکھا ہے کہ ان دنون وہ ایکدفعہ اپنے چند شاگردون کے ساتھہ خچر پر جا رہے تھے۔ کہ یکبارگی اپنے شاگردون سے سوال کیا۔ تم سن رہے ہو۔ میرا خچر کیا کہتا ہے۔ وہ مولا ناصر کی فتح کی فتح و نصرت کے لیے خدا سے فریاد کر رہا ہے۔ اور اسی طرح کل شجر و حجر۔ مگر مین اس کے برخلاف دیکھہ رہا ہون۔ اور ایسا ہی ہوا۔ منصور نے فوراً ایک جرار لشکر ولیعہد کے پاس بھیجکر اوسے اس مہم پر مامور کیا۔ جس نے بمقام حاجب ناصر کو فاش شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اور اوسکا سر کٹواکر باپ کے پاس بھیجدیا۔ یہ معرکہ بقول بعض ۱۰۰۴ ہجری اور بقول دیگر ۱۰۰۵ ھ مین ہوا۔ نشر المثانی مین حکایت درج ہے کہ ناصر کے قیام پر ایک ولی اللہ

شیخ ابو العباس احمد بن قاسم صومعی نے ظاہر کیا کہ وہ تادلا میں داخل ہوگا جس سے اونکی مراد اس کے بحیثیت فاتح داخل ہونے سے تھی۔ جب شیخ محمد الشرقی التادلی نے یہ سنا تو کہا احمد با سے درمکاشفہ میں، ناصر کا سر تادلہ میں داخل ہوتا دیکھا ہے۔ اور اس سے یہ غلط نتیجہ نکال لیا ہے۔ بہ زیادہ دن نہ ہوئے تھے کہ ناصر کا سر مراکش کو جاتے ہوئے راستہ میں تادلا سے گذرا۔

اس فتح کو خوشی میں بھی بڑا جشن بنایا گیا۔ اور شعرائے مبارکباد کے قصیدوں میں خوب خوب طبع آزمائیاں کیں۔ اور منصور نے حسب معمول دیگر فتوحات کی طرح اس کی خبر بھی کل دوست سلطنتوں اور ممالک غیر کے احباب کو روانہ کی۔ ان احباب میں دو سب سے نامور امامین ابی عبد اللہ زین العابدین بکری۔ اور ابی عبد اللہ محمد بدر الدین قرافی مصر کے جید علماء اور اہل دل تھے۔ انکو منصور عموماً اپنے ہاتھ سے خط لکھا کرتا تھا۔ اس فتح کی اطلاعی خط کا عنوان اس زمانہ کی عربی انشاء کا نمونہ دکھانے کے لیئے یہاں بجنسہ درج کر دیا جاتا ہے۔

من عبد ربہ المجاہد فی سبیلہ احمد المنصور باللہ امیر المومنین الحسنی الی الفاضل الذی اعتجر بالتقوی و ہو زین العابدین وتجلی بحلی المعارف الربانیۃ وتلک علی العارفین والسالک الذی برز فی الطریقۃ وسلک علی المجاز الواضح الی الحقیقۃ ففات شأو السابقین والعارف الذی تجرد عن رعونۃ الاہوا النفسانیہ فکان سلوکہ علی التجرید الی حضرت الواصلین الشیخ العالم الحجۃ الوافی السید البدر القرافی والشیخ العارف الواصل السری الکامل سلالۃ العلماء سبط الفضلاء ابی عبد اللہ زین العارفین ابن الشیخ السامی المقام قطب المشائخ الاعلام فخر علماء الاسلام الشہیر البرکت فی الانام ابی عبد اللہ محمد بن ابی الحسن الصدیقی ابقاکما اللہ وارواحکما تنتعطر بریاحین الانس فی حضرت القدس وتستنشق نفحات الہابیۃ من ریاض المشاہدۃ الی مدارج الانس ومعارج النفس وسلام علیکما ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ۔ وبعد حمد اللہ مفیض انوار عنایتہ احمد علی صاحبہ الصدیق مظہر کنوز للمعارف الربانیہ حبلا لعد جبل من بیت عتیق والقبلات

والسلام علی سیدنا محمد الذی اختار لمرافقتہ صاحبہ فی النار والعرش والطریق والرضا عن الرآئمۃ الخلق وسیوف الحق واصحاب الذین فاضت انوار ہدایتہم علی الغرب والشرق وبرکتہم انتسق لنا الفتح انتساق الاسلاک وبفضلہم یعلو سعدنا علی الکفر علو القطب علی دایرۃ الافلاک فکتبنا ہذا الیکم من حضرتنا مراکش حاطہا اللہ وصنع اللہ لہا مفعم السجل وواسع المجال عزمتہا الماضیۃ تبعث الی الحدائد سبل الادجال والایام بعز صولتہا ویمن دولتہا بہذہ المغارب باسمۃ الثغور وموذنۃ باتصال امرہا العزیز المجعول اللہ الی ان تطوی ملاءۃ الدہور ہذا وانہ اتصل بعلی مقامنا کتابکم الذی صدحت علی افنان البلاغۃ سواجعہ وعذبت فی موارد المجد الصدیقۃ منا ہلہ ومشارعہ ولطفت فی کل معنی من المعانی افانینہ ومنازعہ وتالفت علی الاجادت فی کل مقصد من المقاصد مواصلہ العذبت ومقاطعہ وابتحت بانزلہا النعمات الربانیۃ اباطحہ الفیح واجارعہ ومعہ المنظومات التی سحت بالسحکم وبہا ورسا فی البلاغت قدمہا وربانی منبت المواہب الربانیۃ یراعہا الفصیح وقلمہا وحل من نفوسنا موقعہا العجیب محلا من دون الشرلانی مطا لعہا والبدر لیلۃ تمامہ عجابا بہا وتنویہا وابتہاجا بالخوارق التی اطلق اللہ علی لسان مبدیہا۔ الخ

اس کے بعد اونکو ناصر کی بغاوت وہلاکت اور اس کی سابقہ زندگی کے حالات سے اطلاع دیکر عنقریب اندلس کو کفار سے فتح کرنے کے لئے اوسپر فوجکشی کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ اور اون سے استدعا کی کہ وہ غلبہ اسلام اور شکست کفار کے لیئے دعا کرتے رہیں۔ اور بارگاہ الہی میں التجا کریں کہ اس سرزمین میں پھر اسلام کا جھنڈا لہراتا دکھائی دے۔ یہ خط ربیع الاول ۱۰۰۸ھ کو لکھا گیا تہا۔

انہی دنوں اس مضمون کا ایک خط مغربی قافلہ حجاج کے میرسامان کے ہاتہہ حسن بن ابی نمی شریف مکہ کیطرف بہی لکھا۔ مولانا احمد نے حسن کو سلطان مکہ و مدینہ وحجاز شریف لکھا ہے۔ اور منصور نے بہی اوسے سلطان حسن کے لقب سے مخاطب کیا ہے۔ مگر یہ اونکی غلطی ہے۔ دیار مقدسہ اسوقت سے بہت عرصہ پہلے سے حکومت عثمانیہ کی حدود میں شامل ہو چکی تہی۔ حسن صرف شریف مکہ تہا۔ حرمین

کا بہی شریف نہ تہا۔ اس خط کا عنوان حسب ذیل تہا۔

من عبد اللہ المجاہد فی سبیلہ الامام المنصور باللہ احمد امیر المومنین الشریف الحسنی الی الاصالات التی تحجبت من ذوابت ہاشم فی صمیمہا و توغلت من غرفات حرمت اللہ بین زمزمہا و حطیمہا و تمتعت من عرارت مجید با منشاق ... الا ... یجبتہ و شمیمہا اصالات السلطان الاثیل الاثیر الاسنی الاسمی الازکی سلطان حسن ابن ابی نمی ابقاکم اللہ و البیت ذو الاستار تستفیون ظلالہ و تلتثمون من الحجر الاسود خالہ وسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجالس میلاد کی منصور کو مجالس میلاد منعقد کرنے کا بڑا شوق تہا۔ ماہ ربیع الاول کے شروع ہوتے ہی مجلس میلاد کی تیاریان شروع ہو جاتین۔ اور کل سلطنت کے ارباب ذکر و فکر اور اصحاب حال و قال کے نام دعوتی رقعے تقسیم ہو جاتے اور عجیب و غریب صنعت کی قندیلین اور شمعین رنگ برنگ کی بننی شروع ہو جاتین جو تاریخ مقررہ کی شام کو بڑے ٹہاٹہہ اور جلوس کے ساتہہ ایوان شاہی میں پہونچائی جاتین۔ بطلوع فجر کو سلطان بوقار و تمکنت شاہانہ شان مجلس ہوتا۔ امراء و وزرا اور فقہا و علما درویش و فقراء اور تمام باشندگان صف در صف ترتیب وار بیٹہتے اور سب سے اول واعظ فضائل نبی اور ان کے معجزات اور ولادت و زمانہ کے حالات اور دیگر واقعات تذکرہ شروع کرتا۔ پہر شعرا باری باری نعتیہ قصائد پڑہتے۔ من بعد اہل ذکر اور صوفیا کرام طرائق و معرفت کے اشعار پڑہتے۔ اور بالآخر سلطان کے مدحیہ قصاید سنائے جاتے۔ ابو الحسن علی بن محمد تامجروتی جو باب ترک سے بطریق سیاحت مراکو پہونچا۔ اپنی کتاب نفحۃ المسکیہ فی السفارت الترکیہ مین شاہانہ مجلس میلاد کے جاہ و تجمل اور شوکت و احتشام کو بالتفصیل ذکر کیا ہے وہ لکہتے ہین کہ ذکر و ورد اور قصائد خوانی سے پہلے تمام حاضرین کو ... کہانا مالقی و بلنسی و ترکی و ہندی ساخت کے طلائی و نقرئی گلٹ اور مینا سے مرصع اور چینی کے برتنون مین کہلایا جاتا۔ عود و مشک اور عنبری انگیٹہیان جا بجا جل رہی ہوتین۔ اور عرق گلاب یا معطر پانی سے ان کے ہاتہہ دہلائے جاتے۔ آخری تاریخ کو اس سے بہی زیادہ اہتمام و تکلف کے ساتہہ مجلس مرتب کیجاتی۔

رمضان شریف میں وہ ہمیشہ بخاری شریف کا ختم کراتا۔ اول رمضان سے فقہا درشتی اوس کے حضور یومیہ ایک سفر پڑھتے۔ بخاری شریف کو اونھون نے ۳۵ سفرون میں تقسیم کر رکھا ہے۔ عید اور شرلے دن کو چھوڑ کرکے شوال کو پوری ختم ہونی تلاوت کا یہ دستور تھا۔ کہ پہلے قاضی ایک ورق پڑھکر حاضرین پر انکی تقریر واضح کرتا۔ اور قابل توجہ مسایل پر بحث کرتا۔ جب دن بہت چڑھ آتا۔ تو مجلس برخاست کردیجاتی۔ اور سفر کا باقی ماندہ حصہ قاضی اپنے گھر جاکر ختم کرتا اسی طرح ۳۵ سفر تک ہر روز سلطان کے سامنے تلاوت اور بحث ہوتی۔ ختم مقدس پر منصور غربا و مساکین میں بڑی فراخدلی سے نقدی و اجناس تقسیم کراتا۔ اور ہر سال یوم عاشورہ کو عالیشان جشن مرتب کرکے غربا لڑکون کا اپنے خرچ سے ختنہ کراتا۔ اس موقعہ پر ہر مختون لڑکے کو کچھہ کپڑا۔ چند دراہم اور کچھہ مقدر گوشت کی بھی عطا کی جاتی۔

قاضی ابو القاسم بن علی شاطبی کے میلادی قصیدہ کا مقطع یہ ہے۔

بکم راس ہذا القرن جدد دیننا وفاضت بحور للعلوم ہوامع

اس شعر میں سرور کائنات کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ہر صدی کے سرے پر خداوند کریم ایسے شخص کو مبعوث کریگا۔ جو اس امت کے امور دین کی تجدید کریگا۔ بعض آئمہ نے ایسے اشخاص سے بادشاہ بعض نے علماء اور کسی نے اولیا سے مراد لی ہے۔

ابو الفارس عبد العزیز بن محمد فشتالی کے قصیدہ کے آخری چند ابیات یہ ہیں:۔

ہزبرا اذا زار البلاد زئیرہ	تضاءل فی احیاسہا اسد خفان
وان اطلعت غیم القتام بیوشہ	وارزم فی مرکوسۃ عدیران
تبین علی الارض العداۃ صوعقا	اس بلت علیہم بحر خسف ورجفان
سحاب لو یعلون رضوی لصدعت	صفادا لجیاد الجرد قدہ بعضبان
عد بدا سے اہن کل بروق حسلم	نہ کل کمی بالردینی طعان
اذا جن لیلا اسرت شہم تلی لہ	ہدیہم الی اردا حیات ہبیعان

من الاجر عن احد اغصص الرد — وعفرن فی وجہ الثری وجہ بستان
وسحن اقطار البلاد فاصبحت — تؤدی الخراج الجزل املاک سودان
توسمت نقمان الجہاد ہونا طق — وشاہدت کسر العدل فی صدر ایوان
وان ہذہ حر الثنا رتدفقت — انا ملہ غمر فاتدفق خلجان
ایا ناظر الاسلام ثم بارق المنا — وباکر ارض فی ذرا المجد فینان
قضی اللہ لی علیاک ان تملکما الدنا — وتلفتہا ما بین سوس وسودان
وانک تطوی الارض غیر مدافع — فمن ارض سودان الی ارض ہمدان
وتملاہا عدلا یرف لوادہ — علی الہرمین او علی راس غمدان
فکم ہنات ارض العراق بک العلا — ووافت بک البشری لاطراف عمان
فلو شارفت شرق البلاد سیوفکم — اتاک امتلا یا تاج کسری وخاقان
ولو نشر الاملاک وہی کہ اصبحت — عبا لاعلی علیاک ابناء مروان
وحتا یعک السفاح یقتا ولما تعا — برایۃ السودا واہل خراسان
فما المجد الا ما رفعت سماکہ — علی عمدی سمر الطوال ومران
دہا تیک ابکار القوافی جلوتہا — تغازلہن الحور فی دار رضوان
اتتک امیر المومنین کانہا — لطائم مسک او جمنایل بنتان
تعاظمن حسان یقال شبیہا — فرایدہ درا وقلایدہ عقبان
فلا زلت الدنیا تخوط جہاتہا — وللمدین تحمیہ بملک سلیمان
ولا زلت بالنصر العزیز موزرا — تقاد لک الاملاک فی زی عبدان

ترتیب جیوش وحالات سفر

ابی عبداللہ مہدی سے لے کر متوکل کے زمانہ تک ترتیب جیوش اور ماکل وملبس ومعاشرت وغیرہ مین بنوسعد کی سیرت وہی رہی۔ جو عرصہ سے عربونکی چلی آتی تھی۔ معتصم نے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے ہر بات مین ترکی آداب وقواعد کو رائج کیا جس سے عوام انکو اس وقت سے دن بدن بہت برا سمجھنے لگ گئے۔ منصور نے دونون معاشرتون کو باہم ملا کر ایک

۱؎ شاہ پرتگال کا مخفف۔

نئی ترکیب پیدا کرکے ضروریات زمانہ کے اقتصار کو بھی پورا کر دیا۔ کیونکہ خاص کر
ترتیب و تسلیح جیش میں ترکوں کی تقلید جو سو قت اول درجہ کی فوجی طاقت
شمار ہوتی تھی۔ [illegible] واجبات سے ہو چلی تھی۔ اور دوسری طرف اپنے ملک و الوان
کے قومی احساس و شعور کو بھی خوش کر دیا۔ فوجی خدمات کے لیئے اوس نے
چند ترکوں اور علوجیوں کو منتخب کرکے انہیں اپنے الطاف و اکرام اور احسان
و انعام سے سچا ہوا خواہ اور جان نثار بنا لیا۔ ان میں سے ایک مصطفی باشی تھا
جو ترک سواروں کے دستہ کا سردار اور محل شاہی کی محافظ فوج کا افسر اعلی
تھا۔ دوسرے کا نام محمود پاشا تھا جو خزانہ شاہی کا محافظ تھا۔ اور بیت المال
کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں رہتی تھیں۔ تیسرا۔ جو ذر پاشا فاتح سوڈان تھا
جو انہوں سپاہ کا قاید تھا۔ جلاوطن اندلسی مسلمانوں سے تفنگچیوں کا جرار
لشکر بھرتی کیا گیا تھا۔ قوم علوج میں سے ایک بھائی مسمی قاید علوج اپنی ہمقوم
سپاہ کا اور دوسرا مسمی عمار اہل سوس کے جیش کا سردار تھا۔ ان کے علاوہ
چند اور بھی دیگر غیر عرب اقوام کے سردار تھے۔ جن میں بنجتیار اور رنجا بہت
نامور تھے۔ ترکی اور علوجی لشکر ان اقسام پر منقسم کیے گیے تھے۔
(۱) بیاک۔ یہ دستہ کلاہ پوش تھا۔ کلاہ زرد رنگ کی ہوتی اس پر طلائی بیل
ہوتی تھی۔ اور ٹوپی کے ساتھ شترمرغ کے رنگے ہوئے پروں کی کلغی ہوتی
تھی۔ یہ دستہ سلطان کے خیمہ یا خاص ایوان کے سامنے حلقہ باندھے رہتا تھا
(۲) [illegible] یہ بھی کلاہ پوش ہوتے تھے۔ مگر ان کی ٹوپیاں بہت لمبی اور
اونچی ہوتی تھیں۔ جو [illegible] تک لٹکی ہوتیں۔ اور پیشانی کے بالائی حصہ
کے قریب [illegible] دونوں طرف ان سے زرد رنگ کے گلٹ شدہ نیزہ بندے
ہوتے تھے۔ جن پر بوقت خرام شترمرغ کے پروں سے بنے ہوئے دو پر دینان
کرنے پانستے تھے۔ یہ دستہ بیاک کے پیچھے کھڑا ہوتا تھا۔
(۳) بیینہ وشی۔ یہ دستہ چھوٹے سے نیزہ سے جس کا ڈنڈا خوب موٹا اور چھوٹا

یہ ترکی [illegible] [illegible] ہے جس کی [illegible] میں بک کا کاف سی پڑھا جاتا ہو۔ مولف مترجم

ہوتا تہا مسلح تہا۔ ڈنڈے پر بہی لوہا چڑہا ہوتا۔ اور سرے پر خاردار شخین جڑی ہوتین یہ سلاق کے نیچے کہڑا ہوتا۔

(۴) شنشریہ۔ ان کے ذمہ کہانا لانا اور لیجانا تہا۔ اس دستہ کا سردار مختیار تہا جو وادی مخازن کے پرتگالی اسیرون مین سے تہا۔ اور مسلمان ہوگیا تہا۔

(۵) قبیجیہ[1] یہ دستہ دروازون کے کہولنے اور بند کرنے اور ان کی حفاظت پر مامور تہا۔ مولود مشادری انکا سردار تہا۔ رات کیوقت محل شاہی کے گرداگرد پہرہ دینا۔ اور شاہی تخت و مسند کو بچہانا اوٹہانا۔ اور اس مین جہاڑو دینا او صفائی کرنا بہی اوسی کے سپرد تہا۔

(۶) شواشیہ[2]۔ جنگ و امن ہر دو حالت مین سپاہ کا اندرونی نظم و نسق اور ضبط او پیغامات و رسایل کا لیجانا ان کے سپرد تہا۔

فشتالی لکہتا ہے۔ یہ دستے وہ تہے جو پیدل سوار و توپخانہ یعنی سپاہ کی معمولی اقسام کے علاوہ صرف منصور کی فوج مین پائے جاتے تہے۔ اسوقت کے کسی اور بادشاہ کے پاس اس قسم کا کوئی دستہ نہ تہا۔ ان کے بعد مرتبہ مین سوار فوج تہی۔ جس کے سردار بلکباشات[3] کہلاتے تہے۔ تفنگچی فوج پیدل۔ جیش سوس جیش شراکہ (مشرقی علاقہ ملک کے باشندے) عسکر معلوجی۔ و عسکر اندلس مین منقسم تہی۔ علم بردارون کا علیحدہ دستہ تہا۔ جنکا اعلی افسر … شاہی چہتر کا سایہ منصور کے سر پر شجاع اور شجاع کو رستم دوران بنا دیتی تہین۔ جب منصور کی سواری باہر نکلتی۔ اور یکل دستے اپنے اپنے موقعہ پر قرینہ دار صف بستہ اوس کے آگے پیچہے اور دائین بائین ساتہ ہولیتے۔ تو ایک عجیب بارعب جلوس بنتا تہا۔ جس کا باتجمل و وقار نظارہ لوگون کی آنکہون مین چکا چوند اور دلون مین ہیبت پیدا کر دیتا۔ مصنف مناہل الصفا کا بیان ہے کہ چہتر شاہی کا استعمال پہلے پہل

---

[1] ترکی لفظ قپوجی کا معرب قپو ترکی مین دروازہ کو اور جی صاحب کو کہتے ہین۔
[2] شاوش کی جمع جو چاوش کا معرب ہے۔ انکو زمانہ حال کے صیغہ ارکان حرب[؟] جنرل شاف برابر سمجہنا چاہئیے۔
[3] یہ بہی ترکی بلوق باشا کا معرب ہے۔ بلوق رسالہ کو کہتے ہین۔ عربی مین اسے معرب بنا کر طرنباط کہتے ہین جو دراصل انگریزی لفظ ٹرمپٹ ہے۔

خاندان سعدیہ نے رائج کیا۔ جو صریح غلط ہے۔ اس کا رواج بلاد شرق و غرب دونوں جگہ زمانہ قدیم سے پایا جاتا ہے۔ اس ٹھاٹھ اور شاہی کروفر کو دیکھ کر عوام کے دلوں میں یہ خیال بڑی پختگی سے بیٹھ گیا تھا۔ کہ منصور کے پاس بے انتہا فوج ہے۔ اس عام اعتقاد نے سینکڑوں طرح طرح کے مبالغہ آمیز قصے اور فسانے ایجاد کرا دئے۔ از انجملہ یہاں درج کیا جاتا ہے روایت ہے کہ ایک دفعہ منصور اکیلا مراکش سے اوس کے متصل میدان ملیہ کو اپنی محافظ فوج کی بیخبری میں نکل گیا۔ جب اوسکو خبر ہوئی تو اوسکا ہر ایک آدمی جس حال میں تھا اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیئے دوڑا۔ ان کے جمع ہو جانے پر منصور نے گنتی کیئے جانے کا حکم دیا۔ تو اونکی تعداد اسی ہزار پائی گئی۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اسکا لشکر قواعد دانی اور کار آموزی میں خاصہ ماہر ہونے کے علاوہ تعداد میں بھی کچھہ کم نہ تھا۔ شیخ احمد المقری اندلسی اپنی کتاب ”رحلة الشباب الانقار الاحباب“ میں لکھتے ہیں۔ جب میں نے مراکش میں آکر منصور کی سپاہ میں صرف سواروں کی تعداد ۲۶ ہزار سے زیادہ پائی تو مجھے خیال گذر گیا کہ اگر وہ ہمت و حوصلہ کرکے اندلس پر حملہ کر دے تو اوسے کفار سے فتح کر لینا اس کے لیئے کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔

عوام میں مشہور ہے کہ منصور چھہ مہینے مراکش اور چھہ مہینے فاس میں رہا کرتا تھا۔ یہ صحیح نہیں زہرۃ الشمایخ کا شارح لکھتا ہے کہ وہ بہت ہی قلیل السفر بادشاہ مدت العہد میں صرف دو دفعہ پایہ تخت سے فاس کو گیا عموماً عیش و عشرت اور استیفاء شہوات میں ہی منہمک رہتا۔ اور جب سفر کو نکلتا بھی تو بڑے ٹھاٹھ اور تجمل سے۔ نفحۃ المسکیہ کا مولف لکھتا ہے۔ اس نے سفر کے لیئے ایک عالیشان قصر عود کی لکڑی کا تیار کرایا ہوا تھا۔ جو مختلف ایوانوں اور حصوں میں منقسم تھا۔ ہر ایک ایوان کا رنگ اور نقش و نگار کی طرز جداگانہ تھی۔ اور آرایش و تکلفات کا تو کچھہ ٹھکانا ہی نہ تھا۔ قصر کا ہیکوا ایک اچھا خاصہ شہر تھا۔ یہ ہر سفر میں اس کے ساتھہ ساتھہ رہتا۔ اور وہ اس میں فروکش ہوتا۔ اس سفری مکان کی نظیر شاہان قدیم میں سے کسی کے پاس نہیں پائی جاتی۔ منصور اولیاء اللہ کے مقابر کی زیارت

کے لیئے بھی عموماً جاتا تھا۔

ایک بدوی و شہری کا مناظرہ

ایک دفعہ منصور اندلس گیا۔ علماء عصر میں سے قاضی القضاۃ فقیہ ابو مالک عبد اللہ بن احمد الحمیدی بھی ساتھ تھا۔ جو علمیت و فضیلت کے ساتھ شعر گوئی میں بھی طاق۔ مگر کسی قدر زود رنج اور سنگدل ہونے کے علاوہ اپنی قابلیت پر نازان بھی بہت تھا۔ اوسے نادرہ روایت میں ایک بادیہ نشین فطرتی طباع اور طبعی شاعر نے ایسا سبق دیا جسے وہ مدت العمر فراموش نہ کرسکا۔ اور روایت تک یہ واقعہ جریدہ عالم پر ثبت ہوگیا قاضی کے خیموں کے رسون میں سے ایک رسے سے اس شخص کا اتفاقیہ پاؤں الجھ جانے سے جب خیمہ کو جنبش پہونچی تو اندر سے قاضی صاحب نے للکارا۔ کہ کون بیل ہے۔ جس نے خیمہ کو میرے سر پر گرا دیا ہے۔ بیل نے اس حقارت آمیز نخرہ کے جواب میں ایک ورق اندر پھینکدیا۔ جس پر نہایت بدیع اشعار میں چند ایسے سوالات پوچھے گئے تھے۔ کہ قاضی صاحب کی عقل چکر کھاگئی۔ جب منصور تک یہ قصہ پہنچا تو متحیر ہوکر پکار اوٹھا۔ یہ خدا کی شان ہے کہ ایک بدوی نے شہریوں کے قاضی القضاۃ اور علامہ کو ایسا ذلیل و شرمندہ کیا ہے۔ کہتے ہین کہ قاضی نے جواب تو دیا۔ مگر چار سال بعد جب کہ سائل فوت ہوچکا تھا۔ اس بدوی کا نام ابو عثمان الہلالی الرودانی بتایا جاتا ہے۔ یہ سوال و جواب بجنسہ عربی دان ناظرین کی دلچسپی و آگاہی کے لیئے یہان درج کیئے جاتے ہین۔

سوال

ابی بابک العالی مسائل ترتقی — تفطن لہن یا حمیدی و احمدتی
فما الحکم فی الاوزاغ[1] ہل سماغ اکلہا — وما الحکم فی موقی الجانبین فانطق
وہل جاز للمسبوق بعد تشہد — وما ہار اذ رام اکمال ما بقی
وما وزن لیس[2] ادریب و اصلہ — وما جمع قلت نصاع محقق۔
وما وزنہ سمر ولاتن واتننا — بجمع سواء و المقید اطلق
وبین لنا من فی اعوذ برینا — من الجیس والنخمیین فی الکل فاتق

[1] جمع وزغ۔ جنگلی گرگٹ ۱۲

جواب

جوابک فی الاولی اباحت کلہا	بمذہبنا فاجزم بذاک وصدق
کذا ابن حبیب فی الخشاش ماجہ	لتناجہ مثل العقارب فاسبق
وقد قیل فی الاوزاغ بجرم اکلہا	وذالک فی الکافی لیوسف فاتق
ومستقذر یحکی المخالف منعہ	وانکرہ التنبیہ فافہم ودقق
ورجح مایحکی المخالف لبعض من	لہ العزو للتحقیق لا للتشدق
ومیت مجنون جری خلف حکمہ	بعلم کلام لا تکن غیر متقی
وتحقیقہا ان الجنون الذی طرا	یصیر کموت فصل الحق یعلق
تاونہ بعد البلوغ طروہ	وحین بری قبل البلوغ فطبق
واونہ اثر الصلاح وتوعہ	وحینان بعصیان الکبیرۃ یلتقی
وحینا یدوم للممات وتارۃ	یفیق فخذ حکم الجمیع ووثق
وینذب للمسبوق دعوی تشہد	وفاق امام فی المناجات فارتق
ولیس لہ فعل کقال واصلہ	بکسر الیاء فاکسر العین ترتق
وجمعک صاعا فی اقلین اصوع	واصوع بہمزۃ الواو فانہج ومنز
وان شئت فاقلبہ فیرجع اصعا	لصنایع تصریف فللعلم شنتوق
وصاع کعام عینہ فرع ضمتی	وتحریکہ نحو فترۃ د حقق -
وجمع سواء فالذی منہ جاء	باسوئۃ علم القیاس فعزق
وشنتقہ وزن السخطا یاقیا	سواسیۃ نقل فیا سحق فانطق
ومتعمد من فی لعوذ بدبغایۃ	فابلیس مبدا العوذ عند الموفق

ولیعہد کی بغاوت منصور کو بڑے بیٹے سے جو دلی محبت تھی۔ اس کا ثبوت اس سے مل رہا ہے کہ اعیان دولت اور افراد خاندان سے دو دفعہ اس کے ہاتھ پر بیعت کرائی۔ منصور کو اپنی ذات کے بعد دنیا میں اگر کسی کا خیال تھا۔ تو صرف اپنے ولی عہد کی بہتری کا۔ چنانچہ جب کبھی وہ خزانہ کے کسی صندوق کو مقفل کرا کر اوس پر اپنی مہر ثبت کرتا۔ تو بلاناغہ ہر دفعہ یہ دعا ساتھ کرتا۔ کہ خدا

وندکریم اوسے شیخ (ولی عہد کا پیار کا نام) کے ہاتھہ سے کہلاتے مگر ما در چہ
خیالیم وفلک درچہ خیال۔ بمصداق۔

ماکل ما یتمنی المرء یدرکہ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

منصور اوسے جیسا لائق وقابل دیکھنا چاہتا تھا۔ ویسا ہی نالائق وخبیث
نکلا۔ وہ دن رات شراب وعصیان مین غرق رہتا۔ اور امور دین اور صوم وصلوٰۃ
سے درگذر کر ملکی انتظام سے بہی روگردان ہو گیا۔ جب یہ خرابی زور پکڑ گئی۔ تو
منصور کے وزیر ابو اسحق ابراہیم نے اوسے بہت سمجھایا۔ لیکن تربیت نا اہل راچون
گردگان بر گنبد ست۔ سدہرینگی بجائے وہ اور بگڑ گیا۔ اور نصیحت کے صلہ مین
ناصح کو زہر سے ہلاک کرا دیا۔ بعد ازان منصور کا کاتب ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل
مؤلف کتاب در المدرود والمقصور من سنا السلطان المنصور کا بہی ناصح بننے کی گستاخی
کا مرتکب ہوا۔ تو اوسے بہی اس کی پاداش مین مقید کرکے اس کا کل مال واسباب
جس مین صرف سونے کے اسی وزنی برتن تہے ضبط کر لیا۔ جب پانی سر سے گذر
گیا۔ اور باپ کے پاس متواتر شکایات پہونچنے لگین۔ تو اوس نے اوسے سخت زجر
وتوبیخ بتائی۔ اوسکا بہی اثر الٹا پڑا۔ تو منصور نے خود فاس جانیکا عزم کیا۔ یہ سنکر
برخوردار فرزند نے اپنا کل لشکر جو تعداد مین ۲۲ ہزار تہا۔ اور اوسکا۔ اور اسکا
ہر ایک سپاہی زربفت اور حریر کے لباس مین غرق گل اندام معشوق بنا پہرتا
تہا۔ جمع کیا۔ اور ارادہ یہ کیا کہ تلمسان جاکر ترکون سے باپ کے برخلاف مدد
لینگے۔ منصور یہ خبر پاکر فاس جانے سے رک گیا۔ اور یہ سوچکر کہ شاید اسی طرح اسکی
عقل آجائے۔ لطف ونرمی سے بیٹے کے نام فرمان لکہا کہ مین تمہین سجلماسہ
اور درعہ کی گورنری دیتا ہون۔ اور وہان کی کل آمدنی تمہارے سپرد کرتا ہون
اس خط کا کچہہ اثر ہوا۔ حتی کہ وہ سجلماسہ کے ارادہ سے فاس سے روانہ
بہی ہو گیا۔ مگر تہوڑے ہی دور جاکر پہر بدبختی سر پہ سوار ہو گئی۔ اور شہر کو پلٹ
گیا۔ اور پہلے ہی حال مین غرق ہو گیا۔ اس پر محمد نے چند امیان دولت
اور علماء ملت کو روانہ کیا۔ اونہون نے بہت سمجہایا۔ اور باپ کے غصہ و
ناراضگی کے نتائج بد سے ڈرایا دہمکایا۔ مگر دیکہا کہ اوسے سوائے اپنی بدمعاش

اور ان کے لوازمات سے اور کسی قسم کے کلام یا کام سے دل بستگی ہی نہین۔
ایک کان سُن رہا ہے۔ اور دوسرے کان تمام نصیحتون کو باہر نکال رہا ہے
تو سخت مایوس ہو گئے۔ تاہم جب اس نے استقدر وعدہ کیا کہ اس نے بہلے نے
کا عزم چھوڑ دیا ہے۔ اور چند کھلم کھلا نالایقیون سے بہی محترز ہو گیا۔ تو
اونہون نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ اور واپس آکر رفع شر کے لیئے منصور کو
کہدیا کہ اب وہ تائب ہو گیا ہے۔ . . . منصور جانتا تہا۔ کہ یہ محض دروغ
مصلحت آمیز ہے۔ اب اس نے بلطف وحیل بیٹے کو قابو کرنے کی کوشش شروع
کی کے اوسے ایک طویل خط لکہا جس مین اوس کے بعض کاموں پر ڈانٹ بتائی
کہین نرمی سے کام لیا۔ اور بڑا زور اس امر پر دیا کہ اُس نے بنو سعد کے شریک
خاندان بنو طلحہ کے جو اکثر امرا اپنے گرد بیش مناصب جلیلہ پر جمع کر لیئے ہین
اس مین بہت غلطی کہائی ہے۔ ان لوگون پر اعتماد و بہروسہ کرنا اپنی بیخکنی کرنا
ہے۔ بطور سابق اس طویل خط کا بہی جو بار یک ٹائپ کے اڑہائی صفحہ پر پہیلا ہوا
ہے۔ صرف عنوان ناظرین کی آگاہی کے لیئے یہان درج کر دیا جاتا ہے:۔
من عبد اللہ تعالی المجاہد فی سبیلہ الامام المنصور باللہ امیر المومنین ابن
امیر المومنین ابی عبد اللہ محمد الشیخ الشریف الحسنی ایدا اللہ وا مرہ وظفر
عساکرہ الی ولدنا وولی عہدنا الامیر الاجل الافضل الاکمل الاغر ابا الشیخ
وصل اللہ کمالکم وسنی من خیر الدین آمالکم ورحمۃ اللہ امابعد کتابنا ہذا الیکم
من حضرت مراکش حاطہا اللہ ولا جدید الا عودہ مولانا من الخیر اللہ الحمد واللنۃ
یہ خط جو یکم جمادی الاول ۱۰۰۱ ہجری کو لکہا گیا۔ درحقیقت محض
اہلہ فریبی کی غرض سے تہا۔ کہ سرکش ولیعہد کر دار ولی عہد مطمئین خاطر ہو کر باپ
کی یورش و حملہ کیطرف سے بیفکر ہو جائے۔ ادہر اوسے یہ خط بہیجا۔ دوسری
طرف دوسرے بیٹے زیدان کو حکم بہیجدیا ہے کہ ایک سو سوار تافیلالت کو
براستہ بہیجدے کہ جو آدمی مراکش کیطرف سے شمال و مغرب کو جاتا ہو
ملے۔ اوسے واپس لوٹا دین۔ انہی ہدایات کے ساتہ اپنے آزاد غلام مسعود
الاودی کو سلاکی سٹرک پر بہیجدیا۔ پہر خود بارہ ہزار چیدہ سوار ہمراہ لیکر

اوائل جمادی الاول ۱۰۰۱ہجری مین فاس کو روانہ ہوگیا۔ اور پیشتر اس کے
وہان کسی کو کچھہ خبر ہو پہنچے چند دنون مین ڈبل کوچ کرتا ہوا فاس کے متصل
موضع الدوح پہونچ گیا۔ اوسی دن ولی عہد نے کچھہ مصاحب موضع مذکور
کی طرف یہ دیکھنے کے لیئے روانہ کیے۔ کہ آیا کوئی مسافر مراکش کا بہی گذرتا
ہے کہ نہین۔ اگر گذرے تو اس سے وہان کے حالات دریافت کرین۔
وہان پہونچکر تمام میدان کو فوج اور گہوڑون سے بھرا ہوا دیکھہ کر انکی
حواس پریشان ہوگئے۔ اور بارنگ ورو باختہ ولی عہد کو کل خبر جا دی کہ تم
چارون طرف سے گہر گئے ہو۔ اور بہاگنے کا کوئی راستہ نہین رہ گیا۔ بد
نصیب کو سہو قت بہی ہوش نہ آیا۔ نہ بدبختی نے اوس کا ساتھہ چھوڑا۔
تائب ہوکر سیدہا باپ کے پاس پہونچنے کی بجائے اپنے بدکردار حوالی
موالی اور مصاحبون کو لیکر شیخ صالح کے زاویہ کو جو دریا ورغہ کے کنارہ
ہے بہاگ گیا۔ شیخ موصوف ۹۹۵ہجری کو فوت ہوچکا تہا۔ منصور کو خبر ملی۔ تو
اُس نے جوذر پاشا اور قاید منصور البنیلی کو اس کی گرفتاری کے لیئے بھیجکر سخت
قسم کہائی کہ اگر وہ اوسے ساتھہ نہ لائے تو عبرت بخش سزا دیگا۔ جب یہ پہونچے
تو ولیعہد کے حکم سے اوس کے رفقاء لڑائی کو تیار ہوگئے۔ اور اونپر گولیان
چلائین۔ لیکن آخرش پکڑا گیا۔ اور باپ کے حضور لایا گیا۔ منصور اسوقت
تک فاس مین داخل ہوچکا تہا۔ اوس نے ولیعہد کو مکناسا کے قید
خانہ مین بہیجدیا۔ اور اس واقعہ کے مفصل حالات اپنے بیٹے ابو فارس
کو جسے مراکش مین اپنی جگہہ چھوڑا تہا۔ تحریر کیئے۔

کچھہ دنون کے بعد ولی عہد کی ماں خیزران نے مراکش کے ان اعیان
کو جو منصور کے ساتہہ آئے تہے۔ کہلا بہیجا کہ وہ اس کے بیٹے کی سفارش
کر کے باپ کے دل کو اس کی طرف سے صاف کردین۔ وہ جب سفارش
کو گئے۔ تو منصور نے اونکو جواب دیا۔ پہلے مکناسا جا کر اوس کی حالت دیکھو
پھر جو راے قایم ہو اس سے اطلاع دو۔ وہ جب مکناسا گئے تو اوسے
پہلے سے بدتر اور خبیث پایا اُس نے اپنے بدکردار رفقاء کے حالات

دریافت کریے اور انکی جدائی اور بیعزتی پر افسوس ظاہر کرنیکے سوا اور کوئی بات ہی نہ کی - ان لوگون مین سے چندنے واپسی پر ازراہ منافقانہ اس کی تعریف کی - کہ وہ اب سدہر گیا ہے - لیکن باقی ماندہ نے صاف کہدیا کہ وہ اس قابل نہین کہ اوسے دو شخصون پر بہی حاکم بنایا جائے - یہ سنکر منصور نے پوچھا کہ پھر اس کا کیا علاج کیا جائے - اور لوگ سب خاموش رہے - لیکن خلیفہ کے ماموں عبدالعزیز بن سعید درکیتی نے جواب دیا مین اس کی کرتوتون کو دیکھ چکا ہون وہ کبھی نہین سدہر یگا - اوسے قتل کرا دیا جائے - منصور کو یہ جواب برا تو نہ معلوم ہوا - مگر جواب دیا کہ بیٹے کو . . . کس طرح مروا دون - پھر مکناسہ کے گورنر کو اس پر اور زیادہ سختی اور تشدد کرنے کا حکم بہیجدیا - کہ شاید اسی سے اس کی حالت سدہر جائے -

وبا اور قرنطینہ کچھ عرصہ بعد منصور فاس مین ابوزیدان کو نائب چھوڑ کر و دیگر احتیاطین خود مراکش واپس جانے کے لیئے شہر سے باہر میدان مین خیمہ زن ہو گیا - اتنے مین اوسے خبر پہونچی کہ مراکش اور بلادسوس مین وبا نمودار ہو گئی ہے - اس پر اس نے اپنے بیٹے ابی فارس کو جو مراکش مین تہا - بمضمون ذیل خط لکھا ہ

تمہارا خط مجھے سہ شنبہ کی شام کو ملا - اور آج چہارشنبہ کی صبح کو اس کا جواب لکھتا ہون - آج اگر دیوان اور دربار عام کا دن ہوتا - تو بہی تحریر جواب کو توقف نہ کرتا تاکہ تمہین جلد میرا خط مل جائے - اگر شہر مین وبا خفیف سی بہی نمودار ہو جائے - یعنی خواہ ایک ہی شخص کے اس مین مبتلا ہونے کی خبر ملے - تو قائد محمد کے ماتحت ایک سو معتبر تفنگچی چھوڑ کر خود فوراً شہر سے نکل جاؤ - پھر شہر سے نکل کر یہان تک احتیاط رکہنا کہ جب تک سلانہ پہونچ جاؤ راستہ مین کہین ایک یا دو دن سے زیادہ قیام نہ ہو - مزید بران تریاق کو بلاناغہ بمقدار معلوم ہر روز استعمال کرتے رہو - باقی رہا تمہارا لڑکا اور دیگر صغیر السن اطفال انکو تریاق گرمی کریگا - انہین شربت محروقہ جسکی کثیر مقدار مین التوتنسی کے پاس چھوڑ آیا ہون - دیتے رہو - اور جب کبھی دیکہو کہ اس کے استعمال سے

اون کے معدہ مین برودت پیدا ہو گئی ہے۔ تو ایک یا دو مرتبہ تریاق بقدر حاجت
انکو کہلا دیا کرنا خدا وند کریم اپنے فضل و کرم سے اور بحرمت خیر البشر تم سب کو
اپنے حفظ و امان مین رکھے۔ اور ملک کو اس مصیبت سے نجات بخشے۔

انتظام قحط کی ” تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ خنق الوادی کے لوگون کے پاس صرف ایک
مہینہ کا غلہ رہگیا ہے۔ اس کے بعد اگر در بعہ لا اہین غلہ نہ بھیجا گیا تو وہ قحط سے
مرنے لگ جائینگے۔ اس کے متعلق پہلے بھی حکم دے چکا ہون کہ سمندر کے رستہ
اونکو غلہ بھجوا دیا جائے۔ جو اگر روانہ کر دیا گیا ہے تو اب تک پہونچ گیا ہوگا۔
ورنہ اب بلا توقف اس کا تدارک کیا جائے۔ اگر سرکاری ذخیرہ مین کافی غلہ
نہ ہو تو خرید کر بھیجا جائے۔

تنبیہ و تطہیر ” مین یہان تک لکھ چکا تہا کہ تمہارا دوسرا خط پہونچا۔ تمہارے
پاس کے گورنر یا کسی اور آدمی کیطرف سے جو خط آئے۔ اوسے تم خود ہرگز
نہ پڑہو۔ نہ قاصد کو اپنے مکان مین آنے دو۔ بلکہ لفافہ اپنے کاتب کے حوالہ
کرا دو۔ اور وہ اوسے پہلے سرکہ مین بھگو کر خشک ہونے کے بعد کہولا کرے
اور خود ہی پڑہکر تمہین اوس کے مضمون سے آگاہ کر دیا کرے۔

” مجھے تمہارے ماموں کے بیٹے احمد بن محمد الصغیر گورنر سوس کا خط
ملا ہے۔ جس مین وہ وہان کی وبا کی کثرت کی شکایت کرتا ہے۔ وہ یہ
شکایت اسی لیئے کرتا ہے کہ اوسے اپنے محل ماموریت کے چہوڑنے کے لئے
بہانہ بنلے۔ تم نے اچھا کیا۔ کہ اوسے مراکش نہ آنیکی اطلاع دیدی۔ وہ ہماری
اجازت کے بغیر اور پھر ایسی صورت مین جبکہ ہم دار الخلافہ سے دور رہین۔ ایسی
جگہ سے جانیکا ارادہ رکہنے کی کس طرح جرأت کرسکتا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا
تو وہ ہماری نظرون سے گر جائیگا۔ اور پھر کبھی یہ منزلت حاصل نہ کر سکے گا۔
ہان اگر وہان بیماری بہت ہی شدت سے پہیل جائے تو اس مین کوئی ہرج نہین
کہ وہ وہان سے نقل کر کے متصل علاقہ خنق الوادی مین چلا جائے“

پھر چند گورنرون کی تقرری و ماموری اور ترسیل غلہ اور قصر البدیع کی
جلد تکمیل کے متعلق لکھ کر اپنے ایک پست قامت سرخ یابو کی نسبت تاکید کی

کہ اوسے ہمیشہ سبز خوید نہ دی جائے کہ موٹا نہ ہو جائے۔ اور دن مین ایک دفعہ ضرور اس پر سواری کی جائے۔ اس کے بعد تریاق کے استعمال کی مکرر تاکید کرکے لکھا کہ (رنی تریاق دمعجون) داروغہ ملبوسات کی تحویل مین ہے اوسے اپنے سامنے وہان سے نکلوانا۔ اور خاندان شاہی کے علاوہ فلان فلان یہان ایک غلام محل سرا کی اردبیگنی اور کئی اور اشخاص کے نام درج ہین) کو بھی روزمرہ کھلائی جاوے۔ اور اپنے چچا کی بیٹی (یعنی اپنی بیوی) عزیز بابا عبد الملک کی مان کو پیچھے نہ چھوڑ جانا۔ اور میرے عزیز بچون (اولاد ابی فارس) عزیز بابا اور رضیہ کو بہت بہت پیار کرنا۔ اس پیاری لڑکی کے لیئے میرا دل بہت ترس رہا ہے جمع اللہ بکم الشمل جمیعاً آمین۔ بحرمت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم وآلہ خیر ال والسلام"

کرنتینہ کی بحث کے اس خط کو بجنسہ نقل کرکے مولانا احمد مصنف استقصا دو اعتراض کرتے ہین۔ اول یہ کہ منصور کا ابی فارس کو وبا (طہور پذیر خواہ وہ کیسی ہو خفیف کیون نہ ہو) مراکش سے نکل جانے کا حکم دینا خلاف شرع تھا۔ دوم یہ کہ سوس کے خطوط کے متعلق جو ہدایت کی وہ فرنگیون کے دستور قرنطینہ کے مشابہ تھی۔ جسے وہ وبا سے محفوظ رہنے کا ایک بڑا سبب سمجھتے ہین۔ اس کرنتینہ کے متعلق تونس کی جامع زیتون کے مدرسہ کے مالکی مدرس شیخ ابن عبد اللہ المناعی التونسی المالکی۔ اور تونس کے حنفی مفتی شیخ محمد بیرم کی رائین نقل کین۔ مالکی عالم نے اوسے قضا ر سے فرار قرار دیکر حرام بنایا۔ اور حنفی مفتی نے مباح۔ میری اپنی عاجزانہ رائے یہ ہے کہ حرمت و اباحت کے فیصلہ کے لیئے پہلے یہ دیکھنا واجب ہے کہ امر زیر بحث مین مصلحت و مفسدہ کیا کیا ہے۔ اور کس کا پلہ وزنی ہے۔ اور اگر دونون مساوی ہون۔ تو اصول شریعت کے مطابق مفسدہ کو مصلحت پر مقدم سمجھا جائیگا۔ کرنتینہ پر بنظر امعان غور کرنے سے بین اس مین مصلحت اور مفسدہ دونون پاتا ہون۔ مصلحت یہ ہے کہ وہ بلاد زیر کرنتینہ کے باشندون کی سلامتی کے لیئے قائم کیا جاتا ہے لیکن یہ مصلحت غیر محقق ہے۔ بلکہ مظنون بھی نہین کیونکہ یہ عام مشاہدہ ہے کہ اکثر

زیر کرنتینہ علاقہ و بلاد مین گو اس کے قواعد و ضوابط کی پوری پوری تعمیل کیگئی ہو۔ وبا داخل ہو جاتی ہے۔ جس کا یہ بیان ہو کہ کرنتینہ ہمیشہ سلامتی کا موجب ہوتا ہے۔ وہ اس کا ثبوت پیش کرے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ کرنتینہ کی مصلحت مشکوک بلکہ معدوم ہے۔ اور ایسے امر کو شریعت کبھی قابل التفات نہین سمجھہ سکتی۔

باقی رہے مفاسد۔ وہ دونون قسم کے دینی و دنیاوی اس مین پائے جاتے۔ دنیوی یہ ہے کہ تاجرون اور مسافرون کو اس سے سخت تکلیف پہونچتی ہے۔ اور ان کے کاروبار مین بہت بڑا ہرج واقع ہوتا ہے۔ دینی یہ ہے کہ اس سے مومنین کے اعتقاد مین خلل اور توکل مین رخنہ پڑجاتا ہے اور یہ سمجھنے لگ جاتے ہین۔ کہ وہ خدائی قضا کا دافعہ اور اس سے بچانیوالا ہے۔ اور اسطرح عوام الناس قصور افہام سے ضعف ایمان کے ورطہ مین پھنس جاتے ہین۔ یہ دونون مفسدات تحقیقی اور عام مشاہدہ کی بات ہین۔ پس کرنتینہ کی حرمت صاف ظاہر ہے۔

حافظ قسطلانی نے اپنی کتاب جامع الصحیح مین سورہ نساء کی آئیت لاجناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم۔ کی تفسیر مین جو یہ لکھا ہے کہ اس سے جمیع مضار مظنونہ سے حذر کرنیکا وجوب ثابت ہو رہا ہے۔ اور بنابرین دوا سے علاج کرنا اور وبا سے احتراز کرنا اور جھکی ہوئی دیوار کے نیچے بیٹھنے سے محترز رہنا واجب ہے۔ اس سے ایسا حذر مفہوم ہے جس کی شریعت اجازت دیتی ہے۔ مثلاً اس کا یہی حکم کہ جس علاقہ مین وبا ہو وہان نہ جاؤ۔ اور بیماری کا لائق طبیب سے علاج کرواتا نہ کہ ایسا حذر جس سے کوئی مفسدہ اور اعتقاد مین خرابی پیدا ہوتی ہو۔

مولانا احمد کی اس قطعی رائے سے استاد ابو محمد عبد اللہ بن الہاشمی بن خضراء السلاوی نے بھی جو کئی برسون سے مراکش کے قاضی ہین کامل اتفاق کیا ہے۔ لیکن حنفی علماء نے ہرجگہ اس کی اباحت کا فتویٰ دیدیا ہے چنانچہ سلطنت عثمانیہ مین جہان فقہ حنفیہ کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ اب کرنتینہ

کا عام رواج ہے۔

وفات منصور وباء کی خبر سنکر فاس کے میدان مین ہی رک گیا تھا مگر قضاء کو کوئی تدبیر یا احتیاط نہ روک سکی۔ اور اُسی وبا سے فوت ہوا۔ جس سے اوسے بڑا خوف تھا۔ یہ بیماری اوسے ۱۱ ربیع النبوی سنہ ۱۰۱۲ ہجری کو بروز چہارشنبہ چمٹی۔ اور دوشنبہ کو (سنہ ۶۰ مین) راہی ملک بقا ہوگیا۔ اسے پہلے فاس مین جامع اعظم کے مقصورہ کے سامنے دفن کیا گیا۔ مگر بعد ازان اس کی لاش کو مراکش لیجا کر جامع المنصور کے سامنے قبرستان شرفاء مین دفن کیا گیا۔ اس پر ابتک عالیشان عمارت کھڑی ہے۔ اور قبر کے تعویذ پر یہ تاریخی کتبہ نقش ہے:۔

ہذا ضریح من غدت به المعالی تفتخر

احمد منصور اللوا بکل مجد مبتکر

یا رحمة الله اسرعی	بکل نعمی تستمر
وبا کری الرمس بما	ومن رضاه منہمر
وطیبی ثراه من	تذکره کره العطر
وافق تاریخ الوفا	ته دون تفنید ذکر
مقعد صدق داره	عند ملیک مقتدر

یہ وبا سنہ ۱۰۰۷ ہجری سے شروع ہوکر سنہ ۱۰۱۶ ہجری تک بلا مبرم کیطرح مراکو پر متسلط رہی اور گھرون کے گھر ویران اور شہرون کے شہر برباد کر کے رخصت ہوئی۔ عوام نے بعد مین یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ منصور کو اُس کے بیٹے زیدان نے اپنی مان مشبانیہ کے اشارہ پر وبا کے ظہور پر زہر دیکر اطبا کو اس کے معالجہ سے روک دیا۔ جب منصور کو اوس کا علم ہوا۔ تو اُس نے زیدان کو بد دعا دیکر کہا۔ زیدان تو نے جلدی کی۔ زیدان کو تقریبا ۲۰ معرکون مین شکست اوٹھانی پڑی تھی۔ عوام اسکا سبب اسی بد دعا کو سمجھتے رہے۔ مگر یہ روایت از سرتا پا غلط ہے منصور درحقیقت وباہی سے فوت ہوا تھا۔

سیرت وخصایل منصور با سیاست۔ خوش انتظام۔ حازم وبیدار مغز۔ اور اہم معاملات مین مشورہ کر لینے کا عادی تہا۔ ہر چہارشنبہ کو دیوان منعقد کرتا۔

جس مین تمام اعیان دولت جمع ہوتے - اور اون سے اہم معاملات پر رائے لیجاتی - اس کے دربار عام مرتب کرتا - جس مین ہر فریادی کو حاضر ہونیکی عام اجازت ہوتی - یا خبر ایسا تہا کہ ملک کے ہر حصہ کے حالات کی ذرہ ذرہ خبر اسے برابر پہونچتی رہتی - اور گورنرون کے خطوط کے جواب مین ایک لحہ کا توقف نہ کرتا - اسی لیئے کاتبان شاہی کو ہر وقت حاضر رہنے کا حکم تہا منصور کا مقولہ تہا کہ اور سب معاملات مین توقف و اہمال ہو سکتا ہے - مگر عمال کے خطوط کے جواب مین درنگ خالی از نقصان نہین - وہ وسیع النظر اور وسیع المطالعہ فرمانروا تہا - اوس نے ایک بیش قیمت کتب خانہ جمع کیا - اور ارادہ رکہتا تہا کہ شعرا کی تمام نظمون اور دیوانون کو جمع کرے - اوس نے علم سیاست اور ادعیہ مخصوصہ پر خود بہی دو کتابین تصنیف کین - جو علماء مصر کے پاس تبصرہ و تقریظ کے لیئے بہی گئین - وہ خطاط بہی اعلے پایہ کا تہا - اس فن مین اس نے ایک قابل قدر ایجاد بہی کی - بلاد مشرق کی رسم الخط مین خطوط لکہنا مشہور ہیاس منصوریہ کا بہی وہی موجد ہے - ممالک غیر سے اوس کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے - سلطنت عثمانیہ سے اس کے تعلقات کی توضیح ہو چکی ہے - سنہ ۱۶۰۱ء مین اوس نے انگلستان کو بہی ایک خاص سفارت روانہ کی - اور اپنے محل البدیع کی تعمیر کے لیئے اوس نے اجنبی صناع بہ تعداد کثیر منگوائے -

وہ باوجود اس تمول اور آمدنی کی کثرت کے بہت ہی حریص تھا رعایا پر اوس نے پہلے ہی ٹیکس سنگین نہ کر دیئے - بلکہ کئی نئے بہی ایزاد کیئے اور انکی وصولی مین بڑے تشدد و جبر سے کام لیتا - جس کی وجہ سے وہ رعایا مین فی الحقیقت ہر دلعزیز نہ رہگیا تہا - حرص و طمع کے علاوہ سنگدل بہی بڑا تہا - ذرا سے قصور پہ قوم کی قوم کو سخت سزائین دیتا - اس کا یہ عام قول تہا کہ اہل مغرب مجنون ہین - اور زنجیر و سلاسل اون کے شفاخانے ہین - مگر اوس کے ساتھ بہی یہ خوبی رکہتا تھا کہ علے العموم عمال کے ظلم و ستم کو روا نہ رکہتا -

قصور و محلات کے علاوہ اوس نے جنگی تعمیرات بھی متعدد تیار کرائیں فاس کے باہر جو عجیب و غریب قلعے بنام باتشنبات[۱] اب تک موجود ہین۔ وہ اسی کے تیار کرائے ہوئے ہین۔ ان کے استحکام اور مضبوطی کا اندازہ کچھ دیکھنے سے ہی اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ انکی عمارت بروز دوشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۹۹۹ھ سے شروع ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ بندر العرائیش اور کئی دوسرے شہر کی حفاظت کے لیئے بھی قابل دید قلعے تعمیر کرائے۔

معرکہ وادی المخازن کے بعد فوراً ہی ۹۸۶ھ ہجری مین عام قحط پڑنے کی کیفیت اور اس کی نسبت لوگون کے عام اعتقاد کی توضیح ہو چکی ہے۔ اسی سال ایک اس قسم کی وبائی کہانسی ملک مین پہیل گئی کہ انسان ذرا کہانسا اور دم ہوا ہو گیا۔ بلا طاعون پہلے پہل ۱۰۰۷ھ ہجری کو مراکش مین داخل ہوئی۔ کئی اولیاء اللہ اور اعیان دولت بھی اس نامراد کی بہینٹ چڑھے ۱۰۰۹ھ ہجری مین کثرت باران سے دریا کے بند ٹوٹ جانے سے فاس کے بیشمار مکانات منہدم ہو گئے۔

مین نے منصور کے عہد کے حالات عمداً بکمال شرح و بسط سے اس غرض کے لیئے تحریر کیے ہین۔ کہ ناظرین کو سرزمین مغرب اور وہان کے فرمانرواؤن کے عوائد و ضوابط۔ عادات و مراسم وغیرہ وغیرہ جملہ حالات سے جب ایک دفعہ پوری آگاہی ہو گئی۔ تو آیندہ ایسی توضیح و تفصیل کی احتیاج نہ رہجائے گی چنانچہ اس سے آگے مین پھر زیادہ تر مسٹر میکنس کی کتاب کے ترجمہ پر اکتفا کر کے منصور سے پہلے سلاطین کے حالات کی طرح اختصار سے کام لونگا۔

سلطان زیدان اور خانہ جنگیان۔

منصور نے اگرچہ خانہ جنگی کی روک تھام ہی کے لیئے مامون الشیخ کی دو دفعہ بیعت کرائی تہی۔ اور اس امر کا اوسے بڑا خیال تہا۔ مگر منشاء ایزدی یہ نہ تھا۔ اس کی آنکھین موندتے ہی ایسی خانہ جنگی برپا ہوئی۔ جو خاندان کو تباہ کرنے سے پہلے ختم نہ ہوئی۔ فاس مین زیدان[۲]

[۱] اطالین و انگریزی لفظ باسٹین بمعنی حصن و قلعہ کا معرب [۲] زیدان نے فاس [illegible] سے پہلے زمانہ گورنری تادلہ کے علاقہ مین دریاے ام الربیع پر ایک نیا شہر بنام زیدانیہ تعمیر کرانا شروع

سے اور مراکش مین ابو فارس عبد العزیز نے شاہی لقب اختیار کیا۔ محمد الشیخ کو
تکنا سا کے گورنر نے ابو فارس کے پاس پہونچا دیا۔ ابو فارس اور محمد گے بہائی اور
ایک ہی مان مسمات خیزران (جس کا دوسرا نام جوہر بھی تھا) کے فرزند تھے۔ ابو فارس
نے عبد اللہ الواثق باللہ کا لقب پسند کیا۔ منصور کے اکثر اعیان دولت اور تمام
باشندگان مراکش نے اس کے ہاتھ پر بخوشی بیعت کی کیونکہ زیدان عمومًا با ہر اور
وہ باپ کے پاس رہا کرتا تہا۔ زیدان نے ابی فارس کو اطاعت تسلیم کرنے کیلئے
کہا۔ اور انکاری جواب ملنے پر مراکش پر چڑہائی کر دی۔ ابو فارس نے فوج کی
کمان اپنے کم سن بیٹے عبد الملک کو سپرد کر کے جوذر پاشا کو اوس کے ساتہ
کر دیا۔ یہ لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ کہ اوسے چند مشیرون نے صلاح دی عبد الملک
ابھی بچہ اور زیدان ایسے کہن سال نبرد آزما کے مقابلہ کے ہرگز لائق نہین
شیخ محمد کو اگر یہ مہم سپرد کی جائے تو ایک یہ بہی فائدہ ہوگا کہ فاس کے لوگ
جہان وہ عرصہ تک حکمران رہ چکا ہے۔ اوسے دیکھتے ہی زیدان کو چھوڑ کر اُس
کو آملین گے۔ یہ مشورہ اوسے پسند آیا۔ بہائی کو قید خانہ سے بلا کر وفاداری
و اطاعت کا حلفیہ عہد لیا۔ اور پھر چند سو متفرق قسم کی سپاہ دیکر جسے منصور نے
کاغود مستقر بلاد سوڈان، بہیجنے کے لیئے جمع کیا تہا۔ راکون رات پہلے لشکر
کیطرف روانہ کر دیا۔ دونون لشکر دریا ام الربیع کے قریب ہم مقابل ہوئے
زیدان کے اکثر آدمی جیسی کہ توقع کی گئی تہی۔ شیخ محمد کو آملے۔ اور زیدان
کو شکست ملی۔ زیدان فاس کو بہاگ گیا۔ مگر جب وہان کے باشندون کا
رُخ پھرا ہوا دیکہا۔ تو اہل و عیال لیکر تلمسان ترکون کے پاس بہاگ گیا
ابو فارس نے اپنے اعیان کو سکہا رکھا تہا۔ کہ جسوقت زیدان کو شکست ملے
تم نے شیخ محمد کو قابو کر لینا۔ دل را بدل رہیست۔ محمد کے دل مین پہلے سے
ہی یہ بات کہٹک گئی تہی۔ اس نے زیدان کے بہاگنے سے پیشتر ہی اہل فاس
کو اپنے گرد و پیش جمع کر لیا تہا۔ جن کی وجہ سے ابو فارس کی فوج اس کے برخلاف
کرنے کی جرأت نہ کر سکی۔ محمد بڑے طمطراق سے فاس مین داخل ہوا۔ اور
مراکشی لشکر کو واپس بہیجدیا۔ پھر نیا لشکر مرتب کر کے اوسے اپنے بیٹے عبد اللہ

کے ماتحت فتح مراکش کے لیئے روانہ کیا شہر سے باہر فریقین مین مقابلہ ہوا
ابو فارس شکست کہاکر مقام مستیوہ کو بہاگ گیا۔ اور مراکش مین بہی محمد الشیخ
کا سکہ وخطبہ جاری ہوگیا۔ عبد اللہ ۲ شعبان ۱۰۱۵ ہجری (۱۶۰۶ء) کو داخل
ہوا تہا۔ یہ باپ سے بہی بڑہکر ہنجار اور بدکردار ثابت ہوا۔ اوس نے
اپنے لشکریون کو عام غارتگری اور بے پردہ دری کی اجازت دیدی۔ اور
خود فسق و فجور مین یہانتک بڑہگیا کہ اپنے دادا منصور کی کنیزون سے
بہی زنا کرنے سے نہ رکا۔ اور روزہ نہ رکہنا درکنار۔ دن کے وقت رمضان
مین علانیہ شراب پینے اور بدکاریون کے ارتکاب سے بہی نہ جہجکا۔ یہ حالت
دیکہ کر اہل مراکش دلون مین تنگ آگئے۔ حسن اتفاق سے زیدان بہی
جلد ملک کو لوٹ آیا تہا۔ تلمسان پہونچکر اوس نے الجزائر کے ترکی گورنر سے
مدد کی درخواست کی۔ جب وہان سے حسب مطلب جواب نہ ملا۔ اور مدد
کی امید نہ رہی۔ تو تلمسان سے اپنے ملک کو واپس آکر پہلے جبل ماسہ۔ پھر
ورعہ اور بعدازان سوس مین آگیا۔ اہالی مراکش کا خط اوسے وہین ملا
جس مین لکہا تہا کہ خواہ وہ بالکل یکہ و تنہا ہو کچہہ پروا نہ کرے۔ اور جلد آجائے
اس طلبی پر وہ مراکش کو چلدیا۔ جہان رات گئے پہونچا۔ اوسکے پہونچنے کی دیر
تہی۔ کہ باشندون نے عبد اللہ اور اوس کے رفقاء کو تلوارون پر رکھ
لیا۔ جن مین سے پانچہزار قتل ہوئے۔ اور باقی معہ عبد اللہ بحال تباہ
فاس کو بہاگ گئے۔ یہ واقعہ ۱۰۱۵ ہجری کے اواخر مین گذرا۔

ان لوگون کے پہونچنے پر اہالی فاس مین جوش انتقام بڑی تیزی
سے مشتعل ہوگیا۔ شیخ محمد نے پہلی مہم کے لیئے تجار سے روپیہ قرض لیا تہا۔
دوسری مہم کے لیئے باپ کے امیان اور سردارون کو لوٹا۔ اور دوسری
مہم تیار کرکے عبد اللہ کو پہلے پاؤن مراکش کیطرف بہیجدیا۔ ہزارون فاسی
اپنے مقتولین کا عوض لینے کے لیئے بلا تنخواہ و معاوضہ بطور خود ساتہ
شامل ہوگئے۔ زیدان نے اپنے ترک سپہ سالار مصطفی پاشا کو مقابلے کے
لیئے روانہ کیا مگر فاسیون کے غیظ و غضب کا مقابلہ آسان نہ تہا۔ مصطفی اکر

سخت شکست ملی۔ اور اس کے ۹ ہزار آدمی اس معرکہ مین کام آئے۔ یہ لڑائی
شعبان ۱۰۱۶ھ ہجری مین بمقام تافلفلت ہوئی۔ مراکشی عبداللہ کے ہاتھ
دیکھے چکے ہوئے تھے۔ ۱۳ ہزار کی جمعیت مین اونہون نے شہر کے متصل دوسرا
مقابلہ کیا۔ اس مین بہی انہین زک پہونچی۔ جس پر زیدان کوہستانی علاقہ کو
بہاگ گیا۔ اور اکثر باشندگان شہر بہی عبداللہ کے لشکریون کے خوف سے
جنہون نے پہلے سے بڑہکر طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ متصلہ پہاڑ جبل جیلیز کو
چلے گئے۔ وہان اونہون نے سلطان محمد الشیخ نہم کے ایک پوتہ محمد بن عبدالرحمٰن
کو جو بڑا نیک نہاد شاہزادہ تہا۔ اپنا خلیفہ بنایا۔ عبداللہ اس نئے رقیب
کی گرفتاری کے لیئے جبل جیلیز پر حملہ آور ہوا۔ مگر چہہ شوال ۱۰۱۶ھ ہجری کو سخت
شکست کہا کر فاس کیطرف ہٹ جانے پر مجبور ہو گیا۔ راستہ مین قلت رسد
سے اس کی شکست خوردہ سپاہ کو بڑی تکلیف پہونچی۔ ایک ایک روٹی دو دو
روپیہ پر بکی۔ آسودگی مین اونکو کبھی رعیت پر رحم نہ آیا تہا۔ اب تو فاقہ مررہے
تھے۔ جو بستی یا خیمہ دکھائی دیا۔ اوسے فوراً لوٹ گیا۔ اور کسی عورت یا لڑکی
کی عصمت سالم نہ رہنے دی۔ ان نامراد ظالمون کی جماعت ۲۴ شوال کو فاس
پہونچی۔ عبداللہ کی ہزیمت پر محمد بن عبدالمومن مراکش مین داخل ہوا۔ وہان
ڈیڑہ ہزار آدمی عبداللہ کے لشکر پیچہے رہ گئے تہے۔ محمد نے قصور معاف کرکے
اونکے لیئے روزینہ مقرر کر دیا۔ یہ امر اہالی مراکش کو ناگوار گذرا۔ اور انہون نے
چوری خط بہیجکر زیدان کو پہر بلا بہیجا۔ محمد نے شہر سے باہر مقابلہ کرکے شکست کہائی
اور زیدان پہر تیسری دفعہ ۱۰۱۸ھ مین تخت مراکش پر متمکن ہو گیا۔ عبداللہ کے
پسماندہ لشکریون سے اس نے بہی درگذر کی۔ شرح زہرہ الشماریخ مین جبل جیلیز
کے پیر سلطان ابوالعباس اعرج کی اولاد مین سے ابوحسون نام ایک
شخص بتایا گیا ہے۔ اور اسی مضمون کی روایت زیدان کے خط مین درج ہے
مگر اکثر مورخین نے پہلی روایت کو ہی ترجیح دی ہے۔

اندلس کے مغروح مسلمان ۔ فتح غرناطہ کے بعد عیسائیون نے سرزمین اندلس کے
مسلمانون پر جو ظلم و ستم کیئے اونکا حال مختصر تذکرہ اسی کتاب مین پہلے کسی

دفعہ ہو چکا ہے۔ فتح غرناطہ یعنی ۸۹۷ھ ہجری سے سوقت (۱۰۱۸ھ) تک اگرچہ لاکھون مسلمانون نے متفرق اوقات مین وطن کو خیرباد کہا۔ اور لاکھون بالجبر عیسائی بنائے گئے۔ پھر بہی جو درخت تقریباً ۸ سو برس سے قایم تہا۔ اس کی سو سوا سو برس کے عرصہ مین کامل طور پر اکھاڑنا سہل کام نہ تہا۔ اندلسوی عیسائیون کے دلون مین مسلمانون کیطرف سے کچھ ایسا وہم مرکوز یا ایسا سخت متعصب راسخ ہو چکا تہا۔ کہ جنکو اونھون نے عیسائی بنا لیا تہا۔ اونکی طرف سے بہی انکو اطمینان حاصل نہ ہوتا تہا۔ اور ان کے لیئے بہی ویسے ہی ذلت بخش قوانین جاری تھے جیسے خالص مسلمانون کے لیئے ہتھیار درکنار اونکو معمولی چاقو تک کے بہی پاس رکہنے کا اختیار نہ تہا۔ ان کے مظالم سے تنگ آکر کئی دفعہ بیماندہ مسلمانون نے کوہستانی علاقون مین بغاوتین کین۔ مگر کوئی اور مسلمان طاقت ایکدفعہ بہی فریاد کو نہ پہونچی۔ اور انجام یہ ہوتا کہ انکی حالت پہلے سے بہی ردی ہو جاتی۔ مراکو مین جو اندلسی آکر آباد ہوئے۔ ان مین سے اکثر کو سعدی سلاطین نے جیساکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ فوج مین بھرتی کر لیا تھا۔ ہسپانیش اندلس انہی سے مرتب تہا۔ اور فتح سوڈان مین زیادہ تر حصہ اسی سپاہ نے لیا تہا۔ ۱۶۱۰ء مطابق (۱۰۱۸ھ) ہجری مین فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ نے ایک مسلمان یا مسلمان نسل عیسائی کے ملک مین نہ رہنے دیئے جانیکا حکم صادر کرکے ملک سے نکل جانے کے لیئے صرف تین دن کی مہلت دی۔ جس کے بعد پیچھے رہنے والون کو سزاء موت کی مستوجب قرار دیا گیا۔ مال اسباب مین وہنا سے مین سے فقط نقدی ساتھہ لیجانیکی اجازت دیگئی۔ اس حکم سے فقط چار برس کے نیچے بچے رہنا پسند کرین نیز عیسائیون کی مسلمان بیویان۔ اور مسلمانون کی عیسائی عورتون کے ایسے بچے جو چھ ماہ سے کم عمر کے ہون مستثنیٰ رکھے گئے۔ عیسائی بیویون کو ساتھہ لے جانیکی اجازت نہ دی گئی۔ نہ ان کے مسلمان خاوندون کو پیچھے

ﻟﮧ اللہ اکبر۔ ساخفیت اور ڈھٹائی ہو تو ایسی چار برس کا بچہ اور اسپین رہنے یا جانیکا فیصلہ کر سکنے کی تمیز ہو سکتا ہے یہ کیون نہ کہا کہ بچے غلام بنانے کے لیئے رکھ لیے جائینگے۔ مترجم

رہنے کی۔ صرف صوبہ ارگان کے ایک سو تیس مقامات سے ۶۴ ہزار مسلمان جو تیرہ ہزار آٹھ سو ۴۲ خاندانون مین منقسم تھے۔ جلاوطن کیے گئے۔ اور بلک تمام جہاز اونکو افریقہ کے سواحل پر چھوڑ آنے کے لیئے بیگاری پکڑے گئے۔ ہزارون فاس کو۔ ہزارہا تلمسان اور وہران کو اور بیشمار تونس کو گئے۔ راستہ مین ان خانمان برباد ون کے ساتھہ خانہ بدوش مسلمان بھائیون نے عیسائیون سے کچھہ کم سلوک نہ کیا۔ اور اکثر کے کپڑے تک اوتار کر برہنہ کر دیا۔ البتہ جو تونس کی طرف گئے وہ اس تازہ مصیبت سے بچے رہے۔ اور ترکی گورنر تونس عثمان دائی نے روپیہ وغلہ سے ہی اونکی دستگیری نہ کی۔ بلکہ علاقہ مین جابجا بستیان بہی ان کے لیئے تعمیر کرا دیئے۔ اہالی تونس نے ان لوگون سے کئی نئی صنعتین سیکھین۔ جن کی طفیل دنون مین مالامال ہوگئے۔ ان خانمان ویران مہاجرین کی کچھہ تعداد الجزائر۔ سلا اور تطاوین مین آباد ہوئی۔ سلا کے مہاجرین نے اعدا سے بدلہ لیتے رہنے کے لیئے بحری قزاقی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اور اس مین ایسی مہارت پیدا کی کہ ابتک تجارتی جہاز اون کے نام سے ڈرتے ہین دوسری طرف اس شہر کو اپنی بینظیر صناعی سے نمونہ فردوس برین بنا دیا۔ جہان اونھون نے قلعہ کے علاوہ کئی عالیشان محل اور مکانات تہوڑی مدت مین تیار کر دیئے۔ مسٹر مسکینس کا بیان ہے کہ سلا کے اندلسی کچھہ عرصہ بعد ایک طرح سلطان مراکو سے بہی آزاد ہوگئے تھے۔ اور اوسے انکے برخلاف ۱۶۲۵ء مین انگلستان کے بادشاہ چارلس اول سے مدد مانگنی پڑی تہی۔ ان مہاجرین کا کچھہ حصہ قسطنطنیہ عظمیٰ۔ شام اور مصر مین بہی جاکر آباد ہوا۔

فاس کی فتح۔ دریتولا اہالی فاس بہی محمد الشیخ کی اعمال ناسزا سے بیحد کبیدہ خاطر ہوئے تھے۔ چنانچہ جب اوس نے اواخر ذی الحجہ ۱۰۱۶ھ ہجری مین تیسری دفعہ اپنے بیٹے کو مراکش کیطرف روانہ کیا۔ تو زیدان نے اوس کے لشکر کو باآسانی پسپا کر دیا۔ اور فوج کا حصہ کثیر اس کے ساتھہ جا ملا۔ اس کے معاوضہ مین زیدان نے اہالی فاس کی سابقہ سرتابی کو معاف کر دیا۔ اور متفق لشکر لیکر فاس کیطرف بڑھہ آیا۔ محمد الشیخ مقابلہ کی طاقت نپاکر العرایش کو بھاگ گیا۔ زیدان کے ایک

لشکر نے ابو فارس کا بھی قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ وہ بھی بھائی کے پاس العریش پہونچ گیا۔ اور وہین عبداللہ باپ کو جاملا۔ متذکرہ صدر معرکہ ۲ شوال ۱۰۱۷ھ کو نفام روس الشعاب مین ہوا تھا۔ فاس مین داخل ہوکر زیدان نے اپنے ترک سپہ سالار مصطفی پاشا کو مفرورین کی گرفتاری کے لیئے العریش بھیجا جس پر محمد الشیخ معہ والدہ شاہ ہسپانیہ سے مدد مانگنے کے لیئے جہاز پر سوار ہوگیا اور ابو فاس معہ عبداللہ بنی یزناسن کے علاقہ کے ایک یہودی ابن مشعل کے مکان مین چھپ گئے۔ ۱۰۱۸ھ ہجری کے آغاز پر زیدان پیچھے مراکش مین کچھ فساد ہوجانے کی خبر ملنے پر ادہر روانہ ہوگیا۔ اور مصطفی پاشا کو فاس مین نائب چھوڑ گیا۔ اس کی روانگی کی خبر سنکر عبداللہ اور ابو فارس کچھ لشکر لیکر فاس پہونچ گئے۔ مصطفی شہر سے باہر مقابلہ کو آیا۔ مگر لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ کہ گھوڑے کے ٹھوکر کھانے سے وہ گر پڑا۔ اور گرتے ہی دشمنوں نے اس کا کام تمام کردیا۔ اسپر زیدان کی فوج کے پاؤن اکھڑ گئے۔ ہزار ہلاک ہوئے۔ اور مصطفی کے لشکر تمام خیمہ و خرگاہ فاتحین کو غنیمت مین ملا۔ غنیمت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ صرف شبر دار گائین ۷ ہزار ملین۔ یہ معرکہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۰۱۸ھ کو ہوا۔

اس فتح سے فاس پر پھر عبداللہ بن محمد کا تصرف ہوگیا۔ ابو فارس اسکا چچا بھی ساتھ تھا۔ کچھ دنون بعد عبداللہ کو خبر ملی۔ کہ شراگہ لشکر کے سردار ابو فارس کو خلیفہ بنانے کی سازش کر رہے ہین۔ وہ یہ سنتے ہی ایک جرنیل کو ہمراہ لیکر رات کیوقت چچا کے محل مین گیا۔ جسے قالین پر اپنی کنیزون کے وسط مین بیٹھا ہوا پایا۔ اور وہین اسکا کام تمام کردیا۔ یہ جمادی الاول ۱۰۱۸ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

زیدان مصطفی کے قتل اور فاس کی تسخیر کی اطلاع ملنے پر کوہستانی علاقہ کے راستے فاس کو روانہ ہوا۔ اسوقت تک العرایش پر محمد الشیخ کے اذن سے ہسپانوی قابض ہوچکے تھے۔ عبداللہ کو باپ کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری۔ اور اس نے عام جہاد کا اعلان کردیا۔ لیکن ابھی لشکر العرایش

کو روانہ نہ ہوا تھا کہ زیدان سر پر پہونچگیا - زیدان کو پہلے تو فتح ہوئی - اور وہ
شہر پر قابض ہو گیا - جہان کے باشندون کی بدعہدی سے ناراض ہو کر اس نے
دو دفعہ کچھ کچھ عرصہ کے لیے قتل عام کرایا - مگر پھر تھوڑے ہی دلون بعد عبد اللہ
کے ہاتھ سے شکست اوٹھا کر مراکش کو چلا گیا - اور اس ہزیمت کے بعد پھر فاس
کا رُخ نہ کیا - وادی ام الربیع سے پرے کے علاقہ پر قناعت کر کے فاس کو عبد اللہ
بن شیخ کے لیے چھوڑ دیا - جو مدت العمر اس پر قابض رہا - اس کے بعد وہان برسون
تک بد امنی و بغاوت کا دور دورہ رہا - کتاب ابتہاج القلوب مین اسوقت آکے
مجذوب شیخ سیدی کدّار کا قصہ نقل ہے - کہ جب اس سے بادشاہان وقت کے
متعلق پوچھا گیا - تو جواب ملا کہ سلطان الشیخ جیسے العرایش عیسائیون کو دیدیا
ہے - اہل اللہ نے اس کے کہونٹے وہین ٹھونک دیئے ہین - موت تک وہ وہان
سے آگے نہین بڑھ سکے گا - باقی رہا زیدان اوسے مولا ادریس نے اس قتل
عام کی سزا مین ایسی لات ماری ہے کہ ام الربیع کے پار پھینکدیا ہے - جس سے
وہ آیندہ کبھی تجاوز نہین کر سکیگا "

العرایش پر ہسپانوی قبضہ

محمد الشیخ (ماموں) نے العرایش پہونچکر ایک اطالین تاجر کو
بحیثیت سفیر ہسپانیہ پہونچا - اور شاہ اندلس کو لکہا کہ اگر
وہ روپیہ اور فوج سے مدد دے تو مین العرایش مع ادر القصر اوس کے
حوالہ کر دون گا - پھر وہ جب خود ہسپانیہ پہونچا تو صرف العرایش پر فیصلہ ہوا
اور ماموں ہسپانوی کمک لیکر ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۸ سنہ ہجری مین حجر بادلیس مین
پہونچ گیا - اہل فاس نے اس کی آمد کی خبر سُنی تو مخالفت و مزاحمت کے
انجام سے خوف کھا کر اپنے اعیان کو پہلے سے قبول اطاعت کے لیے ماموں
کے پاس بہیجدیا - مگر عوام بہی ماموں کی اس حرکت سے کہ وہ کفار کو اسلامی
ملک پر چڑہا لایا - ایسا جوش ناراضگی کا پہیل گیا تہا کہ جب یہ اعیان اس کی
ملاقات سے واپس لوٹے تو جاہل عربون نے اونکو محض ماموں کی مساعدت
کی سزا مین لوٹ کر بدن کے کپڑے تک اوتار لیئے فقط ایک قاضی کو اس کے
عہدہ کی حرمت کرکے چہوڑ دیا - حجر بادلیس سے ماموں قصر کتامہ کو گیا -

اوس نے اپنے سابقہ جرنیلون مین سے ہر ایک سے درخوست کی کہ وہ العرایش
کو مسلمانون سے خالی کرا کر ہسپانویون کو دلا دے اور تو سب یکے بعد دیگرے
انکار کرتے رہے - لیکن ایک کمبخت قایدٔ کرنی نے مان لیا - اور العرائیش پر حملہ
کر کے کچھہ مسلمانون کو قتل اور باقی کو خارج کر کے شہر معہ قلعہ بتاریخ ۴ر رمضان
سنہ ۱۰۱۹ ہجری عیسائیون کو دلا دیا - العرائیش کی حوالگی اور مسلمانون کے جبریہ
اخراج پر ناراضگی کا کوئی حد و حساب نہ رہگیا - شریف احمد بن ادریس عمرانی
نے علم جہاد کھڑا کر دیا - بے غیرت محمد الشیخ نے اس عام جوش کو ٹھنڈا کرنے کے
لئے کئی جھوٹے بہانے جو بیج ہونے کی صورت مین شرعًا معذرت کا کچھہ کام دے
سکتے تھے - بنائے - مگر جمہور کی خفگی مین کچھہ کمی نہ ہوئی - اور وہ چار برس تک ساحلی
علاقہ مین ہی بھٹکتا پھرا - وہان سے آگے تجاوز نہ کرسکا - اور آخر سنہ ۱۶۱۳ء مین (بتاریخ
۵ - رجب سنہ ۱۰۲۲ ہجری) قصبہ فحص کے ایک شیخ کے ہاتھہ سے قتل ہو گیا - بعض
کا بیان ہے کہ علاقہ فحص کے باشندے اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے - انھون نے
ایک شیخ کو اس کام پر مامور کر دیا - دوسری روایت ہے کہ وہ باغی ابو محلی کے اشارہ
پر جسکا ذکر آگے آئے گا قتل ہوا - قتل کے بعد اوس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا
گیا - جس مین صرف یاقوت ہی ایک مد تھے - سامان شاہی کا ایک بھرپور جہاز وہ
طنجہ چھوڑ آیا تھا - اس کے قتل کی خبر سنکر اوسپر پرتگالی نصارا نے تصرف کر لیا -
مقتول امیر بدچلن تو تھا ہی - مگر ساتھہ ہی صاحب علم اور طبابت مین بھی
خاصہ ماہر تھا -

ولی اللہ ابی عبداللہ سیدی محمد عیاشی یہ وہی اللہ جس نے زیدان کے بعد کفار سے بڑی قابلیت
سے ساتھہ جہاد کیا - زیدان کے عہد مین ہی خاصہ نامور
ہو گیا تھا - وہ مالکی المذہب اور بنی مالک ہلالی کی نسل سے تھا - یہ قبیلہ اب تک
مغرب مین موجود ہے - عیاشی ولی عبداللہ بن حسون سلاسی و فین سلا کا شاگرد
رشید تھا - مرشد اس کی خدمت زہد و ورع اور اتقا سے ایسا خوش ہوا - کہ ایکدن
اوسے اپنا گھوڑا - لبادہ اور ٹوپی دیکر خود رکاب کو تھام کر اوسے گھوڑے پر
سوار کرایا - اور حکم دیا کہ آزمور جا کر اولاد ابی عزیز کے پاس ٹھہرو - وہان اوسکی

کافرون کے برخلاف جہاد مین اپنی شجاعت وجوانمردی دکہائی - کہ سلطان تک بھی اس کی خبر پہونچ گئی - اور اوسنے خوش ہوکر آزمور کے سابق گورنر کے فوت ہونے پر اوسے ہی وہان کا حاکم مقرر کردیا - عامل ہوکر اوس نے جدیدہ کے نصارے کا قافیہ ایسا تنگ کردیا کہ چار دیواری سے باہر اونکو پھٹکنے کا یارا نہ رہ گیا۔ اُن کی کھیتی باڑی اور آمد ورفت بالکل بند ہوگئی - اس پر وہ چال چلے کہ بیش بہا ہدایا زیدان کو بہیجکر ساتھ ہی یہ بہی اشارا کردیا - کہ اگر آپ نے جلد عیاشی کو معزول نہ کیا تو خلقت کا اوس کی طرف ایسا رجوع ہے کہ وہ جلد خلافت دعویدار ہوجائیگا - عیاشی مال غنیمت اور قیدی ہمیشہ مراکش بہیجدیا کرتا تہا - جس سے خاص پایہ تخت مین بہی اوس کا بڑا چرچا ہوگیا تہا - اُس کی اس ہر دلعزیزی کو دیکہہ کر زیدان عیاسیون کا حکمہ کہاگیا - اور قاید محمد سنوسی کو چار سو سوار دیکر حکم دیا کہ عیاشی کو قتل کرکے اوس کا سر بہیجدے - مگر محمد عیاشی کی بیقصوری سے واقف تہا - وہ ایسا ظلم نہ کرسکا - اس نے چپکے سے عیاشی کو خبر بہیجدی کہ میرے آنے سے پہلے بہاگ جاؤ - چنانچہ وہ چالیس سوار لیکر سلا کو نکل گیا جہان ۱۰۲۳ھ ہجری تک مقیم رہا - اتنے مین قاید محمد آزمور پہونچ گیا - اور زیدان کو بدگمانی نہ پیدا ہونے دینے کے لیئے وہان کے چند لوگون کو اس قصور مین کہ اونہون نے عیاشی کو کیون بہاگنے دیا - برائے نام سزا دیکر اس معاملہ کا تصفیہ کردیا -

فقیہہ ابو محلی کا پورا نام جس کا اوپر اشارہ ہوچکا ہے - ابی العباس احمد بن عبداللہ سجل ماسی تھا - وہ کئی کتابون کا مصنف بہی گذرا ہے - ایک اس کی اپنی سوانح عمری ہے - اس کا نام اصلیت الخیریت ہے - اس مین وہ اپنی نسبت لکہتاہے کہ وہ ۹۶۷ھ ہجری مین بمقام سجلماسہ پیدا ہوا - اور کہ اس کے باپ کا بیان ہے کہ اولاد ابی محلی عباس بن عبدالمطلب کی نسل سے ہے مگر ابن خلدون اس انتساب کو بدین دلیل غلط بتاتے ہین - کہ جس صورت مین عباسی پہلے دن سے علویون کے دشمن چلے آتے ہین - تو یہ ہرگز قرین قیاس نہین معلوم ہوتا - کہ کوئی عباسی ادریسہ اور علیدیہ کے شیعان علی خاندان

کی حکومت مین مغرب مین آنے کی جرأت کر سکا ہو۔ پھر وہ اپنی پیدائیش اور پیدائیش سے پہلے اپنی ماں کے ایک خواب کا ذکر کرکے لکھتا ہے کہ گزشتہ ۹ ہجری مین مجھے تحصیل علم کے لیئے فاس بہیجدیا گیا۔ جہان مین وادی المخازن کی لڑائی تک پانچ برس رہا۔ اس کے بعد فاس سے پہلے یگرہ کو اور وہان سے بادیہ کو چلا گیا۔ وہان مجھے ایک ایسا بزرگ درویش ملا کہ عام فقرا کی گمراہی اور بدعت پرستی سے جو نفرت اس فرقہ کیطرف سے میرے دل مین بیٹھ گئی ہوئی تہی۔ وہی رفع نہ ہوگئی۔ بلکہ خود بخود دل اس کی طرف کہینچتا چلا گیا۔ اسکا نام شیخ ابی عبداللہ سیدی محمد بن مبارک تہا۔ مین اس کی خدمت مین اٹھارہ برس رہا۔ اس کے بعد اس نے مجھے اپنا خرقہ و ٹوپی اور نعلین و عصا دیکر وادی سہارہ کو بہیجدیا۔ جہان تہوڑے تہوڑے دنون مین ہی اس کی ولایت و بزرگی کا عام شہرہ ہوگیا۔ اور جوق در جوق لوگ اس کے پاس جمع ہونے شروع ہوگئے۔ جنکو وہ ہمیشہ اون بدعات و منکرات سے جو لوگون مین پہیل گئی تہین۔ بچنے کی نصیحت کرکے اولاد منصور کے جبر و ظلم اور زر و مال اور ملک و حکومت کے لیئے باہم خانہ جنگیون سے خلق خدا اور دیار کو تباہ کرنے کا شکوہ کرتا تہا جب اس نے مامون کے العرائش کو کفار کے حوالہ کر دینے کی خبر سنی تو سخت غضب مین آگیا۔ اور ظاہر کیا کہ اس کا یہ غصہ محض خدا کے لیئے ہے۔ نہ کسی ذاتی غرض کے لیئے۔ پھر ہمراہیون کو لیکر جنکی تعداد چار سو سے زیادہ نہ تہی۔ سجلماسہ کو روانہ ہوگیا۔ وہان زیدان کیطرف سے حاجی میر گورنر تہا۔ وہ چار ہزار فوج لیکر اوس کے مقابلہ کو نکلا۔ مگر شکست کہاکر بہاگ گیا۔ اس فتح پر شیطان نے لوگون کے کانون مین پہونکدیا۔ کہ ابی محلی کے معتقدین پر گولی اثر نہین کرسکتی۔ اور جب وہ سجلماسہ مین داخل ہوا۔ تو ایسے عدل و انصاف سے کام لیا کہ تمام لوگ اس کے گرویدہ ہوگئے۔ اور تلمسان اور راشدیہ تک سے لوگ اس کی زیارت کو آنے لگ گئے۔

زیدان بہی عجیب بدنصیب بادشاہ تہا۔ اوسے اپنے بہائیون اور بھتیجے کی معرکون سے ابہی نجات نہ ملی تہی۔ کہ یہ ایک اور بغلی گہونسہ پیدا ہوگیا

اس نے اپنے چھوٹے سگے بھائی عبد اللہ بن المنصور المعروف بالزیدہ کو فوج دیکر محلی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ محلی نے آگے بڑھکر مقابلہ کیا۔ اور بمقام درعہ عبد اللہ کے تین ہزار آدمی قتل کرکے اوسے بھگا دیا۔ اس فتح سے اوس کی طاقت اور مضبوط ہوگئی۔ اور درعہ بھی اوسکا قبضہ ہوگیا۔ اتنے میں ایک جرنیل قاید یونس الائیسی زیدان سے کسی بات پر بگڑکر ابی محلی کو آملا۔ اور اوسے زیدان کی تمام کمزوریاں بتا دیں۔ اس سے محلی کو مراکش پر حملہ کرنیکی بھی جرأت ہوگئی۔ اور زیدان کے لشکر کو دو بار سخت شکست دیکر شہر پر قبضہ کرلیا۔ زیدان بندر آسفی کو بھاگ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوکر علاقہ عدوہ کو چلا گیا۔

زیدان کی جمعیت دینی کو مامون کے بالمقابل جو اسلامی ملک پر خود جاکر کفار کو چڑھا لایا۔ زیدان نے یہ قابل تعریف اسلامی غیرت دکھائی کہ ابی محلی کی شورش کے فرو کرنے میں مدد دینے کے لیے جدیدہ کے قصرانی گورنر نے خود بخود دو سو سپاہ زیدان کو بھیجدی۔ جب یہ لوگ اس کے پاس پہونچے تو اُس نے اونکو باحترام واپس بھیجدیا۔ اور ان کے چند بھائی بند اسیر بھی اون کے ساتھ واپس لوٹا دیئے اپنی فوج میں بدین وجہ شامل نہ کیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ پر عیسائیوں سے کام لینا دینی حمیت کے نقیض ہے۔ یہ دو سو سپاہی انگریز اور ایک انگریز کپتان جان گیفرڈ کے زیرکمان تھے۔ مسٹر میکنس کا بیان ہے کہ زیدان نے اُن سے کام لیا۔ اور اونکو خود بلایا۔ لیکن پرتگالی مؤرخ لوئیز بھی مسلمان مؤرخوں کے بیان کی تائید کرتا ہے۔

ابی محلی نے مراکش میں داخل ہوتے ہی ولایت وزہد کا تمام چولا یکبارگی اوتار کر پھینکدیا۔ اور محل شاہی پر متصرف ہوکر وہ وہ رنگ رلیان سنائیں کہ الامان۔ زیدان کی مان سے نکاح کرلیا۔ حکومت کا نشہ سر میں سما گیا۔ اور درویشی و فقیری طاق نسیان پر دھری رہگئی۔ اس کے بہت سے درویش بھائی اوسے مبارک باد دینے آئے۔ جب یہ سب اوسے بڑھ بڑھ کر بڑے تپاک سے تہنیت و مبارک باد دے رہے تھے۔ ایک چپکا کھڑا تھا۔ محلی نے اس سے وجہ سکوت دریافت کی۔ اس نے جواب دیا تو آج بادشاہ ہے۔ اگر آمان دے

تو کہتا ہون - محلی نے کہا تجھے امان ہے - اس پر وہ بولا جس گیند کے ساتھ لڑکے کہیلتے ہین - اور سینکڑون اس کے پیچھے دوڑ کر اپنے ہاتھ پاؤن توڑ لیتے ہین - اور یہ شور و غوغا بلند کرتے ہین - جب اوسے کہولو تو پھٹے ہوئے چیتھڑے ہی نکلتے ہین - ابی محلی یہ نکتہ سمجھکر خوب رویا - اور کہا - ہم نے ارادہ کیا تہا - دین کی جبر تلافی کا اور کردیا اوسے برباد -

سلطان زیدان بلاد ھدوہ سے طلب مدد کے لیئے خود ایک مشہور فقیہ ابی ذکریا یحییٰ حاجی کے پاس جسکا زاویہ جبل درن مین تہا - اور بلاد سوس مین تہا - اور بلاد سوس مین اوسے بہت اقتدار حاصل تہا - پہونچا - اور اس سے کہا کیا میری بیعت تمہاری گردن مین نہین ہے - اور کیا تم پر میری امداد وجب نہین - ابی ذکریا نے ان دونون باتون کو تسلیم کیا - اور لشکر جمع کرکے ۱۰ رمضان ۱۰۲۲ھ ہجری کو مراکش کیطرف روانہ ہوپڑا - ابی محلی مقابلہ کو باہر نکلا - اور جبل جیلیز مین فریقین کی نبرد آزمائی ہوئی - آغاز محاربہ مین ہی ابی محلی کی گردن مین گولی لگی - جس نے اس کا وہین کام تمام کردیا - اس پر اس کا تمام لشکر پراگندہ ہوگیا - اور کل خیمہ و خرگاہ فاتحین کو غنیمت مین ملا - محلی کا سر کاٹکر مراکش کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا - جو بارہ برس وہین لٹکا رہا - مگر وادی الساورہ مین اب تک اس کے بعض معتقدین کا یہ اعتقاد ہے کہ ابی محلی فوت نہین ہوا - نظرون سے پوشیدہ ہوگیا ہے - اوسے مہدی آخر الزمان ہونیکا بہی دعویٰ تہا - شیخ الیوسی کتاب محاضرات مین لکھتا ہے - ایک دفعہ ابو محلی اپنے مرشد ابن مبارک کے پاس بیٹھا تہا کہ اسپر حالت وارد ہوئی - اور پکارنے لگ گیا - مین سلطان ہون جس پر استاد نے جھڑک کر رکھا - اے احمد اگر تو بادشاہ ہو بہی گیا - تو انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولاً تو زمین کو نہین پہاڑ ڈالیگا - نہ بلندی مین پہاڑون کو مل سکیگا - ایک دفعہ مجلس فقرا مین بہی اس کی یہی حالت ہوئی - تو ایک اور درویش پکار اوٹھا تو بادشاہ ہوگا مگر صرف تین برس کے لیئے چوتھا برس نصیب نہ ہوگا -

یہ روائیت صحیح ہو یا غلط ابی محلی کی حکومت کا زمانہ اسیقدر ہوا -

ایک شاعر نے ابی محلی کی بغاوت اور اس کی وفات کی تاریخیں ان دو حسب حال جملون "در قام طیشا" اور "مات کبشا" سے نکالی ہین۔

ابی محلی کے قتل کے بعد یحیی مراکش مین داخل ہوا۔ اور وہان کچھہ اس طرح ڈیرے ڈالے جس سے معلوم ہورہا تہا کہ اب ٹلنے کا نام نہین لینا چاہتا اس پر زیدان نے اوسے لکھا۔ اگر تو میری مدد اور باغی کی سرکوبی کیلیئے آیا تہا۔ تو تیری غرض حاصل ہو چکی ہے۔ اور اگر تو اپنے لیئے ملک فتح کرنے کے لیئے آیا تہا۔ تو خدا تجھے وہ مبارک کرے۔ یحیی یہ خط پڑہتے ہی اوٹھہ کہڑا ہوا۔ اور اپنے علاقہ کو لوٹ گیا۔ اور زیدان مراکش کو واپس آ گیا۔

یحیی کا دادا سعید صاحب علم وفضل تہا۔ اور بلاد سوس مین مدتون کی خرابی کے بعد اس کے وعظ ونصیحت سے پھر دین نے تازگی پکڑی تہی۔ وہ ۹۵۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ بھی باپ کے نقش قدم پر چلا۔ جو ۱۰۱۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ یحیی نے باپ کے علاوہ فاس کے اکثر علماء و اولیا سے بھی اکتساب فیض کیا تہا۔ اور باپ دادا کے طریق پہ چلتا رہا مگر جب ایک دفعہ امور سلطنت مین داخل ہوا۔ پہلے مشرب مین خلل پڑ گیا۔ بزرگون کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ جب ایک دفعہ امارت وریاست کی بو انسان کے دماغ مین داخل ہو جائے تو موت سے پہلے نہین نکلتی۔ چنانچہ سوقت سے یحیی کو بھی کچھہ ایسا چسکا پڑ گیا کہ سلطان زیدان کو ہمیشہ و مراسلات بھیجکر امور سلطنت کے متعلق نصیحتین اور مشورے دیتا رہتا۔ اور اُن مین اکثر سخت باتین بھی کر گذرتا۔ جنکو زیدان اس کے احسان کے لحاظ سے گوارا کر لیتا۔ آخر رفتہ رفتہ ملک گیری کی تمنا اسقدر قوی ہو گئی کہ کھلم کھلا بغاوت کرکے تارودانت کے باغی فقیہہ مسمی ابوالحسون سملالی سے جا ملا۔ لیکن اِس سے زیادہ کامیابی اوسے نصیب نہ ہوئی۔ وہ ۱۹ رجمادی الثانی ۱۰۳۵ھ ہجری کو وہین فوت ہوا۔

معمورہ پر نصاریٰ کا قبضہ | وطاسی خاندان کے حالات مین بندر معمورہ پر جو باب مہدیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پتہ لگا لیون کے کچھہ عرصہ کے

لیئے قابض ہو جانے کا واقعہ لکھا جا چکا ہے۔ العرائش پر قابض ہونے کے
بعد ہسپانیون کو اس متصلہ بندر بھی قبضہ کر لینے کی خواہش دامنگیر ہوگئی فلپ
ثالث نے نوّے جنگی جہاز بندر قادس (لیڈز) سے ادہر بھیجدیئے۔ مسلمان
خوف سے بلا مقابلہ شہر کو چھوڑ گئے۔ اور عیسائی ۱۰۲۲ ہجری مین اوسپر قابض
ہوگئے۔ اس کے بعد نصارا نے دونون بنادر کے درمیانی علاقہ کو فتح کرنا
چاہا۔ لیکن اہل سلا کی غیرت وحمیت اور عیاشی کی شجاعت وبسالت کے سامنے
اون کی کچھہ پیش نہ گئی۔ عیاشی آزمور سے آکر اپنے مرشد ابی محمد بن حسون
کی خانقاہ مین عزلت گزین ہو گیا تھا۔ اہل سلا اس کے پاس آئے۔ کہ کفار
کی مدافعت مین مدد دے۔ وہ اگرچہ امور ریاست سے الگ رہنے کا عزم
کر چکا تھا۔ مگر ایسے موقعہ پر اس سے ضبط نہ ہوسکا۔ فورًا چارسو اہالی سلا کو
لیکر معمورہ کیطرف چل پڑا۔ اوسے راستہ مین نصارا کے جہاز قلعہ سے
ورے دریا دادالخلق مین مل گئے۔ اونکو حملہ کرکے چہین لیا گیا۔ تین سَو
مسلمان غلام رہا کرائے گئے۔ اور تین سو عیسائی گرفتار کر لیئے گئے۔ اوران
کے علاوہ چارسو عیسائی قتل ہوئے۔ مسلمان صرف دوسو ستر شہید ہوئے
گرفتارون مین عیسائی جہازون کا بڑا کپتان بھی شامل تھا۔ اوسے اہالی الجزائر
نے اہل سلا سے خرید لیا۔ اور مدت العمر ایک آہنی قفس مین اوسے بند رکھا

اس معرکہ مین عیاشی کا نام آنے سے زیدان کو اوس کے محل اقامت
کا جب پتہ معلوم ہوگیا تو سلا کے گورنر زعروری کو اوس کے قتل کا حکم بھیجا
لیکن اس حکم کے پہونچنے سے پہلے زیدان اور اہل سلا کے تعلقات بگڑ چکے تھے۔
زیدان نے ان کے چارسو آدمی ودیعہ منگوا کر اتنا عرصہ اونکو وطن سے باہر
رکھا کہ اونمین سے اکثر بہاگ گئے۔ اور پہر اوس نے اونکو اور مدد بھیجنے کا
حکم ارسال کیا۔ اونہون نے اوس کی تعمیل سے بچنے کے لیئے یہ فریب کیا۔ کہ
سلطان کو کہلا بھیجا کہ آپ کا گورنر زعروری ہمین منع کرتا ہے۔ یہ فریب
چل گیا۔ زیدان اونکو زعروری کے قتل کی اجازت دیدی۔ اور پہر اپنے
ایک مملوک سردار عجیب کو گورنر بناکر بھیجدیا۔ اہل سلا نے اوسے بھی قتل کر

دیا۔ اور جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے۔ خود سر ہو کر کھلم کھلا بحری ڈاکو بن گئے۔
سید عیاشی اپنے گوشہ مین چپکا بیٹھا یہ سب تماشے دیکھتا رہا۔ کیسی خریق کی طرف
داری یا مخالفت نہ کی۔ متذکرہ صدر معرکہ ۱۰۲۲ھ ہجری و ۱۶۱۳ء مین ہوا۔

عبداللہ بن الشیخ جب آخری مرتبہ ۱۰۱۹ھ ہجری مین چچا زیدان کو شکست
دیکر فاس پر حکمران رہا تو اوسے وہان زیادہ عرصہ امن سے رہنا نہ ملا۔
وہ ۱۰۲۰ھ ہجری مین باپ کی اطاعت سے منحرف ہوگیا۔ اور جب شیخ مارا
گیا تو عبداللہ کا رعب اور بھی جاتا رہا۔ جبکو معدوم کرنے مین اوس کی تیرا فتہ
فوج سے بھی کوئی متعلقہ اثبا رکھا۔ شراقہ مشارقہ کا مخفف ہے۔ مراکو کے مغربی علاقہ
کے باشندے مغاربہ اور مشرقی علاقہ وتلمسان کے مشارقہ یا شراقہ پکارے
جاتے ہین۔ عبداللہ کی سپاہ مین زیادہ تر یہی لوگ تھے۔ جن مین آسنے
لوگون کے باغات اور مکانات بانٹ دیئے تھے۔ اور کیسی کا ننگ وناموس
اون دست تطاول سے محفوظ نہ رہگیا تھا۔ برداشت کی یہی حد ہوتی ہے۔
ایک جانگداز واقعہ نے معاملہ کو حد برداشت سے بڑھا دیا۔ ایک جوان عورت
اپنے گھر مین کھانا پکا رہی تھی۔ اور اوسکا شیر خوار بچہ پاس کہین رہا تھا۔ ایک
بد ذات شراقہ بہ نیت بد مکان مین داخل ہوا۔ عورت آبرو بچانے کے لیئے دوڑ
کر کوٹھے پر چلی گئی۔ اور کواڑ بند کر لیا۔ کواڑ مضبوط تھا۔ شراقہ اوسے توڑ نہ سکا
اس پر اوس نے لڑکے کو اوٹھا کر عورت کو دھمکی دی نیچے آجاوٗ ورنہ لڑکے کو
دیگچہ مین ڈال دونگا۔ عورت نے نہ مانا۔ کو شقی نے لڑکے کو بیچ تیچ کھولتے
ہوئے پانی کے دیگچہ مین ڈالدیا۔ یہ دیکھکر مان چیختی ہوئی نیچے بازار مین کود
پڑی۔ اور گرتے ہی اس کی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا۔ اس ظلم اظلم نے باشندون
کا پیمانہ تحمل اچھل پڑا۔ اور وہ ایک سید شریف ابو بیح کو سردار بنا کر شراقہ پر
بھیڑیے ہوئے۔ شیرون کی طرح کود پڑے۔ عبداللہ ان دنون سلا گیا ہوا تھا
وہ فوراً واپس آگیا۔ اور فریقین مین مصالحت کرانیکی کوشش کی مگر معاملہ مصالحت
عبداللہ سے جب باشندون کو سمجھانا چاہا تو سبنے یکزبان ہو کر جوابدیا۔ لا۔ لا نہین نہین
اس اس برس کا نام ہی سنہ لا پڑگیا۔ اس بدبختی کے دوران مین ایکسال قحط بھی ایسا
شدید پڑا کہ صرف فاس مین چار مہینون کے اندر ۸ ہزار جانین بھوک سے ضائع ہوئین۔ اور

کی حد سے تجاوز کر چکا تھا۔ باشندوں نے عبداللہ کو ڈنڈے مار کر شہر سے نکال دیا۔ اور وہ متصل قصبہ فاس جدید میں چلا گیا۔ اس کے بعد کئی برس شہر میں عام بدامنی مستولی رہی۔ جس کے دوران میں شریف ابو ربیع اور کئی اور سرغنے ہلاک ہوئے آخر ۱۰۲۷ھ ہجری میں عبداللہ پھر فاس پر متصرف ہو گیا۔ اور ساتھ ہی دونوں اہالی بسط نے روز کے فسادوں سے تنگ آ کر شیخ کے دوسرے بیٹے محمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ عبداللہ اس کی گرفتاری کے لیے خود لشکر لیکر روانہ ہوا۔ دونوں فریق وادی الطین میں مقابل ہوئے۔ عبداللہ کو شکست ملی۔ اور محمد شعبان ۱۰۲۸ھ ہجری میں فاس پر متصرف ہو گیا۔ مگر اسی مہینہ کے آخر میں عبداللہ نے بمقام مکناسا بھائی کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور رمضان میں فاس پر پھر اس کا قبضہ ہو گیا۔ اور دوسرے برس بماہ رجب وادی بہت میں محمد کے لشکر کو پھر ہزیمت دی۔ محمد کو ۱۰۳۲ھ ہجری کے ماہ شوال میں زیدان کے بیٹے احمد نے فریب سے بمقام قصبہ قتل کیا۔

عبداللہ کو اس کے بعد بھی امن سے رہنا نصیب نہ ہوا۔ لوگ جب اس کے مظالم سے تنگ آ جاتے تو بغاوت کر دیتے۔ اور جب بدامنی سے تنگ آ جاتے تو پھر اس کے مطیع ہو جاتے۔ آخر اس کے پس پھر فاس جدید کے سوا کوئی علاقہ نہ رہ گیا۔ اور وہ اسی شہر میں کثرت شراب خواری سے بیمار ہو کر جسے وہ دن رات خفیہ و علانیہ ہر وقت پیتا رہتا تھا۔ ۲۳ شعبان ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور اس کا بھائی عبدالملک اسکا جانشین ہوا۔ جو ذی الحجہ ۱۰۳۶ھ ہجری میں فوت ہوا۔ فاس قدیم کی خانہ جنگی اور بدامنی کا قطعی خاتمہ سلطان رشید کی آمد سے پہلے نہ ہو سکا۔

زیدان کے عہد کے باقی حالات

یوروپین تعلقات پرتگالی مؤرخ لوئیز لکھتا ہے کہ پرتگال کے ساتھ زیدان کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے۔ اس نے خود ہمیشہ کوئی لڑائی نہ کی۔ مگر قبائل ہر وقت ہم پر یورشیں اور حملے کرتے رہتے۔ جن میں سب سے اہم سید سعید دکالی کا حملہ تھا۔ اس نے بارہ ہزار مجاہدوں سے جدیدہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور اگر وہ تیسرے ہی دن فوت نہ ہو جاتا تو مسلمان ضرور شہر فتح کر لیتے۔ دوسو انگریزی سپاہیوں کی کمک کا اوپر ذکر

ہوچکا ہے۔ ہالینڈ کی مسیحی ریاست سے بھی اس کا دوستانہ عہد و پیمان ہو گیا تھا۔
جہان اس کی طرف سے بھی ایک خاص سفارت گئی تھی۔ ۱۶۰۵ء مین جرمنی کے
قیصر نے ایک انگریز سر انتھونی شرلی کو سفیر بنا کر اس کے دربار مین بھیجا۔ ۱۶۱۲ء
مین لیڈن (ہالینڈ کا شہر) کی یونیورسٹی کا پروفیسر السنۃ شرقیہ جیکب دان گول
مراکو پہونچا۔ یہ پروفیسر عربی ایسی سلیس لکھتا تھا۔ کہ زیدان اس کی تحریر دیکھ
کر دنگ رہ گیا۔ مگر عربی مین تکلم کرنے سے بالکل عاری تھا۔ چنانچہ زیدان
کے ساتھ ہسپانوی مین گفتگو کرتا رہا۔ زیدان خود بھی ایک اعلیٰ پایہ کا عالم تھا
اور اوسے دینی کتابون سے بڑی محبت تھی۔ ابو محلی کی بغاوت کے دوران مین
وہ مراکش سے اپنی تین ہزار کتابین ساتھ لیتا گیا۔ اور اپنے خزانہ سے پہلے
اونکو جہاز پر جو ایک فرانسیسی تاجر کا تھا پہونچایا۔ وہ ابھی خود جہاز پر سوار
نہ ہوا تھا۔ کہ طوفان نے جہاز کو بندرگاہ سے سمندر مین ہٹا دیا۔ ایسا آسفی
کے بندر مین عموماً ہوتا رہتا ہے۔ اس جہاز کو ہسپانوی قزاقون نے پکڑ لیا۔
اس کے معاوضہ مین زیدان نے فرنچ قونصل کو گرفتار کر لیا۔ اور فرنچ سفیر
رآزلی کو ہسپانیہ والون سے کتابین مانگنے کے لیے واپس لوٹا کر اوس کے ہمراہیون
کو قید کر لیا۔ جو نئے سلطان کی تخت نشینی تک برابر مقید رہے۔ زیدان کے
بعد اس کے بیٹے نے ہسپانوی پادریون کو قید کیا۔ مگر کتابین کسی تدبیر سے واپس
نہ ملین۔ وہ شاہی اقامتگاہ اسکوریل کے شاہی محل مین (جو میڈرڈ سے ۲۶
میل شمال مغرب مین ہے۔) جا کر رکھی گئیں۔ اور اب تک وہان موجود ہین۔
۱۶۴۶ء مین سلطان سیزدہم نے شاہ فلپ کو لکھا کہ اگادیر پہونچانے کے
لیے وہ جہاز پر پہونچائی گئی تھین۔ دیگر فرانسیسی تاجر نے انکو چرا کر تمہارے
پاس بھیجدیا۔ سینٹ آگسٹاین کے قلمی مسودے یہان کتابون مین پائے جاتے
ہین۔ پرتگالیون سے زیدان کے تعلقات ایسے عمدہ رہے کہ ۱۶۱۳ء مین جب
وہ جدیدہ کے پاس سے گذرا۔ تو اونھون نے سلامی کی توپین چلائین۔ اور
تحائف لیکر آگے چلے۔ اور رجب ۱۰۳۶ھ مین اسی موقعہ کے قریب سلطان کو
ایک باغی مسمی ابراہیم پر فتح حاصل ہوئی تو اونھون نے پھر خوشی کے شادیانے

مین آدمیون کی سلامی اوتاری- اسکی مکافات مین سلطان نے عیسائی گورنر کوتیار ۲۷ رمضان سنہ۱۰۳۲ ہجری خود اپنے ہاتہہ سے ایک خط لکہا- اور ساتہہ ہی ایک اسپ اشہب بطور انعام ارسال کیا-

یفرنی کا یہ قول بالکل درست ہے- کہ زیدان جیسا بدنصیب بادشاہ بھی شاید ہی کوئی ہوا ہوگا- مدت العہد مین کوئی برس لڑائی سے خالی نہ گیا- پھر ایک ایک معرکہ ایسا جانگداز جو قرآنی محاورہ کے مطابق بچہ کو بوڑھا بنا دینے والا تہا- اس کی بدنصیبی اسی تک محدود نہ رہی- بلکہ جس نے اوس کی مدد کو ہاتہہ بڑہایا- اس کا بھی ہاتہہ کٹ گیا- ابو محلی کی شورش کے دوران مین اس نے سلطان روم سے بہی امداد کی شورش کے دوران مین اس نے سلطان روم سے بہی امداد کی درخواست کی- اور بطور ہدیہ دس قنطار- (ایک قنطار- ایک ہنڈرویٹ= ۵۶ سیر انگریزی) سونا بھی سفیر کے ہاتہہ ارسال کیا- سلطان نے آباء کی تقلید میں بلاتامل بارہ ہزار سپاہ روانہ کردی- مگر اس نے ابہی نصف رستہ طے کیا تہا- کہ طوفان نے بیڑہ کو گہیر لیا جس سے صرف ایک جہاز مع تہوڑی سی سپاہ کے جانبر ہوا- باقی سب غرق ہو گئے-

زیدان کا دعویٰ تہا کہ اس نے کسی شخص کو جبتک اہل علم نے اس کی موت کا فتویٰ نہ دیدیا ہو قتل نہ کرایا- اوسے علوم دینی مین بہی بڑا ادراک تہا- اور اکثر فقیہو ن سے اس کے معرکے کے مناظرے کتب تواریخ مین درج ہین- مؤرخین نے اس کی بدنصیبی کو اس کی جس خطاء کی طرف منسوب کیا ہے وہ عجیب دلچسپ ہے- جن دنون مین بعالم شباب وہ تادلا کا گورنر تہا- وہان کے ایک بزرگ درویش ابی العباس صومعی نے اپنے مرشد شیخ ابی یغزی کے مناقب مین ایک کتاب لکہی- اور مرشد کے نام کی مناسبت سے بصیغہ اسم مفعول رباعی اس کا نام معزی بضم میم و فتح ز رکہا- زیدان نے اوسے سنکر کہاکہ اس مادہ سے مین نے کبہی رباعی کا کوئی صیغہ نہین سنا- عرب- غزاہ- یغزوہ کو ہمیشہ ثلاثی شمار کرتے ہین- شیخ ابو العباس

نے اپنی رائے پر اصرار کیا۔ اس سے طیش کھاکر زیدان نے اس کے رخسارہ پر جوتی اوٹھا ماری۔ ابو العباس نے منصور کے پاس شکایت کی۔ اس نے جواب دیا اگر تم راستی پہ تھے تو خدا اُسے اس بے ادبی کی سزا دیگا۔ اور اگر وہ راستی پر تھا تو اس کے اس فعل سے جو راستی پہ ہونے کے جوش مین سرزد ہوئی۔ درگذر کر دیگا اس کی بدبختی خواہ اُس نا سزا حرکت کی سزا تھی۔ یا کسی اور قصور کی پاداش۔ اس مین کوئی کلام نہین کہ غریب و مسکین کی دل آزاری برا اثر پیدا کئے بغیر نہین رہتی۔

زیدان کو شعر گوئی مین بھی اچھا ملکہ تھا۔ بطور مثال چند شعر یہان درج کئے جاتے ہین:

فتنتنا سوالف وخدود — وعیون مدعجات وقود
ووجوہ تبارک اللہ فیہا — وشعور علی المناکب سود
اہلکتنا الملاح وہی ظباء — وخضعنا لہا ونحن اسود
مررت بقبر بائد سط روضۃ — علیہ من النوار مثل النمارق
فقلت لمن ہذا فقالوا بذلۃ — ترحم علیہ انہ قبر عاشق

وہ بماہ محرم ۱۰۳۷ھ ہجری فوت ہوا۔ اور قبرستان اشراف مین باپ کی قبر کے متصل دفن کیا گیا۔ اس کی قبر کی لوح پر یہ اشعار نقش ہین:—

ہذا ضریح من بہ — تفتخر المفاخر
زیدان سبط احمد — متبکر الماثر
حامی حمی الدین — لکل ذا بل وباتر
اجل من خاض الوغا — واللاحادی قاہر
لا زال صوب — رحمۃ اللہ علیہ ماطر
ومن شذا رضوانہ — نفحۃ کل عاطر
ارخ وفاۃ من غدا — جار الرب غافر
بمقعد الصدق علا — ابو المعالی الناصر

وہ کئی بیٹے چھوڑ مرا۔ ان مین سے عبدالملک، مولائے محمد الشیخ و ...

نشین ہوئے۔ اور احمد وغیرہ چند اور تھے۔ جنکو حکمرانی نصیب ہوئی۔
زیدان کے جانشین} زیدان کی وفات پر عبدالملک ثانی ۱۶۳۰ء مین صاحب
تاج وتخت ہوا۔ مگر اس دائم الخمر کو چار برس سے زیادہ حکومت کرنا نصیب
نہ ہوا۔ اور چند عیسائی نومسلمون (علوج) اور اس کو رفقاؤ کے ہاتھ سے قتل
ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ولید تخت پر بیٹھا۔ وہ بھی شرابخوار تھا۔ اور
اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ اس کے بعد زیدان کا تیسرا بیٹا محمد الشیخ الصغیر جو ایک
ہسپانوی کنیز کے بطن سے تھا۔ قیدخانہ سے نکال کر ۱۶۳۷ء مین تخت پر بٹھایا
گیا۔ وہ نہایت روشن خیال ورحمدل ومحتاط فرمانروا ثابت ہوا۔ اس نے
بے شمار قیدیون کو رہا کر دیا۔ اور ہسپانوی پادریون کو بھی قید سے چھوڑ کر
واپس چلے جانے کی اجازت دیدی۔ مغرب کے فرمانروایون نے اس کے وقت
سے سلطان کا لقب اختیار کیا پہلے سب امیر کہلاتے تھے۔ اس کا عہد بنو سعد
کے آخری زمانہ کا روشن ترین حصہ تھا۔ وہ اٹھارہ سال کی حکومت کے بعد
قتل ہوا۔ چند بربرون نے اوسے کطاوین اور القصر کے درمیان گھوڑے
سے گرا ہوا پایا۔ اور ہلاک کر دیا۔

اہل سلا کی سرکشی اور سیدی عیاشی کی خاموشی وعزلت گزینی کا اوپر
ذکر ہو چکا ہے۔ جب ساحل پر عیسائیون کا غلبہ دن بدن بڑہنا شروع ہوگیا۔ تو
سب غیور مسلمان عیاشی کے پاس جمع ہوئے۔ کہ وہ انکا سردار بنکر باقاعدہ
جہاد شروع کر دیجئے۔ عیاشی نے جوابدیا کہ امیرالمومنین کے حکم کے بغیر جہاد جائز

لہ قتل کا قریبی باعث یہ ہوا کہ عبدالملک کے ہان لڑکا پیدا ہوا۔ ساتوین کے دن آخر
حکم دیا کہ شہر کی تمام عورتین محل مین خوشی کے لیے جمع ہون۔ اور خود اسدن
ایک منارہ پر ہو بیٹھا۔ جب عورتین محل مین آکر جمع ہو گیئن۔ اور برقعے
وچادرین اوتار مخلے بالطبع ہوکر ادہر اودہر پھرنے لگیئن۔ تو ان مین
سے اوسے جو پسند آئی گئی۔ اوسے اپنے پاس بلوا لیا گیا۔ یہ حرکت لوگون کو سخت
ناگوار گذری۔ اور اسی دن اوسے قتل کر دیا۔

نہین - اس پر بیشمار علماء نے فتویٰ دیدیا - کہ کافر دشمن کے جہاد کے لیے سلطان کے وجود کی ضرورت نہین - اس صورت مین قوم اس کی قایم مقام ہوسکتی ہے اسپر اوسے مجبوراً لوگون کی بیعت قبول کرنے پر رضامند ہوجانا پڑا - اور تانزا سے تامستا تک کل علاقہ اس کے زیر فرمان ہوگیا - اس نے عنان حکومت کو ہاتھہ مین لیتے ہی تمام بدامنی اور سینہ زوری کا خاتمہ کردیا - یہ امر عرب قبائل کو جو مدتون سے غارتگری لوٹ مار اور رہزنی کے عادی ہورہے تھے سخت ناگوار گذرا - اور اس کی اطاعت سے منحرف ہوگئے - مگر عیاشی نے تمام کو ایک ایک کر کے شکست دینے کے بعد پھر مطیع بنا لیا - اور اسطرف سے فارغ ہوکر دلائی سنہاجہ بربرون کی معقول فوج کے ساتھہ مزاگان - العرائیش - اور معمورہ پر ۱۶۳۹ء مین متواتر حملے کئے - جنکو اگرچہ وہ فتح نہ کرسکا - لیکن انکی متصل متعدد معرکون مین عیسائیون کو بارہا سخت نقصان پہونچایا - مگر شامت اعمال مسلمانان - اہل سلا جلد پھوٹ گئے - اور اوتھون نے بتاریخ ۱۹ محرم ۱۰۵۱ہجری اس ولی عارف باللہ اور مجاہد سبیل اللہ کو قتل کر کے اسکا سرکاٹ لیا نشر المثانی کا مؤلف لکھتا ہے - یہ متفق علیہ روایت ہے - کہ جب اس مجاہد شہید کا سر سلا لایا گیا - تو رات کیوقت اوسے بآواز بلند قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہوا پایا گیا - اس کی وفات کی خبر سُنکر عیسائیون نے تین دن تک خوشی کے جلسے کئے - سید عیاشی نے اپنے ہاتھہ سے ہزار چھہ سو عیسائی قتل کئے تھے - سوس مین جہان فقیہہ سیدی عبداللہ مبارک عرصہ سے مقتدیٰ چلا آتا تھا - علی السملالی نے علیحدہ حکومت قائم کرلی - فاس بھی بدامنی سے تنگ آچکا تھا - اس نے تافیلالت سے ایک اور شریف خاندان کو مدعو کیا - جو ۱۶۴۶ء مین ملک پر حملہ کر کے دو برس بعد سلطان محمد الشیخ کے عہد مین ۱۶۴۸ء مین فاس پر متصرف ہوا -

احمد ششم - محمد[1] کی وفات پر اس کے رفقا نے فی الفور اوس کے بیٹے احمد ششم

---

[1] محمد الشیخ کی قبر پر یہ ابیات نقش ہین :- لیبیہ سموات المعالی اقول - و فی ھذا القبر ضریح کامنہ نزول محمد الشیخ بن زیدان غالہ - حمام مخزن العالمین طویل - امام الانام و ذالاثر فعلہ - لہ عزۃ فی الصاحبات جمیل - حباہ الہ العرش رحمی تخصہ - یا ھو فی الفردوس منہ کفیل - عبد الملک کی قبر پر یہ ابیات نقش ہین :- لاتغفلن فان اللہ کان - و عندہ للمسئ عفو بغفران - ان کان عندک اہمال و معصیۃ - نعمۃ بک

الملقب بہ العباس کو ۱۶۵۵ء میں تخت پر بٹھا دیا۔ اس کی والدہ شبانی قبیلہ کی عورت تھی۔ یہ قبیلہ ان عیسائی اسیران جنگ کی نسل سے تھا۔ جنکو یعقوب المنصور نے ہسپانیہ سے لاکر مسلمان بنانے کے بعد مراکو میں آباد کیا تھا۔ ان کی جمعیت اب اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ان کی قاید عبداللہ الہبیا نوی نے مراکش پر قبضہ کر کے ۱۶۵۹ء میں العباس کو قتل کر دیا۔ اور اس کے ماموں عبدالکریم بن ابوبکر المعروف بہ کردم الحاج کو تخت پر بٹھا دیا۔ مگر اصل اختیار اپنے ہی ہاتھ میں رکھا۔ ۱۶۶۸ء میں وہ بھی کیفر کردار کو پہونچ گیا۔ نئے خاندان کے فرمانروا الرشید نے مراکش کو فتح کر کے شبانی قبیلہ کے حصہ کثیر کو تہ تیغ کر دیا۔ اور باقیماندہ کو فوج میں بھرتی کر کے انکو کنبوں کو کوہستان اوجہ و ملیلہ کے درمیان مقام السلادیہ کو جلا وطن کر دیا۔ کردم الحاج اسوقت سے پہلے العباس کی بہن کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا جسے اس نے اپنے حرم میں داخل کرنے پر مجبور کیا تھا۔ الرشید نے اس کی لاش قبر سے نکلوا کر جلوا دی۔ اور اوس کے بیٹے ابوبکر مولائی الشیخ کو خچر کی دم سے بندھوا کر شہر کے بازاروں میں تا وقتیکہ وہ ہلاک نہ ہو گیا۔ پھروایا۔ الرشید فلالی شرفا میں سے تھا جو فتح مراکش سے بیس برس پہلے فاس پر قابض ہو چکے تھے۔ اس نئی فتح سے کل سلطنت پر ان کا عمل دخل ہو گیا۔ اور خاندان بنو سعد کا دور دورہ ڈیڑھ سو برس کی حکومت کے بعد ختم ہوا۔

فصل ہشتم

فلالی شرفاء کا پہلا زمانہ سنہ ۱۶۴۹ تا ۱۷۲۷ء

مظہر سلطنت۔ ایک ظالم بادشاہ

فلالی شرفا کا خاندان جو تیرھویں صدی عیسوی کے خاتمہ تک مغرب کی سرزمین سے

۱؎ اسکے عہد میں ۱۰۷۱ھ ہجری میں ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگ انسانوں کی مردہ لاشوں کو بھی کھا گئے

ادریسی شرفا کا جنہون نے اول اول مراکشی سلطنت کو قائم کیا۔ تقریباً کل نام ونشان مٹ چکا تہا۔ یہ درست ہے کہ اب تک چند منفرد خاندان کہین کہین موجود ہین۔ جو ادریسیون کی نسل سے ہونے کی مدعی ہین۔ لیکن اونکے دعوی کی تصدیق بہت مشکل امر ہے۔ اس خاندان کو بربرون نے جو تیرہوین صدی سے ملک پر حکمران چلے آتے تہے۔ ایسا منتشر و پریشان کر دیا تہا۔ کہ ایک کو دوسرے کے ساتہہ نہ رہنے دیا۔ مگر اہالی مغرب کے خوش اعتقادی یہ کبہی گوارا نہ کر سکتی تہی کہ انکا ملک اولاد پیغمبر کی موجودگی کی خیر و برکت سے کچہہ زیادہ عرصہ محروم رہے چنانچہ ادریسیون کے زوال پر جب ملک پر پے در پے مصائب وارد ہوئین تو اوسکا باعث اسی آل پیغمبر کی قلت کو سمجہا گیا۔ بنابرین تیرہوین صدی کے آخری برس جب علاقہ تافیلالت کے جسے اسوقت سجلماسہ کہا جاتا تہا۔ چند اولوالعزم حج بیت اللہ کو گئے۔ تو اونہون نے ینبوع النخل کے ایک شریف یعنی سید کو جو علی ابن ابی طالب کی نسل سے تہا۔ اور اسکا خاندان اس ضلع پر قدیم زمانہ سے حکمران چلا آتا تہا۔ مراکو چلنے کی دعوت دی۔ شریف کا نام حسن بن قاسم تہا۔ اس نے دعوت قبول کر لی۔ اور حاجیون کے ساتہہ مراکو آکر تافیلالت مین آباد ہو گیا۔ جس کا نو وارد ہونے کی وجہ سے الدخیل خطاب رکہہ دیا گیا۔ عوام مین روایت مشہور ہے کہ مراکشیون نے الحسن[1] کے باپ کو اس کے توکل کے برابر چاندی دیکر اوسے مراکو بہیجنے پر رضامند کیا تہا۔ مگر یفرنی کا بیان ہے کہ یہ بہی انہی بیہودہ داستانون مین سے ایک ہے۔ جن کا کوئی سر پیر نہین ہوتا واللہ اعلم بالصواب۔

فلالی شرفا کے اجداد ہی سعدی شرفا کے بہی اجداد تہے۔ بنو سعد فلالیون سے پیچہے آئے۔ اور پہلے بادشاہ ہوئے۔ فلالیون کو ان کے بعد حکومت نصیب ہوئی۔ گو اگر وہ چاہتے تو اس سے بہت عرصہ پہلے صاحب تاج و تخت ہو سکتے فلالی غالباً طلالی کا بگڑا ہوا ہے۔ اون کی وجہ سے مراکو کے اس علاقہ کا بہی جہان

---

[1] روایت ہے کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ مین دیدیا تہا

[2] الحسن کی عمر اسوقت ۶۰ برس کی تہی ۰

وہ آباد ہوئے۔ ہلالی نام پڑ گیا۔ الحسن کے وارد ہوتے ہی نخلستان خوب پھل دینے
دینے لگ گئے۔ جس سے اوس کی اور اوس کی اولاد کی قدر و منزلت باشندون کے دلون
مین یہان تک بڑھ گئی۔ کہ ایک مرتبہ الحسن کے پرپوتہ کو غرناطہ کا تخت نشین کیا گیا۔
مگر اوس نے کنج قناعت کو ایوان شاہی پر ترجیح دی۔ بنو سعد کے انحطاط پر جب
ملک مین ہر طرف بدامنی پھیل گئی۔ تو اسوقت فلالی خاندان کے موجود الوقت
شریف[۵] کو جو الحسن سے آٹھہ پشت مین تھا۔ مجبورًا درویشی کو امارت و
ریاست کے ساتھہ بدلنا پڑ گیا۔ اور اس نے ۱۶۳۴ء مین سجل ماسہ پر علیحدہ
حکومت قائم کر کے علاقہ کا نام تافیلالت رکھدیا۔

پہلا فلالی امیر ابی حسون سملالی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ وہ پہلے علاقہ سوس
پر قابض ہو کر لجماسان ورعہ اور سجل ماسہ کا بھی مالک ہو گیا۔ مولائے الشریف
بن علی اس کا پرانا دوست تھا۔ اور علاقہ سجل ماسہ کے ایک پہاڑی قلعہ تابو
عصامت کے لوگون سے اس کی دیرینہ عداوت چلی آتی تھی۔ اپنے علاقہ
کی امارت اختیار کرنے پر مولائی الشریف نے باشندگان تابوعصامت کے
برخلاف ابی حسون سے مدد مانگی۔ اور ان لوگون نے زادیۃ الدلاء کے باشندون
سے جو العیاشی کے مریدون مین سے تھے۔ یہ دونون اپنے اپنے دوستون
کی مدد کو پہونچ گئے۔ اور ۱۰۴۳ھ کا بہت سا حصہ اس خانہ جنگی مین صرف
ہوا۔ آخر اہالی قلعہ نے یہ دیکھکر کہ ابی حسون کا مقابلہ مشکل ہے۔ اوس کی
منت و خوشامد اور خدمت گذاری شروع کردی۔ اور رفتہ رفتہ اوسے ایسا
غلام کرلیا کہ وہ انکا طرفدار اور الشریف کا دشمن ہو گیا۔ اور اوسے قید
کر کے اپنے قلعہ لمیغ واقعہ سوس کو لیگیا۔ باپ کی گرفتاری پر محمد بن الشریف
نے کاروبار سنبھال لیا۔ اور سب سے اول اپنے حسن قابلیت اور بے نظیر شجاعت
سے کسی اور کی امداد کے بغیر صرف اپنی طاقت سے تابوعصامت کو فتح کر لیا
پھر ۱۶۳۸ء (۱۰۴۷ ہجری) مین بہت سا زرفدیہ بھیجکر باپ کو چھڑوالیا

[۵] اوس کا نام بھی شریف بن علی ہی تھا۔

الشریف بیٹے کی کارگذاری سے ایسا خوش ہوا کہ زندگی کے باقی تین برس وہ کل نیک و بد بیٹے کے ہاتھ مین رہنے دیکر آپ ایک طرح سے عزلت گزین رہا - ایام قید مین ابی حسون نے ایک لونڈی الشریف کی خدمت کے لیئے بھیجدی تھی - مولائی رشید اور سمٰعیل فرزندان الشریف اسی کنیز کے بطن سے بایام نظر بندی پیدا ہوئے -

معلوم فلالی امیر کی مولائی الشریف کے سنہ ۱۶۴۱ء (مطابق سنہ ۱۰۵۰ ہجری) مین فوت ہونے پر تمام باشندگان سجلماسے نے بطیب خاطر محمد بن الشریف کے ہاتھ پر بیعت کی البتہ اسکا چھوٹا بھائی الرشید بیعت مین شامل نہ ہوا - اور وطن چھوڑکر شمالی مراکو کو چلا گیا -

محمد نے باقاعدہ امیر ہونے پر سب سے پہلے ابی حسون پر حملہ کرکے اوسے علاقہ درعہ سے خارج کیا - عیاشی کی شہادت پر اس کے مریدوں نے سید محمد حاج دلائی کو اپنا سردار بنا لیا تھا - جو فاس اور مکناسہ اور تمام ملحقہ علاقہ پر حکمران تھا - جب اوسے شریف محمد کی فتوحات کی خبر پہونچی - تو وہ اس نئی طاقت کو شگوفہ ہی مین دبا دینے کے لیئے سجلماسہ پر بڑھ آیا - محمد مقابلہ کے لیئے آگے بڑھا - اور فریقین مین بتاریخ ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۶ ہجری بمقام قاعہ سخت لڑائی ہوئی - محمد الشریف کو شکست ملی - اور دلائی نے سجلماسہ تک بڑھے جاکے کچھ عرصہ وہان قتل و غارت کا بازار خوب گرم رکھا - آخر فریقین مین اس شرط پر مصالحت ہوگئی - کہ جبل بنی عیاش کا جنوبی علاقہ مولائی محمد کے تصرف مین رہے - اور شمالی علاقہ محمد الحاج الدلائی کے پاس - اس جنوبی علاقہ مین بھی پانچ دیہات مولائی محمد کی حکومت سے باہر رکھے گئے - کچھ عرصہ بعد مولائی محمد نے ان مین سے ایک پر حملہ کر دیا - جس فریقین مین معاندانہ نامہ و پیام اور باہمی طعن و تشنیع کا سلسلہ شروع ہوگیا - یہ ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ فاس کے لوگون نے جو الحاج الدلائی کے بھی برائے نام ہی تابع تھے - اور انکا اصلی شعار وہی خانہ جنگی اور خود سری چلا آتا تھا - محمد کو فاس کی حکومت قبول کر لینے کی دعوت بھیجدی - جو اوسے فوراً قبول کرکے فاس پہونچگیا -

اور سنہ ۱۶۴۹ء مین اہالی فاس نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر دی مگر اوسے وہان اوسے زیادہ دن رہنا نصیب نہ ہوا۔ السحاج الدلائی خبر ملنے پر فوج کثیر لیکر آگیا۔ اور بروز سہ شنبہ ۱ شعبان سنہ ۱۰۵۹ ہجری کو محمد شریف کو شکست دیکر بھگا دیا۔ فاس پر پھر دلائیون کا تصرف ہو گیا۔ محمد السحاج اوس کے بعد اوسکا بیٹا احمد سنہ ۱۰۶۴ ہجری تک اور پھر احمد کا بھائی سنہ ۱۰۷۰ ہجری تک حکمران رہا۔ اس کے بعد الرشید کے متصرف ہونے تک ابو عبد اللہ الدریدی کا دور دورہ رہا۔

محمد الشریف کی غارتگریاں تاخت و تاراج اور عثمان علی ترکوں کی بینظیر شرافت و حمیت اسلامی

فاس و مغرب کی حکومت سے مایوس ہو کر مولائی محمد نے عنان عزیمت صحرا اور شرقی علاقہ کی طرف منعطف کی۔ اور خانہ بدوش عرب و بربر قبائل کو ساتھ ملا کر پہلے پہل ترکی رعایا قبیلہ بنی تاسن پر۔ پھر مقام وجدہ پر جہان کا ایک فریق ترکون کا طرفدار اور دوسرا انکا بدخواہ تھا۔ بعد ازان سنہ ۱۰۶۱ ہجری مین ترکون کے محکوم قبائل اولاد قدکری۔ اولاد علی۔ اور بنی سنوس پر اور بالآخر تلمسان کے سرحدی علاقہ پر حملہ آور ہو کر قتل و نہب کا بازار گرم کیا۔ اور نقد و جنس اور مویشی کی مقدار عظیم لوٹ کر اپنے وطن سجلماسہ کو لوٹ گیا۔ تلمسان کی سرحد پر مقام تھوڑی سی ترکی فوج مقیم تھی۔ اس نے باوجود قلت تعداد ترک غازیون نے بڑی ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ مگر آخرش شکست یاب ہوئے۔ الجزائر کے گورنر کو جب خبر پہونچی۔ تو اوس نے اپنے علاقہ کی حفاظت کے لیئے ایک جرار لشکر روانہ کیا۔ لیکن محمد اس کے پہونچنے سے پیشتر روانہ ہو چکا تھا۔ علاقہ کے باشندے بغرض پناہ پہاڑون کو بھاگ گئے ہوئے تھے۔ اور خود علاقہ ایسا ویران و برباد ہو گیا ہوا تھا کہ فوج کے لیئے تو درکنار مویشی کے لیئے بھی ایک تنکہ گھاس کا کہین سے نہ مل سکتا تھا۔ جس پر وہ مجبوراً بے نیل مرام الجزائر واپس چلی گئی۔

ترک اگر سنگدل اور زود اشتعال ہوتے تو وہ بغرض انتقام فوراً مراکش پر فوجکشی کر دیتے۔ لیکن ان کی دینی حمیت مین محمد الشیخ اور منصور سعدیہ

کے زمانہ کی نسبت کچھہ کمی نہ واقع ہوسکی تہی۔ اونہون نے اسدفعہ بہی پہلے بلطف
ومدارات دو اسلامی ممالک کو جنگ وجدال کی لازمی بربادی سے محفوظ
رکہنے کی کوشش کی۔ فوج کی واپسی پر عثمان پاشا گورنر الجزائر نے مجلس شورا
کے ارکان کو جمع کرکے یہ معاملہ اون کے پیش کیا۔ سب کی یہی رائے ہوئی۔ کہ
پہلے مولائی محمد کو زبانی فہمائیش کی جائے۔ چنانچہ ایک خاص سفارت سجلماسہ
اس کی طرف بہیجی گئی۔ جو دو مستند عرب علماء و فقہا اور دو مقتدر ترک
اعیان پر مشتمل تھے۔ ان کے ہاتہہ جو خط بہیجا گیا۔ مولا احمد نے کتاب الا
ستقصا مین اوسے بجنسہ درج کیا ہے۔ وہ عربی زبان مین تھا۔ جس مین
معمولی القاب وعنوان کے بعد مولائی محمد کو شرم دلائی گئی۔ کہ کیا بے زبان
رعایا کو تاخت وتاراج کرنا اور قزاقانہ غارتگری کو شعار بنانا سادات امجاد کی
شان سے بہت بعید نہین ہے۔ اور اپنے نانا کی امت کو لوٹنا ان کے لیئے باعث
شرم نہین ہے۔ پھر اوسے عثمانیہ سلطنت کی شوکت وجبروت سے آگاہ کیا گیا۔
کہ بیشک تم اور تمہارے عرب رفقا بہت بہادر اور بے نظیر سوار ہین۔ مگر
توپ اور بندوق کے سامنے یہ شجاعت کسی کام نہین آسکتی۔ عساکر قاہرہ
کا توپخانہ تمہاری کل جمعیت کو چند لحظون مین فنا کرسکتا ہے۔ پس آئیندہ ایسی
روش اختیار کرو جس سے تمہارے نانا کی روح کو خوشی پہونچے۔ باہم مسلمانون
خونریزی برپا کرکے اوسے آزردہ کرو۔ یہ خط ۱۵ رجب ۱۰۶۴ سنہ ہجری کو لکھا گیا۔

محمد نے جب اوسے پڑھا تو اوسکا چہرہ غضب سے سرخ ہوگیا۔ اور
قاصدون پر خوب کڑکا گرجا۔ مگر جب جواب ملا کہ ہم تو صرف پیامبر ہین۔ جو کچھہ
لکہنا ہو الجزائر کے پاشا کیطرف لکھدو۔ ہم اوسے بہی پہنچا دینگے۔ ہم پر
لال پیلا ہونا فضول ہے۔ تو طبیعت مین شرافت کا اصل جوہر تو موجود ہی تھا۔
اس نے اس سرزنش کی معقولیت کو تسلیم کرکے گورنر الجزائر کی طرف غصّہ کا
بھرا ہوا خط لکھدیا۔ اس خط کے مطالعہ پر بہی عثمان پاشا اور اس کے اعیان
ومشاورین نے طبیعت کو بے بس نہ ہونے دیا۔ اور دوبارا اپنے قاصدون کو
یہ زبانی پیغام پہر پہنچانے کے لیئے بہیجدیا کہ مآل کار پر اچھی طرح غور کرلو۔

ہم تم سے فقط یہ چاہتے ہین کہ اپنے نانا کی شریعت پر عمل کرو۔ اور اپنی حد سے تجاوز نہ کرو۔ تمہارے نانا نے مسلمانون سے کبھی جنگ نہ کیا۔ نہ عاجزون اور ضعیفون کا مال واسباب لوٹنے کا حکمدیا۔ اگر تجھے جہاد کا شوق ہے تو کفار پر حملہ کر۔ وہ خود تیرے اپنے ملک کے وسط مین موجود ہین۔ اور اگر تجھے آل عثمان کی سلطنت پر غلبہ پانے کی تمنا ہے۔ تو مرد میدان بنکر اس کے مقابلہ پر نکل جسے خدا دے۔ سو لے۔ ایسا کرنے پر تجھے کوئی مطعون نہین کر سکتا غریب رعایا کو لوٹنا اور خدا کے بیکس بندون مین آتش فتنہ کو مشتعل کرنا اہل بیت کے اخلاق سے بعید ہے۔ تو جانتا ہے کہ تیرا یہ فعل حرام مطلق ہے۔ اور مسلمانون کے کسی فرقہ کا بھی مذہب اس کی اجازت نہین دیتا۔ تیری اس غارتگری سے ہمارے ملک کی تجارت معطل۔ اور رعایا گھرون سے بے گھر ہو گئی ہے۔ اس کا تو خداوند کریم کو کیا جواب دیگا۔ ابن رسول اور یہ افعال! بھلا اس سے بڑھکر کوئی شرم کا موقعہ ہو سکتا ہے۔ ہم تمہارے ملک مین ترکی بہ ترکی ایسا ہی کرنے اور تمہاری رعایا کو بے خانمان بنا دینے سے عاجز نہین ہین لیکن حالانکہ تمہارے جور وظلم کے جواب مین اگر ہم ایسا کرین تو شرعاً جائز ہے لیکن ہمارے سلطان کی دینی حمیت وغیرت اسے گوارا نہین کر سکتی۔ پس سوچ اور اپنے عندیہ سے ہمین مطلع کر۔"

یہ تقریر سنکر محمد کانپ اوٹھا۔ خدا کا خوف بلاد شریعت غرا کا پاس نفسانی اغوا پر غالب آگیا۔ اور اس نے بلا تأمل جواب دیا۔ بخدا مین اپنی اس حرکت پر سخت نادم ہون۔ یہ مجھ سے میرے عرب معاونون کے اغوا سے سرزد ہوئی۔ اور اونھون نے مجھے خدا کی نافرمانی کا مرتکب بنایا۔ مین اللہ کے مقدس نام پر عہد کرتا ہون کہ آج سے بعد تمہارے ملک اور تمہاری رعیت سے کوئی برائی نہ کرونگا۔ مین خدا اور رسول کو اس عہد کا ضامن بناتا ہون۔ اگر مین وادی دریائے تافنا سے گذر کر کبھی . . . تمہاری نواح مین گیا۔ تو صرف دوست کی حیثیت مین جاؤنگا۔ پھر اس مضمون کا ایک تحریری عہد بھی گورنر الجزائر کیطرف لکھدیا۔ اور سجل ودرعہ اور ان کے علاقہ کی حکو

پر ہی قناعت کر کے بیٹھ گیا۔
بندر طنجہ[1] اسی شریف کے زمانہ مین اخوان رجان ہشتم شاہ پرتگال
نے اپنی بہن کے جہیز مین اپنے بہنوئی چارلس دوم شاہ انگلستان کو د ۱۶۶۲ء
۱۰۷۳ ہجری کے آغاز مین دیا تہا۔ انگریز اس پر ۲۲ برس متصرف رہے۔ پہر
اسے مسلمانون کے حوالہ کر کے خالی کر گئے۔

مولا رشید ثانی} محمد کا چہوٹا بہائی رشید باپ کی وفات پر شمالی علاقہ کو نکل گیا
تھا۔ وہ پہلے کچھ عرصہ ولا یون کے زاویہ مین درویشانہ حیثیت سے مقیم رہا۔
پہر جبل آصر کو چلا گیا۔ اور وہان سے جاکر کچھ عرصہ فاس جدید مین رہائیش گزین
رہا۔ جہان کے امیر عبداللہ دریدی نے اس کی بہت خاطر تواضع کی۔ وہان سے
وہ پہلے تازاکو اور بعد ازان احلاف عربون کے پاس چلا گیا۔ اس سیاحت
کے دوران مین جب اوسے معلوم ہوا کہ تازا کے قریب مقام قصبہ مین ایک
یہودی ابن مشعل نہایت ہی متمول ہے۔ تو وہ اُسی دن سے اس کے زر و
دولت کو قابو کرنے کی فکر مین غرق ہو گیا۔ آخر احوات تازی کے ایک درویش
معلم شیخ ابی عبداللہ اللواتی کی اجازت سے اس کے طلباء کو لیکر ایک دن یہودی
کے مکان پر پہونچ گیا۔ یہودی نے ان سب کو بڑی عزت و احترام کے ساتھ
اپنے ہان اوتارا۔ اور اُن کی مہمانداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا
اوسے کیا معلوم تہا۔ کہ وہ اپنے جانی دشمنون کو پناہ دے رہا ہے۔ جب
رات ہوئی تو رشید نے طلبا کو لیکر اچانک مکان والون پر حملہ کر دیا۔
اور یہودی قتل کر کے ابن مشعل کی بے انتہا ثروت پر قبضہ کر لیا۔ اس دولت
نے اس کی بادشاہی کی بنا قائم کر دی۔ اس روپیہ سے اس نے مشرقی علاقہ
کے عربون سے ایک جرار لشکر دنون مین تیار کر کے جہانبانی کا تہیہ کر لیا۔

۱ جزیرہ بمبئی بہی اسی تقریب سے اپنی دنون انگلستان کو ملا تہا۔
۲ اسوا فعہ کی یادگار مین ابتک ہر سال فاس مین جشن طلباء کے نام سے ایک جلسہ منعقد ہوتا ہے

اور سب سے پہلے وجدہ پر قبضہ جا کیا۔ محمد کو سجل ماسہ مین جب یہ اطلاع پہونچی
تو اوسے اپنی حکومت کیطرف سے اندیشہ پیدا ہوگیا۔ اور لشکر لیکر بھائی کے مقابلہ
پر روانہ ہوگیا۔ فریقین مین بروز جمعہ ۹ محرم ۱۰۷۵ ہجری کو بمقام لبسیط آنکاد
مقابلہ ہوا۔ مگر پہلی ہی گولی جو رشید کی فوج سے چلی۔ محمد کی گردن مین بیٹھی
اور اسکا کام وہین تمام ہوگیا۔ رشید کو بھائی کی وفات کا سخت قلق ہوا۔
وہ خود تجہیز و تکفین مین شامل ہوا۔ اور اوسے بنی یتاسن مین لیجا کر اوس
زمین کی آغوش مین رکھدیا۔

محمد نہائت شجاع اور بلند ہمت تھا۔ کسی انسان کا تو اوسے کبھی خوف
محسوس ہوا ہی نہ تھا۔ وہ قوی البنیان اور دراز قامت اور جفاکشی مین بے
بیمثل تھا۔ اس کے ساتھہ ہی سخاوت و فیاضی اور علم کی قدر و منزلت مین
کسی ہمعصر سے کم نہ تھا۔ ایک دفعہ اس نے ابا عثمان سعید تلمسانی کو مدحیہ قصیدہ
کے صلہ مین بیس رطل و خالص سونا عطا کر دیا تھا۔ اس کی وفات پر اس کا
بیٹا محمد الصغیر سجلماسہ مین باپ کی مسند پر بیٹھا۔ مگر اوسے جلد یہ جگہ
خالی کر دینی پڑی۔

اس فتح سے رشید کا غلغلہ اور بڑھ گیا۔ اور ملاف و بنو یتاسن وغیرہ
کئی اور قبیلے بھی اس کے مطیع و منقاد ہوگئے۔ رشید ابن مشعل کو قتل کر کے
اس کے ایک خوردسال لڑکے کو زندہ اپنے ساتھہ اوٹھا لایا تھا۔ اس سے کسی قدر
کچھہ عرصہ بعد لڑکے کی ماں رشید کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ کہ زرفدیہ لیکر بچہ
کو چھوڑ دیا جائے۔ اس سے تیز بین رشید تاڑ گیا۔ کہ یہودن کے پاس ابھی
ضرور کوئی بڑا خزانہ موجود ہے۔ اس کا یہ قیاس صحیح ثابت ہوا۔ کیونکہ جب
یہودن کو دہمکی دی گئی کہ اپنے خاوند کا مدفونہ نہ بتانے پر لڑکے کو قتل کر دیا
جائے گا۔ تو محبت مادری نے بیٹے کے مقابلہ پر دولت کو ہیچ سمجھا۔ وہ اسی
وقت رشید کو ہمراہ لیگئی۔ اور کل دفاین بتا دیئے۔ اس مزید موہبت الٰہی اور
خزانہ غیب سے رشید کو اپنی فوجی طاقت بڑھانے کا ایک اور زبردست
وسیلہ مل گیا۔ فوج کو از سر نو مرتب کر کے اس نے پہلے تازا کو اوسے

اپنے بھتیجے سے سجل ماسہ کو نو ماہ کے محاصرہ کے بعد فتح کیا۔ اس کے بعد آبائی فاس
سے اس کے تین چار معرکے ہوئے۔ اور دو تین دفعہ شہر کا اس نے محاصرہ کیا۔ آخر
بروز سہ شنبہ شروع ذوالحجہ ۱۰۷۲ ہجری مطابق ۱۶۶۴ء مین مولائی رشید نے اسی
حملہ کر کے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ اور کئی دن تک شہر مین قتل عام جاری رکھا
جہان محلہ محلہ کا سردار اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا جدا قائم کیے ہوئے
تھا۔ دو برس بعد رشید نے فاس سے نکل کر زاویہ دلائی پر فوجکشی کی۔ اور
العیاشی کے اس کے اس مسکن کو بتاریخ ۸ محرم ۱۰۷۹ ہجری مین فتح کر کے تمام
دلائیون کو کسی طرح کی بیحرمتی یا بے عزتی کرنے کے بغیر فاس اور تلمسان وغیرہ
کیطرف جلا وطن کر دیا۔

ولائیون سے فارغ ہو کر مولا رشید نے اسی سال کی ۲۲ صفر کو چڑھائی
کر کے مراکش کو فتح کر لیا۔ اور وہان کے شبانی امیر ابوبکر بن عبدالکریم اور اس
کے دیگر لواحقین کو قتل کروا دیا۔ مراکش سے وہ پھر فاس کو لوٹ گیا۔ اور کچھ
عرصہ وہان آرام کر کے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے سوس و دارد دانت
پر فوجکشی کرنے کا تہیہ شروع کیا۔ اس کے اخراجات کے واسطے اس نے فاس
کے تجار سے ۵۲ ہزار مثقال سونا قرض لیا۔ جو دوسرے برس انکو ادا کر دیا۔
اسی سال ۱۰۷۹ ہجری مین ملا سنے رشید یہ اشرفیان ضرب کرائین۔ اور اسی سال
پرتگال نے برائے معاہدہ لزبن مراکشی بندر سبطہ ہسپانیہ کے حوالہ کر دیا۔ جو آجتک
اس پر قابض ہے۔ سن مذکور کی ۱۲ ذیقعدہ کو رشید نے فاس کے باہر دریا
سیوا پر چار محرابون کا پختہ پل بنانیکا حکم دیا۔ اس پر تعمیر کا کام ۱۵ جمادی الثانی
۱۰۸۰ ہجری کو شروع ہوا۔ اور وہ دنون مین با حسن وجوہ مکمل ہو گیا۔ رشید
نے اسی برس اپنے چھوٹے بھائی اسمٰعیل کی شادی ایک سعدیہ شہزادی سے
کی۔ اور اس تقریب پر ایسی دھوم دھام سے جشن مرتب کیا کہ لوگ دیکھ
کر دنگ رہ گئے۔ ماہ شوال مین اس نے فاس کے پل رصیف کی مرمت کرائی +
رشید فاس واپس آ کر خاموش نہ بیٹھا رہا تھا۔ اس نے ارد گرد کے
کئی سرکش قبائل کو درست لا اپنا مطیع فرمان بنایا۔ اور جب تیاریان مکمل ہو

گیئین تو سنہ ۱۰۸۱ ہجری کے شروع مین سوس پر حملہ کر دیا - ابی حسونہ سملالی سنہ ۱۰۷۰ء مین فوت ہو چکا تھا - اور اب وہان اس کا بیٹا ابو عبداللہ محمد حکمران تہا - رشید نے سن مذکور کے ابتدائی چند مہینون مین ہی تاردانت اور ایلیغ کو فتح کر کے سوس کے علاقہ کو اپنی مملکت مین شامل کر لیا -

مراکو مین تانبے کا سکہ ابتک مربع شکل کا رائج تہا - اس نے اسے وزن مین نصف کرا کر جمادی الثانی سنہ ۱۰۸۱ ہجری سے گول شکل کا ضرب کرانا شروع کیا - وہ اس مہم سے سن مذکور کے ماہ رجب مین فاس واپس گیا - اور وہان جا کر غرور یا شاکے مکان مین شراطین کا عالیشان مدرسہ قائم کیا - اور ویسا ہی ایک بڑا مدرسہ مراکش مین مسجد شیخ عبداللہ کے سامنے کیا -

اِن فتوحات سے مولائی رشید کی شہرت - و ناموری چار دانگ اکناف عالم مین پہیل گئی - حتی کہ طنجہ کے انگریز متعرفین نے اس کا نام نافیلٹ اعظم رکہدیا - اس نے آٹھ برس کی حکومت مین مراکش کی سلطنت کے پراگندہ شیرازہ کو پہر مجتمع و یکجا کر دیا - اس کے اخلاق و اوصاف مین میکنس اور شیخ احمد کے بیانات مین زمین و آسمان کا اختلاف ہے - مسٹر میکنس عیسائی مورخ شی نیر کی سند پر اوسے مجسم ظلم و ستم اور حرص و طمع کا بے بس غلام بنا کر رکھتے ہین کہ اس کا پہلا فعل آزادی حاصل ہوتے پر یہ تہا کہ جس غلام کی مدد سے وہ اپنے بہائی کی قید سے آزاد ہوا تہا - اوسے اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا - اور اس کے عہد کا آخری واقعہ جو بد عہدی اور عقوبت کا غیر منقطع سلسلہ تہا - یہ تہا کہ اس نے روپیہ اور دفینے بتانے کے لیئے چند بکیس عورتون کو اپنے ساتھ بٹھایا - پہر ان کی چہاتیون کو صندوقون کے نیچے دبا کر خود انکے دکھتے ہوئے بیٹھا رہا - ان مظالم کی پاداش مین خداوند کریم نے اوسے بھی ایک عبرت بخش موت سے مارا - مراکش کے باغ اگدال مین وہ گہوڑے پر سوار جا رہا تہا کہ بحالت خمار اس نے گہوڑے کو اندہا دہند ایڑ لگا دی - جس پر وہ اوسے ایک درخت کیطرف لے بہاگا - اس درخت کے دو شاخہ مین رشید کا گلا پہنس گیا - اور وہین اوس کا دم نکل گیا - یہ واقعہ سنہ ۱۶۷۲ء کا ہے -

مولانا احمد اس کے برعکس رشید کو نہایت نیک مزاج - رعیت پرور سا اور فیاض دیکھی اور اس کا عہد رعایا کے لیے نہایت سعید و مبارک بتاتے ہیں۔ اس کی تصدیق میں وہ کئی روائیتیں لکھتے ہیں - از انجملہ چند ایک یہ ہیں:- جس دن اہالی فاس نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی - اس روز صبح گیہوں گندم کا نرخ پانچ اوقیہ مد تھا - شام کو نصف اوقیہ فی مد ہو گیا جس ارزانی کو رعایا نے کمال مبارک شگون سمجھا - ایک دفعہ رشید نے بقول مؤلف صاحب الجیش اپنے پایۂ تخت کے ایک عالم کو کہلا بھیجا - کہ علم نہیں کسی کے پاس جاتا - بلکہ اس کے پاس آیا کرتے ہیں - رشید نے بالکل برا نہ مانا - اور مہینوں تک خود اس عالم کے مکان پر جاتا رہا - اسی طرح عرصہ تک وہ جامع قرویئیں کے امام شیخ یوسی کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا - سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک طالب علم ہکی فیاضی کا چرچا سن کر الجزائر سے اس کے پاس پہونچا - اور یہ دو مدحیہ بیت پیش کیے :-

فاض بحر الفرات فی کل قطر من ندی راحتیک غدرا فراتا
غرق الناس غیر انتس لفقر خلاصا فلم یجدہ فماتا

رشید نے اسے فوراً اٹھائی ہزار اشرفیاں عطا کر دیں - اس کے عہد میں رعیت بڑے امن چین سے رہی - اور کوئی مصیبت ارضی یا سماوی اس پر وارد نہ ہوئی" اس کی موت کا قصہ شیخ موصوف اس طرح لکھتے ہیں - رشید مراکش میں تھا - کہ ۱۰۸۰ھ ہجری کی عید الضحیٰ کے دوسرے دن وہ گھوڑے پر باغ مسرت کی سیر کو گیا - وہاں لگام اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی - اور گھوڑا بے قابو ہو کر ادھر دوڑا - اس حالت میں ایک درخت نارنج کی شاخ اس کے سر میں اور بقول بعض اس کے کان میں گھس گئی اور وہ ۴۲ برس کی جوان عمر میں اس دار ناپائدار سے رخصت ہو گیا

مولائی اسمٰعیل کی الرشید کی وفات پر اس کا بھائی اسمٰعیل جو ۲۶ سالہ نوجوان تھا - امیر المومنین المظفر باللہ ابی النصر کے خطاب و القاب کے ساتھ مالک تاج و تخت ہوا - یہ حیرت انگیز لیاقت و قابلیت کا شخص ۵۵ سال کے

زمانہ دراز تک فرمانروا رہا۔جس کے دوران مین سلطنت مراکو کو بے انتہا دولت وثروت حاصل ہو گئی۔ لیکن وہ عہد صرف اسی کے لیئے خاص غور کے قابل نہیں۔بلکہ بالخصوص ان خارجیہ تعلقات کے لحاظ سے جو اس بے انتہا حصول کا باعث ہوے۔اس کے عہد مین اہالی یورپ کو مراکشی دربار کے حالات و مراسم کے بالمشافہ معاینہ و تجربہ کا ایسا عمدہ موقعہ ملا۔کہ ایسا نہ کسی پہلے عہد مین انکو حاصل ہوا۔اور نہ کسی سلطان مابعد کے عہد مین اسی لیئے مسٹر منگیکس نے اس کے عہد کو مشرقی فرمانرواؤن کی طرز جہانبانی اور اصول سیاست کا ایک معقول نمونہ و مظہر قرار دیکر اس کے حالات نسبتاً زیادہ شرح و بسط سے تحریر کئے ہین۔

سلطان اسمٰعیل کے حالات مسلمان مورخین کے علاوہ کئی عیسائی نویسندون نے یہ تحریر کئے ہین۔ان دونون اقسام کے مورخون کی تالیفات مین واقعات اگرچہ تقریباً یکسان ہی بیان کئے گئے ہین۔لیکن ان سے نتایج نکالنے اور رائے قایم کرنے وقت ہر ایک فریق نے ایک دوسرے سے ایسا متضاد انداز اختیار کیا ہے جسے دیکھکر تعجب آتا ہے۔اور بیساختہ یہ محسوس ہو جاتا ہے۔کہ حضرت انسان کا دماغ بھی خداوند کریم نے کسی نہایت ہی عجیب وغریب مصالح سے تیار کیا ہے۔کہ ایک ہی شخص کو اس کے بعض ہم جنس شیطان مجسم اور دیگر بعض ہم جنس انہی واقعات اور حالات کی بنا پر اسکو فرشتہ منش بتارہے ہین۔بہرکیف اس مین کلام نہین۔کہ اگر مسلمان مورخین نے اسمعیل کی تعریف مین کسیقدر مبالغہ کرکے اس کی بعض کمزوریون کو نظرانداز کردیے مین اس کی کچھہ طرفداری کی ہے۔تو عیسائی مورخون نے مذہبی و قومی تعصب سے اندھا ہوکر اس کی کل خوبیون کو پس پشت ڈالدینے اور اس کی کمزوریون ہی کو ہر روز پیش نظر رکھنے سے اپنے مسلمان معاصرین کی جنبہ داری کا نہایت نامعقول حدتک بدلہ لینے کی کوشش کی ہے۔ان مسیحی مورخون نے اسمٰعیل کے حالات قلم بند کرتے ہوئے اس امر کو ترکیبی بھلا دیا ہے۔کہ کسی فرمانروا کے اعمال وافعال کو اس زمانہ کے تمدن کے معیا

سے جانچنا اور پرکہنا - اور یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا دیگر سلاطین کا عام برتاؤ - اور دستور العمل یہی تہا - اور زمانہ کا رنگ ڈہنگ کیا تہا - مسٹر مکینس نے اس معاملہ مین زیادہ تر ایک ... مؤلف فرائیض کو مدنظر رکہہ کر دونون فریق کے بیانات پیش کر دیئے ہین تاہم انصافاً یہ کہدینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جہان کہین اس نے اپنی رائے ظاہر کی ہے - وہ بالکل متعصبانہ ہی نہین - نہ اس نے مندرجہ بالا اصول کو اسمٰعیل کے متعلق قطعاً نظر انداز ہونے دیا ہے - بنا برین مین اسی کی تحریر کو پیش نظر رکہہ کر مولانا احمد کی کتاب سے صرف حسب ضرورت کہین کہین مزید توضیح و تشریح یا ان واقعات کو قلمبند کرنے کے لیئے جنہین مسٹر مکینس چہوڑ گئے ہین - اعادہ دلینے پر کفایت کرونگا -

مولائی اسمٰعیل اگرچہ چوتہا فلالی حکمران تہا - مگر جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے - تہا پہلے فلالی شریف امیر مولائی الشریف کا بیٹا - اسے چند برس اپنے بہائی محرز کے بیٹے احمد سے جو مراکش مین باغی ہو گیا تہا - مشغول پیکار رہنا پڑا - اس سے فارغ ہو کر اس نے مکناسا کو اپنا دارالخلافہ بنایا - جہان بڑے بہائی رشید کے عہد مین وہ بحیثیت گورنر مقیم تہا - اور اکثر اس مقام سے ایک خاص انس ہو گیا تہا -

اس امر کے اعلان کے ساتہہ اس نے اپنے رقیب کے لشکر کے مقتولین کے دس ہزار سر مراکش اور فاس کے دروازون پر چنے جانے کے لیئے روانہ کیئے اور اسیران جنگ کو گہاس کے رسون سے باہم بندہوا کر پل کا کام دینے کے لیئے ایک دریا پر لٹوا دیا - اور پہر اپنے لشکر کو اس پل کے اوپر سے گذارا مکناسا کو بربرون نے ظہور اسلام سے پہلے آباد کیا تہا - چہٹی صدی ہجری مین موحدین نے سات برس کے محاصرہ کے بعد فتح کرکے پرانے شہر کو ویران کر دیا اور اس کے متصل جدید مکناسا بنام تاکرورات تعمیر کیا - پہر بنی مرین نے اس شہر کی زیب و زینت بڑہانے مین کوئی کسر اوٹہا نہ رکہی - عالیشان محل - مدارس - حمام - مساجد اور خانقاہین تعمیر کین - اور اسے مملکت کا خوبصورت ترین شہر بنا دیا - یہ شہر آب و ہوا کی عمدگی کے لیئے قدیم الایام سے مشہور

چلا آتا ہے۔ چنانچہ وہان کا ایک شاعر ابن عبدون اپنے شہر کی آب و ہوا کی تربت
و لطافت کی تعریف مین لکھتا ہے۔

ان تفتخر فاس بما فی طیبہا۔ و بآبہا فی زیہا حسنا۔
یکفیک من مکناسا ارجاوہا۔ والاطیبان ہواؤہا والماء

اسمٰعیل نے گورنری کے زمانہ مین ہی وہان کئی نئے محل تعمیر کرائے تھے۔ اب
کل مملکت کا دار الخلافہ بنانے پر جدید عالیشان عمارت و مساجد سے اس
کی شکل ہی بدل دی۔

انسانی جسمون سے بل کا کام لینے اور مقتولین کے سرون کو دونون قدیم
دار الخلافون مین بہونچنے کی واقعہ کا ذکر کرکے مسٹر مسکینس کہتا ہے "اس طرح
اس مہیب عہد کے مظالم و مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا" پھر ایک عیسائی
مسٹر پیلو کی کتاب سے اخذ کرکے اسمٰعیل کا کیرکٹر ان الفاظ مین بیان کرتا ہے۔
اس شہوت پرست۔ عیش پسند۔ طامع و حریص غصہ ور اور دغا باز۔ اور ظالم سے بڑھکر
ستم شعار نے اپنی رعایا کی طبعی وحشت اور فطری شورہ پشتی کو یہ ثابت کر دینے
سے کردہ ان سے بھی زیادہ خونخوار اور درندہ صفت ہے۔ مغلوب اور رام
کر لیا" یہ رائے ظاہر کرنیوالا انگریز تیس برس تک اسمٰعیل کا پہلے غلام اور
پھر ملازم رہا تھا۔ مولائی اسمٰعیل کے بعد اب تک آٹھ سلطان مراکش پر حکمران
ہو چکے ہین۔ مگر ان مین سے کسی کو اپنی قوم کے دلون مین اپنی یادگار برائی یا
بھلائی سے چھوڑ جانے کی عزت حاصل نہین ہوئی۔ اسمٰعیل ہی ایسا اب تک
آخری مغربی فرمانروا ہے۔ جو اپنی حکومت کا امٹ نشان سرزمین مغرب
مین چھوڑ گیا۔ اس معاندانہ ریمارک کے بعد مسٹر مسکینس کی رائے پر کسیقدر
جس انصاف غالب آجاتی ہے۔ اور وہ فوراً ایزاد کرتا ہے "تاہم اسمٰعیل کے
کیرکٹر مین ایک جز ایسی موجود رہے۔ جو بیساختہ تعریف کرائے بغیر نہین رہتی
اس کی خونخواری وسفاکی طبعی نہ تھی۔ بلکہ اس زمانہ کے حالات کا نتیجہ تھی جس
مین وہ گذرا۔ وہ اپنے معاصرین سے بدتر نہ تھا۔ بلکہ صرف زیادہ قوی اور
زبردست اپنے ظالمانہ رویہ اور قتل ہائے عامہ کے باوصف اس نے اپنے

اقتدار کی تمام ملک مین ایسی دہاک بٹھادی تہی۔ کہ جان و مال جیسے اس کے عہد مین محفوظ تہے پہلے یا بعد کبھی نہین رہے۔ مسٹر جارج مین ایک انگریز سیاح ۱۷۷۱ء مین اس کے عہد مین محفوظ اس قزاق صفت و بے رحم سفاک کے عہد مین ملک ایسا سرسبز ہوا۔ کہ رحم دل اور تاجر منش مگر حریص محمد کے عہد مین اس کا عشر عشیر بہی اوسے سرمیسری نصیب ہوئی تہی۔ لیفرانی کا بیان ہے: "تمام ملک مین اس کے عہد مین جو دفرت وارزانی اور امن و سکون پایا جاتا تہا۔ انسان اُسے بآسانی قیاس نہین کرسکتا" الزیانی اس کی عقلمندی اور مآل اندیشی کے ثبوت مین اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ کہ بنی اور اسین کے سرکش قبیلہ کو مغلوب کرنے کے بعد اس نے معدوم یا منتشر نہ کیا۔ بلکہ صرف اسلحہ اور گہوڑے دے دینے پر کفایت کرکے اونکو امن پسند رعایا بنانے کے لئے اس شرط پر ساٹہہ ہزار بہیڑین خرید دین۔ کہ دو اور نیچے انکے۔ اور ان سلطان کی ہونگی۔ کوئی چہار درہم والیئے فرانس کیطرف خطوط وہ بہیجا کرتا۔ اس مین اپنے تئین گیارہ بادشاہیون کا فاتح لکہا کرتا تہا۔ کرنیل سکاٹ نے ۱۸۴۲ء مین اپنی کتاب مین اس فرمانروا کے تعلق باشندگان ملک کی روایت وسند پر لکہتا ہے کہ "محمد کا مراکشی سلاطین اور بادشاہون کی نسبت نہایت روشن خیال اور بیدار مغز سلطان گذرا ہے۔ جس کا ادنی ثبوت یہ ہے کہ مین نے ملک مین جسقدر تعمیرات رفاہ عام کی قسم کی دیکہین۔ وہ سب کی سب اوسی کے عہد کی تیار شدہ بتائی گئین" الغرض بقول مسٹر میکینس خواہ وہ خود کیسا ہی سنگدل اور سفاک تہا۔ لیکن یہ بڑا وصف رکہتا تہا۔ کہ اپنی قلمرو کے اندر کسی اور ظالم کی موجودگی کو برداشت نہ کرسکتا تہا۔ ظلم و ستم کا وہ تنہا اجارہ دار رہنے کا عزم بالجزم کرچکا تہا۔ اس کے عہد مین بقول مؤلف ترہت الہادی رباط و مکناسا اور مراکش و فاس کی سڑکین ذرات مسافرون سے معمور رہتی تہین۔ اور اکیلی عورتین سرحد تلمسان سے واد نول تک سونا اچہالتی چلی جاتی تہی۔ کسی کو معترض ہونے کا یارا نہ پڑتا تہا۔

اس ہیبت و رعب خداداد کے باوجود کہ تمام مملکت مین ایک شخص

بہی ایسا نہ تہا۔ جو اسکا نام سنکر کانپ نہ جاتا ہو۔ خود ملک مین اس کے عہد
مین یا اس کے بعد ایک بہی ایسا شخص نہین پایا گیا۔ جس نے اوسے سفاک یا ظالم
سمجہا ہو۔ بلکہ ہر ایک مراکشی کی اس کی نسبت یہی رائے ہے۔ کہ وہ بڑا دیندار
اور متقی سلطان تہا۔ اس کے حوالی موالی تو اوسے فی الحقیقت کمال تشرع سلطان
سمجہنے لگ گئے تہے۔ اور سلطانی منصب کے علاوہ اس کے زہد و اتقا اور تشرع
کیوجہ سے بہی اس کا دل سے ادب کرتے تہے۔ وہ پنجوقتہ نماز با جماعت ادا کرتا
چنانچہ جہان کہین اسکا چند دنون کے لیئے بہی قیام ہوتا۔ وہان فورًا ایک
جامع مسجد تیار کرا دیتا۔ اور ہر نماز وہان جا کر پڑہتا۔ بطور قاعدہ کلیہ قرآن
کریم کا ایک نسخہ ہر وقت سفر و حضر مین اپنے ساتہہ رکہتا۔ جن اشخاص کو اس نے
قتل کرایا۔ اون مین سے اکثر جمعہ کے دن قتل کرائے گئے۔ یہ اس امر کے اظہار مین
کیا جاتا۔ کہ اسمعیل اپنے منشا سے ان لوگون کو قتل نہین کرا رہا۔ بلکہ کسی
برتر و فائق طاقت کے حکم دیا ہے۔ اور احکام شریعت کی پابندی مین چنانچہ خود مقتولین
مین سے اکثر کو یہ پختہ اعتقاد ہوتا تہا کہ سلطان کے حکم سے قتل ہونا دخول جنت
اور مغفرت کا یقینی ذریعہ ہے۔ بعض کی نسبت وہ خود بہی ان کی ہلاکت کے بعد
یہ کہدیا کرتا۔ کہ وہ بخشے گئے ہین۔ اسے اسمعیل کا تصنع سمجہو۔ یا فی الحقیقت کسی
قدر مجذوب ہونیکی شہادت۔ بعض اوقات وہ ایسے شخص کی نسبت جسے
اس نے کل قتل کرا دیا ہوتا۔ درباریون سے دریافت کرتا۔ کہ وہ کہان ہے
یہ لوگ اپنے ہم مشربون کے مسلمہ آداب و رسم کے مطابق دروغ کو راستی پر
ترجیح دیکر جواب دیتے۔ وہ مر گیا۔ اور پہر جب وہ پوچہتا۔ کس طرح فوت
ہوا۔ تو اسمعیل کی طرح خود بہی باعث موت سے کامل لاعلمی ظاہر کرتے۔ اسمعیل
کی یہ فراموشی و لاعلمی گو اکثر کے خیال مین بناوٹی ہو۔ لیکن سب ظاہر ہی کرتے
تہے۔ کہ اوسے فی الحقیقت قتل کا واقعہ فراموش ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب اس نے
قتل کا حکم دیا تہا۔ اسوقت اسپر ایک خاص وجدانی حالت طاری تہی۔ اور
اس حالت مین اس نے احکام آلہی کی تعمیل کی تہی۔ اس کے حکم سے ہلاک کئے
گئے۔ اشخاص کی لاشین اس کی اجازت کے بغیر نہ اوٹہائی جا سکتین۔ چنانچہ بعض

اوقات وہ بوجھ اوٹھا دینے کے وقت تک محل کے قریب پڑی رہتیں - لیکن سن ۔۔
اگر کسی یوروپین نے اسمٰعیل کو مطعون کرنے کی جرأت کی تو اوسے سخت شرمندہ
ہونا پڑے گا - کیونکہ یورپ کے مہذب ترین ملک انگلستان مین بھی انیسوین
صدی تک یہ دستور مروج تھا - اور سرکاری حکم سے قتل کئے گئے اشخاص کی لاشین لندن
کے محلہ نیوگیٹ کے جیلخانہ کے احاطہ سے بلا اجازت نہین اوٹھائی جاسکتی تھین
مسٹر ایڈورڈ نے جیل خانہ نیوگیٹ کے اس زمانہ اور خاصکر سنہ ۱۷۶۱ء کے حالات
نہایت شرح و بسط سے تحریر کئے ہین - جو معترضین کی تشفی کرنے کے لیئے کافی
سے بڑہکر ہین -

بقول یوروپین مورخ بسنات اسمٰعیل خود اپنے ہاتھ خون کرنے کا بھی
ایسا شائق تھا کہ وہ نئی تلوار یا تیر کی دہار کو آزمانے کے لیئے قریب ترین کہڑے
ہوئے غلام کا سر اڑا دینا معمولی بات سمجھتا تھا - ایک دوسرے یوروپین مصنف
ٹورماسی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک فرنچ سفیر کے سامنے اس نے کئی غلامون
کو محض تفریحاً قتل کر دیا - اور جب سفیر نے اس حرکت پر اعتراض کیا تو جواب
دیا " تمہارا بادشاہ لڑکی آدمیون پر حکومت کرتا ہے - اور مین وحشیون پر کرتا
ہون " اس کے بازو قتل کرنے کی تکان سے محفوظ رکہنے کے لیئے ایک جلاد ہر
وقت اس کے پہلو پر کہڑا رہتا - جسکو حکم تھا - کہ جونہی سلطان کسی شخص کیطرف
اپنی ٹہوڑی کو سکڑائے - اس کا سر فوراً قلم کر دے - کہنی کی گردش سے یہ مراد
ہوتی کہ معتوب کو گلا گہونٹ کر مارا جائے - مرحوم شاہی کی جو عورتین زیر عتاب
ہو جاتین انکو بھی گلا گہونٹوا کر ہلاک کرایا جاتا - بعض اوقات ایک ایک دن مین
تیس تیس بیگمات کو زندگی کے بار گران سے مخلصی دلائی جاتی - عیسائی مورخ
سنٹ اولون اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ مین لکہتا ہے کہ تمام روایت کے مطابق
اسمٰعیل نے اپنے عہد کے فقط پہلے بیس برسون مین بیس ہزار سے زیادہ
آدمی خود اپنے ہاتھ سے دوسرے جہان کو پہنچائے - اس کی ایک بڑی مرغوب
تفریح یہ تہی کہ ملازمون کو نیزہ سے چہید ڈالتا تھا - دو نیزے ہر وقت
اوس کے دونون طرف موجود رہتے - بندوق کا جو اس زمانہ تو ۔۔

وارد ہوتی تھی۔ ابھی اس قدر رواج نہ ہوا تھا۔ کہ قدیم اسلحہ بالکل
متروک الاستعمال ہو جاتے۔ فلپس کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ اس نے اسمٰعیل
کو ایک وقت یکے بعد دیگرے ۲ حبشی غلاموں کو نیزے سے چھیدتے دیکھا
اسمٰعیل کو اکثر ایسے مخالفوں سے معرکہ آرا ہونا پڑا۔ جن کے پاس آتشبار
اسلحہ بالکل نہ تھے۔ صرف نیزہ و تلوار اور تیر کمان یا گوپھن رکھتے تھے۔ قتل
و ہلاکت کی چند نسبتاً نرم صورتیں بھی مستعمل تھیں۔ مگر یہ صرف بظاہر نرم تھیں
معتوب کو درحقیقت ان سے سخت عقوبت و ایذا پہنچا کرتی تھی۔ ان صورتوں
میں سے ایک اچھالنے اور پٹخنے کی تھی۔ اس سزا کی مسٹر ونڈس نے جو انگریزی
سفیر بحری کپتان سٹوارٹ کے ہمراہ ۱۷۲۱ء میں مراکو گیا تھا۔ اپنے سفرنامہ
میں اس طرح توضیح کی ہے۔ جس شخص کو یہ سزا دیئے جانیکا حکم ملتا۔ اس کو تین یا
چار قوی ہیکل حبشی ایڑیوں سے پکڑ کر پوری طاقت سے اوپر کو اچھالتے
اور پھر ساتھ ہی جھکا دیکر اوسے سر کے بل زمین پر پٹخ دیتے۔ اس کام میں
حبشی ایسے ماہر ہوتے تھے۔ کہ اچھالتے وقت معتوب کی گردن کو توڑ دینا
یا کسی کندھے کو جھٹکا دینا۔ یا صرف خفیف سا صدمہ پہونچا کر زمین پر پٹخنا
ان کے اختیار میں ہوتا تھا۔ چنانچہ بعض وقت معتوب کو فقط چند رگڑیں
آتیں۔ اور سب طرح سے وہ صحیح سالم رہتا۔ ایسی حالت میں اس پر واجب
ہوتا کہ جب تک سلطان موجود رہے بے حس و حرکت پڑا رہے۔ اگر وہ ذرا
سا بھی کسی عضو کو ہلا دیتا۔ تو دوبارہ پٹخے جانیکا فوراً حکم صادر ہو جاتا۔
اسمٰعیل کے بیٹے زیدان کی عمر ابھی سات برس کی تھی۔ جبکہ اوسے اول اول
اپنے ہاتھ سے غلام کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی۔ دوسری قسم کی عام
مستعمل عقوبتیں سولی دیا جانا۔ یا آرہ سے چرانا تھیں۔ آخرالذکر سزا ایک
شخص کو انگریزی سفیر سٹوارٹ کے روبرو محض اس قصور پر دیگئی۔
کہ جبل طارق میں ایک شخص کے قرضہ کا ضامن ہونیکی وجہ سے روک
لیئے جانے کے دوران میں وہ یوروپین مردوں اور عورتوں کا بڑا آشنا
اور مداح ہو گیا تھا۔ اس الزام کی کوئی تحقیقات نہ کی گئی۔ اور بلا تفتیش و

عورت اس کے جسم کو دو تختون مین رکھوا کر سر سے پاؤن تک چیر وا کر دو ٹکڑے
کر دیا گیا۔ بعض بدنصیب زندہ جلوا دیئے جاتے۔ یا خچر کی دم سے بند ہوا کر
تا وقتیکہ ہلاک نہ ہو جائین شہر کے بازارون مین گھسیٹے جاتے۔ ایک مرتبہ یہی
سزا ایک سلطانی بلی کو دی گئی۔ اسمٰعیل کے پاس چالیس بلیان تھین۔ جن مین
سے ہر ایک کے جدا جدا نام تھے۔ اور بکری کے گوشت پر پرورش پاتی تھین
ایک شامت کی ماری نے ایک دفعہ ایک پالتو خرگوش کو پکڑ لیا۔ اس جرم
مین پہلے اوسے خچر کی دم سے بند ہوا کر شہر مین پھرایا گیا۔ اور پھر سر قلم کرا
دیا گیا۔ ایک مرتبہ ایک زندہ عورت کے جسم سے گوشت اتروا کر سلطانی کتون
کو کھلایا گیا۔ ایک دفعہ ایک وزیر پر الزام عاید ہوا کہ اس نے کسی پر ظلم کیا ہے
اسمٰعیل نے پہلے پستول چلا کر اُس کے بازو کو توڑا۔ پھر بیل کے کچے چمڑے مین
سلا کر تمام لشکر مین بطریق مندرجہ بالا پھرایا۔ اسمٰعیل کے شاہی رمنہ کے چڑیا
خانہ مین ببر شیر۔ چیتے۔ ریچھ۔ بھیڑیئے اور شتر مرغ رکھے ہوئے تھے۔
ان ببر شیرون کو کئی دفعہ غلام کھلائے گئے۔ عیسائی مورخ سیران ڈی
لانو رکھتا ہے۔ ایک دن پورے ساٹھ غلامون کو شیرون سے بلا اسلحہ لڑائی
کرنیکا حکم دیا گیا۔ انکار کرنے والون کے لیئے زندہ جلا دیئے جانے کی سزا
مقرر کی گئی۔ اور اسطرح ساٹھون کے ساٹھ ایک نہ ایک بلا کے شکار ہو گئے
مکناسا کی جدید سلجھت چار دیواری پر کام کرنے والے مزدورون مین اگر
کوئی سست یا کاہل پایا جاتا۔ تو اوسے فوراً کنگرہ فصیل سے تہ خندق
مین گرا دیا جاتا۔ یا دیوار کے خلا مین بھر کر ملبہ کے ساتھ کوٹ دیا جاتا۔
اسمٰعیل کے ایک بیٹے سیدی محمد کو بغاوت کی سزا مین اُبلتے ہوئے تیل کے
کڑاہ مین پھینک دینے کا حکم ہوا۔ مگر جب وہ پھینکا جانے لگا۔ تو الفت پدری
غالب آگئی۔ اور یہ سزا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن کے کاٹ دیئے جانے سے
بدل دی گئی۔ ایک اور بیٹے زیدان کو اسی جرم کی پاداش مین اسطرح سے
مروایا کہ چند عورتین جب تک اسکا دم نہ نکل گیا۔ اس کی چھاتی پر چڑھی رہین
مگر تماشہ یہ ہے کہ اس سفاک باپ نے بعد ازان دونون بیٹون کے عالیشان

مقبرے بنائے۔ جو اب تک مکناسا میں موجود ہیں۔ اسمٰعیل کا ایک اور بیٹا
یا پوتا باغی ہوجانے پر شکست کھانے کے بعد پہلے ہسپانیہ کو اور پھر فرانس
بھاگ گیا۔ جہاں ۶ نومبر ۱۷۰۹ء کو وہ لوئی کے سامنے حاضر ہوا۔ اور سپیری
ڈی حیس کا نام اختیار کرکے عیسائی ہوگیا۔ اس کے مفصل حالات پندرھویں
فصل میں درج ہیں۔ ایک بیگم پر شبہ ہوجانے پر اسمٰعیل نے اس کے جسم میں
... بحالت زندگی بارود بھروا کر اوسے آگ لگوادی۔ اسی طرح ایک یورپین
غلام کے منہ ناک اور کان داڑھی میں بارود بھروا کر اُسے آگ دکھادی۔

ان واقعات کو مسلمان مورخوں نے بالکل نظرانداز کردیا ہے۔...
لیکن اس سے اُنکا بالکل غلط ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا۔ اسمٰعیل کے
یورپین اسیران جنگ موٹی۔ فلپس۔ بروکس وغیرہ کے علاوہ یورپین سفراء
سینٹ اامانٹ۔ ڈی لاکراکس اور سینٹ اولان۔ اور پادریان ڈی لا مرسی۔
بوسیا ڈی لانڈ۔ سان جمان۔ ڈی ال یوارٹو۔ بناٹ اور ڈیسے نے ان مظالم
کی پوست کندہ تشریح کی ہے۔ اتنے رخوں کی چشم دید شہادت ان واقعات
کی درستی کی کافی سند ہے۔ اس اسمٰعیل کی حمایت میں صرف یہی پیش کیا جاسکتا
ہے کہ اس زمانہ کا رنگ ڈھنگ ہی یہی تھا۔ وہ اکیلا ظالم نہ تھا۔ مہذب
یورپ کے بادشاہوں۔ نپولین اور امرا کا بھی یہی بلکہ اس سے بدتر وطیرہ
تھا۔ جن میں سے اکثر خوبی ایک بھی نہ رکھتے تھے۔ مگر برعکس اسکے اسمٰعیل اگر
ظالم تھا تو اس ایک برائی کے بالمقابل اس میں خوبیاں بھی بہت سی تھیں۔

اسمٰعیل کی خوبیاں چنانچہ اسی مسٹر میکنس کو جس نے اسمٰعیل کو مجسم ظلم و ستم ثابت
کرنے کے لیے کسی یورپین معاند مورخ کی تحریر کو نظرانداز نہیں ہونے دیا۔
اس تمام توضیح و تشریح کے بعد تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اسمٰعیل [illegible] کا انداز
ہمیشہ اسی ڈھنگ پر نہ رہتا تھا۔ بعض اوقات میں نہایت [illegible] صفات
پر غالب آجاتی۔ بلکہ وہ اپنی حرکات پر نادم اور [illegible]
ہسپانوی نے ایک دفعہ بہ نیت قتل اوس پر حملہ کیا۔ ایسے [illegible] سزا لاشبہ
ہلاکت تھی لیکن اسمٰعیل نے اسکا گناہ معاف کردیا۔ اور پھر [illegible] سے مسلمان ہو

جانے پر اوسکو فوج مین قائد مقرر کر دیا۔ ایسا ہی سلوک اسمٰعیل نے اپنے ایک
بھائی سے کیا۔ جو باغی ہو گیا تھا۔ تمام روایات سے اسمٰعیل کی مہربانیان [illegible]
کر دیا یقینی ذریعہ اسکے [illegible] و لوگ
معتوب ہو کر ہلاکت سے بچ رہتے تھے۔ [illegible] وہ عموماً پہلے سے [illegible]
حال اور مقتدر بنا دیتا تھا۔ ایک دفعہ نیزہ کی انی طرف سے اس کے ہاتھ سے
اسکا ایک منظور نظر درباری ہلاک ہو گیا۔ اسمٰعیل نے بار بار [illegible] کہا
کہ میرے ہاتھ سے تم کو کبھی گزند نہ پہونچے [illegible] اسمٰعیل کو [illegible]
اپنے باغات مین تنہا ٹہلتے وقت اس درباری کو تمام پیتہ اور [illegible]
بلاتے ہوئے گیا۔ روایت ہے کہ جس شخص کو اس نے چھڑ دیا تھا [illegible]
رات اوسے خواب مین خدا سے دونوں ہین انصاف [illegible] اللہ اکبر [illegible] نظر
آیا۔ اس سے اسمٰعیل ایسا متاثر ہوا کہ اس نے مٹی [illegible] جگہ جہاں مقتول
کا خون گرا تھا۔ منگوا کر بطور سزا اپنے تمام جسم پر ملی۔ اور [illegible]
نہایت نادم اور متاسف ہوا۔

اسمٰعیل نے وفاداری اور جان نثاری سے خدمت کرنے والون کی دل سے
قدر کرتا تھا۔ اور یہ اس امر کی کافی شہادت ہے [illegible] وہ بالطبع ظالم نہ تھا۔
جو بالعموم ناحق شناس اور ناقدر دان ہوتے ہین۔ اسمٰعیل پر [illegible]
صوبہ کتالونیا کے رہنے والے ایک عیسائی غلام [illegible]
صداقت اور تسلیم الطبعی کی طبعی [illegible]
رہا۔ اسمٰعیل کو اسکی صداقت کی وجہ سے اس [illegible] تھی
کہ اس نے حلف اوٹھالی ہوئی تھی کہ جب کبھی جوآن سامنے آئے اوسے کوئی
نہ کوئی انعام عطا کئے بغیر واپس نہین جانے دیگا۔ اس عہد کو اسمٰعیل نے
علی وجہ الکمال پورا کیا۔ اور یہان تک نباہا کہ اگر جوآن نے کسی عیسائی کی
جس کے لیے حکم موت صادر ہو چکا ہو۔ جان بخشی کے واسطے بھی التجا کی۔ تو
اوسے منظور کیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ جب امیر کو سلطان زندہ نہ چھوڑنے
کا مصمم ارادہ کر چکا ہوتا۔ تو اوس کے حاضر ہونے کے وقت محل کے چھپا لیتک کر

بند کر دیئے جانیکا حکم دیدیا تھا۔ کہ کہین جوان اس معاملہ کی خبر سُنکر نہ آپہونچے
اور اسیر کی جان بخشی کی استدعا نہ کرے۔ عیسائی مورخ ڈی ال پو رٹو جوان
کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ اور اسمٰعیل نے اسکو شاہی کارخانہ
پارچہ بافی کا مہتمم کردیا ہوا تھا۔ مگر موت کے قریب وہ اسلام سے مرتد ہوگیا
اور اسی مریضانہ حالت مین گھر سے باہر نکل کر اپنی عیسائیت کا اظہار کرتا ہوا
بازارون مین دوڑتا پھرا۔ ایسے سنگین قصور سے اسمٰعیل چشم پوشی نکر سکتا
تھا۔ حکم دیا گیا کہ اگر وہ تین دن کے اندر تائب نہ ہو۔ تو جلادیا جائے لیکن
وہ اس میعاد سے پہلے ہی فوت ہوگیا۔

حلیہ — ونڈس آخر العمر کے قریب اسمٰعیل کا حلیہ اس طرح لکھتا ہے "قد درمیانہ۔
رنگ خوشنما۔ خط وخال متناسب گو اس کی والدہ[ک] حبشن تھی۔ لیکن حبشی نسل کا
کوئی نشان اس کے چہرہ پر نہ پایا جاتا۔ ناک بلند وبالا۔ لبی اور پتلی۔ دانت
تمام گر گئے ہین۔ اور تنفس رک رک کر آتا ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس کے
پھیپھڑون مین کچھ خرابی آگئی ہے۔ اکثر کھانستا اور تھوکتا رہتا ہے۔ بلغم
یا تھوک زمین پر نہین گرنے پاتی۔ خدام رومال لیئے کھڑے ہوتے ہین۔ جو فوراً
اوسے رومال پر لے لیتے ہین۔ داڑھی سفید اور پتلی ہے۔ آنکھین کسی وقت
نہایت روشن ہونگی۔ مگر اب پیرانہ سالی کیوجہ سے انکی چمک بہت کچھ جاتی
رہی ہے۔ اور رخسارے بھی بہت مرجھا گئے ہین" بناطے لکھتا ہے۔ "اس کا
رنگ سیاہی مایل۔ آنکھین مشتعل وچمکدار اور آواز بلند ہے۔ اچھلنے کودنے
کا بڑا شایق اور عادی۔ اور پیری مین بھی ایسا مستعد اور پھرتیلا ہے۔ کہ

[ک] اسمٰعیل اور رشید کی ماں کا قصہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ مولانا احمد اسکو ایک صحرائی عرب قبیلہ
کی عورت بتاتے ہین۔ مگر مسٹر میکنس بناطے۔ یوزابی اور اوگیلوی کی سند پر اسے حبشن بتا کر یہ فسانہ
نادرِ وکرشت ایراد کرتے ہین۔ کہ جب ابوحسون نے مولائی شریف کو معہ حرم قید کرکے قلعہ ایلیغ کو
لیگیا۔ تو شریف نے کچھ عرصہ بعد اسے کہلا بھیجا کہ میری بیویون مین سے ایک کو ہی خدمتگذاری
کے لیے بھیج دو۔ ابوحسون نے اس کے جواب مین ایک بڑھیا حبشن بھیجدی۔ اور اسی کے
بطن سے رشید اور اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ مولائی شریف کے ۸۴ لڑکے اور ایک سو چیبس لڑکیان تھین

ایک ہی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے۔ نیام سے تلوار نکال لینے اور جو غلام کاب
تھامے ہو اُسکو قتل کر دینے پر قادر رہے۔ دن میں کئی دفعہ پوشاک بدلتا ہے۔
طبیعت کی مختلف کیفیتوں کے لیئے مختلف رنگوں کی پوشاک مختص کر رکھی ہے سیاہ مرا
سبز رنگ کو پسند کرتا ہے۔ جب بہت خوش ہو تو سفید رنگ پہنتا ہے۔ زرد رنگ
کا لباس قہر و جلال کی علامت تھا"

کثیر العیالی۔ ایسے تندرست اور طویل العمر سلطان کے ہان پھر جس کے حرم میں ۴
ہزار عورتیں ہوں۔ سینکڑوں بیٹوں بیٹیوں کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات
نہیں بیٹیوں کے علاوہ صرف ایسے لڑکے جو شہ سوار ہونیکی عمر تک زندہ رہے
تعداد میں سات سو سے اوپر تھے۔ بیگمات شاہی میں ایک انگریز عورت بھی
شامل تھی۔ وہ پندرہ برس کی عمر میں پکڑی گئی تھی۔ اور بقول مسٹر میکینس اُبلتے
ہوئے تیل میں پاؤں ڈالکر اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ ایک
ہسپانوی عیسائی لڑکی کماچا نام بھی لوٹ میں پکڑی آئی تھی۔ جب اوسے
سلطان کے پیش کیا گیا۔ تو وہ اسپر فریفتہ ہو گیا۔ اور اوسے حرم میں داخل
کرنے کے لیئے شاہی محل میں بھیجدیا۔ مگر اس لڑکی نے خود اپنے ہاتھ سے جلتا ہوا
تیل چھاتیوں پر ڈال لیا۔ تاکہ سلطان کی نظروں سے گذر جائے۔ ایسا ہی
ہوا۔ اور سلطان نے اوسے ایک عیسائی سے نکاح پڑھا لینے کی اجازت
دیدی +

اسمٰعیل تمام لڑکوں کو اپنے پاس نہ رکھتا تھا۔ صرف وہی جن کی ماؤں
کو بادشاہ کی طبیعت پر کچھ قابو تھا۔ دربار میں رہتے۔ باقی اطفیلات فلالی
خاندان کے اصل سکون کو عام لوگوں کی طرح کاشتکاری و دہقانی کرنے کیلئے
بھیجدیئے جاتے۔ امتیاز کے لیئے ہر لڑکا ایک وزندار طلائی انگشتری جس میں
ایک بڑا موتی جڑا ہوتا پہنتا تھا۔ یہ یہودی صرافوں کے ذمہ تھا۔ کہ وہ
سلطانی حرم میں ہر پیدائش کے موقعہ پر لڑکے کے لیئے طلائی انگشتری لڑکی
کے لیئے ایک نقری زیور۔ اور زچہ کے لیئے بیش قیمت اشیا نذر گذرانیں۔
الزیانی اسمٰعیل کے لڑکوں کی تعداد ۵۲۸ بتاکر لڑکیوں کی تعداد بھی اسیقدر

لکھتا ہے۔ مولائی محمد بن عبد اللہ کے عہد مین اسمٰعیل کی اولاد پانسو گھر دن مین آباد تھی۔ اور ان سب کو خزانہ شاہی سے وظیفہ ملتا تھا جسے تقسیم کرنے پر بہم عرصہ موٗرخ الزیانی ہی مامور رہا تھا۔ ڈی ال پورٹو لکھتا ہے "مین نے ۱۸۷۰ء مین اسمٰعیل کے ایک بیٹے سے پوچھا تمہارے کتنے بھائی ہین تیسرے دن اوس نے مجھے ایک فہرست دی جس مین پانسو اٹھائیس لڑکے اور تین سو بیالیس لڑکیون کے نام درج تھے۔ الغرض اسمٰعیل کی کل اولاد کی تعداد ایک ہزار سے کچھ اوپر ہی تھی۔ اس موٗرخ کا بیان ہے کہ اسمٰعیل کے جانشین کے پاس ایک دن کے بیٹے ایک بیوی کے حساب سے کل تین سو ۶۵ بیبیان تھین۔ میراٹ اسمٰعیل کی بیگمات کی تعداد بارہ سو بتاتا ہے۔ ایک فرنچ سیاح سیران ڈی لالو لکھتا ہے کہ میری سہ ماہ اقامت کے زمانہ مین اسمٰعیل کے ہان چالیس بچے پیدا ہوئے پیلو کا بیان ہے کہ اسمٰعیل کے محل مین ایک وقت بارہ سو یا دو ہزار عورتین کبھی نہین ہوئین۔ ہر وقت تخمیناً تین سو کی اوسط رہتی تھی۔ جن سے نوسو لڑکے اور دو سو لڑکیان پیدا ہوئین۔ . . . .

. . . .

پیلو سلطانہ لالہ . . . .

زیدانہ کے محل مین عرصہ دراز تک غلام کی حیثیت مین رہا تھا۔ لالہ زیدانہ چار منکوحہ بیبیون مین سے تھی۔ وہ دوغلی نسل کی تھی۔ اور ولیعہد زیدان کی مان ہونے کے علاوہ اسوجہ سے بھی اوسے . . . . اپنے خاوند پر بڑا اقتدار حاصل رہا کہ وہ اوسے ہمیشہ خوبصورت کنیزین پیش کرتی رہتی تھی۔ زیدان کی ہلاکت کے واقعہ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اسے بحالت نشہ اس کی بیویون نے اسمٰعیل کے ایما مین دم گھونٹ دینے سے ہلاک کیا۔ اور پھر اُن مین سے سات عورتون کو اسمٰعیل نے قتل کی پاداش مین سزا دی کہ ان کی چھاتیان کٹوا کر یہ گوشت کھانے پر اونکو مجبور کیا گیا چھاتیان یک مرتبہ نہ کاٹی گئین۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا کاٹ کر عورتون کے منہ مین دیا جاتا رہا۔ سلطان ام الولد بیگمات کے سوا دوسری دفعہ بہت کم شاہی کنیزون کو ملتا۔ لیکن جس سے وہ ایک

دفعہ ہم بستر ہوچکا ہوتا۔ وہ دوسرون کے لیے حرام سمجھی جاتی۔

ایک دانا عورت کی اسمٰعیل کے عہد کے عجیب ترین واقعات مین ایک واقعہ یہ بھی ہے۔ صحرائی علاقہ سے ایک مقتدر خاتون جسے ملکہ بلقیس ثانی کہنا چاہیے اسمٰعیل سے طاقت آزمائی کے لیے مراکو کیطرف بڑھی۔ اسمٰعیل لشکر لیکر اس کے مقابلہ کو گیا۔ خاتون نے کہلا بھیجا کہ اگر اسمٰعیل مبازرت مین اس پر غالب آجائے تو وہ معہ قبیلہ کے تابع و محکوم ہوجائیگی۔ اسمٰعیل نے اس شرط کو مان لیا۔ اور دونون مین نیزہ سے مبازرت ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ سلطانی حرم مین داخل ہوگئی۔ اور اس کی فوج اپنے ملک کو واپس چلی گئی۔ ایک اور اسی قسم کا واقعہ قابل ذکر ہے۔ مولائی اسمٰعیل کا بیٹا زیدان باغی ہونے کے بعد روپوش ہوگیا۔ اسمٰعیل نے اوسے اپنے مامن سے باہر نکل آنے کی ترغیب دلانے کے لیے اپنی موت کی خبر مشہور کردی۔ اور لالہ زیدان کو فوج کی کمان پر مامور کردیا۔ مگر اہالی مراکو نے ایک عورت کی سپہ سالاری کو ایسا بُرا منایا۔ کہ عام بغاوت برپا ہوجانے کے خوف سے اسمٰعیل کو جلد اپنے تئین ظاہر کردینا پڑا۔

ایک فرنچ شہزادی کے لیے سوال } بیشک مسٹر مکلیس کا یہ خیال درست ہے کہ فی زمانا یورپین لوگون کو ان چیزون مین جو تاریخ مراکو مین ممکن الوقوع ہوسکتی تھین۔ اس سے زیادہ کوئی غیر اغلب نہ معلوم ہوگی۔ کہ مراکو کا کوئی سلطان کسی یورپین شہزادی کے ازدواج کا متمنی ہو۔ مسٹر مکلیس نے خواہ کسی وجہ سے یہ کلمہ لکھا ہو۔ ہم اس کے ساتھ بدین توجیہ اتفاق کرتے ہین۔ کہ بلاد مشرق کے مسلمان سلاطین عیسائی شہزادیون کے خود بہت کم ملتجی ہوتے رہے ہین۔ جسقدر عیسائی شہزادیان مسلمان فرمانروایون کے ازدواج مین آئی ہین۔ ان مین سے نوے فی صدی کو خود ان کے باپ ان سلاطین کو خوش کرنے کے لیے خود بخود ان کے نکاح مین دیدیا کرتے تھے۔ حتی کہ صلاح الدین اور رچرڈ کی بیوہ بہن ملینا کی شادی کردینے کی تجویز کے متعلق صلاح الدین کی طرف سے کوئی ایما نہ ہوا تھا۔ رچرڈ نے خود ہی یہ تجویز

پیش کی تھی۔ زمانہ حال کے کئی واقعات بھی اس متکبرانہ ریمارک کی تردید و تکذیب کر رہی ہیں مسلمان تو پھر بھی اہل کتاب اور زمانہ انحطاط و زوال میں بھی ایک تہائی دنیا کے مالک ہیں۔ افریقہ کے وحشی و کندہ ناتراش سرداروں اور امیروں کے ساتھ ہم اس انیسویں صدی مسیحی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز میں کئی یوروپین عالی جاہ مخدرات کو بڑے اصرار و تقاضا سے ان سرداروں کو مجبور کرکے نکاح کرتا دیکھ رہے ہیں مسٹر میکنس کو یہ ریمارک لکھتے وقت فرانس کے ایک شاہزادہ کی امریکن بیوی پرنسس ڈی شاہین اور جنوبی افریقہ کے حبشی بادشاہ لوبنگولا کے بھائی کی انگریز بیوی کا قصہ غالباً یاد نہ ہوگا۔ اس بحث کو چھوڑ کر پھر سلسلہ سخن شروع کیا جاتا ہے۔

مسٹر ممدوح لکھتا ہے گو یہ امر کیسا غیر اغلب معلوم ہوتا ہم مولائی اسمٰعیل کی ذات میں ایسا سلطان پایا جاتا ہے۔ سید عبداللہ بن عیسٰی مراکشی امیرالبحر پر جو لوئی چہاردہم کے دربار میں بحیثیت سفیر مامور تھا۔ بادشاہ مذکور کی ناجائز بیٹی مس ڈی بلائے کے حسن جہانتاب کا جو مس ڈی لاولاری کے بطن سے تھی۔ اور بعد میں شہزادہ ڈی کونٹی کی بیوی ہوئی۔ ایسا جادو چل گیا کہ سفیر مذکور نے فوراً اپنے آقا ولی نعمت کے اس لڑکی کے حسن و جمال کی مشرح کیفیت لکھدی۔ مولائی اسمٰعیل اس خط کو پڑھکر اس دوشیزہ کے نادیدہ عاشق ہو گئے۔ اور بلاتوقف اپنے سفیر کو اسمٰعیل کے دوست پونچارٹرین کو خط یہ پیغام لکھنے کا حکم بھیجدیا کہ وہ اس لڑکی کے لیئے بادشاہ سے سوال کرے اور دوسری طرف خود بھی ایک خط نہایت دوستانہ پیرایہ میں لوئی کیطرف لکھدیا۔ جس میں اس معاملہ کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اس میں معمولی مشرقی طرز کے لمبے چوڑے القاب اور تعریفی جملے اور فقرات لکھنے کے بعد لوئی سے صرف یہ استدعا کی گئی تھی۔ کہ کچھ حمار اور چند زرہ بکتر بھیجدے۔ پونچارٹرین نے اپنے دوست کا پیغام اوسیوقت لوئی کو پہونچا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ اسمٰعیل اوسے ہر طرح کی آسائش و آرام سے رکھنے کے ساتھ یہ بھی عہد کرتا ہے کہ وہ اسے تبدیل مذہب پر کبھی مجبور نہ کریگا۔ مگر لوئی نے اختلاف مذہب

کے عذر پر اسمعیل کو داماد بنانے کی عزت حاصل کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ سید عبد اللہ وہی شخص ہے جس نے جیمز ثانی شاہ انگلستان کے ساتھ اس کی جلا وطنی کے دنوں میں فرانس میں ملاقات کرکے اس امر کا شکریہ ادا کیا تھا کہ جب وہ بحیثیت ایک قزاق کے پکڑا گیا تھا تو شاہ موصوف نے اوسے بلا زر فدیہ رہا کر دیا تھا۔ سید عبد اللہ نے میڈ مسایل بولائے کو شاہی محل میں ایک ناچ کی مجلس میں پہلے پہل دیکھا تھا۔ اور اس پہلی ملاقات میں ہی اس کے حسن و جمال کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ اس واقعہ سے شاعروں اور فسانہ نویسوں کو اپنی نازک خیالی اور بلند پروازی دکھلانیکا خوب موقعہ مل گیا۔ ۱۷۰۷ء میں بمقام کولون ایک چھوٹی سی کتاب دلفریب صورت میں بنام "کونٹس سے شہنشاہ مراکو کے عشق کی تاریخی داستان" شایع ہو گئی۔ جس میں متعدد خطوط چھاپ دیے گئے۔ اس کتاب کے مضمون کا ماحصل یہ تھا۔ کہ اسمعیل کو خاتون موصوف کے حسن و جمال کی کیفیت ایک فرنچ اسیر کی زبانی معلوم ہوئی۔ جسے سنتے ہی وہ ایسا ہی از خود رفتہ ہو گیا۔ کہ خود بھیس بدل کر اپنے سفیر کے ساتھ فرانس پہنچا یہ داستان غالبًا اوس کے زار پیٹر اعظم کے بھیس بدل کر یورپ کی سیاحت کرنے کے واقعہ سے اخذ کی گئی۔ اس زمانہ کے مشہور فرنچ شاعر جین بٹیسٹ روسو[1] نے بھی جو اسی نام کے مشہور فرنچ فلاسفر اور نویسندہ جین جیکیس[2] روسو کا ہمعصر اور میدان ہجو کا مسلم الثبوت استاد یعنی سودا ثانی تھا۔ دیگر شاعروں کے زمرہ میں شاہزادی کی شان میں جو قصیدہ لکھا۔ اس میں اس واقعہ کا اس طرح ذکر کیا کہ تیرے ناز و کرشمہ اور حسن و شمایل کے لشکر جرار نے آبنائے ہرقلیس کو عبور کرکے افریقہ کی سرزمین کو بھی فتح کر لیا ہے۔ دوسرے شعراء میں پیرنی کی نظم مقبول عام ہوئی۔ سید عبد اللہ نے پونچارٹرین کو جو خط لکھا تھا اوس نے ٹوماسی نے اپنی کتاب مسئلہ شرق کے صفحہ ۱۲ پر بجنسہ درج کر دیا ہے۔

---

[1] ۱۶۷۱ء میں بمقام پیرس پیدا۔ اور ۱۷۴۱ء میں بمقام برسلز فوت ہوا۔

[2] ۱۷۱۲ء میں بمقام جینوا سوٹزرلینڈ پیدا اور ۱۷۷۸ء میں پیرس کے قریب فوت ہوا۔

یورپ سے تعلقات یورپین فرمانرواؤن سے مولائی اسمٰعیل کے دوستانہ تعلقات کے بہت سے واقعات مین سے مندرجہ بالا معاملہ صرف ایک واقعہ ہے۔ وہ ایسا مدبّر بادشاہ تہا۔ کہ ایسے تمام تعلقات سے بہی خواہ وہ معاندانہ ہون یا دوستانہ اپنی رعایا کو یہ ذہن نشین کرانیکا کام لے لیتا کہ دیکھو ممالک غیر مین بہی میرا کیسا رعب پہیلا ہوا ہے۔ اس کی رعایا جب ہزارون عیسائیون کو اس کی قید مین دیکہتی تھی۔ جن کی حکومتین انکو چھڑانے سے عاجز یا لاپرواہ ہوتی تہین۔ تو یہ اعتقاد ان کے دلون مین اور بھی پختہ ہو جاتا تھا۔ فرانس کا مشہور مؤرخ والٹیر اپنی کتاب تاریخ لوئی چہاردہم کے باب اٹھارہ مین جو کتاب ۱۷۰۲ء مین شائع ہوئی تہی۔ لکھتا ہے "شاہ پرتگال۔ والئے ڈارمسٹاٹ۔ آتنج یو کا وزیر۔ اور کیٹس کا امیر البحر یہ سب یہانتک اس کے سامنے ذلیل ہوئے۔ کہ اس سے امداد کی التجا کرنے سے بہی دریغ نہ کیا۔ انہون نے اس وحشی سے گہوڑے اور گندم حاصل کرنے کے لیئے ہی معاہدے نہ کئے۔ بلکہ فوجی مدد کی بہی مستدعا کی۔ لیکن مولائی اسمٰعیل شہنشاہ مراکو نے جو اس زمانہ کی مسلمان اقوام مین نہایت ہی جنگ جو اور بکمال مدبّر ظالم تھا۔ ایسی شرطون پر مدد دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ جو مسیحیت کے لیئے خطرناک اور شاہ پرتگال کے لیئے باعث شرم تہین۔ اس نے بادشاہ مذکور سے اس کا بیٹا اور چند قلعے بطور کفالت مانگے۔ بنابرین معاہدہ کی تکمیل نہ ہوئی۔ اور عیسائی وحشیون (یعنی مسلمانون) کو داخل کئے بغیر اپنے ہی ہاتہون سے ایک دوسرے کو قتل و برباد کرتے رہتے تہے"

کفار کا اخراج جب مولائی اسمٰعیل بہائی کا جانشین ہوا۔ اسوقت ہسپانیہ العرائش۔ معمورہ۔ سبطہ۔ اور سپان ڈی ویلیز دی لیبن۔ پر انگریز طنجہ پر۔ اور پرتگال ہو ونہ فرانان پر قابض تھے۔ ۱۶۷۲ء مین طنجہ کے انگریز گورنر لارڈ بلاسانہ نے لارڈ ہوورڈ کو سفیر بنا کر مکناسا بہیجا۔ لیکن اسمٰعیل نے اس سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ تین برس بعد سلطان پہلے تو انگریز سفیر کی تمام درخواستون کو منظور کر لیا۔ مگر بعد مین اسے اس عذر پر منسوخ کر دیا

کہ ایک ولی اللہ نے اعتراض کیا ہے۔

اسمٰعیل کے عہد حکومت کے نوین برس اہالی مراکش نے انگریزون سے طنجہ کا بیرونی قلعہ موسومہ فورٹ چارلس جو مرشان پر واقع تھا۔ اور گرد ہیان فتح کر لین۔ دوسرے برس ۱۶۸۱ء مین ہسپانیولون سے معمورہ کو فتح کر لیا۔ اور تین برس بعد انگلستان نے خود اپنے ہی اہلکارون کی بد روشی و ستابی و خیانت و جبن اور نیز اہالی مراکش کی روز افزون مستعدی سے مجبور ہو کر ۱۶۸۴ء مین طنجہ کو خالی کر دیا۔ انگریز خالی کرنے سے پہلے اس کے قلعون و لنگر گاہ کو گرا گئے۔ یہان کے انگریز اہلکارون اور فوجی افسرون کے متعلق جو خاندان سٹوارٹ کے دربار کے بدترین مصاحبین مین سے تھے۔ اور ربما انھی عہدون پر مامور کئے گئے تھے۔ لارڈ مکالے نے رسالہ اڈنبرا ریویو جولائی ۱۸۴۳ء مین جوسف ایڈیسن کی سوانح عمری پر مضمون لکھتے ہوئے جس کا باپ طنجہ مین پادری تھا۔ اور اس نے مراکو پر دو کتابین بھی لکھی تھین نہایت بالکل سچا اور صحیح رائے بالفاظ ذیل ظاہر کی تھی:۔ "اس سے بُری حالت قیاس مین نہین آسکتی تھی۔ اور اس امر مین تمیز کرنا بہت مشکل کام تھا کہ جو بدنصیب انگریز تاجر طنجہ مین مقیم ہو گئے تھے۔ انکو وہان کی گرمی اور بارش سے زیادہ ایذا پہونچتی تھی۔ یا کہ خود اپنے ہی ملک کے ان سپاہیون سے جو شہر کی حفاظت پر مقرر اس کے اندر رہتے تھے۔ یا اہالی مراکش سے جو شہر پر باہر سے حملے کرتے رہتے تھے"۔ مسٹر میکنس لکھتے ہین "پولیٹیکل لحاظ سے انگلستان کے لیئے یہ تخلیہ بہت نامناسب موقعہ پر عمل مین۔ تمام اہالی مراکش کو بھی یقین تھا کہ انگریز محض ان کے خوف سے بھاگ گئے ہین۔ چنانچہ اسے مولائی اسمٰعیل کی نہایت شاندار فتوحات مین شمار کیا گیا۔ اس سے اس کی طاقت و قوت مین بے اندازہ اضافہ ہو گیا۔ اور ایک طرح سے تمام دنیا مین اسکی دھاک بیٹھ گئی۔ اس طرح چورون کی طرح شہر کو خالی کر کے بھاگ جانے کی بجائے انگلستان اگر کوشش کرتا۔ تو طنجہ کے عوض اسمٰعیل سے کچھ کما حقہ معاشرہ حاصل کر سکتا تھا۔ اور اس صورت مین تخلیہ کا نتیجہ بالکل ہی الٹے برآمد ہوتا"۔

اسمٰعیل کو جسوقت اس تخلیہ کی خبر پہونچی تو اس نے ...
بھرے دربار مین سربسجود ہوکر خداوندکریم کا شکریہ ادا کیا۔ اسکا ایسا کرنا
کوئی تعجب خیز امر نہ تھا۔ کیونکہ انگریزون کا طنجہ کو خود بخود چھوڑ کر بھاگ جانا
کوئی چھوٹی سی بات نہ تھی۔ اس دن سے اسمٰعیل کی نگاہ مین یورپ مین بادشاہوں
کی وقعت بہت گر گئی۔ ہسپانیہ کی نسبت وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اس پر مرد نہین۔
عورتین حکومت کر رہی ہین۔ اور شاہ انگلستان کو وہ عموماً بیبیزال یا اپنی پارلیمنٹ
کا غلام کہا کرتا تھا۔ اس کی نگاہ مین صرف لوئی چہار دہم شاہ فرانس بادشاہی
کے لقب سے پکارے جانے کے قابل تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اسکا خاندان اسوقت
سے بادشاہ چلا آتا ہے۔ جبکہ ہرقل والیئے قسطنطنیہ نے فرنگیون سے مسلمانون
کے برخلاف مدد مانگی تھی۔ اور جوانمرد ایسا ہے کہ تنہا کل یورپ[1] کا مقابلہ کر رہا
ہے۔ تاہم اس نے لوئی کے سفیر کی درخواستون کو بھی دیگر سفرار کی درخواستون پر
کوئی ترجیح نہ دی تھی۔ اور انکو بھی ستر دکر دیا تھا۔ اس سفیر کا نام سنٹ امانڈ
تھا۔ جو ۱۶۸۲ء مین مکناسا پہونچا تھا۔
ناظرین کو یاد ہوگا کہ حضرت سرور کائنات نے جو خط دیگر بادشاہون
کی طرح ہرقل کو بھیجا تھا۔ وہ ۱۳۱۰ء مین ہسپانیہ کے علاقہ اراگون کے عیسائی
بادشاہ نے سلطان محمد الناصر کے پیش کش کیا تھا۔ یہ خط ناصر کی شکست عظیم کے
موقعہ پر پھر عیسائیون کے تصرف مین چلا گیا تھا۔ مولائی اسمٰعیل نے لوئی کو اسکی تلاش
کرنے کے لیئے لکھا۔ اور اس نے تلاش بھی کرائے۔ مگر خط کا کہین سے سراغ
نہ ملا۔ ۱۶۸۹ء مین ہسپانیون سے العرائیش فتح کیا گیا۔ جس مین پانچ فرنچ
جنگی جہازون نے بھی اسمٰعیل کی فوج کو مدد دی۔ اس سے فارغ ہوکر سبطہ
کی فتح کی تیاریان بڑے پیمانہ پر شروع کی گئی۔ اور ۱۶۹۳ء مین اسکا محاصرہ
شروع کر دیا گیا۔ جو برابر ۲۶ برس ۱۷۲۰ء تک قایم رہا۔ اسمٰعیل نے اس کے
محاذ شروع شروع مین چالیس ہزار سپاہ کا کیمپ قائم کیا۔ اور پھر مکان اور

[1] لوئی چہار دہم کے حالات کافی تفصیل کیساتھ تاریخ خاندان عثمانیہ مین درج ہین۔

جہونپڑیان بناکر دس ہزار سپاہ مستقل طور پر اس کام پر لگا دی جس نے فلپ پنجم والئے ہسپانیہ نے آخر الذکر سن مین ایک شدید حملہ کرکے محولہ بالا کمپ سے نکالدیا۔ مگر اسمٰعیل اس ہزیمت کے بعد بھی سبطہ کی فتح کے عزم سے بالکل دست بردار نہ ہوا۔ کچھہ نہ کچھہ چہیڑ چہاڑ برابر قایم رکہی۔ اور جب وہ فوت ہوگیا۔ تو مراکشی فوجکی فرودگاہ کو عیسائیون کی نقل وحرکت کی دیکھہ بہال کرتے رہنے کے لیئے نگرانی کی چوکی بنادیا گیا۔ یفرانی لکہتا ہے کہ اسمٰعیل کے عہد کے شاندار اور باجبروت ہونے کے موجبات مین سے ایک بڑا باعث یہ ہے کہ اس مین سرزمین مغرب کفار کی آلودگی سے پاک ہوگئی۔ اور ان کے اغتصاب چیرہ دستی کا خاتمہ ہوگیا۔

سیاہ غلامان الموسوم بہ جیش عبید البخاری

یورپین مقبوضات کو فتح کرنے پر جو لشکر مامور کیا جاتا رہا تہا۔ اوسے خود اسمٰعیل نے ملک سے غلام جمع اور خرید کرکے مرتب کیا تہا۔ اس لشکر کی بناء کا آغاز اس طرح ہوا۔ کہ جب اسمٰعیل ابن محرز کو شکست دیکر مراکش مین داخل ہوا۔ تو وہان بہی اوس نے حسب معمول صرف آزاد باشندون سے لشکر مرتب کیئے جانیکا حکم دیا۔ یہ سنکر کاتب ابو حفص نے جس کا باپ منصور سعدی کا میر منشی تہا۔ اور اس کا خاندان قدیم سے معزز چلا آتا تہا۔ اسمٰعیل کی خدمت مین حاضر ہوکر منصور کے لشکر غلامان کا رجسٹر جو خاندان سعدیہ کے انقراض پر منتشر و پریشان ہوگیا تہا۔ پیش کر دیا۔ اسمٰعیل نے دریافت کیا۔ کیا یہ لوگ اب بہی موجود ہین۔ ابو حفص نے جواب دیا۔ ہان ان مین سے اکثر نواح مراکش مین پہیلے ہوئے ہین۔ اگر آپ حکم دین تو مین انکو جمع کرسکتا ہون۔ سلطان نے اجازت دیدی۔ جس پر ابو حفص نے ایک سال مین تین ہزار سابق و نئے غلام۔ جن مین سے کئی بدستور غلام چلے آتے تھے۔ اور کئی آزاد ہوگئے تھے۔ جمع کرکے مکناسا بہیجدیئے۔ ان مین کئی متاہل اور کئی کنوارے تھے۔ سلطان نے کنوارون کو کنیزین خرید کر ان سے بیاہ دیا۔ اور انکو اسلحہ و ملبوسات عطا کرکے فوجی قواعد سکہلانا شروع کر دیا۔ تہوڑے ہی دنون مین وہ اس لشکر کی جان نثاری اور وفاداری سے جس کا بادشاہ کی ذات کے سوا کوئی اور

والی وارث نہ تھا۔ ایسا خوش ہوا کہ اس نے ملک کے تمام حصوں سے غلامون یا آزاد شدہ سابق غلامون کی جمع کرنے کا حکم دیدیا۔ جو کل ۱۷ ہزار کی تعداد مین جمع کیے گئے سنتے ہین دہ ہزار مین بھی جسقدر کنوارے تھے سلطان نے لونڈیاں خرید کر انکا بیاہ کر دیا اور اسکو اپنا خاص مستقل لشکر قرار دیا۔ یہ سپاہ سلطان کی وفات تک نئی نسلون کے اضافہ سے ڈیڑہ لاکھ کی جمعیت تک پہونچ گئی تھی۔ یہ عبید البخاری کے نام سے پکارے جاتے ہین۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب اسمٰعیل کو اس لشکر کی مدد سے متعدد فتوحات حاصل ہوئین۔ تو اس نے عام دربار کرکے اس کے اعیان اور سردارون کو جمع کیا۔ اور صحیح بخاری کا ایک نسخہ منگوا کر اونکو دکھائین۔ اور تم سب سنت رسول اللہ کے غلام ہین۔ اور چونکہ رسول مقبول کی تمام شریعت اس کتاب مین موجود ہے۔ پس ہم پر لازم ہے کہ جس چیز کا وہ حکم کرتی ہے۔ اوسپر عمل کرین اور جس سے وہ منع کرتی ہے اس سے محترز رہین۔ اور اس کے احکام کے مطابق جدال و قتال کرین۔ اعیان لشکر نے ایسا ہی کرنے کا عہد کیا۔ جس پر اس نے انکو اس نسخہ کو اپنے پاس محفوظ اور سفر و کوچ کیوقت بنی اسرائیل کے تابوت سکینہ کیطرح کے آگے آگے رکھنے کا حکم دیا۔ جس کی آجتک تعمیل ہو رہی ہے۔ اس سے اس لشکر کا نام عبید البخاری یعنی بخاری شریف کے غلامون کا لشکر پڑ گیا۔

انجام کار اس لشکر کی خودسرکشی کی بھی کیفیت ہوگئی۔ جو خلفاء عباسیہ کے ترک غلامون کے لشکر کی۔ یا خلفاء عثمانیہ کی سپاہ ینگچری کی نہوگئی تھی سرکشی سلاطین ان کے غلام اور وہ ان کے آقا ہوگئے تھے۔ بادشاہون کا عزل و نصب اور حیات و ممات ان کی مرضی پر منحصر ہوگئی۔ اس لشکر کا جو بقیہ اس وقت بھی موجود ہے۔ اس کی بھی ابھی تک تقریباً یہی کیفیت ہے۔ وہ بادشاہ کے لیے نہ سہی ملک کے لیے اب بھی تھر سے کم نہین۔ کیونکہ وہ کسب حلال سے روزی کمانیکا ڈھب کبھی سیکھے ہی نہین۔ اور جوان ہونے پر وزارت سے لیکر پولیس کی کنسٹبلی تک کسی نہ کسی عہدہ کا اونکو ملجانا ضروری امر ہے۔ اور یہ

ظاہر ہے کہ سرکاری ملازمت میں اگر میلان طبع اسطرف ہو تو کسی نہ کسی کو نوکری
کا موقعہ ضرور ملتا ہے۔ ان غلاموں نے اس پرانے مقولہ کی صداقت کو زیادہ
وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جیسے بحیثیت خادم ان سے بہتر کوئی
نوکر نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی بحیثیت آقا و مختار ان سے بدتر کوئی مالک نہیں
ہو سکتا۔ لکھنے پڑھنے اور علم و ہنر سے تو وہ کوسوں بھاگتے ہیں۔ لیکن اسے اسمٰعیل
کی تربیت کا قصور نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ کچھ ان کی فطرت کا اور کچھ فن سپہ
گری کا۔ جس میں انسان کو عموماً بیکار رہنا پڑتا ہے۔ یا پڑتا تھا۔

ان سترہ ہزار غلاموں میں سے ۱۴ ہزار کو اس نے مکناسا کے قریب مقام
مشرع الرملہ اور باقی کو سرحد سوڈان کے قریب جدا کیمپ بنوا کر رکھا۔ اسمٰعیل
کو اس لشکر کی تربیت کا ایسا خیال تھا کہ مشرع الرملہ کے کیمپ کو وہ ہر سال ایک
دفعہ خود جا کر ضرور معائنہ کرتا۔ اور جب اس کیمپ کو قائم ہوئے گیارہ برس
ہو گئے۔ اور ان غلاموں کی پہلے سال کی اولاد عمر میں دس برس کی ہو گئی۔
تو اس نے سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں اُن کے تمام دس سالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو
مکناسا بلا کر لڑکیوں کو اپنے محل کی باسلیقہ خادمات کی نگرانی میں دیدیا۔ کہ
ان کو سینا پرونا۔ کپڑے دھونا۔ کھانا پکانا۔ اور دیگر لوازمات خانہ داری
سکھائیں۔ اور لڑکوں کو نجاروں۔ معماروں۔ اور دیگر اہل حرفہ و پیشہ داروں
میں بانٹ دیا۔ کہ انکو ہر ایک اپنا اپنا کسب سکھلائے۔ جب انکو ایک سال
اسطرح گذر گیا۔ تو خچر بانی کا کام سپرد کیا۔ کہ اینٹ پتھر۔ لکڑی ڈھویا کریں
سال بھر یہ کام کرنے کے بعد انکو چونہ پیسنے اور کنکر کوٹنے کے کام پر لگایا۔
چوتھے سال فوج کی پہلی جماعت یعنی پیدلوں میں داخل کر کے اسلحہ ان کے
ہاتھ میں دیدیئے۔ ایک سال یہ تربیت پانے کے بعد پانچویں سال انکو
گھوڑے دیدیئے۔ جن پر بلا زین سواری کر کے نیزہ بازی و دوڑ وغیرہ مختلف
کرتب سکھائے گئے۔ چھٹے برس زین بھی دیدی گئی۔ اور وہ نظام فوج میں
شامل کر لیئے گئے۔ سولہویں برس کے ختم ہونے پر سلطان ان میں سے ہر ایک
کے ساتھ مندرجہ بالا لڑکیوں میں سے ایک ایک لڑکی کو بیاہ دیا۔ اور نکاح کی

موقعہ پر دولہا کو زوجہ کے مہر کے لیئے دس مثقال سونا- اور دلہن کو پانچ مثقال عطا کرکے ان سب پر ان کے کسی بزرگ کو سردار مقرر کر دیا- اور اس سردار کو تعمیر مکان کے لیئے ایک خاص رقم عطا کر دی- پھر ان کے نام دفتر عسکریہ مین درج کرکے انکو مشرع الرملہ کو بھیجدیا- اسی طرح ہر سال نئی دہ سالہ اولاد آتی رہتی کہ پہلے چھہ برس فتح ہونے پر یہ سلسلہ قایم ہوگیا- کہ پہلے سال کی جماعت دوسرے سال کی جماعت کی جگہ لیتی- پہلی کی جگہ نئی جماعت داخل ہوتی- اور سلسلہ وار پانچویں جماعت چھٹی جماعت کی جگہ چلی جاتی- جو تعلیم کی تکمیل پر سنا ہل اور لشکر مین داخل ہوجاتی *

بقول صاحب بستان یہ عجیب اتفاق ہے کہ عباسی خلیفہ معتصم بن رشید نے جب ترک غلامون کا لشکر قایم کیا تھا- تو اس کی جمعیت بھی پہلے ٹھیک ستر ہزار ہی کی تھی-

مولائی اسمٰعیل کو اسقدر مدت دراز تک کامل اقتدار و غلبہ اسی لشکر کی طفیل حاصل رہا تھا جبکو کسی خاص قبیلہ یا مقام سے کوئی تعلق یا لگاؤ نہ تھا- جو تعلق تھا صرف اپنے بادشاہ سے- مگر اس فوجکو قابو مین رکھنے کے لیئے ایک اور بالمقابل لشکر کے موجود ہونے کی ہی ضرورت نہین- بلکہ اس امر کی بھی تھی کہ بادشاہ وقت اولوالعزم اور مستقل مزاج ہو- چنانچہ اسمٰعیل کے عہد مین وہ ایسے خودسر ہوگئے کہ اگر انکو اپنی جماعت مین سے کوئی شخص اس قابل ملتا- تو وہ باغلب وجوہ اسکو بادشاہ بناکر حکمران خاندان کو بالکل برطرف رکھدیتے- مولائی محمد سفتہ ہم آخر کار ان کی سرکشی کا بہت کچھہ تدارک کرنے مین کامیاب ہوا- جس نے ان کے حصہ کثیر کو ملک کے مختلف اقطاع کیطرف جلا وطن کر دیا-

ان غلامون مین سے دو ہزار غلام اسمٰعیل کو بلاد سوڈان کے سرحدی اور سوڈان و مراکو کے درمیانی علاقہ سے ملے تھے- صحرائے سوڈان کی جس خاتون کا اوپر ذکر ہوچکا ہے- اس نکاح بھی اسی سال ہوا تھا- جس سال یہ غلام اسمٰعیل کو ملے- مولانا احمد اس ازدواج کے واقعہ کو مسٹر میکنس سے مختلف

پیرایہ مین بیان کرتے ہین۔ مولانا موصوف لکھتے ہین۔ کہ سنہ ۱۰۸۹ ہجری مین
جبس سال دیگر حصص ملک مین غلام لشکر کے لیئے جمع کئے جا رہے تھے۔ اسمٰعیل صحرائے
سوس پر فوجکشی کرکے آقا، طاطا۔ تیغشیت شنقیط اور سرحد سوڈان تک
بڑھا گیا۔ اس مہم کے دوران مین اہالی ساحل و قبیلہ اودو دیم بربوش مغافرہ
ودی۔ ودی مطاع۔ اور جرار وغیرہ عرب قبائل معقل بیطرف سے بیشمار
وفد اظہار اطاعت و متابعت کے لیئے اس کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ انہیں
سے ہی ایک وفد کے ساتھہ سلطانہ خناثی کے والد شیخ بکار المغفری بہی مع
صاحبزادی کے آئے تھے۔ شیخ مذکور نے یہ لڑکی جو نہایت حسین اور عالمہ
و فاضلہ تھی۔ سلطان اسمعیل کے ساتھہ بیاہ دی۔ اور اسمٰعیل یہ بیوی اور دو
ہزار غلام لیکر اس مہم سے واپس لوٹا۔ مولانا عبد اللہ بن اسمٰعیل اسی صحرائے
خاتون کے بطن سے پیدا ہوا۔

انگریزی رسوخ کی تجدید

انگلستان کی خوش نصیبی مسلمہ ہے۔ تخلیہ طنجہ سے اس کے اقتدار
و رسوخ مین جو ضعف پہونچا تھا۔ چند برس بعد جبل طارق
کے لیئے سامان رسد کے معاوضہ مین اسمٰعیل کو سبطہ کے محاصرہ کے لیئے اسلحہ اور
سامان جنگ بہم پہونچانا شروع کردیا۔ تو یہ رسوخ اور بہی بڑھ گیا۔ یورپین
مؤرخین نے مولائی اسمٰعیل کی مذمت و برائی مین اگرچہ کوئی دقیقہ باقی نہین
رہنا دیا۔ مگر یہ اسی "ظالم" کی طفیل ہے کہ یورپ کے تاجر بلا تکلف و نزد جبل
طارق کے ساتھہ تجارت کر رہے ہین۔ انگلستان نے اسے تجارت کے لیئے مسدود
نہین کیا۔ یہ اس طرح ظہور مین آیا۔ کہ جب انگلستان نے مولائی اسمٰعیل سے
جبل طارق کے لیئے عمارتی مصالحہ مانگا۔ تو اس نے سوائے اس شرط کے کہ
مراکشی رعایا کو وہان تجارت کرنے کی کامل آزادی عطا کی جائے مطلوبہ مصالحہ
کے بہم پہونچانے سے صاف انکار کردیا۔ انگلستان کو مجبورًا یہ شرط ماننی پڑی
اور جب ایک کے ساتھہ رعایت کی گئی۔ تو دوسرون کے لیئے بہی اوسے قائم رکہنا
لازمی تھا۔ یہ رعایت جبل طارق کے حق مین بہی اکسیر ثابت ہوئی۔ کیونکہ
وہان اگر کچھہ دولت و ثروت پائی جاتی ہے۔ تو محض اس کے تجارتی بند

رہنے کی طفیل اگر اوسے بالکل جنگی بندر بنا دیا جاتا۔ تو وہان ملازمون کے
سوا کسی اور کا ٹھکانا ہی نہ رہتا۔

ان عہدنامون اور باہمی داد و ستد سے انگریزون کے تعلقات
مولائی اسمٰعیل سے اسقدر بڑھ گئے کہ ۱۷۲۱ء مین انگریزی سفیر مراکشی اسیرون
اور خاص طور پر بنائی گئی توڑےدار بندوقون۔ گندھک۔ بارود۔ اور
پارچہ کی معقول مقدار کے بدل مین تین سو ایک انگریز اسیر چھوڑانے پر قادر
ہوگیا۔ جن مین ۲۵ جہازون کے کپتان تھے۔

اجنبیون کے حقوق } اسی سال اب پہلی مرتبہ بروئے معاہدہ یہ شرط منوالی
گئی۔ کہ اجنبی حکومتون کو اپنی رعایا کے جان و مال اور حقوق کی حفاظت
کا استحقاق حاصل ہوگا۔ بادی النظر مین ملکی حکومت اور اس کے عمال کی بے
قانونی کارروائیون کے لحاظ سے تجارت کے قیام و رواج کے لیئے یہ شرط بلا
شبہ نہایت ضروری تہی۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ طاقتور طاقتین اسی
حقوق سے عموماً ناجائز فایدہ اوٹھاتے بلکہ اس سے ان حقوق کو عطا کرنیوالی
سلطنت کی بیخکنی کا کام لینے سے بہی دریغ نہین کرتین۔ تو مجبوراً کہنا پڑتا ہے
کہ کاش ان بادشاہون نے ملک کی تجارت کے فروغ و رواج کے مقتضیات
کو بالکل نظر انداز کردیا ہوتا۔ اور کسی اجنبی کو ایسے حقوق کا عشر عشیر بہی عطا
نہ کیا ہوتا۔ ترکی اسی دریا دلی کی طفیل صدیون سے جن مشکلات مین مبتلا
ہے۔ وہ باخبر اشخاص سے مخفی نہین۔ یہی گت بتدریج مراکو کی بنانیکی کوشش
مدتون سے جاری ہے۔ اس مین اگرچہ چندان کامیابی نہین ہوئی۔ تو اس
کی بڑی وجہ یہ نہین کہ اجنبی پوری مستعدی سے ساعی نہین۔ یا سعی کرنا
نہین چاہتے۔ بلکہ صرف اسوجہ سے کہ ریل و تار وغیرہ لوازمات کی عدم
موجودگی اور رستون کی دشوار گذاری اور غیر محفوظیت کی وجہ سے
بہت کم یورپین ساحلی علاقہ سے اندرونی علاقون کیطرف جانیکی جرات
کرسکتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر ان بھلے مانسون کی تعداد قلیل ہو
اسی قدر فتنہ برپا ہونے کے امکان ضعیف ہونگے۔

اِس رعایت کے متعلق انیسویں فصل مین بالتفصیل لکہا گیا ہے۔ مگر یہان اسقدر توضیح کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے حصول مین انگریزی سفیر کو اولاد و یہودیون کی مہربانی سے اور پہر ایک سلطانہ کی سفارش سے جسے بیش قیمت تحایف بہیجکر سفیر نے اپنا طرفدار بنا لیا تہا۔ کامیابی ہوئی تہی مسٹر میکنس لکہتے ہین کہ آجکل کی ڈپلومیسی کے مطابق یہ کارروائی نہایت عجیب معلوم ہوگی۔ لیکن مترجم کے خیال مین یہ ریمارک مسٹر ممدوح کی وسیع معلومات کے لیئے بڑا دہبہ ہے۔ یوروپین سفرا غیر یوروپین ممالک مین ہی نہین ابتک بہی ایسی تدابیر سے کام نہین لے رہے۔ بلکہ خاص یورپ و امریکہ مین بہی اسوقت تک عورتون اور منظوران نظر کی وساطت سے بہت سے کام ہر روز نکالے جاتے ہین۔ اور ایسے معاہدے یا رعائیتین حاصل نہ کیجاتی ہون۔ بڑی بڑی اہم معلومات تو ضرور حاصل کی جاتی ہین۔

اِن یہودیون کا نام معمران اور ابن عطار تہا۔ انکو مولائی اسمٰعیل پر شروع شروع مین اس طرح اقتدار حاصل ہوگیا تہا کہ اس نے اس سے کئی دفعہ روپیہ قرض لیا۔ اور ان قرضون سے اوسے حصول تخت مین بہت مدد ملی۔ معمران کے باپ یوسف نے ہی سب سے پہلے اسمٰعیل کو اس کے بہائی رشید کی وفات کی خبر پہونچائی تہی۔ اور مزید بران فوج کے لیئے جس قدر روپیہ درکار تہا۔ دیا۔ مگر جب بعد مین اس نے روپیہ کے لیئے تقاضا کیا۔ تو ایک غلام کو اوسے قتل کردینے کا ایما کردیا گیا۔ غلام نے ایک شریر گہوڑا اس پر چہوڑ دیا۔ جس نے اوسے ٹاپون سے کچل دیا۔ اس سزا سے اسمٰعیل کا غصّہ فرو ہوگیا۔ چنانچہ جب معمران نے اِس سلوک کی شکایت کی تو اسمٰعیل نے اوسے یہودیون کے ٹیکس کی محصلی پر جو بڑی فایدہ والی اسامی تہی اور ساتہہ ہی محل شاہی کی دیوانگری کے ممتاز عہدہ پر مقرر کردیا۔ اس ٹیکس کا محصل گویا یہودیون کا گورنر ہوتا ہے۔ دوسرا انتظام ہنسی مگر دراصل وزیرخارجیہ کے اختیارات رکہتا تہا۔ صلح کے معاہدون پر وہی دستخط کیا کرتا تہا۔ اور زندگی و موت کے اختیارات بہی اوسے حاصل تہے۔ مگر ایسی

وسیع وا ہم اختیارات کے باوصف یہ دونون ہی دیگر یہودیون کی طرح گھوڑے یا ٹٹو پر سوار ہونے کے مجاز نہ تھے - اور دیگر اس قسم کی پابندیون سے بھی آزاد نہ تھے - ان دونون مین باہم سخت رقابت تھی -

ایک وفادار ملازم کل سلطنت مین صرف ایک شخص ایسا تھا - جو کچھ حدتک سمعیل کو قابو مین رکھ سکتا تھا - اس کا پرانا اور ہر طرح سے آزمایا ہوا کامل وفادار وزیر قائد علی بن عبداللہ تہا - فقط وہی ایک شخص تھا - جو سمٰعیل کو رُو درو صاف صاف سچ بات کہدیتا تہا - اور اس کے سامنے دو زانو بیٹھ کر ملتجی نہ ہوتا تھا - لیکن وہ بھی اپنی منزلت کو قایم رکھنے کے لیے ہر سال گران بہا تحایف بھیجتے رہنا قرین مصلحت سمجھتا تھا - یہ سالانہ تحائف چالیس تلوار دہنڈ وریٹ، چاندی اور سبیں یا چالیس خنجر جن پر نفیس و بیش قیمت پارچات لدے ہوتے تھے - اور اسی قدر اونٹو ن پر مشتمل ہوتے تھے - قائد ندکور کا بھی ایک زبردست رقیب تھا - جس کا نام قائد محمد بن الدی عطار تھا - وہ ایک دفعہ سفیر بنا کر انگلستان بھیجا گیا تھا -

اجنبی سپاہیون کا دستہ جس زمانہ مین اجنبیون کو مندرجہ بالا استحقاق عطا کیا گیا - ان دنون مکناسا کے یہودیون کا قائد ایک انگریز نو مسلم تھا - جسکا اصلی نام کارتھا - اسمٰعیل نے یورپین نو مسلم کے بھی کئی فوجی دستے تیار کیے تھے جو جیش عبید البخاری سے بھی بڑھکر اس کے احکام و منشا کی دلی شوق اور کامل ہوشیاری و مستعدی سے تعمیل کیا کرتے تھے - پیلو جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے - کئی برس تک اُن مین سے ایک دستہ کا کمانڈر رہا تہا - اس دستہ مین چھ سو اجنبی تھے - اور اس کا ہیڈکوارٹر علاقہ شاویہ کے مقامات زنات اور تامستا مین تہا - اسمٰعیل کے پاس یوروپین غلامون یعنی اسیرون کی کسی وقت کمی نہ رہتی تھی - مراقو کے بحری لوٹیرے ان اسیرون کی جمعیت کو بڑھاتے رہتے تھے - یہ لوگ صرف دو طرح رہائی پا سکتے تھے - قبول اسلام سے - یا جب کے اون کے ممالک کے سفرا ریا پادری زرفدیہ ادا کرین - یورپ کے ممالک مین اپنے ہم قومون کو رہائی دلانے کی نیک غرض کے لیے متعدد

خیراتی انجمنین قائم ہوگئی تہین - جو زر فدیہ کے لیئے مناسب رقمین چندونسے جمع کرکے پادریون اور راہبون کے ہاتہہ مراکو کو بہیجتی رہتی تہین - زر فدیہ کی مقدار یکسان نہ تہی - بلا معاوضہ کسی کو نہ چہوڑا جاتا تہا - فرق صرف یہ تہا کہ جن اسیرون کی ملکی حکومت طاقتور ہو - اونکو تہوڑے سے فدیہ پر بہی چہوڑ دیا جاتا - اور جن کی حکومتین کمزور ہون - اون کے لیئے بہاری قیمتین مانگی اور لیجاتی تہین - اس زمانہ کے اہالی مراکش اور مغربی حکومت آج کی نسبت یورپ کی جملہ اقوام کے حالات سے بدرجہا زیادہ واقف اور ہر ایک کی نسبتی طاقت سے خوب آگاہ تہے -

بقول بعض تو ئی چہارد ہم کی تقلید مین اور بقول دیگر خود اپنی تجویز سے اسمٰعیل نے حبشی غلامون کی طرح سفید رنگ غلامون اور اسیرون کو بہی شاہی خدمت کے لیئے ان کے گرفتار کرنیوالون اور مالکون سے خرید لیا - چنانچہ پیلو اور اس کے رفقاء کو اس نے انکو گرفتار کنندگان سے فی کس دس پونڈ کے حساب سے ۱۷۱۵ء مین خرید کیا تہا - بعد مین اس نے خریداری کا دستور موقوف کرکے تمام اسیرون کو سلطانی حق قرار دیدیا - یہ غلام یا اسیر مسلمان ہونے پر جب آزاد ہو جاتے - تو ان مین سے کئی سالہا سال کے بعد بہی وطن کی کشش سے مجبور ہو کر بہاگنے کی کوشش سے دریغ نہ کرتے - اور وقتاً فوقتاً ان مین سے بعض اس کوشش مین کامیاب بہی ہو جاتے - پیلو بہی ان فراریون مین شامل ہے - ان لوگون مین سے اکثر نے وطن واپس جاکر مراکو پر کتابین لکہین - اس زمانہ کے متعلق مراکو کے حالات نسبتاً بہت زیادہ وضاحت سے یورپ مین معلوم ہونیکا باعث یہی کتابین ہین - اور چونکہ ان کے لکہنے والون سے گرفتاری کے ابتدائی زمانہ یعنی قبول اسلام سے ماقبل کے زمانہ مین معمولی غلامون کی طرح سخت محنت و مشقت لی جاتی تہی - اس کا عوض اونہون نے ان تالیفات مین سلطان اور مسلمانون کو خوب دل کہول کر تبرے سنانے اور جہان کی تمام برائیان ان کے سر تہوپنے سے لینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا -

لیکن ان فراریون کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے - اکثر دہین جنکر آباد ہوگئے - اور بہاگنے کی کوشش کا نام نہ لیا - عیسائی مؤرخ اسکی وجہ یہ بتاتے ہین - کہ منتو اترنا کامیون سے اونکو آخر تن بہ تقدیر ہونا پڑا - انکا یہ خیال غلط ہے - اصل وجہ یہ ہے کہ سلطانی مراحات - نئے تعلقات اور اولاد و عیال کچہ مدت بعد ان کو اس ملک سے ویسے ہی وابستہ کردیتے تھے - جیسے کوئی شخص اپنے اصل وطن سے ہوتا ہے - مسلمان ہو جانے کے بعد اونپر بہی نہین - کہ کسی طرح کی پہر کوئی سختی نہ ہوتی تہی - بلکہ اُن کی بڑی عزت و خاطر کی جاتی تہی - ان مین سے اگر کوئی بہاگتا تہا - تو کسی تکلیف کیوجہ سے نہین - بلکہ حب وطن کی کشش سے مجبور ہو کر اور یہ بہی عموماً نئے تعلقات کے زمانہ آغاز مین ہوتا تھا - بیگانہ ملک مین صاحب عیال و اولاد ہو جانے پر گو پچھلے تعلقات بالکل فراموش نہین ہو جاتے - اور یاد وطن قطعاً نہین بہول جاتی - لیکن یہ کشش اب ایسی مضبوط بہی نہین رہجاتی - کہ نئے تعلقات پر غالب آسکے - اسلام قبول کرلینے کے بعد یہ لوگ پھر مرتد ہو جانے کے مجاز نہ رہجاتے تہے - اہالی مراکش ایسے غیور مسلمان جو کسی زمانہ مین کل عیسائی یورپ کو مسلمان بنانے یا اس سے جزیہ لینے کا ارادہ و حوصلہ رکہتے تھے - شریعت محمدیہ کی اہتنی کو کبہی گوارا نہ کرسکتے تہے - لیکن اس کے ساتہہ ہی آزاد خیال اور صلح کل بہی ایسے تہی - کہ تاجر عیسائی ہو یا یہودی - بلا روک ٹوک ان کے ملک مین آسکتا تہا - مذہب کیوجہ سے اس کے راستہ مین کوئی رکاوٹ کبہی نہین ڈالی گئی - سلا اور تطاوین مین سینکڑون یورپین تاجر عرصہ سے مقیم چلے آتے ہین - اختلاف مذہب کی بناء پر کبہی اُن سے تعرض نہین کیا گیا - آخر الذکر مقام مین فرانس کا قونصل ان دنون مین مقیم رہتا تہا - عیسائی غلامون سے جس قسم کی شفقت بیجاتی تہی - اسکی مفصل کیفیت چودہوین فصل مین درج کی جائے گی - یہان اسیقدر اشارہ کردینا کافی ہے - کہ ان سے بالعموم مکناسا اور اس کے قرب و جوار مین شاہی عمارات پر کام لیا جاتا تہا -

تعمیرات سلطانی اسمٰعیل کو عمارت کا گویا خبط تھا۔ اس کے عہد میں تعمیر کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوا۔ ملک کا کوئی حصہ یا گوشہ اس بے انتہا شوق کی شہادت سے خالی نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جب کوئی نئی دھن آجاتی تو وہ نئی بنائی عمارت کو فوراً گرا دینے میں بھی کچھ کم مستعدی سے کام نہ لیتا تھا۔ منصور کا قصر بدیع اسی دوسرے خبط کے دوران میں گروایا گیا تھا۔ مصالحہ و مزدوری پر وہ کچھ خرچ نہ کرتا تھا۔ اول الذکر بطور ٹیکس رعایا پر باچھ دیا جاتا۔ اور مزدوری کی بجائے بیگار سے کام لیا جاتا۔ الزیانی کا بیان ہے کہ ایک وقت اس نے بیس ہزار ملکی قیدیوں یا بیگاریوں کے علاوہ یورپ کے اڑھائی ہزار یورپین اسیر سلطانی عمارات پر کام کرتے دیکھے۔ اسی مؤرخ کے قول کے مطابق اسمٰعیل نے ۷۶ قصبے یا قلعے تعمیر کرائے۔ اور ایک مرتبہ اس کا مکناسا سے لیکر تادلا تک پختہ دیوار کھنچوا دینے کا ارادہ ہو گیا۔ مکناسا کی عالی شان جامع الاخضر کا وہی بانی ہے۔ جس کا ایک بڑا دروازہ قصبہ یعنی شاہی قلعہ کی طرف اور دوسرا شہر کی آبادی کی طرف ہے۔ قصبہ کے بیس بڑے بڑے دروازے بنوائے۔ اور ہر پھاٹک کے دو طرفہ برجوں پر گران وزن تانبے کی توپیں نصب کرائیں۔ قصبہ کے میدان میں ایک نہایت وسیع تالاب تیار کرایا۔ جس میں چھوٹے چھوٹے جہاز چلائے جاتے۔ اور اس کے متصل ایک بہت بڑا تہ خانہ غلہ جمع رکھنے کے لیے بنوایا۔ مگر سب سے زیادہ شہرت جس عمارت کی ہوئی وہ اسمٰعیل کا اصطبل تھا۔ اس کی عمارت تین میل لمبی تھی۔ اور اس میں بارہ ہزار گھوڑوں کے لیے جگہ تھی۔ جن کے تھانوں میں بیس بیس بالشت کا فاصلہ تھا۔ مسٹر میکنس لکھتے ہیں کہ ہر دس گھوڑوں پر ایک حبشی غلام مامور تھا۔ اور مولانا احمد کا بیان ہے۔ کہ ہر گھوڑے کے لیے ایک مسلمان سائیس اور ایک عیسائی اسیر گراس کٹ اور اور ایک خادم مقرر تھا۔

اسمٰعیل کے زمانہ کی عمارتوں میں سے اگرچہ کئی اس کے جانشینوں کے عہد میں دوسری عمارات کا مصالحہ بن چکی ہیں۔ لیکن جو ابھی تک بدستور

کھڑی ہین۔ انکی تعداد بھی کچھ کم نہین۔ اور انکی عمارت کی پختگی اور مصالحہ کی عمدگی
کو دیکھکر عقل دنگ رہجاتی ہے۔ دیوارین کاہیکو ہین۔ سر بفلک پہاڑ ہین۔ صاحب
البستان لکھتا ہے کہ اگر تمام مسلمان بادشاہون کے آثار جمع کیئے جائین۔ تو اسمٰعیل
کی عمارتین اس مجموعہ پر بھی فوق لیجائینگی۔ ترکی اور یورپ کے جس سفیر نے
انکو دیکھا ششدر رہگیا۔ اور بیساختہ پکار اٹھا کہ یہ بنی انسان کا کام نہین
نہ دنیا کا کوئی خزانہ اُن کے لیئے مکتفی ہو سکتا تھا۔ اصطبل کے متصل اتنا ہی لمبا
ایک دلفریب باغ بنایا گیا تھا۔ محل کے تہخانہ کے اوپر اتنا بڑا گنبد بنوایا گیا
کہ اس کا ارتفاع سطح زمین سے ایک سو گز تھا۔ پچاس گز دیوارون کی اونچائی
تھی جنپہ گنبد قایم تھا۔ اور پچاس گز خاص گنبدکی بلندی تھی۔

اسمٰعیل ہر روز صبح کے بعد تمام زیر تعمیر عمارتون کا معاینہ کرنے
جایا کرتا تھا۔ اور مزدورون کو بتانے کیلیئے عموماً خود درمٹ پکڑ کر کنکر کو
کوٹنا شروع کر دیتا۔ ایسے موقع پر تمام حاضرین ہکے بکے ہو کر اس کیطرف
دیکھنے لگ جاتے۔ کہ اسے عمارت کا غضب کا شوق ہے۔ اس معاینہ کے وقت
وہ کبھی کبھی دوسرون کی تنبیہ و عبرت کے لیئے کسی نامراد مزدور کو قتل بھی
کر دیا کرتا تھا۔ اس کا مقولہ تھا کہ یہ کاریگر لوگ ایسے چوہے ہین جو تھیلے
مین بند ہون۔ اگر وہ تھیلے کو برابر ہلاتا نہ رہے۔ تو وہ اسے کتر کر بھاگ جائین
بعض اوقات وہ نیم تیار دیوار پر بھی بیٹھے ہوئے سفراء ممالک غیر کو بار
یابی کی اجازت دیدیتا۔ اور وہین اُن سے معاملات ملکی پر گفتگو کرتا۔
وہ ایسی متنوع اور مختلف الاقسام قابلیت و ذہانت کا آدمی تھا۔ کہ بادشاہی
کے علاوہ وہ اپنی افواج کا ہی سپہ سالار نہ تھا۔ بلکہ محل شاہی کے بھی ذرہ
ذرہ سے معاملات پر خود نظر رکھتا۔ اور ان کا تصفیہ کیا کرتا تھا۔ مکناسا کے
قصر شاہی پر جو اسوقت اس کی عظیم ترین یادگار ہے۔ ایک وقت بیس ہزار
آدمی اور بارہ ہزار خچر کام کرتے تھے۔ وہ اپنا مقبرہ بھی خود ہی قصر شاہی
کے قبہ مصریہ کے قریب تیار کرا گیا تھا۔ جسکی عمارت پختگی و استحکام مین
نظر نہین رکھتی۔

وفات اسمٰعیل ۸۱ برس کی پختہ عمر مین ۱۷۲۷ء کو طبعی موت سے مرا۔ اس کی وفات سے چند دن پہلے ہی قصر شاہی کے آخری نقش و نگار سے نقاش فارغ ہوئے تھے۔ مگر اس نے عمارت کا سلسلہ ختم نہ ہو گیا تھا۔ ایک عمارت کے ختم ہوتے ہی وہ دوسری عمارت شروع کرا دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اسوقت بھی ہزار دن غلام دولیو بلکیس (قصر فرعون) کے رومن کھنڈرات سے پتھرون کی بڑی بڑی سلیں مکناسا لانے پر لگے ہوئے تھے۔ جب انکو اس کے مرنے کی خبر پہنچی تو جہان جہان کوئی کھڑا تھا۔ اس نے وہین پتھرون کو راستہ مین پھینک دیا اور اس مشقت غیر منقطع سے نجات ملنے پر خدا کا شکریہ ادا کر دیا۔ مسٹر میکنس کا بیان ہے کہ اونھون نے مکناسا اور قصر فرعون کے درمیان سیلون کی ان سلون کی مسلسل قطار سو سو پچاس پچاس گز کے فاصلہ پہ بچشم خود دیکھی تھی۔ الناصری کا بیان ہے کہ عربون نے اول اول موت کی خبر پر یقین نہ کیا۔ انکو اس کی طویل العمری سے یہ یقین ہو گیا تھا کہ اسمٰعیل کو حیات جاوید کلس نہایت بیشہ اسم اعظم دستیاب ہو گئی ہے

انصاف و ادارہ عیسائی مورخ مسٹر بنیر اسمٰعیل کی نسبت یہ رائے لکھتا ہے: یہ امیر المومنین مستعد، اولوالعزم اور بدرجہ کمال مدبر و معاملہ فہم تھا۔ مگر اس نے اپنے عہد کی شان و شوکت اور ضیاء و درخشانی کو حرص و طمع و درندگی اور ظلم۔ بے انصافی اور مسلسل مظالم سے جنکی تشریح کی قلم تاب نہین رکھتا۔ اور انکی یاد کو صرف زمانہ ہی معدوم کر سکتا ہے مکدر کر دیا۔ اور اسپر سخت دھبہ لگا دیا۔ بنیر و ہنکا لی کالا ہیلیہ انکا بلاشبہ سخت نفرت انگیز ظالم اور بد معاش تھے۔ لیکن یہ بھی اس شخص کے مقابلہ مین جس کے اعمال کی مین فقط جزوی کیفیت لکھتا ہون بالکل ہیچ

لہ یہ تیونق مسن قیصر گذرے ہین نیرو چھٹا قیصر تھا۔ اوائل عمر مین وہ بڑا خوش اخلاق علم دوست اور فیاض منش تھا۔ مگر بادشاہ ہوتے ہی اسکی کایا پلٹ گئی سفاکی کی ادنیٰ مثال ہے کہ محض تماشا دیکھنے کے لیے شہر روم کو آگ لگوا دی۔ ہزارون عورتون اور خود اپنے استاد حکیم سنیکا کو قتل کرا دیا

تھے" پیلویا اس کی کتاب کا ترتیب کنندہ یہ رائے رکھتا ہے بسبب اندازہ سفاکی و سنگدلی اہلی ایا تت و قابلیت - اور اپنی رعایا کی مزاج و خاصیت کے کامل علم کی طفیل اس امیر المومنین نے ۵۵ برس کے طویل زمانہ تک اپنے تاج و تخت کو محفوظ رکھا - اور صرف موت انکو اس کے تصرف سے نکال سکی"

ان کے برعکس مسلمان مورخ بلا استثنا راس کی مدح و ثنا رمین تر زبان ہین - اور یفرنی اپنے ایک فاضل دوست[۵] کے ایک مدحیہ قصیدہ کو جو اس نے مولائی اسمٰعیل کی شان مین لکھا تھا - کامل پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھکر اور اس سے بالکل اتفاق رائے ظاہر کرکے اپنی تاریخ مین درج کرتا ہے - اس قصیدہ کے تین پہلے شعر یہ ہین - ؎

مولائے اسمٰعیل یا شمس الوری یا من جمیع الکائنات فدی لہ

ما انت الا سیف حق منتقی اللہ من دون البریۃ سلہ

من لا یرالک طاعۃ فاشد قد اعماہ عن طرق الہدیٰ ضلہ

مہر و مضربات کہ اسمٰعیل کی مہر انگریزی روپیہ کے برابر تھی - اس کی اندرونی قائمہ

---

[۵] فقیہ الادیب ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الجزونی سے مراد ہے -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۳) اور ۶۸ء مین قتل ہوا - دوسرا ظلم و ستم مین اسکا بھی باوا تھا - دریا پر پل تیار ہونیکی خوشی مین اس نے سینکڑون کو غرق کرایا تھا - علانیہ فاحشہ عورتون کو لیے ہوئے برہنہ بازارون مین پھرتا - اور اپنے خدائی کا دعویٰ کرتا - شاہی محل کے چڑیا خانہ کے درندہ جانورونکی خوراک ہی اس نے انسان کا گوشت مقرر کر رکھی تھی - وہ کہا کرتا تھا - کاش رومن قوم کا ایک سر ہوتا - کہ وہ بیک ضرب شمشیر اوسے قلم کر دیتا - چار برس کی حکومت کے بعد ۴۱ء مین ۲۹ برس کی عمر مین قتل ہوا - تیسرا ونون کا گرو کا گھنٹال نکلا - چودہ برس کی عمر مین قیصر ہوا - اسنے چھوٹی عمر مین ہی آپ ایسے حسن پسند ہوکے مردون کی بجائے حسین و جوان عورتون کا پارلیمنٹ بنایا - اور اپنے گھوڑے کو وزارت کا رتبہ عطا کرکے اپنی پرستش شروع کرا دی آخر تین ہی برس بعد ۴۱ء مین قتل ہو گیا

میں جو ٹھیک ایک انگریزی پیسے کے برابر محیط رکھتا تھا۔ "اسمٰعیل بن الشریف بن علی"، اور اس کے حاشیہ پر یہ آیت ربانی درج تھی۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ سورہ احزاب رکوع ۴۔ اس کی طلائی اشرفی کی ایک طرف متن میں "ولا الہ۔ الا مر کلہ للہ" اور حاشیہ پر "ضرب بمقر ناس حاطھا اللہ فی المسنۃ الثالث وتسعین والف"، اور دوسری طرف متن میں "اللہ حق۔ ناصر الحق المبین" اور حاشیہ پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب" نقش تھا۔

مسٹر میکنس فریقین کی رائے درج کرکے اپنی طرف سے کچھ رائے ایزاد کرنے کی بجائے مسلمان مؤرخین کے اس قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ اس امر کو خدا بہتر سمجھتا ہے۔ کہ وہ کسے اپنے کام سپرد کرتا ہے" اور بالآخر اس فقرہ پر اس کے عہد حکومت کے حالات کو ختم کرتے ہیں۔ کہ "اسمٰعیل کے زمانہ میں مراکو کی جو کیفیت تھی اسے سمجھنے کی بغیر موجودہ مراکو کی حالت کو سمجھ سکتا ناممکن ہے"۔ اسمٰعیل کے عہد کے حالات کا ذکر ختم کرنے سے پہلے جن پر میں اس کتاب کے پہلے حصہ کو ختم کردونگا۔ میں چند مزید واقعات جن کا مسٹر میکنس نے تذکرہ نہیں کیا۔ مولانا احمد کی کتاب سے درج کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔

اسمٰعیل نے لشکر غلامان کے علاوہ نواح صحرا اور سوس کے خانہ بدوش عرب قبایل سے بھی بنام جیش الودایا ایک لشکر تیار کیا تھا۔ جنکو وہ اپنی ماں کی قومیت کی وجہ سے ماموں پکارا کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ وہ حبشن نہیں بلکہ عرب تھی۔ اس قبیلہ کا ایک شخص اوسے مخکار کے وقت مراکش سے باہر بکریاں چراتا مل گیا تھا۔ اس کی سادی وضع اور طرز معاشرت اوسے بہت پسند آئی اور جب اس کا حسب نسب دریافت کیا۔ اور اوسے اپنی ماں کے قبیلہ ودایا کا آدمی پایا۔ تو دل کی کشش اور بھی بڑھ گئی۔ اور اسے حکم دیا کہ تو کل قوم میں منادی کردے۔ کہ جو میرے پاس آئیگا۔ میں اوسے عمدہ سے عمدہ کپڑا پہناؤنگا۔ اور اپنی فوج میں بھرتی کرلونگا۔ اس صلائے عام پر ہزارہا عرب قبیلہ ودایا وقبیلہ

معافرہ کے جمع ہوگئے۔

ترکی علاقہ پر یورش

صحرائے سوس کی مہم سے واپس آکر اسی سال ۱۰۸۹ھ ہجری مین مولائ
اسمٰعیل نے تلمسان کو ایکطرف چھوڑ کر ترکی مقبوضہ الجزایر کے جنوبی
علاقہ پر جو صحرا کے متصل ہے۔ حملہ کیا راستہ مین کئی عرب قبایل اس کے مطیع اور
ہمراہی ہوگئے۔ ترکی پاشا نے خبر سنکر ایک جرار لشکر معہ توپخانہ مقابلہ کے لیئے بھیجدیا
مگر چونکہ مسلمانون کی خونریزی کسے حتی الوسع بچنا چاہتے تھے۔ جب یہ لشکر اسمٰعیل
کی فرودگاہ کے قریب پہونچکر خیمہ زن ہوا۔ تو ترک سپہ سالار نے متوقعہ خونریزی
کو ٹالنے کے لیئے عجیب حکمت اختیار کی۔ وہ جانتا تھا کہ اسمٰعیل کے پاس زیادہ
تر انہی عرب قبایل کے آدمی ہین۔ جو اس نواح سے اس کے ساتھہ مل گئے
ہین۔ ذاتی فوج چندان بڑی نہین۔ اور یہ صحرائی توپ کے نام سے جاتی ہین
چنانچہ اُن کو ڈرانے کے لیئے اس نے رات کیوقت آسمان کیطرف منہ کر کے
توپون کے چلانے کا حکم دیدیا۔ یہ تدبیر پوری کارگر ہوئی۔ عرب توپون کی
آوازہ سنتے ہی ایسے ڈرے کہ اسمٰعیل کے لشکر کو چھوڑ کر بگٹٹ بھاگ گئے۔ اس کے
پاس صرف اپنی اصلی فوج ہی رہگئی جسے ترک اگر چاہتے تو باسانی فنا کر دیتے
لیکن ان کی شہامت نے گوارا نہ کیا۔ اور حملہ کرنے کی بجائے یہ پیغام دیکر
قاصد بھیجدیا کہ بنو سعد نے کبھی ترکی قلمرو مین قدم نہ رکھا تھا۔ اور تمہار
بھائی محمد بھی یہ عہد کر چکا تھا۔ اس کے خط کو پڑھ لو۔ تم بھی اُن کی آئین سے
تجاوز نہ کرو۔ اسمٰعیل کی پہلے نیت خواہ کچھہ تھی۔ اسوقت اس نے ترکون
کے اس شریفانہ پیغام کو بڑا غنیمت سمجھا۔ اور مدامی صلح کا عہد کر کے بدستور
سابق دریائے فنا کو حد فاصل قرار دیکر شہر وجدہ کے راستہ واپس لوٹ
گیا۔ اس سال کے ماہ رمضان مین اوسے اپنے تین بھائیون - حران - ہاشم
اور احمد کی سرکوبی کے لیئے جو سجلماسہ مین باغی ہوگئے تھے۔ سوس جانا پڑا
انکو شکست دیکر صحرا کی طرف بھگا دینے کے بعد جب وہ مکناسا کو واپس لوٹا
تو راستہ مین جبل درن کے کوہستانی علاقہ مین اس کی فوج کو برف باری
سے بہت نقصان پہونچا۔ اور بہت سا سامان ضایع گیا۔ ادھر کل علاقہ مین قحط

مستولی ہو رہا تہا۔ فاقہ سے تنگ آکر لشکر یون نے رعایا لوٹنا شروع کر دیا مگر شکایت پہونچنے پر اسمٰعیل نے ایسا انتظام کر دیا۔ کہ پھر کسی کو جرأت نہ ہوئی جب دہقان یہ شکایت لیکر حاضر ہوئے۔ تو اوس نے حکم دیا کہ جو لشکری فرودگاہ کی حد سے باہر ملے۔ اوسے فوراً قتل کر دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل مین اسدن تین سو سپاہی قتل ہوئے۔ اور وزیر عبد الرحمٰن کیلئے اس بدنسقی کی یاداش مین یہ حکم دیا کہ اوسے خچر کی دم سے باندہ دیا جائے۔ اور اسی طرح بندہا ہوا مکناسا تک سے جایا جائے۔ جہان پہونچنے تک اسکے پرخچے اڑگئے ہوئے تہے۔ صرف چند اعضا دم کے ساتہہ باقی رہگئے وبا کا خوف ۱۰۹۰؁ ہجری مین فاس مین وبا طاعون کے نمودار ہونے پر اسمٰعیل نے اپنے غلامون کو حکم دیدیا کہ اسطرف کے کسی آدمی کو مکناسا مین داخل نہ ہونے دین۔ چنانچہ جابجا تمام سڑکون پر اون کے پہرے بیٹھ گئے۔ جو شخص قصر یا فاس کے گرد نواح کا ہوتا۔ اوسے وہین قتل کر دیتے اور دیگر اطراف کے باشندون کو بہی آگے نہ جانے دیتے۔ الغرض جب تک طاعون دفع نہ ہوئی مکناسا کے راستے بالکل بند رہے قلعہ فورٹ چارلس اور چار متصل گڑہیان اسی سال کے ماہ محرم کے اواخر مین مسلمان لشکر نے طنجہ کے انگریزی لشکر سے فتح کی تہین۔ اس معرکہ مین انگریز تین سو پچاس اور مسلمان پچاس قتل ہوئے تہے۔ اسمٰعیل نے اسی سال عرب قبیلہ زبارہ اور قبیلہ شبانات یعنی حاج کروم کی قوم کو اصلی مساکن سے منتقل کر کے وجدہ مین بہیجدیا۔

۱۰۹۲؁ ہجری کے شروع مین جب اسمٰعیل کو خبر پہونچی کہ ابن محرز نے ترکون سے امداد کی درخواست کی ہے۔ اور انہون نے اُس کی امانت کے لیئے فوج روانہ بہی کر دی ہے۔ جو بنی برناسن اور ابن مشعل یہودی کے موضع پر قابض ہو چکی ہے۔ تو ایک طرف اس نے مراکش کے گورنر کو ابن محرز کو روکے رکہنے کی تاکید لکہہ کر دوسری طرف تلمسان کیطرف فوجکشی کر دی۔ مگر ترک اس کے آنے سے پہلے ہی اپنے علاقہ کو ہٹ گئے ہوئے تہے۔

جس پر اسمٰعیل اوہر سے مطمئن ہو کر مراکش کیطرف چلا گیا۔ اور وہان سے سوس جا کر ربیع الثانی ۱۰۹۴ھ ہجری مین ۲۵ دن کے سخت و مسلسل لڑائی کے بعد ابن محرز کو شکست دی۔ وہ اس کے بعد تارودانت کے قلعہ مین چلا گیا۔ اسمٰعیل ہی تعاقب کرتا ہوا وہان جا پہنچا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر وہ فتح ہونے مین نہ آتا۔ اور ہر روز ایسی سخت لڑائی ہوتی کہ ادہر خود اسمٰعیل اور دوسری طرف اس کا بھتیجا احمد بن محرز بہی زخمی ہونے سے نہ بچے۔ انہی دنون اسمٰعیل نے خواب دیکھا کہ وہ اور اسکا وزیر ابی العباس محمدی دونون اکیلے رہگئے ہین۔ باقی اس کا تمام لشکر غارون مین چھپ گیا ہے۔ بادشاہ کو اس خواب سے بہت فکر لاحق ہو گیا۔ مگر صبح جب وزیر مذکور سے ذکر کیا تو اس نے حضرت سرور کائنات و صدیق کے غار مین چھپنے کے واقعہ اور اس ربانی تسلی و تشفی

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ؕ

پر خیال دوڑا کر اسے بشارت آمیز بتایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور فریقین مین مصالحت ہو گئی۔

قاضیون یعنی ججون کا امتحان — مکناسہ واپس آکر اسمٰعیل نے اسی سال ۱۰۹۴ھ مین تمام اور منصفون قاضیون کو بلا کر انکا امتحان لیئے جانے کا حکم دیا۔ جو لائق ثابت ہوئے۔ اونکو اپنے عہدون پر بحال رکھا گیا۔ اور جو جاہل نکلے اونکو فاس جدید کے قیدخانہ مین بہیجدیا۔ اور معلم مقرر کر دیئے کہ اونکو احکام شریعت اور منصب قضا کے لوازمات سے آگاہ کرین۔ اس کے بعد انکو مکناسا منگوا کر بعض کو قتل کروا دیا۔ چند کو پھر جیلخانہ مین ڈالدیا۔ اور باقی ماندہ کو معزول کر کے رہا کر دیا۔ اس واقعہ کی نسبت مورخ ابو عبید اللہ اکنسوس لکہتا ہے۔ کہ قضاۃ سے غالباً جنگلی علاقہ و اقوام کے قاضی مراد ہین کیونکہ عقل اوسے باور نہین کر سکتی کہ شہرون کے قاضی کبھی ایسے نالائق ہون۔ ایک دفعہ پھر بہی تمام قاضیون کا اسیطرح امتحان لیا گیا تھا۔

قلعے کی مسٹر میکنس نے اسمٰعیل کے تعمیر کردہ قلعون کی تعداد ۷۶ لکھی ہے۔ مگر مولانا احمد انکو شمار مین ۷۶ ۔ بتا کر لکھتے ہین کہ یہ اسوقت بہی سب کے سب ملک کے مختلف حصون مین بدستور موجود ہین ٭

تقدیر کی صاحب البستان ان قلعو نکی تعمیر اور لشکر غلامان کی کثرت اور بعدیل قواعد دانی نظام کا ذکر کرنیکے بعد ازنعموص لکہتا ہے۔ کہ کاش سلطان اسمٰعیل ان قلعون کی بجائے جنگی جہاز بنواتا اور ان جہازونپر اس خوش نظام و آزمودہ کار لشکر کو لیکر ہسپانیہ پر حملہ کرتا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو با غلب وجوہ خدا کے فضل وکرم سے اس سر زمین پر پہر اسلامی جہنڈا اڑانے مین کامیاب ہوجاتا۔ مولانا احمد تقریر کو درمیان مین لاکر اس پر ریمارک کرتے ہین : بخدا یہ کلام نہایت ہی مقبول اور پسندیدہ ہے۔ لیکن انسان مختار کے تقالیب مین دراصل مجبور ہے۔ امور جاریہ کا انتظام و تصرف درحقیقت خدائے قدیر کے ہاتھہ مین ہے۔ نہ کہ اس کے سوا کسی اور کے ہاتھہ مین۔ مگر میرا یہ قول محض باالنظر الی الحقیقت ہے۔ شریعت کی طرف دیکھو تو خدا وند کریم فرماتا ہے۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل الخ۔ پس عقلے کل حال انسان کے لیے یہ کبھی جائز نہین ہوسکتا۔ کہ وہ اس تیاری و استعداد کیطرف سے غافل رہے۔ جس کے لیے شریعت اوسے حکم دیچکی ہے۔ اور کل کام تقدیر پر سونپ کر بیٹھ رہے۔ ایسی صورت مین وہ خطاکار اور شریعت اور طبیعت (یعنی فطرت انسانی) کی مخالفت کرنے والا ہوگا۔ حضرت سرور کائنات ایک اعرابی کو جس نے بر توکل اونٹنی کو کھلا چھوڑ دیا تہا اعقلہا و توکل ہرگز نوے اشتر بہ بند کا فرمان دینے سے اس مسلہ کی کافی توضیح فرما چکے ہین۔ اس مضمون پر ایک شاعر نے بہت درست لکہا ہے ؎

علے المرء ان یسعی لما فیہ نفعہ ۔ ولیس علیہ ان یساعدہ الدہر

پس اگر اسمٰعیل تیاری لشکر اور تکمیل مہمات حربیہ سے غفلت کرتا تو یہ اسکا قصور ہوتا۔ لیکن اگر موجودگی ان تمام سامانون کے اوسے ہسپانیہ پر حملہ کرنیکا خیال نہ آیا۔ تو اوسے نشان تقدیر سمجہنا پڑیگا

فتح العرائش: اس فتح کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کو اس کا پانچ مہینے تک محاصرہ رکھنا پڑا جس کے دوران میں اونہوں نے کئی سرنگیں اڑائیں۔ ایک سرنگ کے قبل از وقت پھٹنے سے ان کا اپنا ہی سخت نقصان ہوا تھا۔ بیرونی قلعوں اور شہر کے فتح ہونے پر عیسائی فوج اندرونی قلعہ میں پناہ گزین ہو گئی تھی۔ مگر چند دن بعد بتاریخ ۱۸ محرم ۱۱۰۱ھ ہجری بروز چہارشنبہ وہ بھی فتح ہو گیا۔ لڑائی سے پہلے یہاں ۳۲ سو نصرانی فوج تھی۔ ۱۲ سو قتل اور دو ہزار گرفتار ہوئے۔ اور بارود اور سامان جنگ کی کثیر مقدار کے علاوہ ۱۸۶ توپیں فاتحین کو ملیں۔ جن میں ۲۲ تانبے کی تھیں۔ اور باقی لوہے کی۔ ایک توپ مسمی قصاب ۲۵ قدم لمبی تھی۔ اور اس میں ۳۵ رطل وزن کا گولہ پڑتا تھا۔ طنجہ سے بھی مسلمانوں کو بہت سی توپیں ملی تھیں۔ جنکو اسمٰعیل نے مکناسا منگوا لیا تھا۔ انکو فاس اور قبائل غمارہ کے بیگاری چالیس دن میں وہاں سے کھینچ کر مکناسا لائے تھے۔

طنجہ و معمورہ کے بعد اس تیسرے اہم بندرگاہ کے عیسائیوں کے ہاتھ سے چھین لیے جانے پر مسلمانوں کی مسرت و انبساط کا کوئی پایان نہ رہا اور یہ زیادہ تر انہی فتوحات کی وجہ سے ہے کہ ابتک اہالی مراکش اسمٰعیل کو عظیم الشان سلطان مجاہد سمجھتے ہیں۔ اور اس کے مظالم اور دیگر کمزوریوں کو بالکل نظرانداز کر دیا ہوا ہے۔ نامی گرامی شعرا نے اس موقعہ پر بڑے معرکے کے قصیدے لکھے۔ اور جابجا خوشی کے جلسے مرتب کئے گئے۔ ادیب محمد عبدالسلام بن طیب قادری کے قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔

علی عرش دین اللہ کل العرائش   وہذا بنصر اللہ قصر العرائش

فاس کے مفتی ابو محمد عبدالواحد بن محمد الشریف بوعنانی اور قصبنا مدار ابو محمد عبدالسلام بن حمدون جسوس کے قصائد نمونتاً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

الا ابشر بہذا الفتح نور ÷ قد انتظمت بعزکم الامور
وطیر السعد نادی حیث غنی ÷ قد انشرحت لفتحکم الصدور

وضوء النصر ساعدة التہانی — ونور الفجر نحوکم یدور
وقد وافتکم البخرات طراً — وطاب العیش واتصل السرور
حمیتم بیضة الاسلام لما — بعین الحق قد حرس الثغور
وجاہدتم وقاتلتم فانتم — لدین الله اقمار تنیر
وأطلعتم صوار لکم نجوما — لدی ہیجاء صاحبہا کفور
فانت البید ریو السلم حسنا — وفی یوم الوغا الاسد الصقور
وفی ثغر العرائش قد تبدی — لقدرکم علی الشعری الظہور
لقد کان الملوک فساد مولی — ورامونا دیار لہا نفور
فلما جئتہا القاوت وقالت — الیک بحق مولانا المصیر
ملکت قیاد عزتہا بذل — مما اثنی الحصار ولا الحبور
قہرتہم بابطال ضخام — علی الہیجا کلہم جسور
فکم راس من الکفار مہدی — قطیع الراس مجرور یخور
وکم منحر قلادتہ رماح — وسن الرمح مرکزہ النحور
وکم اسری وکم قتلی بارض — وکم جرحی دماؤہم کفور
تمر بہا الطیور فتنتقیہا — وبات الذئب وہو لہا شکور
واضحی الناس کلہم تنادی — علی طرب وما شربت خمور
فبشراکم بہذا الفتح نور — وبشراکم بما منح الغفور
بہ زادت مآثرکم علوا — وقد عظمت بہ لکم الاجور
الا یا معشر الکفار ہذا — یقینکم ولیس لہ فتور
الا یا اہل سبتة قد اتاکم — بسیف الله سلطان وقور
اذا ما جار سبتة فی عشی — تنادیہ اذا کان البکور
ودہران تنادی کل یوم — متی یاتی الامام متی یزور
متی یاتی ویفتحہا سریعا — ویلحق اہلہا منہ ثبور
فی ہزمہم ویقتلہم ویسبی — وسیف الحق فی یدہ ینور
ابا مولای قم وانہض وشمر — لاندلس فانت لہا الامیر

وجاہدہم وحاربہم و فرق   جموعہم فمزقہم النصیر
ولا منع بفضل اللہ منہا   کما قد قیل یراد بحور
لسان الحال ینشد کل یوم   ومعنی الحال تفہمہ الصدور
بقرطبۃ تنال المجد طرا   ویأتی العز والملک الکبیر
وذا الکم بعون اللہ سہل   ومن برکاتکم امر یسیر
ایا مولای اسمعیل ہذا   عبیدکم الضعیف المستجیر
ینادیکم ینادیکم ویدعو   دعاء لا تغیبہ الدہور
فیا رب البریۃ یا الٰہی   ویا رحمٰن یا نعم المجیر
اثب ہذا الامیر بکل خیر   ولا تجعل تجارتہ تبور
وابق الملک فیہ وفی بنیہ   ولو کرہت زیوا و عمرو
ونحن رعیۃ نرجوا ہنا   وبالسلطان تنتظم الامور
علیکم من عبیدکم سلام   مدی الدنیا یصحبہ العبیر
یعم جنابکم ما قال صب   الا ابشر بہذا الفتح نور

دوسرا قصیدہ

رفعت منازل سبتۃ اقوالہا   تشکوا الیکم بالذی قد نالہا
مع بادس وبریجۃ فتطلقوا   وتنبہوا کی تسمعوا تسألہا
یا ابن النبی الہاشمی محمد   قل یا امیر المؤمنین انا لہا
فلقد قضیتم لامرائش حاجۃ   مع طنجۃ فاقضوا الذی آمالہا
عار علیکم ان تکون اسیرۃ   بجوارکم وجنودکم تغزی لہا
ان لم تکونوا خذین ثبارہا   من ذا یفک من الوثاق حبالہا
لا تسمعن من جاہل ومثبط   ومصحب من جہلہ احوالہا
ان الذین تقدموا قد جاہدوا   بنفوسہم وبما لہم امثالہا
فتملکوا املاکہا ودیارہا   وتقسموا اموالہا ورجالہا
فابعث لہا اہل الشجاعۃ عاجلا   حتی تراہم نازلین حبالہا

واللہ معصم بمونتہ و معونتہ کیفما تقطع بالعدا اوصالہا
وارفع لہذا الغرب رأسا انہ فی نصف ما دام العدا انوالہا
ابقاک ربی للخلافۃ عدۃ تقفو الشریعۃ موثرا افعالہا
واقبل ہدیۃ من فی نصیحۃ یبنغی الثواب ولا تقل مرقالہا

سیاہ رنگ جوتی کے اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں اسمٰعیل نے کل ملک میں سیاہ چمڑے کی جوتی پہننے کی ممانعت کرکے زرد رنگ چمڑے کی جوتیاں پہننے کا حکم صادر کیا۔ سیاہ رنگ کی جوتیاں پہننے کا رواج ملک میں اسوقت سے شروع ہوا تھا۔ جبکہ مامون نے العرائش کو ہسپانیون کے حوالہ کیا تھا فرنگیون کی دیکھا دیکھی سیاہ رنگ بوٹون کا رواج اہالی مراکش میں بھی ہو گیا۔

سبتہ کی ایک بہا ملک میں بقول غزال اب تک ایک بڑا رخنہ موجود ہی جو اسمٰعیل کی محاصر فوج کے توپخانہ کے ایک گولہ سے پڑا تھا۔ سیاح مذکور اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ ہسپانوی نصاریٰ نے اپنی قوم کی عبرت اور اسکو ہر وقت تیار و ہوشیار رکھنے کے لیئے اس رخنہ کو بدستور رہنے دیا ہے تاکہ اس کے مشاہدہ سے وہ اہالی مراکش کیطرف سے کبھی غافل و لاپرواہ نہ ہو جائیں۔ اور حزم و احتیاط کو نہ چھوڑ بیٹھیں۔

سنہ ۱۱۰۳ ہجری میں اسمٰعیل کا ترکون سے پھر بگاڑ ہو گیا۔ لیکن جلد مصالحت ہو گئی۔ لڑائی کی نوبت نہ پہنچی۔ اس نے اپنے بیٹے عبد الملک ابو عبد اللہ وزیر اور فقیہہ ابا عبد اللہ محمد الطیف الفاسی کے ہمراہ الجزائر بھیجدیا۔ جو عہدنامہ صلح کو طے کر چند ماہ بعد واپس آگئے۔

قبائل سے ہتھیار لے لیے گئے — بربر قبائل شورہ پشتی میں قدیم سے مشہور چلے آتے ہیں۔ مولا اسمٰعیل نے ان کی بار بار کی شرارت سے تنگ آکر ان کی بیخکنی کے لیئے بڑے زور و شور سے تیاریاں کیں۔ جب سامان مکمل ہو گیا۔ تو سنہ ۱۱۰۴ ہجری میں ان کے علاقہ تادلہ پر چڑھائی کر دی اس نے فوج کو متعدد دستون میں تقسیم کرکے حکم دیا۔ کہ سب دستے ایک ہی وقت چاروں طرف سے حملہ کریں۔ اس مہم میں توپخانہ کی بھی بڑی تعداد ہمراہ لیگیا

سنہ ۱۰۱۶ ہجری میں مولای زیدان فرزند سلطان نے تلمسان کیطرف ترکی علاقہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۵) ویحققط علیعلم سیدنا ان الارض وما فیہا ملک للہ تعالی لا شریک لہ والناس عبید اللہ سبحانہ وانا وسیدنا واحد من العبید وقد ملکہ اللہ عبیدہ ابتلاء وامتحانا۔ فان قام علیہم بالعدل والرحمۃ والانصاف والاصلاح فہو خلیفۃ اللہ فی ارضہ وظل اللہ علی عبیدہ ولہ الدرجۃ العالیۃ عند اللہ تعالی وان قام بالجور والعنف والکبریاء والطغیان والافساد فہو متجاسر علی مولاہ فی مملکتہ ومتسلط ومتکبر فی الارض بغیر الحق ومتعرض لعقوبت مولاہ الشدیدۃ وسخطہ والاتخفی علی سیدنا حال من تسلط علی رعیتہ یروم تملکہم لغیر اذنہ کیف یفعل بہ یوم یتمکن منہ ثم نقول ان علی السلطان حقوقا کثیرا الا تکفی بہا البطاقت ولنقتصر منہا علی ثلاثۃ ہی امہاتہا الاول جمع المال من حق وتفریقہ فی حق الثانی اقامۃ الجہاد لاعلاء کلمۃ اللہ وفی معناہ تعمیر الثغور بما تحتاج الیہ من عدد وعدۃ الثالث الانتصاف من الظالم للمظلوم وفی معناہ کف اید العادیۃ علیہم منہم ومن غیرہم وہذہ الثلاثۃ کلہا قد اختلت فی دولت سیدنا فوجب علینا بتنبیہہ لئلا یعتذر بعدم الاطلاع والغفلت فان تنبہ وفعل فقد فاز وذالک صلاح الوقت وصلاح اہلہ وسبوغ النعمۃ وشمول الرحمۃ والا فقد ادینا الذی علینا اما الامر الاول فلیعلم سیدنا ان المال الذی یجبی من الرعیۃ قاعدۃ للمصالح التی ینتظم بہا الدین وتعلق الدنیا من اہل البیت والعلماء والقضاۃ والائمۃ والمجاہدین والاجناد والمساجد والقناطر ونحو ذالک من المصالح ومثال ہو الرکاتیام لہم دیون قد عجزوا عن قبضہا الا بوکیل ومثال المدیان والسلطان ہو الوکیل۔ فان استوفی الوکیل الدین بلا زیادۃ ولا نقصان واداہ الی الیتامی عجب لہ الحب لکل فقد بری من اللوم ولم تبق علیہ تباعۃ المدیان ولا للیتیم وحصل لہ اجران اجر القبض واجر الدفع وان ہو زاد علی القدر الواجب بغیر رضی المدیان فہو ظالم لہ او نقص الیتیم من حقہ الواجب لہ فہو ظالم لہ وکذا ان ستقر فی الدیون وامسکہا ولم یدفعہا الا اربابہا فہو ظالم۔ فلیعلم سیدنا فان جباۃ مملکتہ قد جروا ذیول الظلم علی الرعیۃ فاکلوا اللحم وشربوا (باقی صفحہ ۳۳۷ پر)

پرتاخت وتاراج کی نیت سے یورش کی اور لوٹ کھسوٹ کر واپس آگیا۔ ترکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۶) الدم واتمشوا العظم وتمصوا المخ ولم یترکوا للناس دینا لادنیا ام الدنیا فقد اخذوہا واما الدین فقد فتنوہم عنہ وہذا شیٔ نلمنساہ۔ ثم ان ارباب الحقوق قد ضاعوا ولم تصل الیہم حقوقہم فعلی السلطان ان یتفقد الجباۃ ویکف ایدیہم عن الظلم ولا یغتر بکل من یزین لہ الوقت فان کثیراً من الذین یرین بہ طلاب الدنیا لا یتقون اللہ تعالی ولا یتحفظون من المداہنۃ والنفاق والکذب وفی فضل منہم قال جدہ امیر المومنین مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ المغرور من غررتموہ اہ وان یتفقد المصالح ویبسط ید الفضل علی خواص الناس من اہل الفضل والدین والخیر لیکتسب محبتہم وثناءہم ونصرہم کما قیل۔

افادتکم النعماء منی ثلاثۃ یدی ولسانی والضمیر المحجبا

وقد جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا ولہ لہم فیتمنوا غیرہ ولیطلبوا دولت اخری کما قیل

اذا لم یکن للمرء فی دولت امری نصیب ولا حظ تمنی زوالہا

وماذاک من بغض لہا غیراً نہ یرید سواہا فہو یہوی انتقالہا

ولیعلم سیدنا ان السلطان اذا اخذ اموال العامۃ ونشرہا فی الخاصۃ شید بہا المصالح فالعامۃ یذعنون ویعلمون انہ سلطان وتطیب قلوبہم بما یرون من انفاق اموالہم فی مصالحہم والا فالعکس وایضا فالسلطان نعرض للسہام الراشقۃ من دعوات المظلومین من الرعیۃ فاذا احسن الی الخاصۃ وعوامہ بالخیر والسلامۃ والبقاء فیقابل دعاء بدعاء واللہ الموفق واما الامر الثانی فقد ضاع ایضاً وذالک انہ لم یتاکد فی الوقت الاعمارت الثغور وسیدنا قد غفل عنہا فقد ضعفت الیوم غایت وحضرت بمدینۃ تطاوین ایام مولانا الرشید رحمہ اللہ۔ فکا لنا اذ آسمعوا الصریخ نہتز الارض خیلا ورماۃ وقد بلغنی الیوم انہم سمعوا صریخا من جانب البحر ذات یوم فخرجوا یسعون علی ارجلہم بایدیہم العصی والمقالیع وہذا وہن فی الدین وغرر علی المسلمین وانما جاءہم الضعف من المغارم المتقبلۃ وتکلیفہم (باقی صفحہ بعد)

عمال نے اس کی شکایت قسطنطنیہ کی جہاں ۱۱۰۸ھ ہجری میں دس آدمیوں کی سفارت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۷) الحرکات واعطار العدة کسائر الناس وعلی سیدنا ان یتفقد السواحل کلها من قلیلة الی اشتہ ویحرضهم علی الجهاد والحراسة بعد ان یحسن الیهم ویعفیهم مما یکلف به غیرهم ویترک لهم خیلهم وعدتهم ویزیدهم ما یحتاجون الیه فهم حماة بیضة الاسلام ویتحری لیمن بولیة ملک الثغور ان یکون اشد الناس رغبة فی الجهاد ونجدة فی المضایق وغیرة علی الاسلام ولا یولی فیها من تهمة مل ربطته والا اتکال علی اریکنه واللہ الموفق واما الامر الثالث فقد اختل ایضا لان المتصدین للانتصاف بین الناس فی البلدان وهم العمال وخدامهم هم المشتغلون بظلم الناس فکیف یزیل الظلم من یفعله ومن ذهب یشتکی سیقفوه الی الباب فزاد علیه فلا یقدر احد ان یشتکی فلیتق اللہ سیدنا ولیتق دعوة المظلوم فلیس بینها وبین اللہ حجاب ولیجتهد فی العدل فانه قوام الملک وصلاح الدین والدنیا۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربیٰ وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی الآیة۔ وقال اللہ تعالیٰ ولینصرن اللہ من ینصره ان اللہ لقوی عزیز۔ ثم ذکر تعالیٰ المنصورین وشروط النصر فقال الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوٰة وآتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر فضمن تعالیٰ للملوک النصر وشرط علیهم هذه الامور الاربعة فمتی اختل علیهم امر الرعیة وتسلط علیهم من یفسد علیهم الدولة فلیعلموا ان ذالک من اخلالهم بهذه الامور فکان علیهم الرجوع الی اللہ تعالیٰ وتفقد ما امرهم به ورعایة ما استرعاهم ایاه وقد اتفقت حکماء العرب والعجم علی ان الجور لا یثبت معه الملک ولا یستقیم وان العدل یستقیم معه الملک ولو مع الکفر وقد عاش الملوک من الکفرة المئین من السنین فی الملک وانتظموا لکلمة السیمة فالراحة من کل شخص لما کانوا علیه من العدل فی الرعیة واستعملاء فالعرشاهم فکیف بمن یرجوا اصلاح الدنیا والدین (قال بعض الحکماء) الملک بناء والجند اساسه واذا ضعف الاساس سقط البناء فلا سلطان الا بجند ولا جند الا بمال ولا مال الا بجبایة ولا جبایة الا بعمارة ولا عمارة الا بالعدل (باقی صفحہ آیندہ)

سلطان مصطفےٰ ابن محمد شہنشاہ روم کا خط لیکر اسمٰعیل کے پاس پہونچے۔ اس مین مولای

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۸) فالعدل اساس الجمیع وقد صنع ارسطوطالیس الحکیم للملک الاسکندر
الشکل المثمن وکتب علیہ العالم بستان سیاجہ الدولۃ الدولۃ سلطان تعضدہ السنۃ
السنۃ سیاسۃ یسوسہا الملک الملک راع یعضدہ الجیش الجیش اعوان یکفلہم
المال المال رزق یجمعہ الرعیۃ الرعیۃ عبید یتعبدہم العدل العدل مالوف وبہ صلاح
العالم۔ العالم بستان الی آخرہ (وقال صلی اللہ علیہ وسلم) کلکم مسئول عن رعیتہ
(وقال صلی اللہ علیہ وسلم) ان رجالا یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق لہم النار یوم القیامۃ
او کما قال (واذ قال صلی اللہ علیہ وسلم) ما من وال یلی ولایۃ الا جاء یوم القیامۃ
ویداہ مغلولتان فاما عدل یفکہ واما جور یوبقہ۔ وعن مولانا علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ قال رایت عمر علی قتب یعدو بہ بعیر بالابطح فقلت یا امیر المومنین این
تریز فقال بعیر من ابل الصدقۃ شرد اطلبہ فقلت اذللت الخلفاء من بعدک فقال
لا تلمنی فوالذی بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لو ان عناقا ذہبت بشاطئ الفرات
لاخذ بہا عمر یوم القیامۃ انہ لا حرمۃ لوال ضیع المسلمین ولا لفاسق روع المومنین
وقد رای رضی اللہ عنہ شیخا یہودیا یسال علی الابواب فقال ما انصفناک اخذنا
منک الجزیۃ ما دمت شابا ثم ضیعناک الیوم وامر ان یجری علیہ قوتہ من بیت المال
ولیعلم سیدنا ان اول العدل ان یعدل فی نفسہ فلا یاخذ لنفسہ من المال الا بحق
ولیسال العلماء عما یاخذ وما یعطی وعما یاتی وما یذر وقد کان بنو اسرائیل یکون فیہم
الامیر علی یدی نبی فالنبی یامرہ والامیر ینفذ لا غیر والا کانت ہذہ الامۃ المرحومۃ انقطعت
منہا النبوۃ بنبیہا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبق الا العلماء یقتدی بہم وقال
صلی اللہ علیہ وسلم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فکان حق علی ہذہ الامۃ ان
یتبعوا العلماء ویتصرفوا علی ایدیہم اخذا وعطاء ولما توفی صلی اللہ علیہ وسلم استخلف
ابو بکر رضی اللہ عنہ وکان قبل ذلک یبیع ویشتری فی السوق علی عیالہ فلما بویع اخذ
بالہ الذی للتجارۃ وذہب الی السوق علی عادتہ حتی ردہ علماء الصحابۃ وقالوا انک فی
شغل بامر الخلافۃ عن السوق وفرضوا لہ ما یکفیہ مع عیالہ وجعلوا المال علی ید امین فکان

کو ہمیشہ اہل جزائر سے برسر صلح رہنے کی تاکید و نصیحت کی گئی تھی جسے اوس نے بسر و چشم قبول کیا۔ ۱۱۱۱ھ ہجری میں اسمٰعیل نے ملک کے مختلف حصوں پر چند بیٹوں کو مامور کیا۔ مولا احمد کو تادلا کا گورنر مقرر کیا۔ اور تین ہزار غلام سپاہی اس کے ہمراہ کئے۔ مولائی عبدالملک کو ایکہزار سوار دیگر درعہ پر مامور کیا۔ مولائی محمد عالم کو تین ہزار سواروں کے ساتھ سوس بھیجا۔ مولائے مامون کو مراکش سے سجلماسہ تبدیل کیا۔ اور پانسو سوار ساتھ دیئے۔ یہ دو برس بعد فوت ہو گیا۔ تو اسکی جگہ مولائی یوسف کو مامور کیا۔ مولائے زیدان کو مشرقی علاقہ پر مقرر کیا۔ اسنے پہلے کی طرح ترکی علاقہ پہ تاخت و تاراج کرتے رہنے کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور ایک دفعہ یہ خبر ملنے پر کہ تلمسان کا ترکی گورنر عثمان پاشا کے مکان کو بھی لوٹ لیا۔ اسمٰعیل کو جو سلطان مصطفٰے سے مدامی مصالحت کا عہد کر چکا تھا۔ یہ امر سخت ناگوار گذرا۔ اور اس کی سزا میں اس نے زیدان کو گورنری سے معزول کرکے ایک دوسرے بیٹے مولائی فقیہہ کو یہاں مقرر کر دیا۔ مگر اس سے ترکوں کا رنج دور نہ ہوا۔ اور اونہوں نے جنگ کا اعلان کر دیا۔ جس پر اسمٰعیل جرار لشکر لیکر الجزائر کیطرف روانہ ہوا۔ لیکن راستہ میں پیاس سے اس کے اسقدر سپاہی ضائع ہو گئے کہ اُسے (۹۱۲ ہجری) فریق ثانی سے صلح کرکے واپس آجانا پڑا۔ مکناسا واپس آکر اس نے قائد عبدالخالق بن عبداللہ الروسی کو اس جرم کی سزا میں قتل کرا دیا کہ اس نے سلطان کے ایک غلام کو بلا اذن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۹) ہو وغیرہ فیہ سوا رأخذ منہ بما اقتضتہ الشریعۃ المطہرۃ بغیرہ وہکذا سیرۃ الخلفاء الراشدین ومن بعدہ فعلی سیدنا ان یقتدی بہولاء الفضلاء ولا یقتدی باہل الاہواء ولیسأل من معہ من الفقہاء الثقات کسیدی محمد بن الحسن وسیدی احمد بن سعید وغیرہما من العلماء العالمین الذین یتقون اللہ ولا یخافون فی اللہ لومۃ لائم فما امروہ بہ مما ذکرناہ ومما لم نذکرہ افعلہ وما نہوہ عنہ انتہی ہذہ طریقۃ النجاۃ انشاء اللہ تعالیٰ ان یرزق سیدنا توفیقا والتسدید وارشادا وتایید او ان یصلح بوجودہ البلاد والعباد وان یکسر بسیفہ اہل الزیغ والعناد۔ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین +

اپنے مکان مین داخل ہو جانے سے مشتعل ہو کر قتل کر دیا تھا۔
اسمٰعیل کے ایک بیٹے کے ہاتھ پاؤن کاٹے جانیکا واقعہ بالاجمال اوپر بیان ہوچکا ہے۔ یہ بیٹا محمد المعروف بہ عالم تھا۔ جو سوس کا گورنر مقرر کرکے بھیجا گیا تھا۔ وہ سنہ ۱۱۱۴ ہجری مین باپ سے باغی ہوگیا۔ تین برس لڑائی جاری رہی۔ جس مین فریقین سے ہزارون جانین ضائع ہوئین۔ آخر مولائی زیدان نے سرکش بھائی کو گرفتار کرکے باپ کے پاس بھیجدیا۔ جو اسوقت دارالخلافہ سے باہر وادی بہت مین مقیم تھا۔ اور یہ سزا اُسے وہین ۴۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۶ ہجری کو دی گئی تھی۔ اس کے بعد اوسے مکناسا بھیجدیا۔ جہان وہ گیارہوین دن پہونچا۔ اور پہونچنے کے ساتھ ہی اوس کی جان نکل گئی۔ بادشاہ کا بیٹا سمجھکر خود قاضی شہر نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اسے اس کے حاسدون نے اس کی بربادی کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرکے سلطان کو بھڑکایا۔ کہ قاضی نے تیرے دشمن کا جنازہ پڑھا۔ سلطان نے اس کا سختی سے جواب طلب کیا۔ قاضی نے کئی وجوہ لکھین۔ جن مین سے ایک یہ بھی کہ گو وہ بُرا تھا۔ لیکن آخر سلطان کا بیٹا تھا۔ اور اس کی تذلیل مین سلطان کی ذلت تھی۔ دوسرے جب امام حسن بصری حجاج بن یوسف ایسے ظالم جنازہ مین شریک ہو گئے۔ اور فرمایا "مجھے شرم آتی ہے کہ حجاج کے گناہون کو غفور الرحیم کے عفو و کرم سے بڑا سمجھون" تو مجھے کب لائق تھا کہ سلطان کے باغی بیٹے کو حجاج سے بھی بدتر سمجھتا +

سنہ ۱۱۱ ہجری مین انگریزون نے بحر و بر سے حملہ کرکے تین دن کے محاصرہ کے بعد جبل طارق کو ہسپانیون سے فتح کرلیا۔ ہسپانیہ کی حکومت اندرونی فساد کے انطفا مین مشغول تھی۔ اور جبل طارق مین بہت تھوڑی فوج مقیم تھی۔ بنابرین انگریزون کو بآسانی یہ فتح حاصل ہوگئی۔ اس سے بعد ہسپانیہ و فرانس نے بارہا اسے چھیننے کے لیئے زور لگایا۔ مگر کچھ پیش نہ گئی۔ اہل ہسپانیہ کو جبل طارق پر انگریزون

کا تصرف اب تک ایسا ناگوار ہے۔ کہ گو ۱۸۹۷ء کے محاربہ امریکہ سے انکی رہی سہی شوکت جاتی رہی ہے۔ اور امریکہ و بحر الکاہل کے آخری مقبوضات کیوبا۔ پورٹوریکو اور جزائر فلپائن بہی ان کے ہاتہہ جو کسی وقت کل بر عظم امریکہ کے مالک تھے۔ نکل گئے ہین۔ لیکن جبل طارق کو بمصالحت یا بزور شمشیر حاصل کرنے کی امنگ اسوقت تک ان کے دلون مین باقی ہے۔ اور خود کئی انگریز بہی اس قبضہ کے مخالف ہین۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء کے وسط مین یہ بحث تکرار شروع ہوگئی ہے۔ کہ محاربہ ٹرانسوال مین جو اکتوبر ۱۸۹۹ء سے انگلستان اور جنوبی افریقہ کی دو حقیر ریاستوں ٹرانسوال و اورنج ریور کالونی مین ہنوز (جولائی ۱۹۰۱ء) جاری ہے بمپرجس سرعت و تعمیل سے نہایت وزنی توپین بہی باسانی تمام ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے رہے ہین۔ باقی سلطنتین بہی اب بوئرون کے طریقہ پر چل کر ایسا کر سکین گی۔ اور اس صورت مین ہسپانوی چپ چاپ ایسی توپین جبل طارق کی متصلہ ہسپانوی بلندی پر لاکر ان انگریزی جہازات کو جو بندرگاہ مین موجود ہون۔ چشم زدن مین فنا کر سکین گی۔ اور جبل طارق پر اس غرض سے زیادہ تر قبضہ رکہا گیا تہا۔ کہ وہ جہازون کو محفوظ مامن کا کام دے سکتا ہے۔ پس ایسی صورت مین جبل طارق کو ہسپانیہ کے حوالہ کرکے اس سے کوئی جزیرہ اس کے بدل مین لے لیا جائے۔ اس مسئلہ کے متعلق مترجم مؤلف کتاب ترکون کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو مین مفصل بحث کر چکا ہے۔ شائقین اس کتاب کو مطالعہ کرین۔

۱۱۱۹ ہجری مین مولائی زیدان تارودانت مین جہان اس نے مولائی محمد کو گرفتار کیا تہا۔ فوت ہوا۔ اور مکناس لاکر دفن کیا گیا۔

۱۱۲۰ ہجری مین ترکون نے ساحلی قصبہ وہران ہسپانویون

سے فتح کیا۔ ۱۱۲۳ھ ہجری مین سلطان کے ایک اور بیٹے مریونصر نے سوس مین بغاوت کی اور ہلاک ہوا۔ ۱۱۲۵ھ ہجری مین حرة دخاتون، عائشہ مبارکہ زوجہ سلطان اور ام مولاابی الحسن بن اسمٰعیل فوت ہوئی۔ ۱۱۲۹ھ ہجری مین سلطان کا بیٹا ابو مروان بقصد حج حجاز کو گیا۔ ۱۱۳۰ھ ہجری مین سلطان نے تمام بیٹون کو گورنریون سے واپس بلاکر صرف مولائی احمد ولیعہد کو تا دلا مین رہنے دیا۔ اسوقت سے تمام ملک مین ایسا امن وآمان ہو گیا۔ کہ سونا اچھالتے چلے جاؤ۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ کل قلمرو مین ایک چور یا رہزن باقی نہ رہگیا۔ اس کے عہد مین عموماً بارشین بر وقت ہوتی رہین۔ اور تجارت کی بھی خوب گرم بازاری رہی صرف ۱۱۰۹ھ عیسوی مین ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ ورنہ ہمیشہ خوشحالی رہی۔ اس کے عہد مین گندم کا نرخ چھہ اوقیہ فی مد۔ جو کا تین اوقیہ فی مد۔ بھیڑ کی قیمت تین اوقیہ۔ بیل کی ایک سے لیکر دو مثقال شہد و گھی کا نرخ موزونہ دو رطل۔ اور زیتون کا چار رطل فی موزونہ رہا۔ ۱۱۳۲ھ ہجری مین سلطان نے مولائے ادریس اکبر کا جو زرہون مین دفن ہے۔ پرانا مقبرہ گرواکر نیا نہائیت عالی شان مقبرہ بنوایا۔ جو دو سال مین ختم ہوا۔ اور اسی برس مولانا ادریس اصغر بانی فاس و مدفون فاس کا بھی نیا مقبرہ ایسا بنظیر تیار کرایا۔ کہ کل شہر مین اس کے پلہ کی عمارت نہین ہے ۱۱۳۳ھ مین سبتہ کے عیسائیون نے مسلمان محاصرین کو غافل پاکر ایسی سختی سے حملہ کیا کہ ایک ہزار سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے۔ مگر جلدی مسلمانون کو ایک اور معرکہ مین ایسی فتح حاصل ہوئی کہ تین ہزار عیسائی صرف گرفتار کیے گئے۔ ۱۱۳۴ھ ہجری مین سمٰعیل کا معتبر و معتمد ترکی جرنیل غازی پاشا بن شفرا گورنر مراکش وجدہ مین فوت ہوا۔

اسمٰعیل قمری حساب سے ۵۷ برس حکومت کرکے بروز سہ شنبہ ۲۸۔ رجب ۱۱۳۹ ہجری کو فوت ہوا۔ مولانا احمد لکھتے ہیں۔ کہ فاطمی خلیفہ مصر المستنصر العبیدی کے سوا جو ساٹھ برس حکمران رہا۔ اور کسی مسلمان بادشاہ یا خلیفہ کو اتنا عرصہ حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا۔ اور جوانی سے پہلے بھی گذر تھا۔ بالفاظ دیگر اس نے حکومت سے تمتع بھی پورا پورا اٹھایا۔ اس کے برعکس المستنصر تخت نشینی کے وقت ستر برس کا بوڑھا تھا۔ مزید براں اسمٰعیل کو ابن محرز اور مولائی محمد کے معاولتون کے سوا کسی رنجیدہ واقعہ سے سابقہ پڑا۔ اور سب طرح سے اوسے خوشی و شادمانی حاصل رہی۔ اس کے برخلاف المستنصر کے عہد میں سات برس تک مصر میں ایسا خوفناک قحط مستولی رہا۔ کہ یوسف علیہ السّلام کے بعد ویسا قحط کبھی نہ پڑا تھا۔ ایک روٹی پچاس دینار کو بھی نہ ملتی تھی۔ انسان انسان کو کھا گئے۔ غلہ و چارہ کے فقدان کے باعث خلیفہ کے سوا وزراء تک کے پاس سواری نہ رہ گئی۔ اور بھوک سے انکا بھی یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے ساتھ شہر کا دورہ کرتے ہوئے کئی مصاحبین ضعف سے غش کھا کر گر پڑے۔ اسمٰعیل کی حکومت منصور مہدی کیوقت سے بھی زیادہ علاقہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ مغرب کی طرف دریا نائیگر اس کی قلمرو کی حد تھا۔ جسطرح اس کے عمارتون کے مقابل سابق سلاطین کی عمارتیں کچھ حیثیت نہ رکھتی تھین۔ اسی طرح اس کے باغون کے سامنے باغ مسرت وغیرہ کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ اس کے باغ حمریہ میں صرف زیتون کے درخت ایک لاکھ تھے۔ جن کی آمدنی حرمین شریفین کیلئے وقف تھی۔ بعد میں یہ باغ اجڑ گیا۔ لیکن سلطان مولا محمد بن عبد اللہ نے اوسے پھر آباد کرنے کا عزم کرکے باقیماندہ درختون کا شمار کرایا۔ تو زیتون کے ساٹھ ہزار درخت ابھی باقی تھے۔ سلطان محمد نے نہرون کو صاف کراکر باغ کی رونق دوبارہ تر و تازہ کردی۔ اور اسمٰعیل کیطرح اس کی آمدنی کو حرمین کیلئے وقف رکھا۔

بعض کا بیان ہے کہ اسمٰعیل مولائے احمد کو ولیعہد مقرر کر گیا۔ چنانچہ مرض الموت کے نمودار ہونے پر اُسے تاولاسے بُلا لیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرائی۔ دیگر مورخ لکھتے ہیں۔ کہ وہ جانشینی کا کوئی تصفیہ نہ کر گیا۔ اُس نے ابا العباس کاتب شاہی سے مشورہ کیا۔ کہ اُس کی رائے میں کون مناسب ہوگا۔ اُس نے جواب دیا۔ اب کوئی لائق نہیں رہ گیا۔ صرف محرز، ماموں اور محمد یہی تین لائق تھے۔ جو مرچکے ہیں۔ اسمٰعیل نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ اور کسی کو جانشین نہ مقرر کیا۔ لشکر غلامان جس کو چاہتا بادشاہ بناتا اور جسکو چاہتا ہٹاتا رہا۔

کتاب الاستقصا کے مؤلف مولانا احمد کے جد امجد سید ابو عبداللہ جو ولی کامل تھے۔ اسی کے عہد میں ۱۰۸۵ء میں فوت ہوئے۔ سنہ ۱۱۰۹ ہجری میں امساک باران سے ایسی گرانی ہوئی۔ کہ گندم کا بھاؤ فی مُد (مُد۔ ڈیڑھ صاع) ساٹھ اوقیہ تک پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے استسقاء کی نمازیں شروع کیں۔ نویں نماز پڑھے جانے پر خاطر خواہ بارش ہوگئی۔ جس سے دنوں میں ہی نرخ ۲۵۔ اوقیہ پر اُتر آیا۔

حصہ اوّل ختم شد

حصّہ دوم میں بہ تفصیل ذیل مضمون ہونگے

فہرست حصّہ سوم۔ تاریخ مراکو ÷÷÷

تاریخ خاندان عثمانیہ۔ اس کتاب میں صرف خاندان عثمانیہ کے حالات پر ہی کفایت نہیں کی گئی۔ بلکہ ضمناً کئی دیگر اسلامی سلطنتوں کے تنزل وبربادی کے حالات وواقعات اور اسباب اور یورپین پالیسی اور مشرقی مسئلہ پر بھی مفصل بحث کرنے کے ساتھ ہی اُن ضروری اوصاف اور خوبیوں کی توضیح کی گئی ہے جنکے بغیر کوئی قوم مقتدر اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ یقین ہے کہ تاریخ بالخصوص اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے اور دول یورپ اور اسلامی طاقتوں کی موجودہ وسابقہ تعلقات کے اسرار کو معلوم کرنے کے شائقین اس بسیط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں پائینگے۔ آج تک اردو میں کوئی ایسی

کتاب شائع نہیں ہوئی تھی۔ جس میں مسلمانوں کی اس واحد مقتدر سلطنت کے حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولٹیکل طاقت کو قائم رکھنے کا کام دے رہی ہے۔ ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول پر لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اوّل میں ابتدائے خاندان سے سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات ہیں قیمت ۶؎ اور دوسری میں سلطان سلیمان ثانی ۱۶۶۷ء سے لے کر حالات تا ب سلطان عبدالحمید خان ثانی شہنشاہِ حال کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جسکی قیمت ۶؎ دونوں جلدوں کی قیمت ۱۱؎ ہے۔

بست سالہ عہد حکومت۔ سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی معہ تصاویر۔ طبع چہارم۔ یہ گویا کل دنیا کی بست سالہ تاریخ ہے۔ ضخامت سات سو صفحات کے قریب ہے منصب خلافت اور تمام مسائل متعلقہ اسلامی دنیا پر بوضاحت مدلّل بحث کی گئی ہے اصل کتاب ایک انگلستان کی شاہزادی نوسگنان نے لکھی تھی۔ اڈیٹر وطن کے حواشی کی داد سرسید مرحوم ایسا جلیل القدر شخص بھی دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ صرف چند نسخے باقی ہیں۔ اور ایسی ضخیم کتاب کا جلد طبع ہونا مشکل ہے۔ قیمت ۶؎

محاربات پلیونا۔ غازی عثمان پاشا کا نام کون مسلمان نہیں جانتا۔ اون ہی کے کارناموں کی یہ مفصل تاریخ ہے جس میں ضمناً ۱۸۷۷ء کے جنگ روم و روس کے حالات بھی پلیونا کے قیامت تک یادرہنے والے معرکوں کے ہمراہ بیان کئے گئے ہیں۔ طبع جدید میں بہت ایزادی کی گئی ہے۔ ہر سہ حصہ۔ طبع سوم۔ ۱۲؎

محاربات تھسلی۔ یعنے محاربہ روم و یونان اور مارشل ادہم پاشا کے کارنامے معہ حالات جنگ سوڈان و محاربہ تیراہ وہمند و تاریخ تحریک۔ وتجویز بغداد و حجاز ریلوے۔ تین حصوں میں معہ تصاویر۔ ضخامت ہزار صفحہ کے قریب ہے۔ (طبع دوم) ۱۵؎

دختر وزیر۔ اور داستان جنگ ہزارہ۔ مولفہ مس ہملٹن لیڈی ڈاکٹر دربار کابل امیر عبدالرحمن مرحوم کے دربار و طریق انتظام اور جنگ ہزارہ۔ اور میر منشی سلطان محمد خان صاحب کے دربار کابل سے قطع تعلق ہونے کے مفصل حالات ناول کے پیرایہ میں۔ قیمت ۶؎

لاہور کا مشہور اخبار

وطن

حب الوطن من الایمان

نمونہ کا پرچہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا

عام اخباری اغراض و مقاصد کے علاوہ اسلامی۔ ملکی۔ قومی۔ فوجی زراعتی۔ تعلیمی۔ طبی۔ اور اخلاقی و تمدنی معاملات و مضامین پر بحث کرنے والا ہندوستان کا واحد اردو اخبار جس نے چند مہینوں میں ملک کے ہر طبقہ و جماعت کے باسمجھ حصہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اور اُن سے تسلیم کرا لیا ہے۔ کہ وہ فی الواقع اسم بامسمےٰ اور ملک و وطن کا سچا خادم ہے۔ یہ اخبار ہر جمعہ کی شام کو حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں طبع ہو کر دفتر حمیدیہ ایجنسی سے شائع ہوتا ہے۔

شرح قیمت
- رؤسا سے ۳ روپیہ سالانہ۔ للعہ روپیہ ششماہی
- دیگر شائقین سے للعہ روپیہ سالانہ۔ دو روپیہ آٹھ آنہ ششماہی
- کم استطاعت طلباء سے ۳ روپیہ سالانہ۔ دو روپے ششماہی

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا

المشتہر

مولوی محمد انشاء اللہ (سابق اڈیٹر اخبار وکیل) مالک و اڈیٹر اخبار وطن۔ دفتر

حمیدیہ ایجنسی و حمیدیہ سٹیم پریس